وہ ایک شخص

تحریر: فائزہ احمد

BURAQ READER

فبایٔ ال لہ ٖرب کما تکذبان،

"اور تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاوّ گئے"

وہ سفید چادر کا خوبصورت سا حجاب کیے اپنے خ وبصورت نقوش میں نرمی لیے دادا کو سورت رحمٰن کی تلاوّت سنا رہی تھی۔

دادا ابراون چادر کو اچھے سے اوڑھے ہوِے بہت دھیان اور محبت سے تلاوت سن رہے تھے۔

دادا اپتا ہے اللہ نے مجھے بھی آپکی صورت میں بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں۔

وہ قران پاک پر غلاف چڑھاتی مسکرا کر بولی۔

داداابو مسکرائے!

آپ میرے باپ ہیں،ماں ہیں،دوست ہیں،اور دادا بھی تو ہیں تو اللہ نے کتنی نعمتیں عطا کر

رکھیں ہیں مجھے آپکی صورت میں۔۔

وہ بیڈ سے اترتی قران پاک کو شیشے کی بنی شلف پر رکھتی محبت سے بولی۔

ایک اور نعمت بھی دے رکھی ہے خدا نے تمہیں جو تمہیں وقت آنے پر خود ہی محسوس ہو جائے گئی۔

دادا نیم دراز ہوتے ہوئے بولے۔

وہ کون سی؟

وہ سوالیہ انداز لیے بولی۔

کہا نا وقت آنے پر خود پتا چل جائے گئی۔

دادا کہتے ہی پاس پڑی فارسی کی کتاب اٹھا گئے۔

وہ سر جھٹکتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔

کچن میں آکر اس نے چھوٹی سی پتیلی میں ایک کپ پانی رکھا۔

وہ بڑی محویت سے ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔

جب کچن کی دہلیز پر کسی کی موجودگی کا احساس پاتے ہی وہ پلٹی تھی۔

جہاں شجاع ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اسے ہی تک رہا تھا۔

وہ گھبرائی!

کہ اسے شجاع کی نظریں اچھی نہیں لگتی تھیں۔

دادا اوپر کمرے میں ہیں۔

وہ چائے کپوں میں ڈالتی سپاٹ انداز میں بولی۔

لیکن میں تو تم سے ملنے اور بات کرنے آیا ہوں۔

وہ اسے دیکھتا ہوا بولا۔

میرے پاس فالتو ٹائم نہیں ہے شجاع بھائی۔۔

وہ طنز سے کہتی شجاع بھائی پر زور دیتی ٹرے پکڑ کر چلتی بنی۔

شجاع داڑھی پر ہاتھ پھیرتا مسکرایا۔

تمہاری یہی ادا تو پسند ہے ڈارلنگ۔۔

وہ دل میں اس سے مخاطب ہوتا ہوا اسکے پیچھے چلنے لگا۔

مجھے آپکا لڑکا ایک شرط پر ہی منظور ہو گا،

اگر وہ جھاڑو پونچھا کر لیتا ہو برتن دھو لیتا ہو کوکنگ کر لیتا ہو اور میرے آرام کا خاص خیال

رکھے اور سب سے بڑی بات وہ بہت بڑا بزنس مین ہو۔

وہ گھر آئی خواتین کے سامنے اپنا مطالبہ رکھتی انکے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھی ۔۔

شاہین بیگم نے سر پیٹ کر اسے دیکھا اور ایک نظر ان خواتین کو جو آنکھیں پھاڑے انکے بڑی بیٹی کو دیکھ رہیں تھیں۔

پناہ کمرے میں جاو، بہن جی اصل میں اسے مزاق کرنے کی عادت ہے نا تو اس لیے ہر کسی سے مزاق کرنا شروع ہو جاتی ہے۔

شاہین بیگم بیٹی سے کہہ کر ان خواتین سے مخاطب ہوئی جو چائے کے کپ رکھتیں اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔

اپنی بیٹی کو گھر ہی بٹھا رکھو بہن ،اسکے لچھن گھر بسانے والے نہیں ہیں چلو رشیدہ۔۔

بڑی عمر کی خاتون غصے سے کہتی آخرا کھڑں رشتے کروانے والی کو مخاطب کرتی ٹک ٹک کرتیں ہوئیں چلی گئیں۔

شاہین بیگم کمر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگیں جو گھبرا کر کھڑی ہوئی تھی۔

امی مجھے کیوں گھور رہیں ہیں میں نے تو بس چند شرائط ہی رکھیں تھیں انکار تو انکی طرف

سے آیا ہے ۔

وہ نیچے کی طرف دیکھتے ہوئے معصنوعی معصومیت سے ممنائی۔

پناہ! دفع ہو جاو میری نظروں کے سامنے سے۔

شاہین بیگم غصے سے چلائی تھیں اور وہ بوتل کے جن کی طرح غائب ہوئی تھی۔۔

افففف اللہ کیا بنے گا اس لڑکی کا۔

وہ صوفے پر گرتی پریشانی سے بڑبڑائی۔۔۔

جسے گھر کا کوئی کام نہیں آتا تھا سوائے لور لور پھرنے کہ اور لوگوں کے گھروں میں تانک جھانک کرنے کے۔۔

ماوی!

وہ آفس میں بیٹھی اپنے ورک کو فائنل ٹچ دے رہی تھی جب صوفیہ نے اسے پکارا جو بوس کی سیکرٹری تھی۔

ہاں!

بوس بولا رہے ہیں روم میں۔

صوفیہ طنز سے کہتی ہوئی اپنے کیبن کی طرف چلی گئی۔

وہ ہونٹ بھینچتی چادر صحیح سے اوڑھتی بے جان قدموں سے بوس کے کمرے کی طرف بڑھی۔

مے آئی کم ان،

یس!

بوس نے فائل بند کرتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

بیٹھو!

ہاشم آفندی نے اسے بیٹھنے کا شارا کیا۔

وہ ناچار بیٹھ گئی۔

ہاشم ایک سینتیس سالہ آدمی تھا جس نے ابھی شادی نہیں کی تھی وہ شہر کا جانا مانا بزنس مین تھا۔

ماوی کم پڑھی لکھی لڑکی تھی جسے کہی جاب نہیں ملی تھی لیکن ہاشم نے اسے فائنل کر دیا تھا صرف اسکا حسن دیکھ کر____ ویسے تو وہ نقاب اور حجاب اوڑھتی تھی لیکن اس دن بوس کی سیکرٹری کے ہاتھوں اس پر کافی گر گئی تھی وہ واش روم گئی جہاں وہ نقاب اتار چکی تھی

جب وہ باہر آئی تو جب اندر آتے ہاشم آفندی نے اسکا چمکتا حسن دیکھ لیا تھا تب سے ہی وہ اس پر دل و جان سے فدا تھا۔

ماویٰ انکی مشکور تھی لیکن انکی نظروں کا کیا کرتی جو ہر وقت اس کے وجود سے ہی چپکی رہتیں تھیں۔۔

مس ماویٰ علی کل آپکو میرے ساتھ پالن شہر جانا ہو گا وہاں مجھے اپنے ایونٹ کے آرگنائزر سے ملنا ہے اور ایک ڈیل فائنل کرنی ہے مینجمنٹ کا کام تم دیکھتی ہو تو تمہیں ساتھ چلنا پڑے گا____

ہاشم آفندی نے اسے دیکھتے پیپر ویٹ گھماتے ہوئے کہا۔

وہ گھبرائی۔

لیکن سر میں کیسے جا سکتی ہوں میں اپنے دادا کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتی۔

وہ پریشانی سے بولی۔

یہ میرا ہیڈک نہیں نس ماویٰ علی اگر نوکری کرنی ہے تو نوکری کی شرائط بھی مانو ورنہ گھر بیٹھ جاو۔

ہاشم آفندی نے سرد لہجے میں اسے اچھے سے باور کروا دیا تھا۔

ماوی ہونٹ بھینچتی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کر باہر چلی گئی۔۔

سر ہاتھوں میں گرائے آنکھوں میں نمی لیے وہ بے بسی سے دادا اور اپنے دوسرے رشتے داروں کے بارے میں سوچنے لگی۔۔

یار میں شادی نہیں کرنا چاہتی وہ میرا چچازاد ہے بہت ظالم اور خود پرست ہے لیکن ابو نے میری شادی اس سے طے کر دی ہے پہلے بھی ایک بیوی کو طلاق دے چکا ہے یا شاید اسکی بیوی نے زبردستی لے لی آئی ڈونٹ نو۔

عنیزہ سخت غصے سے بولی۔

تو اس میں پناہ دی ڈون آپکی کیا مدد کر سکتی ہے تمہارے ابو کے سامنے میں نہیں جاوں گئی وہ تو دو منٹ میں مجھے جھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔۔

پناہ ناک چڑھا کر بولی۔

اپنی دوست کی مدد کرو نہیں تو میری خوکشی کی زمے دار تم ہو گئی۔

عنیزہ نے غصے سے کہا۔

پناہ دی ڈون،

لڑکا ٹائپ بن کر رہتی تھی کانوں تک آتے چھوٹے چھوٹے بال چست پینٹ اس پر کھلی سی شرٹ ایک کلائی میں سرخ رومال دوسری میں تین تین واچ باندھے گردن کے گرد سلور کلر کی چین اپنے عام سے نقوش میں وہ کسی کو خاص اچھی نہیں لگتی تھی اور اسے لوگوں کی کوئی خاص پرواہ بھی تو نہیں تھی اسکی دو ہی دوستیں تھیں ایک ماویٰ دوسری عنیزہ

--

وہ ایک چھوٹی سی وادی میں رہتیں تھیں جہاں لوگوں کے گھر بالکل ایک ساتھ جڑے ہوئے تھے آسانی سے ایک گھر کی چھت سے باقی سارے گھروں کی چھت پر جایا جا سکتا تھا پناہ اور ماویٰ کا گھر ایک ساتھ تھا جبکہ عنیزہ کا تین چار گھر چھوڑ کر تھا____

یہاں کے کچھ لوگ مخلص اور کچھ بہت ہی ظالم اور کرحت تھے۔۔۔۔۔

اپنی خودکشی کا الزام اپنے اس ظالم کزن یا اپنے ابو جان پر ڈالو بی بی,

مجھ معصوم کا کیا قصور جو مجھے پھانسی پر چڑھانا چاہتی ہو ہاں۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھتی تیکھے لب و لہجے میں بولی____

پناہ بتاو میں کیا کروں، میں ارشمان کے بغیر نہیں رہ سکتی وہ تو دوبار اپنی نبض تک کاٹ چکا ہے تم جانتی ہو وہ مجھ سے کتنی محبت کرتا ہے۔

عنیزہ نے جھوٹ موٹ کے آنسو نکالتے ہوِے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ فطرتاً بہت چلاک لڑکی تھی اور اس کی اس خوبی سے کوئی آگاہ نہیں تھا وہ سب کے سامنے معصوم اور محبت کرنے والی بن کر رہتی تھی۔۔

اچھا رو تو نہیں میں کچھ کروں گئی۔

پناہ نے اسے گھورتے ہوئے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

جس پر عنیزہ مسکراتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔۔

جس پر وہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔۔

وہ سر جھکائے براون بیگ کندھے پر ڈالے سفید سٹالر سے نقاب کیے وہ پریشان سی ہاتھ سینے پر باندھے مال کے قریب سے گزر رہی تھی۔۔

جب اسکا کندھا کسی سے اچانک سے مس ہوا تھا اس کے ناک میں پڑا وائٹ کوکا ایک دم سے چمکا تھا جس سے وہ انجان تھی۔

وہ بے ساختہ سی پلٹی تھی ایک لمبے قد کا خامل شخص جس کی بیک تھی اس کی طرف وہ تیز قدموں سے چلتا اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔۔

عموماً سڑک اس وقت زیادہ تر ویران ہی ہوتی تھی،

بہت خوبصورت سی ایک خوشبو اس کے ارد گرد پھیلی تھی وہ ساکت سی وہی کھڑی رہی

جیسے اس خوشبو کو وہ پہلے سے پہچانتی ہو۔

ایک ہوا کا جھونکا ایک دم اسے چھو کر گزرا تھا جب وہ ایک دم سنبھل کر ارد گرد دیکھتی

نیچے کی طرف جاتی سڑک پر بھاگی تھی۔۔

ماوی آج اتنی دیر لگادی۔۔

وہ جیسے ہی بیگ رکھتی کچن میں آئی وہاں پہلے سے ہی موجود دادا نے اسکی طرف پلٹ کر

پوچھا۔

آج اس گھونچو بوس نے بہت پکایا ہے دادا ابو۔

وہ پانی گلاس میں نکالتی منہ بسور کر بولی۔

دادا ابو چائے کو دم لگاتے مسکرائے

۔

دادا ابو آپ ہنس رہے ہیں آپ جانتے ہیں وہ گنجا مجھے اپالن وادی لے کر جانا چاہتا ہے میں

آپ کو اکیلے کیسے چھوڑوں ایک دن کے لیے۔

وہ انکے کندھے پر سر رکھتی منہ بسور کر بولی۔۔

کیا صرف تمہیں ہی ساتھ لے کر جا رہا ہے وہ۔

وہ چائے چھان کر کپوں میں ڈالتے بولے۔

نہیں وہ تیکھی آنکھوں والی صوفیہ بھی ہو گئی۔

وہ گرما گرم چائے کا سپ لیتی ہوئی بولی۔

تو پھر چلی جاو بچے۔

وہ اسے ساتھ لے کر باہر آتے ہوئے بولے۔

وہ چھوٹے سے لون میں بیٹھتی سر ہلا گئی۔

گارڈن کے ارد گرد چھوٹی سی باونڈری بنائی گئی تھی یہاں پر تقریباً سب گھروں کے گارڈن ایسے ہی بنے ہوئے تھے سب ایک دوسرے کو چلتا پھرتا بیٹھا باآسانی سے دیکھ سکتے تھے۔

آج عشرت آئی تھی۔

دادا ابو پناہ کے گھر کی طرف دیکھتی ماویٰ سے بولے۔

وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

خیریت!

وہ فکر مندی سے بولی________

تمہارا رشتہ لے کر۔

وہ پناہ کو اس طرف آتا دیکھ کر دھیمے سے بولے۔

وہ جوابا گہری سانس بھرتی پناہ کو دیکھنے لگی جو باونڈری پھلانگتی انکے گارڈن میں کود چکی تھی

۔

ہیلو دادا ابو۔

وہ ماوی کے ہاتھ سے چائے چھینتی دادا ابو کو ایک آنکھ مارتی مسکرا کر بولی۔

ماوی نے اسے گھورا جبکہ دادا ابو مسکرائے۔

ہیلو جانی بیٹا۔

وہ بھی جوابا شرارت سے بولے۔

افففف یہ آپکی مسکراہٹ یہ پناہ ناچیز کسی دن فدا ہو جائے گئی آپ پر۔

وہ چیئر پر بیٹھتی لوفرانہ انداز میں بولی۔

جس پر ماوی نے ایک زور سے تھپڑ اس کے کندھے پر مارا۔

کیا ہے یار ایک تو تم میرے اور دادا ابو کے پیار سے جیلس بہت رہتی ہو۔

وہ ناک سکوڑ کر بولی۔

بچو آپ دونوں باتیں کرو میں زرا مغرب کی نماز ادا کرلوں۔

وہ پناہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہوئے چلے گئے۔

کیا ہوا منہ کیوں سجا ہوا ہے۔

"وہ چائے کے سپ لیتی باغور اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

کچھ نہیں یار بس ویسے ہی دل پریشان سا ہے جیسے کوئی اپنا بہت تکلیف میں ہو۔

وہ لب کاٹتی ہوئی بولی۔

ٹینشن نا لو دادا ابو بالکل ٹھیک ہیں۔

وہ کپ رکھتی ہوئی بولی۔

پناہ ایک دن کے لیے میں گھر نہیں ہوں گئی تم دادا ابو کا خیال رکھنا۔

وہ لمبے بالوں کا گول مول سا جوڑا بناتی اس سے بولی۔

ارے درفٹ منہ، بھلا یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے وہ اپنے جانی ہیں تم سے زیادہ عزیز ہیں

وہ مجھے میں اور ارشہ (چھوٹی بہن)

کل یہی سو جائیں گئی ڈونٹ وری اباوٹ اٹ۔

وہ ببل چیونگم پینٹ کی پاکٹ سے نکالتی لاپرواہ سے انداز میں بولی۔۔

اچھاپتاہے کل مسز ثریا کے بیٹے نے اپنی بہن کو بہت مارا کیونکہ وہ پاس ہی جو مسزا کبر ہیں نا انکے بیٹے کے ساتھ رات کو چھت سے پکڑی گئی ہے۔

وہ اسکے قریب جھکتی رازداری سے بولی۔

افففف لوگوں کی ٹوہ لینے کی عادت پناہ جہانگیر کی نہیں جائے گئی۔

جس پر وہ ناک سکوڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

میں کسی کی ٹوہ میں نہیں رہتی بس رات کو میں انکے گھر کڑی پکوڑا دینے گئی تھی تو ایک آدھ منٹ دروازے کے باہر رک کر سن لیں انکی باتیں اور ایک اور بات مسز جعفری کا لندن کا ٹکٹ لگ گیا ہے۔

وہ مسکرا کر جلدی سے بولی۔

افففف تم نہیں سدھروگئی۔

وہ جواباً اسے گھورتے ہوئے کہتی سامنے والے گھر کی طرف دیکھنے لگی جہاں سے مسز شفیق کی بیٹی بڑا بن ٹھن کر باہر نکل رہی تھی۔

ماویٰ اس لومڑی کا کسی نا کسی سے چکر ضرور چل رہا ہے مسز شفیق کو بتانا پڑے گا آخر کو

جوان لڑکی ہے کل کو کچھ ہو گیا تو!

وہ مسز شفیق کے گھر کی طرف جاتے ہوئے کہتی ماویٰ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

اف میری پناہ نہیں سدھرے گئی۔

وہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتی اسے دیکھنے لگی جو مسز شفیق کی بیٹی کو روک چکی تھی اب شاید وہ اسے ڈانٹ رہی تھی کیونکہ مسز شفیق کی بیٹی اسے زبردست گھوری سے نواز رہی تھی۔

اللہ اللہ یہ پناہ کسی دن ضرور پٹے گئی کسی سے۔

وہ انکی طرف قدم بڑھاتی دل ہی دل میں بولی۔۔

گاڑی سے ایک شان سے اترتا وہ ایک بہت بڑے سفید بنگلے کی طرف بڑھا تھا۔

براون آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی جیسے ان میں ستاروں کی ساری روشنی کوٹ کر ڈال دی گئی ہو۔

لمبی ناک پر ہر وقت غصہ ہی رہتا تھا وہ ہمیشہ بلیک ڈریسز ہی زیب تن کرتا تھا رنگ سیاہ تھا لیکن نقش بہت باریک اور تیکھے تھے، باریک ہونٹ ہمہ تن بھینچے ہی رہتے تھے بات کرتا تو سرد انداز میں کرتا کسی کو ایک نظر دیکھتا تو وہ کانپ کر رہ جاتا۔۔

وہ براون آنکھوں پر سے گاگلز اتارتا اندر آیا جہاں اسکا بہت خوبصورت بھائی ڈائنگ ٹیبل پر اسکا ہی ویٹ کر رہا تھا۔

آ گئے تم! یہ تمہارے گھر آنے کا وقت ہے!

کاشان علوی نے اسے دیکھتے ہوئے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

وہ ہلکی سی مسکان سے مسکرایا جس سے گالوں پر پڑتے گھڑے بڑے واضع ہوئے تھے ۔

جبکہ کاشان علوی اسکی مسکان پر نثار ہوا تھا ایسی مسکان تو سالوں بعد دیکھنے کو ملتی تھی۔

وہ جواباً اردگرد دیکھنے لگا جیسے کسی کا متلاشی ہو۔

لبی سو رہی ہے چار دن بعد آئے ہو روتی رہی ہے وہ، میری بیٹی کو پاگل کیا ہوا ہے معصوف نے۔

کاشان چائے پیتے ہوئے اسکی متلاشی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے تیکھے لہجے میں بولا ______

مرجان علوی تیکھی مسکان سے بھائی کو دیکھتا ہوا لبی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا چال میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی جیسے دائیں ٹانگ زخمی ہو ۔

مرجان اگر میری بیٹی کی نیند خراب ہوئی تو پھر یاد رکھنا تم___

کاشان علوی مصنوعی غصے سے بولا۔۔۔

اس دنیا میں دو انسان ہی تو اسے خود سے زیادہ عزیز تھے ایک بیٹی اور ایک بھائی جو اسے جان سے بڑھ کر پیارا تھا۔۔

ماویٰ!

وہ چونک کر پلٹی جہاں ہاشم فون کان سے لگائے اسی سے محاطب تھا۔

وہ گہری سانس لیتی اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

صوفیہ تم آگے بیٹھ جاو ماویٰ میرے ساتھ پیچھے بیٹھے گئ مجھے اس سے ایونٹ کے حوالے سے کچھ بات چیت کرنی ہے۔

ہاشم صوفیہ سے کہتا ہوا ماویٰ کو پیچھے بیٹھنے کا اشارا کرتا گاڑی کی طرف بڑھا۔

صوفیہ طنزیہ نظروں سے ماویٰ کو دیکھتی سر ہلاتی آگے بیٹھی۔۔

افففف یہ گنجا کب میرا پیچھا چھوڑے گا۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی پیچھلی طرف آئی۔

وہ گاڑی کے ڈور سے چپک کر بیٹھی تھی جبکہ ہاشم کی تیز نظریں اسی پر تھیں۔

وہ درود پاک کا ورد کرتی شیشے سے باہر کی دنیا دیکھنے لگی۔

ہاشم اسکی کالی آنکھیں دیکھتا ہوا مسکرایا جو کسی بھی کاجل اور میک سے آزاد تھیں۔

گاڑی پہاڑوں کے بیچ سے ہوتی ہوئی ایک بہت خوبصورت کھلے روڈ پر آئی تھی جہاں لگے ہوئے رنگ برنگے پھول ہوا سے ہلتے دیکھنے کے قابل تھے۔

وہ مسکرائی۔

نیچر اسے بہت اپیل کرتی تھی۔

وہ بہت اچھی عادات کی مالک تھی لیکن ایک اس میں بہت بری عادت تھی۔۔

وہ کالے رنگ کی کوئی چیز یوز نہیں کرتی تھی۔

وہ ایک درمیانے سائز کے ہوٹل میں لنچ کرنے رکے تھے۔

بہت ساری بائیکس بہت تیز رفتاری سے گزریں تھیں۔

ماوی ان بائیکس کو یکھنے لگی جو ایک دم سے ہوٹل کے پاس رکیں تھیں۔۔

کیونکہ ان سے سب سے آگے والی بائیک رکی تھی۔

ماوی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے انہیں دیکھ رہی تھی۔

بائیک سے اترتا وہ ہوٹل کے اندر چلا گیا تھا۔

ماویٰ اسے دیکھتی رہی جس نے ہاتھوں پر گلوز اور منہ پر ماسک پہنا ہوا تھا ماتھے پر بلیک سلکی بال بکھڑے ہوئے تھے۔

بلیک پینٹ پر بلیک ہی شرٹ پہنے وہ چہرے سے ماسک اتار چکا تھا۔

ہیں اتنا کالا۔۔

وہ برا سا منہ بناتی بڑبڑائی تھی۔

وہ رکا تھا۔

شاید اس نے سن لیے تھے اس کے منہ سے اپنے لیے ریمارکس۔

وہ ترچھی نظروں سے اسے دیکھتا ہونٹ بھینچے آگے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

ماویٰ سامنے پڑے کھانے کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

کوئی اتنا کالا کیسے ہو سکتا ہے۔

وہ روٹی کا نوالہ توڑتی خود سے بڑبڑائی۔

وہ بائیک پر بیٹھتا ماسک لگاتا جاتے ہوئے اسے دیکھنا نہیں بھولا تھا جو چہرہ جھکائے کھانا کھانے کی طرف متوجہ تھی۔۔

وہ خوبصورت آنکھوں کو سکیڑ کر اسے دیکھتا بائیک فل سپیڈ پر چھوڑ گیا تھا۔

ہاشم پیچھے والی ٹیبل پر بیٹھا تھا۔

ماویٰ نے مسکرا کر صوفیہ کو دیکھا جو برا سا منہ بناتی دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔۔

ابا حضور کیسی پروش کر رہے ہیں اس کی کیسے اسے انجان شہر میں ایک انجان آدمی کے ساتھ بھیج دیا پتا ہے کیسے کیسے حالات آج کل رونما ہو رہے ہیں۔

عشرت جہاں نے تیکھے لہجے میں اپنے سامنے بیٹھے سسر کو سنایا۔

میری ماویٰ اللہ اور اسکے رسول کی پناہ میں ہے ویسے بھی ہم نے اپنے پیٹ تو بھرنے ہے اس کے لیے ہاتھ پیر مارے جاتے ہیں اب رزق آسمان سے تو اترے گا نہیں۔

غفور صاحب سپاٹ انداز میں بولے۔

عشرت جہاں نے دانت پیسے۔

تو شادی کر دیں اسکی ہم تو آپ کو رکھنے کے لیے راضی ہیں لیکن اس منحوس کو میں اپنے گھر کی دہلیز تک نا آنے دوں۔۔

عشرت نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

کل تو تم اسکے لیے رشتہ لائی تھی اپنے بیٹے کا۔

غفور صاحب طنز سے بولے۔

وہ تو بیٹے نے خودکشی کی دھمکی دی تھی ورنہ اس بیوہ کو اپنی بہو بناوں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کم سے کم میری زندگی میں تو نہیں۔

عشرت نے سر جھٹک کر کہا۔

غفور صاحب اسے تاسف سے دیکھتے سر جھٹک کر رہ گئے۔

میری بیٹی کو رشتوں کی کمی نہیں ایک سے بھر ایک ملے گا اگر وہ بات نا ہوتی تو اب تک اسکی شادی کر چکا ہوتا۔

غفور صاحب غصے سے بولے۔

اور ہاں جاتے ہوئے دروازہ بند کرتی جانا۔

وہ غصے سے کہتے ہوئے اندر چلے گئے۔

عشرت جہاں نے غصے سے انکی پشت دیکھی۔

نخرے دیکھو زرا بڑے میاں کے۔

عشرت اپنا سٹائلش بیگ پکڑتی غصے سے بولتی ہوئی دروازہ زور سے بند کرتی چلی گئی۔

پناہ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر عنیزہ کو دیکھا۔

یار بات کو سمجھو تم یہ لیٹر ارشمان کو دے آو ابو جان نے مجھ پر نظر رکھوائی ہوئی ہے میں گئی تو ابو کو ارشمان کے بارے میں پتا چل جائے گا۔

عنیزہ نے پریشانی سے اسے خط دیتے ہوئے التجا کی۔

دیکھو عنیزہ ڈارلنگ ایسے کام پناہ دی ڈون سے نہیں ہوتے یہ پیار و یار خط شط مجھے نہیں سمجھ آتے تم خود دے آو میں نظر رکھو گئی کون پیچھا کر رہا ہے تمہارا۔

پناہ نے ڈنڈا ہاتھ میں گھماتے ہوئے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

پناہ تم میری بات نہیں مانو گئی۔

عنیزہ نے ہاتھ کمر پر رکھ کر تیکھے لہجے میں پوچھا۔

افففف مسلہ کیا ہے تمہارے ساتھ مجھے نہیں پسند وہ تمہارا ارشمان چھچھوڑا بہت بری نظریں ہیں اسکی پتا نہیں کیسے برداشت کر لیتی ہو تم اسے۔

پناہ نے ناک سکوڑ کر اصلی وجہ بتائی۔

وہ میرے علاوہ کسی کو نہیں گھورتا سمجھی الزام مت لگاؤ اس پر۔۔

ہائے رے خوش فہمی اچھالا ودو بگڑی ہوئی عورت۔

وہ غصے سے خط چھین کر اسے نئے لقب سے نوازتی پارک کی طرف چلی۔

عنیزہ گہرا سانس لیتی بڑے سے پتھر پر بیٹھی اور اسکا خط دے کر آنے کا ویٹ کرنے لگی۔۔

پناہ پارک میں آکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی دور ہی وہ اسے دیکھا جو پناہ کو دیکھ چکا تھا اب طنزیہ

مسکان سے اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

مسٹنڈا کہی کا۔

وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر جل بھن ہی تو گئی تھی۔۔

کیسی ہو۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

میں اچھی ہوں اور اپنی دانتوں اور مسکراہٹ کو لگام دو ورنہ اچھا نہیں ہوگا تمہارے لیے

چھچھوڑے انسان۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھے غصے سے بولی۔

وہ جواباً مسکراہٹ روکے اسے گھورنے لگا۔

لو پکڑو خط۔

وہ خط اسے دیتی پھنکاری۔

وہ جواباً مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے خط لے چکا تھا۔

دور بیٹھے انسان نے ناگواری سے اس لڑکی کو ایک لڑکے کو خط دیتے دیکھا تھا۔

آج کل کی لڑکیوں میں زرا شرم نہیں ماں باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں رکھتی اور دو دن

کی محبت کے خط بانٹتی پھرتیں ہیں۔

وہ لبہ کو آئس کریم کھلاتا غصے سے بولا۔

اسے کریکٹر لیس لڑکیاں زہر لگتیں تھیں۔

پناہ اسے خط دے کر پلٹ گئی تھی۔

ارشمان نے مسکراہٹ سے خط کو لبوں سے چھوا تھا۔

کاشان علوی سر جھٹکتا اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوا۔۔

ڈیڈ میرے گیند۔۔

لبہ گیند کو دور جاتے دیکھ کر منہ بسور کر بولی۔

عادل بال لاو لبی کا۔

وہ کان سے موبائیل لگاتا ہوا بولا۔

میں خود لے آتی ہوں۔

وہ پانچ سال کی بچی خود سے کہتی بال کے پیچھے بھاگی.

پناہ نے اپنے قدموں میں آتے گیند کو دیکھو۔

وہ بال کو پکڑتی پیچھے مڑی جہاں ایک بہت ہی خوبصورت سی بچی اسکی طرف ہی بھاگتی ہوئی آرہی تھی۔۔

پناہ مسکرائی۔

یہ میرا بال ہے۔

وہ بچی بال کی طرف اشارا کرتی خفگی سے بولی

او! اور اگر میں کہوں یہ بال تو میرا ہے تو۔

پناہ اسکے قریب نیچے بیٹھتی شرارات سے آنکھ بند کرتی ہوئی بولی۔

جی نہیں یہ میرا بال ہے اور اگر نا دیا تو مجھے میرے چاچو نے کراٹے بھی سیکھائے ہیں میں ماروں گئی آپکو چاچو کہتے ہیں چوروں کو جتنا مارو اتنا کم ہے۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھتی غصے سے بولی۔۔

ہاہا۔

یار اتنی خوبصورت ہو تم اوپر سے باتوں میں تو تم نے پناہ دی ڈون کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

وہ قہقہ لگاتی اسکی ناک کو دو انگلیوں میں دباتی ہوئی بولی۔

دور بیٹھا وجود چونکا۔

پھر بیٹی کو دیکھا جو اس بوائے لک والی لڑکی کے پاس کھڑی تھی۔

وہ ناگواری سے فون بند کرتا اسکی طرف بڑھا۔

میں مزاق کر رہی تھی یہ بال آپ کا ہے اور آپ کو ہی مبارک سویٹ بے بی۔

وہ بال اسکی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔

وہ ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے بال لے چکا تھا۔

پناہ چونک کر اسکی طرف پلٹی۔

وہ بلیک شرٹ گرے پینٹ کوٹ میں ملبوس اپنی سحر انگیز پرسنلٹی کے ساتھ کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

پناہ کھڑی ہوئی۔

لبہ بال پکڑوا اور ہر کسی سے بات مت کیا کرو۔

وہ بال اپنی بیٹی کی طرف بڑھاتا ہوا سرد لہجے میں بولا۔

اسکی نظروں میں موجود حقارت وہ اچھے سے دیکھ سکتی تھی۔

وہ بیٹی کو گود میں اٹھاتا بنا اسے دیکھے پلٹ گیا.

کھڑوس انسان کھا نہیں جاتی میں اسکی بیٹی کو کیسے دیکھ رہا تھا جیسے میں اسکی بیٹی کو گواہ کر لینے لگی تھی سائیکو کہی کا۔

وہ غصے سے بڑبڑاتی ہوئی پارک کے خارجی گیٹ کی طرف بڑھی وہ گرین کھلے سے پجامے گرین ہی شرٹ میں گردن میں بلیک مفرل لیے کسی کو خاص اٹریکٹ نہیں کرتی تھی۔۔

ماویٰ صوفیہ کے ساتھ اپالن وادی کے بڑے سے بازار میں آئی تھی پناہ اور عنیزہ کے لیے کچھ چیزیں وغیرہ لینے____

بہت ہی خوبصورت سے سٹال لگے ہوئے تھے ہر چیز تھی یہاں جن کے ریٹس بھی بہت مناسب تھے ورنہ انکے شہر میں تو چیزوں کے دام آسمان کو چھو رہے تھے۔۔

وہ ایک رنگ برنگے سٹالر کو ہاتھ میں لیتی اسے چھو کر دیکھنے لگی۔

کہ یہ سٹالر اسے پناہ کے لیے بہت اچھا لگا تھا وہ ایسے ہی سٹالر گلے میں پہنتی تھی۔

ایک دم سے ہوا کا تیز طوفان آیا تھا۔

سب لوگ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے تھے۔

سٹالر اسکے ہاتھ سے اڑتا ہوا دور جا گرا تھا۔

وہ اس آدمی کو جلدی سے اسکی قیمت دیتی سٹالر کے پیچھے بھاگی۔۔

سب لوگ ہڑبڑی میں دکانیں بند کرنے لگے تھے۔

وہ سٹالر کو پکڑتی اِدھر اُدھر صوفیہ کو تلاش کرنے لگی۔

آنکھوں پر ہاتھ رکھتی وہ سیدھی طرف جاتی سڑک پر بھاگنے لگی تھی۔

بہت مٹی تھی جو اڑ اڑ کر آنکھوں میں گھس رہی تھی۔

وہ آنکھیں مسلتی ایک شٹل کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔

اس شٹل کے نیچے کوئی اور بھی کھڑا تھا وہ ہاتھوں پر گلوز اور منہ پر ماسک لگائے ہوئے تھا

ایک ہاتھ پینٹ میں گھسائے وہ اچانک سے شروع ہوتی بارش کو دیکھنے لگا تھا۔

افففف اب کیا کروں میں۔۔

وہ بارش دیکھتی بڑبڑانے لگی تھی۔

دو اور آدمی بھی اس شٹل کے نیچے بھاگتے ہوئے آئے تھے۔

ماویٰ زرا دور ہوئی ان سے جو خلیے سے دیہاتی لگتے تھے۔

ماویٰ فون نکال کر صوفیہ کا نمبر ڈائل کرنے لگی لیکن صوفیہ کا فون بند جا رہا تھا۔

سر کو فون کرتی ہوں۔

فون میں سے ہاشم کا نمبر نکالتی وہ۔اسے فون کر چکی تھی۔

سر صوفیہ ہوٹل پہنچ گئی کہ نہیں۔

او شکر ہے آپ پلیز کسی کو بھیج دیں یہاں میں اس طوفان میں باہر نہیں نکل سکتی۔۔

وہ پریشانی سے بولی۔

اوکے میں ویٹ کر لیتی ہوں۔

وہ کہہ کر فون بند کرتی موبائیل کو لیدر کے بروان بیگ میں ڈال چکی تھی۔

وہ چونکی ان آدمیوں کو دیکھ کر جو بہت بری نظروں سے اسے دیکھتے کان میں ایک

دوسرے کے کچھ کہہ رہے تھے۔

ماویٰ انکی طرف پشت کرتی خاموش کھڑے وجود کی طرف رخ کر گئی۔

جو بہت خاموش نظروں سے برستی بارش کو دیکھ رہا تھا۔

ماوی تھوڑا سا اسکی طرف اور کھسک گئی۔

وہ دونوں لڑکے بھی اس کے قریب ہوئے تھے آنکھوں میں ڈھیر سارا سرمہ ڈالے

سرخ آنکھوں سے وہ ماوی کو پریشان کر گئے تھے۔۔

وہ خاموش کھڑا وجود فون میں کسی سے بہت دھیمی آواز میں بات کر رہا تھا۔

آئی ایم کمینگ آپ اسے کہیں چاچو آرہے ہیں۔۔

وہ دھیمے لہجے میں کہتا شٹل سے باہر نکلتا بائیں طرف جاتی ہوئی ڈھلوان سڑک پر مڑ گیا

تھا۔

ماوی سخت گھبرائی۔

جو مونچھوں کو تاؤ دیتے اب کھل کر مسکراتے اسکی طرف بڑھے تھے۔

نہیں!

وہ انکی طرف دیکھتی بیگ پر پکڑ مضبوط کرتی برستی ہوئی بارش میں باہر بھاگی تھی وہ بھی اسی

طرف جاتی سڑک پر دوڑی جہاں وہ وجود اترا تھا۔

وہ دونوں آدمی بھی اسکے پیچھے لپکے۔

سنے۔

وہ اسکے پیچھے چلائی تھی بارش کے شور میں اسکی آواز کہی دب سی گئ تھی۔

سنے بلیک ڈریس والے۔

اس بار وہ بہت اونچا بولی تھی۔

وہ وجود رکا تھا۔

وہ ان آدمیوں کو دیکھتی اسکی طرف آئی۔

وہ اسکے سامنے آئی تھی۔

ہلکی براون آنکھیں اسکی طرف سوالیہ انداز لیے دیکھ رہیں تھیں۔

وہ دو بوں لڑکے میرے پیچھے پڑ گئے ہیں مجھے بری بری نظروں سے دیکھ رہے ہیں ۔

وہ پیچھے رکتے آدمیوں کی طرف اشارا کرتی ہوئی بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

وہ اسے دیکھتا پیچھے مڑا تھا۔

جہاں وہ دونوں اسے دیکھتے پیچھے کی طرف پلٹتے ہوئے بھاگے تھے۔

"ماوی' چونک کر انہیں بھاگتا ہوا دیکھنے لگی پھر اسے جو پلٹ کر آگے کی طرف چلنے لگا تھا۔

وہ کچھ دیر کھڑی وہاں دیکھتی رہی جہاں وہ دیہاتی گئے تھے پھر وہ ایک فیصلہ کرتی ہوئی

اسکے پیچھے تیز تیز قدموں سے چلنے لگی۔

Don,t follow me ,

وہ سپاٹ انداز میں کہتا چلتا رہا۔

وہ رک گئی۔

بارش میں بھیگی وہ ڈیٹھوں کی طرح پھر سے اسکے پیچھے چلنے لگی۔

وہ رکا گیا۔

وہ بھی رکی۔

Why are you coming after me..

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

وہ جواباً چپ رہی۔

کہاں جانا ہے۔

اس بار وہ مین روڈ پر آتا ہوا بولا۔

Valley hotel

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

وہ سر ہلاتا ہوا چلتا گیا اور وہ اس سے تین چار قدم اسکے پیچھے چلتی رہی چونکی تو تب جب وہ

valley hotel کے سامنے تھی۔

وہ ہوٹل کو دیکھتی اسکی طرف پلٹی جو غائب تھا۔

وہ چونک کر اِرد گرد دیکھنے لگی لیکن وہ تو کہی نہیں تھا ناک میں پڑا کوکا ایک بار پھر سے چمکا تھا

ارد گرد وہی خوبصورت مختلف سی خوشبو پھیلی تھی وہ خوشبو کو محسوس کرتی ارد گرد پلٹ

پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔۔

وہ حیران ہوتی ہوٹل کے اندر کی طرف بڑھی تھی۔

پناہ نے دادا کو چائے دی پھر برستی بارش کو دیکھتی سخت غصے میں تھی بارش سے تو اسے خدا

واسطے کا بیر تھا کیونکہ امی بارش کے بعد جو اس سے گھر کی تفصیلی صفائی کرواتی تھی اس

سے اسکی جان جاتی تھی۔

دادا ابو ایک بات پوچھوں آپ کو برا تو نہیں لگے گا۔

وہ انکے قریب بیٹھتی تجسس سے بولی۔

وہ مسکرائے۔

اگر میں کہوں مت پوچھو تو بیٹا پوچھ تو آپ نے پھر بھی لینی ہے اس لیے پوچھو کیا بات

میری بیٹی کو پریشان کر رہی ہے۔

دادا ابو ماویٰ کے شوہر کی وفات کیسے ہوئی تھی کیا وہ ماوی کی طرح بہت خوبصورت تھا۔

وہ گالوں پر ہاتھ جماتی انکی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ سنجیدہ ہوئے۔۔۔

وہ کاہن (وادی کا سب سے اونچا پہاڑ) پہاڑ سے گرا تھا بعد میں اسکی لاش کسی کو نہیں ملی پھر اسکے ماں باپ بھی اسکے پیچھے پیچھے چل بسے وہ اپنے بچے کی موت کو برداشت نہیں کر سکے تھے۔۔

اور خوبصورت تو وہ واقعے ہی بہت تھا۔۔

دادا ابو سنجیدگی سے بولے۔

اووو!

پناہ بھی سنجیدہ ہوئی۔

دادا ابو آپ مجھے وہ بلیک ہارس والی کہانی سنائے نا۔

وہ انکا دھیان بٹانے کے لیے جلدی سے کشن گود میں رکھتی ایکسائٹمنٹ سے بولی۔

وہ جواباً سر ہلاتے ہوئے اسے کہانی سنانے لگے۔۔۔

عنیزہ بکواس نا کر وارے پورے شہر کی لڑکیاں مرتیاں ہیں اس پر وہ تو تمہارا کزن ہے تو اس نے تمہیں چنا ہے اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں اسکی پہلی شادی سے مرد کا کیا ہے وہ ایک ساتھ چار شادیاں کر سکتا ہے اس نے تو پھر بھی پہلے والی کو طلاق دے دی ہے۔۔

مینہ بیگم نے بہت غصے سے اپنی لاڈلی بیٹی کو باور کروایا تھا۔

امی اسکی ایک بیٹی بھی ہے یہ مت بھولیں۔

وہ غصے سے بولی۔

تو کیا ہو گیا ہے بیٹی کونسی مہینے کی یا سال کی ہے جسے تمہیں پالنا پڑے گا۔۔

مینہ بیگم غصے سے بولی۔

وہ جواباً ماں کو گھور کر رہ گئی۔

بیٹا بات کو سمجھو کتنا میر ہے وہ تم اسے بیٹا دینا جو ساری جائیداد کا وارث ہوگا عیش کرو گئی۔۔

دعائیں دو گئی اپنے ماں باپ کو۔۔

مینہ بیگم اسکے بال سنوارتی ہوئی اسے پچکارتے ہوئے کہنے لگی ۔۔۔

اس کا ایک اور بھائی ہے امی جان۔

وہ طنز سے بولی۔

ارے تو کیا ہوا وہ کونسا شادی کرے گا اقراء بتا رہی تھی اسے شادی بیاہ سے کوئی دلچسپی نہیں

مینہ بیگم مکاری سے بولی۔

جس پر وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

پھر کچھ سوچتی ہوئی سر ہلا گئی۔۔۔

پناہ اور ارشہ دو ہی بہنیں تھیں شاہین بیگم اور جہانگیر خان ایک اچھے ملنسار لوگ تھے اچھے

کھاتے پیتے لوگ تھے۔

پناہ کو شروع سے ہی لڑکا بننے کا شوق تھا وہ لڑکوں جیسی ڈریسنگ کرتی لڑکوں کی طرح لوِر

لوِر پھرتی لوگوں پر بلاوجہ حکم چلاتی۔۔

وہ شادی جیسے رشتے میں نہیں پڑھنا چاہتی تھی اسے لڑکوں سے سخت چڑ تھی۔

گھر آئے رشتہ دیکھنے والوں کو بھگانا اسکے بائیں ہاتھ کا کمال تھا۔اور وہ کونسا اس لڑکا ٹائپ لڑکی کو پسند کرتے تھے وہ تو اس کا خلیہ دیکھ کر ہی بھاگ جاتے تھے اور جو نہیں بھاگتے تھے وہ انہیں خود بھگا دیتی تھی۔۔

پناہ دی ڈون شادی کے لیے نہیں بنی وہ کسی اور مقصد کے لیے دنیا میں آئی ہے۔۔

پناہ کی ایسی ہی سوچ تھی اپنے متعلق۔۔

لیکن وہ بے خبر تھی کہ وہ حالات کے گردش میں پھنسنے والی ہے۔

ماویٰ کو ہاشم آفندی نے ایک ایونٹ آرگنائز کرنے کا حکم صادر کیا تھا۔

وہ خوش تھی اس ایونٹ کے بعد اسکی سیلری میں اضافے کا سبب بن سکتا تھا۔

وہ کافی بیتی لیپ ٹاپ سامنے رکھے اس پر تیزی سے انگلیاں چلا رہی تھی۔

جب پناہ اور عنیزہ عجلت میں دروازہ کھولتیں ہوئی اندر آئیں۔

صبح سے آئی ہے اور ہم سے ملنے کا تکلف تک نہیں کیا میڈیم نے۔

پناہ ایک جھٹکے سے اسکا لیپ ٹاپ بند کرتی ہوئی مصنوعی غصے سے بولی۔

وہ جواباً مسکراتے ہوئے انہیں دیکھنے لگی۔۔

جو بہت غصے سے اسکے سامنے بیٹھ چکیں تھیں۔

ہاں میں صبح ہی آگئی تھی لیکن سر کو کچھ کام تھا تو آفس چلی گئی ابھی آدھا گھنٹہ پہلے ہی آئی ہوں۔

وہ لائٹ سا جوڑا کرتی ہوئی نرم سے لہجے میں بولی۔

اور ہمارے گفٹ۔

عنیزہ نے آئی بروا چکا کر پوچھا۔

لائی ہوں یار بس ابھی بیگ نہیں کھولا ابھی کھول کر دیتی ہوں۔۔

ماوّیٰ نے ہلکی سی مسکان سے کہا۔

تو کھولو یار انتظار کس بات کا ہے۔

پناہ نے بیگ کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

جس پر وہ مسکراتے ہوئے بیگ کی طرف بڑھی تھی کہ پناہ جان نہیں چھوڑنے والی تھی

گفٹ لیے بغیر۔۔۔

______/\/\/\/\/\/\/\/\/________

مرجان بس کردو اب سوجاو یار۔۔

وہ ریکنگ پر ہاتھ جمائے کب سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

جو لون میں رکھی چیئر پر بیٹھا بارش میں کب سے بھیگ رہا تھا۔

بھائی اچھی لگ رہی ہے یہ بے موسم بارش۔۔

وہ بال سنوارتا ہوا دھیمے لہجے میں بولا۔۔

پریشان ہو! کیا بات ہے بیٹا۔

وہ کچھ دیر بعد اسکے ساتھ والی چیئر پر بیٹھتا ہوا فکرمندی سے بولا۔

نہیں بھائی بس ایسے ہی اچھی لگ رہی یہ بارش۔

وہ اتنے دھیمے لہجے میں بولا تھا کہ کاشان بامشکل سن پایا تھا۔

مرجان اگر کوئی بات تنگ کر رہی ہے تو اپنے بھائی سے کہو ایسے پریشان مت ہوا کرو میرا

دل دکھتا ہے خوش رہا کرو یار۔

وہ اسکے بھیگے بالوں کو چومتا بہت شفقت و محبت سے بولا۔

مرجان کی آنکھیں اپنے بھائی کو دیکھ کر چمکیں۔

وہ ایک دم سے کاشان کے سینے سے لگا تھا ۔

کاشان علوی نے پریشانی سے اسے دیکھا جس کا چہرہ آج بہت بُجھا بُجھا سا تھا۔۔

چلو اندر شاباش۔

کاشان اسے تھاتا ہوا بولا۔

وہ بھائی کے ہمقدم ہوتا اندر کی طرف بڑھا گیا تھا۔

پناہ کی ماں نے آج پھر رشتہ دیکھنے والوں کو بلا لیا تھا۔

پناہ کے چھوٹے چھوٹے بالوں کو ارشہ نے حجاب سے ہمیشہ کی طرح قید کر دیا تھا۔

میری بیٹی تو بہن ہر کام میں ماہر ہے گھر کی صفائی ستھرائی سے لے کر کھانا پکانا بھی اسی کے زمے ہے مجھے تو کسی کام کو ہاتھ تک نہیں لگانے دیتی میری بیٹی۔

شاہین بیگم نے جھوٹ سے سہارا لیا مائیں بے چاریاں بھی کیا کریں انہیں یہ کہنا پڑتا ہے اور آج تو انہوں نے قسم دے رکھتی تھی پناہ دی ڈون کو کہ وہ آج خاموش رہے گئی۔

السلام علیکم،

پناہ نے مصنوعی مسکان سے اندر آتے ہوئے بزرگ خاتون اور ایک نوجوان لڑکی کو

مخاطب کیا۔

ان خواتین نے خوش اخلاقی سے اسکے اسلام کا جواب دیا تھا۔

وہ اس وقت سی گرین سوٹ میں ملبوس بلیک حجاب کیے بہت معصوم بن کر بیٹھی تھی

جیسے دنیا میں اس سے زیادہ شاید ہی کوئی اور معصوم ہو۔۔

بیٹا کہاں تک پڑھی ہو۔

عورت نے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

جی گریجویشن تک۔

دھیمی آواز میں کہا گیا۔

ماشاءاللہ۔

سجیلہ خاتون نے مسکرا کر کہا۔

شاہین بیگم مسکرائی لیکن پھر مسکراہٹ سمیٹی جواب کہہ رہی تھی۔

آنٹی بی اے کمپلیٹ نہیں کیا تین کتابوں میں رہ گئی تھی پورا پاس نہیں ہوں۔

سر جھکائے ہی جواب دیا گیا تھا۔

شاہین بیگم نے اسکے پیر پر زور سے پیر مارا! آخر یہ لڑکی سدھرتی کیوں نہیں تھی۔

بیٹا کوئی بات نہیں آپ نے کوشش کی نااور ویسے بھی آپکی یہ سچ بولنے والی عادت مجھے تو بہت اچھی لگی ہے۔۔

سجیلہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

پناہ نے حیرت سے انہیں دیکھا کہی انکا بیٹا بھی تو تین چار کتابوں میں فیل تو نہیں لیکن پھر وہ وکیل کیسے بنا ضرور رشوت دی ہوگئ۔

وہ سجیلہ خاتون کو دیکھتی دل ہی دل میں سوچتی رہ گئی۔

پناہ چائے دو مہمانوں کو۔

شاہین نے اوپری مسکان جبکہ آنکھوں میں سخت گھوری لیے اسے آرڈر دیا تھا۔

جی امی۔

وہ ٹیبل سے ٹی پاٹ اٹھتی انہیں چائے پیش کرتی پھر سے انکے سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ گئی اور

پرسوچ نظروں سے اس لڑکی کو دیکھنے لگی جو اس کی بہن سے دوستی کر چکی تھی ارشہ اور وہ دونوں آپس میں باتوں میں مگن تھیں۔

ہو سکتا ہے انکے بیٹے کو کوئی لڑکی نا دیتا ہو اور مجھے کوئی لیتا نا ہو۔
سر ہلاتی ہوئی وہ بہت سنجیدگی سے سوچ رہی تھی۔

ہائے آئی ایم لبابہ کاشان علوی میرے چاچو کھو گئے ہیں وہ مجھے مل نہیں رہے کیا آپ انہیں ڈھونڈنے میں میری ہیلپ کریں گئی۔۔
وہ اپنا تعارف کرواتی پریشانی سے بولی۔۔

اوو!
وہ حیرت سے اس خوبصورت پُراعتماد بچی کو دیکھتی ہوئی اسکے پاس نیچے فرش پر بیٹھی۔
میں آپکی ضرور ہیلپ کروں گئی لیکن آپ بتا سکتیں ہیں آپکے چاچو کیسے دیکھتے ہیں تاکہ میں انہیں ڈھونڈ سکوں۔۔
وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی۔۔

میرے چاچو بہت خوبصورت ہیں اور بہت لمبے قد کے ہیں اور انکی باڈی بھی بہت ہے جیسے انگلش ہیرو کی ہوتی ہے ویسی اور دوسری بات وہ بہت سوفٹ بولتے ہیں۔

لبہ آنکھوں سے چھوٹے چھوٹے بال پیچھے کرتی ہوئی معصومیت سے اسے اپنے چاچو کے متعلق اسے بتا رہی تھی۔

ماوی نے حیرت سے اس بچی کو دیکھا بھلا ایسے وہ کیسے اسکے چاچو کو ڈھونڈ سکتی تھی۔

اوکے آپ میرے ساتھ چلیں ہم ڈھونڈ لیتے ہیں آپکے چاچو کو۔

وہ سر ہلا کر کہتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہوئی اور اسکی طرف ہاتھ بڑھاتی بائیں سائیڈ کی طرف مڑی جہاں مردانہ ورائٹی تھی۔

اب دونوں نے شاپنگ مال کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہ لبہ کے خوبصورت چاچو کو تلاش نا کر سکی۔

لبہ آنکھوں میں نمی لیے ارد گرد دیکھ رہی تھی جبکہ ماوی پریشانی سے لبہ کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

بیٹا آپکے چاچو تو یہاں نہیں ہیں کیا آپ کو انکا موبائیل نمبر آتا ہے۔

وہ اسکے پاس پھر سے نیچے بیٹھتی نرم لہجے میں بولی۔

لبہ نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا۔

ماوی گہرا سانس لیتی موبائیل بیگ سے نکال کر لبہ کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

تین چار بیل کے بعد فون اٹھایا گیا تھا۔

ہیلو!

فون میں بڑی بیزار سی آواز سنائی دی گئی تھی۔

جی لبہ

لبہ،

کون ہو تم اور میری لبہ کہاں ہے جان سے مار دوں گا اگر میری لبہ کو نقصان پہنچایا تو۔

وہ اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ کر پھنکارا تھا۔

ماوی نے حیرت سے فون کو گھور کر دیکھا پھر غصے سے فون لبہ کو پکڑا دیا۔

چاچو ڈونٹ وری میں بالکل ٹھیک ہوں آپ تھرڈ فلور پر آجائیں میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہی ہوں۔

وہ منہ بسورتی ہوئی اپنے چاچو کو ٹھنڈا کرنے لگی ورنہ اگر اس کے چاچو کو غصے آجاتا تو کون

تھا جو اسے پھر آرام کرتا۔

میری جان بس دو منٹ وہاں ویٹ کرو چاچو کم ہیئر۔

وہ موبائیل فون بند کرتا لفٹ کی طرف دوڑا تھا۔

آپ کے چاچو بہت بد تمز ہیں۔

ماویٰ نے غصے سے کہا۔

نہیں میرے چاچو زرا بھی بد تمیز نہیں وہ بہت اچھے ہیں بہت سوفٹ بولتے ہیں آپ نے

آج تو میرے چاچو کو کہہ دیا آئندہ مت کہیئے گا۔

لبابہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے خفگی سے اسے مغرور لہجے میں کروایا۔

جنتِ ماویٰ نے حیرانی سے اس چھوٹی سی بچی کو دیکھا جو ناراض سی دیکھتی تھی۔

ماویٰ مسکرائی تب ہی کوئی اسے ایک جھٹکے سے پیچھے کرتا پنجوں کے بل لبہ کے پاس بیٹھا

تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے لبہ کو سینے سے لگا چکا تھا۔

ماویٰ حیرت سے اس لمبے قد کے حامل شخص کو دیکھتی رہ گئی جو اس بچی کو چومتا ہوا اپنی گود

میں اٹھا گیا تھا۔

شکریہ مس،

وہ لبہ کو گود میں لے کر اٹھتا ہوا بنا اسے دیکھے مخاطب ہوتا آگے بڑھ گیا۔

ماویٰ نے اس مغرور انسان کو گھورا پھر مسکرائی۔

کیونکہ لبہ اپنے چاچو کے کندھے پر سر رکھے اپنے چھوٹے سے ہاتھ سے اسے بائے کر رہی تھی۔

جواباً وہ بھی ہلکی سی مسکان سے اسے ہاتھ ہلاتی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

لیکن پیچھے مڑ کر وہ اس شخص کو دیکھنا نہیں بھولی تھی وہ اس کالے رنگ کے شخص کو پہچان چکی تھی۔

جو کم ہی کسی کو مخاطب کرتا تھا جس کے

چہرے پر ہمیشہ سرد سے تاثرات چھائے رہتے تھے______*

پناہ سامنے والے گھر کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جہاں تین دن پہلے ہی ایک فیملی آئی تھی۔

یہ تم روزی آنٹی کے گھر کی طرف کیوں دیکھ رہی ہو۔

ماویٰ نے اسے کندھا مارتے ہوئے پوچھا۔

یار اس گھر کے مرد عجیب ہیں جاتے کسی اور گاڑی میں ہیں اور آتے کسی اور گاڑی میں ہیں اور سب سے اہم بات کل میں نے انکے گھر کی بیل بجائی کسی نے دروازہ ہی نا کھولا آج میں دیوار پھلانگ کر اس گھر میں جاوں گی آخر یہ لوگ اتنے مشکوک کیوں دیکھتے ہیں۔

پناہ ٹھوڑی پر انگلی مارتے ہوئے پر سوچ انداز میں بولی تھی۔

خبردار اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو!

ماویٰ نے اسے گھورتے ہوئے ڈانٹا۔

یار بات کو سمجھو یہاں ایک آدمی تھا جو کافی دیر تک تمہارے گھر کی جانب دوربین لگائے دیکھتا رہا تھا۔

پناہ نے فکرمندی سے کہا۔

جس پر وہ سر دائیں بائیں ہلاتی ہوئی سامنے جاتی سڑک کی طرف چلنے لگیں وہ دونوں شام کی واک پر نکلیں تھیں۔۔

ماویٰ سنا ہے دادا جان تمہارے لیے لڑکا دیکھ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے۔

پناہ نے شرارت سے پوچھا۔

ہاں دیکھ رہیں اور آتے بھی ہیں لیکن جب انہیں میرے بیوہ ہونے کا پتا چلتا ہے تو منہ بنا کے چلے جاتے ہیں۔

وہ سپاٹ چہرے سے بولی۔

پناہ کا دل دھک سے رہ گیا تھا اسکی اذیت پر۔

تم فکر کیوں کرتی ہو جو تمہارے حق میں بہتر ہو گا وہی ہو گا ان شاءاللہ۔۔۔

پناہ نے درخت کی ٹہنی اچھل اچھل کر توڑتے ہوئے کہا۔

ماویٰ سر جھٹکتی ہوئی مسکرائی تھی۔

ماوی وہ دیکھو یہ آدمی تھا جو تمہارے گھر کی طرف دوربین لگائے دیکھ رہا تھا۔

پناہ نے دور سے آتی گاڑی میں بیٹھے آدمی کو دیکھتے ہوئے اچھل کر کہا تھا۔

ماویٰ نے بھی چونک کر رکتی ہوئی گاڑی میں سے نکلتے ہوئے آدمی کو دیکھا جو درمیانے قد،

گوری رنگت کا حامل آدمی تھا اپنے سوٹ بوٹ حلیے سے وہ کافی رچ لگتا تھا۔

ماویٰ اور پناہ کے چونکنے کی وجہ اس آدمی کا اپنی طرف آنا تھا۔

وہ ان سے تین چار قدم کے فاصلے پر رکا تھا۔

آپ دونوں میں سے ماوریٰ علی کون ہے؟

وہ آدمی کافی سنجیدگی سے دونوں سے مخاطب تھا۔

ماوریٰ نے پناہ کو دیکھا جو اب کمر پر ہاتھ رکھے بہت ٹیڑی نظروں سے اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔

تم کون ہو اور ماویٰ سے کیا کام ہے پہلے یہ بتاو ورنہ یہاں سے بھاگنے کی تیاری پکڑو تم جانتے نہیں مجھے الٹے ہاتھ کی دوں گئ اگر ہماری کالونی کی لڑکیوں کے بارے میں پوچھتے پھیرے تو!

پناہ کافی سنجیدگی سے اس آدمی سے مخاطب تھی جبکہ وہ صرف اپنی طرف غور سے دیکھتی جنتِ ماویٰ کو دیکھ رہا تھا۔

تم ہو جنتِ ماویٰ؟

وہ آدمی پناہ کو پوری طرح اگنور کیے ماویٰ سے مخاطب تھا۔

جی! لیکن آپ میرا نام کیسے جانتے ہیں؟

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی جس پر وہ شخص پُراسراریت سے مسکرایا تھا۔

بس یہی کنفرم کرنا تھا۔

وہ کہتے ہی پلٹ گیا تھا۔

ماوی یہ کون تھا اور تمہارا نام کیسے جانتا ہے اگر یہ کسی بری نیت سے تمہاری طرف آیا تھا تو تم فکر مند مت ہو میں ہوں نا اس لوفر انسان کو دیکھ لے گئی تمہاری پناہ دی ڈون،۔۔

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کافی غصے سے بول رہی تھی۔۔

جبکہ ماوی اس شخص کے نقوش کو دیکھ کر پریشان ہو چکی تھی یہ شخص اس نے کہی دیکھا تھا لیکن کہاں آخر یہ کون تھا کیوں اسکے نقوش مجھے دیکھے بھالے لگ رہے ہیں۔۔

وہ حیرت سے سوچتی پناہ کو لیے اپنے کاٹیج کی طرف بڑھی تھی۔

پناہ تو اس آدمی کو کوس رہی تھی جس کی شخصیت میں عجیب سی پُر اسراریت تھی۔۔۔!

لیکن کون جانے وہ ماویٰ کے ساتھ کیا کرنے والا تھا یا اسکا ماویٰ سے کیا رشتہ تھا یہ تو اوپر والا ہی جانتا تھا۔۔

وہ اس وقت ایک کھنڈر نما بنے گھر میں بیٹھا تھا چہرے پر عجیب سے درد بھرے تاثرات رقم تھے۔

جیسے ان میں درد ہو تکلیف ہو۔

آنکھیں سرخ پڑ چکیں تھیں تو ہونٹ نیلے۔

کانپتے ہاتھوں سے وہ فون پر اپنے بھائی کا نمبر ڈائیل کرنے لگا تھا۔

مرجان کہاں ہو تم اس وقت ؟

کاشان علوی نے اسکی آواز میں چھپی تکلیف بھانپ لی تھی۔

بھائی آپ آجائیں مجھ سے بولا نہیں جا رہا میں اپنے پرانے ٹھکانے میں ہوں بھائی۔۔۔

بمشکل چند الفاظ کہتا وہ گندی بدبودار زمین پر گر چکا تھا یہاں سے عجیب سی سمیل آتی تھی۔

کاشان علوی نائٹ گون کی ڈوریاں کستا جلدی سے سلیپر پہنتا ہوا باہر کی طرف بھاگا تھا۔

چہرے پر اپنے بھائی کے لیے پریشانی و تفکر والے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔

وہ پندرہ منٹ میں اس عجیب سی جگہ پر پہنچ چکا تھا یہاں سے آتی عجیب سمیل اسے ماسک

لگانے پر مجبور کر گئی تھی۔

وہ ساکت ہوا سامنے ہی اسکا چھوٹا بھائی گرا پڑا ہوا تھا کان اور ہونٹوں سے خون رس رہا تھا

اسکے بھائی کو دورہ پڑ چکا تھا۔

وہ عجلت میں ڈرائیور کے ساتھ بامشکل اس بھاری باڈی والے بھائی کو لے کر ہسپٹل کی

طرف بھاگا تھا۔۔۔

بھائی !

"وہ بمشکل بول پایا تھا۔۔

بھائی کی جان بھی تم پر قربان ہو مر جان۔۔۔

کاشان علوی نے اسکے کالے بھیگے بال پیشانی سے پیچھے کرتے ہوئے نرم سے لہجے میں کہا تھا۔

میں تیار ہوں شادی کے لیے۔۔

عنیزہ نے ناشتہ کرتی مینہ بیگم سے سپاٹ سے انداز میں کہا جس پر مینہ بیگم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔

وہ والہانہ انداز میں بیٹی کو گلے لگا چکی تھی۔۔

جبکہ عنیزہ نے غصے سے سر جھٹکا۔

میں جانتی تھی ہماری بیٹی ہمیں کبھی مایوس نہیں کرے گئی۔

مینہ بیگم کے چہرے سے ہی خوشی جھلک رہی تھی۔

میں ابھی تمہارے ڈیڈ کو بتاتی ہوں تاکہ وہ کاشان کو آج رات کھانے پر انوائٹ کرلیں۔۔

وہ خوشی سے کہتی ہوئی باہر کی طرف تیز قدموں سے بڑھ گئیں۔

جبکہ عنیزہ چائے کا سپ لیتی ہوئی پراسرایت سے مسکرائی تھی۔۔۔

مائے ڈیئر موم عنیزہ ایک اچھی بیٹی ہے اور رہے گئی۔

پُراسریت سے کہتی وہ کھلکھلائی تھی۔۔!

ڈینر پارٹی میں ہاشم آفندی اسے زبردستی لے آیا تھا۔

جہاں شہر کے بڑے بڑے بزنس مین مدعو تھے۔۔

نیلے سمپل سوٹ پر بلیک حجاب کیے وہ کالی آنکھوں میں خاموشی لیے ہوئے تھی۔

آنکھوں میں نا کوئی کاجل نا ہی کوئی سرمے کی دھار تھیں وہ صاف تھیں اور ارد گرد کا

خاموشی سے جائزہ لے رہیں تھیں۔۔

دادا جان کو کھانا کھلا دیا ہو گا پناہ نے، شاید وہ سو بھی گئے ہوں۔

وہ بڑبڑاتے ہوئے چونکی تھی۔

کیونکہ وہ چلتی ہوئی کسی کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔

سر اٹھاتی وہ چونکی تھی اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھ کر جس کے باریک ہونٹ بھینچے ہوئے تھے تو آنکھوں میں اسی کی طرح خاموشی چھائے ہوئی تھی۔

وہ بہت بیزار تاثرات سے اس لڑکی کو دیکھتا ہوا جانے لگا تھا۔

جب وہ ایک دم سے رکا تھا۔

کیونکہ اسکے شہادت انگلی میں پڑی ہوئی سرخ نگینے والی انگھوٹھی ایک سے چمکی تھی۔

وہ حیرت سے اس نگینے کو دیکھ رہا تھا جو کبھی نہیں چمکا تھا جو ہمیشہ بجھا رہتا تھا لیکن ابھی کیسے وہ چمک رہا تھا وہ حیرت سے اس لڑکی کو دیکھتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

جبکہ وہ بھی شانے اچکاتی ہوئی صوفیہ کے قریب چلی گئی اس بات سے انجان کے اسکے ناک میں موجود وائٹ کوکا بھی چمک رہا تھا جیسے وہ اسے کسی کی موجودگی کا احساس دلا رہا ہو۔۔

کاشان علوی نے حیرت سے اپنے چھوٹے بھائی کو اس بلیک حجاب والی لڑکی کے پاس کھڑا دیکھا تھا اسے بہت حیرت ہوئی تھی اسکا بھائی بھلا کب کسی لڑکی کو دیکھتا تھا یا مخاطب کرتا تھا اور آج وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے نقوش حجاب میں قید تھے۔

چونکنا تو بنتا تھا نا۔

وہ اس لڑکی کو غور سے دیکھنے لگا تھا جو اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کی بات پر سر ہلا رہی تھی۔۔

افففف یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ انگھوٹھی کیسے کوئی حرکت کر سکتی ہے وہ بھی کسی کے وجود کے سامنے آنے پر یہ کیا راز ہے۔۔

وہ سوئمنگ پول کے پاس کھڑا دھیمے سے بڑبڑا رہا تھا جبکہ نظریں ساکت رنگ پر تھیں جو پھر سے بجھ چکی تھی۔۔

فون کی بجھتی رنگ پر وہ گہرا سانس لیتا ہوا فون کان سے لگا گیا تھا۔

اسکا بھائی تھا جو اسے اندر بلا رہا تھا وہ لب بھینچتا ہوا اندر کی طرف بڑھا تھا۔

نظریں اچانک سے ہی اس لڑکی پر پڑیں تھیں جو پلیٹ میں کھانا ڈال رہی تھی اس نے اس لڑکی کو دیکھ کر اپنی رنگ کو دیکھا جو پھر سے اپنا رنگ تبدیل کرنے لگ گئی تھی۔

یہ کیا مسٹری ہے۔

وہ غصے سے اس لڑکی کو دیکھتا ہوا سوچ بیٹھا تھا۔

جوس پیتا وہ اس رنگ کو نکال کر پاکٹ میں ڈال چکا تھا اس بات سے بے خبر کے اس رنگ کے بغیر اس کی طبیعت پھر سے بگڑ سکتی تھی۔۔

جنتِ ماویٰ کیا تم سامنے کے والے گھر والوں کو جانتی ہو جو حال میں ہی یہاں شفٹ ہوئے

ہیں۔

صبح کا ناشتہ کرتے ہوئے دادا جان نے اس سے پوچھا تھا۔

جس پر وہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی اپنے گلاس میں جوس نکالنے لگی تھی۔۔

جس پر خشمت صاحب نے سر ہلایا۔

تم جانتی ہو یہ لوگ کون ہیں۔

انہوں بریڈ کا ٹکڑا اسکے منہ کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

اس نے حیرت سے سر نفی میں ہلا دیا اور لقمہ منہ میں لے لیا۔۔

ریان کے چچا لوگ ہیں وہ! اور رایان کے چچا نے تمہارا رشتہ ملک داود مطلب اپنے بیٹے کے لیے مانگا ہے۔۔

انہوں نے بریڈ کا ٹکڑا اسکے منہ میں ڈالتے ہوئے دھیمے لہجے میں اسکے سر پر بمب پھوڑا تھا۔

منہ میں لیا لقمہ اسکے لیے نگلنا مشکل ہو گیا تھا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے دادا جان کو دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔

اسکے مرحوم شوہر کے چچا اپنے بیٹے کے لیے اسکا رشتہ چاہتے تھے آخر کیوں آخر وہ پہلے اتنا عرصہ کہاں تھے!

وہ لقمہ باہر نکالتی ہوئی ایک دم سے ٹیبل پر سے اٹھی تھی۔۔

یہ ایک فینٹسی ناول ہے اسکا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں داداجان؟

وہ حیرت سے بولی تھی۔

حشمت صاحب نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

وہ لوگ آج سے سات سال پہلے اٹلی میں شفٹ ہو گئے تھے ابھی حال میں ہی لوٹے ہیں،
رایان کے چچا اسفندیار ملک کافی دیر میرے پاس بیٹھے رہے تھے آج انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے تمہارا رشتہ بہت محبت سے مانگا ہے میری بچی وہ لوگ رایان کے گھر والے ہیں
میں مرنے سے پہلے تمہیں کسی مضبوط ہاتھ میں سونپنا چاہتا ہوں،
آگے تمہاری مرضی تمہارے دادا تم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالیں گئے اگر تمہیں نہیں منظور تو انکار کر دوں گا تم صرف خوش رہو۔۔

خشمت صاحب اسکے جھکے سر پر پیار سے ہاتھ رکھ کر کہتے ہوئے باہر کی طرف جانے لگے تھے۔

لب کاٹتی وہ انکی طرف پلٹی تھی آخر کب تک اسکے دادا اسکا بوجھ برداشت کریں وہ انہیں بس خوش دیکھنا چاہتی تھی۔

دادا جان اگر وہ لوگ آپکو پسند ہیں تو آپکی ماوی کو بھی وہ لوگ پسند ہیں آپکی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔

وہ انکے ہاتھ تھام کر کہتی خشمت صاحب کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی وہ مسکرا کر اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگا گئے تھے۔

وہ آہستہ سے مسکرادی آخر سکے دادا جان مسکرا رہے تھے لیکن دل کا ایک کونا سلگنے لگا تھا نجانے کیوں،

امی مجھے لگتا ہے انکے بیٹے میں کوئی فالٹ ہو گا بھلا میں انہیں کیسے پسند آگئی ہوں میرے تو بال بھی چھوٹے چھوٹے ہیں اور دوسرا میں ماوی اور عنیزہ کی طرح اتنی پڑھی لکھی بھی نہیں پھر مجھے ایک وکیل کا رشتہ کیسے آسکتا ہے۔

شاہین بیگم کے سر پر کھڑی وہ بولے جا رہی تھی جب کمر پر ماں کی جوتی بہت زور سے اسے درشن کرا گئی تھی۔

آہ!

وہ کمر پر ہاتھ رکھے ماں کو صدمے سے دیکھے جا رہی تھی۔

نالائق اولاد اللہ کا شکر کرو نا کہ الٹے سیدھے مطلب نکالو ارے دن رات تمہارے لیے دعائیں مانگتی رہہ ہوں ارشہ کی تو مجھے کوئی ٹینشن نہیں ایک تو ہی ہے جو پتا نہیں کس پر چلی گئی خبردار رات کو کوئی گڑبڑ کی تو۔

شاہین بیگم اسے اچھا خاصا سناتی ہوئی آخر میں دھمکی دیتی کچن میں چلی گئی آخر مہمانوں کے لیے کھانے کی تیاری بھی تو کرنی تھی اس نکمی لڑکی سے تو کوئی امید کرنا بے وقوفی ہی تھی۔

خوامخواہ اتنے زور سے مار دیا میرے جیسی لڑکی تو اس پوری کالونی میں نہیں بات کرتی ہیں۔
غصے سے بڑبڑاتی ہوئی وہ ماوی کے گھر کے لیے نکل گئی۔۔۔

سچ میں عنیزہ کی انگیجمنٹ میری بھی انگیجمنٹ اور ماوی کی بھی ایسے کیسے ہو سکتے یار۔۔

پناہ نے دہائی دیتے ہوئے حیرت سے پوچھا حیران تو وہ دونوں بھی تھیں۔

کیونکہ ہم تینوں کی قسمت کا کنیکشن جو جوڑا ہوا ہے۔

ماوی نے مسکرا کر کہا جس سے اسکا چہرہ کھل اٹھا تھا اپنی بالکنی میں کھڑے داود ملک نے

حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا تھا جو مسکراتے ہوئے بہت پیاری لگتی تھی۔

کافی کا سپ لیتا وہ اسے دیکھے گیا تھا جو پناہ اور عنیزہ سے پتا نہیں کونسی باتیں کر رہی تھی۔

پناہ کی اچانک ہی نظریں اس شخص پر پڑیں وہ حیرت سے اسکی نظروں کا تعاقب کرتی غصہ

ہوئی تھی،

تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں ہیں جو دوسروں کی مائیں بہنوں کو بری نظر سے دیکھتے ہو تم

ابھی جانتے نہیں ہو مجھے تمہاری ماں بہنوں کو گھر سے اٹھوا لوں گئ اگر اب میری دوست

کو بری نظر سے دیکھا تو!

وہ ایک دم کھڑی ہوتی غصے سے چلائی تھی جس سے نا صرف دواد ملک بلکہ ماوی اور عنیزہ

بھی بھوکھلا کر اسے دیکھنے لگیں تھیں۔

شٹ اپ ایڈیٹ گرل۔

دواد ملک غصے سے چلایا تھا۔

یو شٹ اپ سمجھے، ویسے تو میں بڑوں کا اختر ام کرتی ہوں لیکن بری نظر والوں کو میں اپنی جوتی کی نوک پر بھی نہیں رکھتی۔

وہ شروع ہو چکی تھی ویسے بھی اسے یہ آدمی ایک نظر نہیں بھایا تھا اوپر سے اسکی فرینڈ کو بری نظر سے دیکھے یہ پناہ دی ڈون کے بس سے باہر تھا۔

پناہ یہ کیا حرکت ہے اندر چلو۔

ماوی اسے زبردستی کھینچ کھانچ کر اندر لے گئی تھی۔

تم اپنی خیر مناو لڑکی! اب تم میرے قہر سے نہیں بچ سکتی۔

دواد ملک کافی کا کپ زور سے دیوار پر مارتا ہوا چلایا تھا۔

کیا ضرورت تھی ہنگامہ کرنے کی۔

ماوی نے کمر پر ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا۔

کیا مطلب ہاں وہ تمہیں کب سے دیکھے جا رہا تھا اور میں اسے دو تین گالیاں بھی نا دیتی ابھی تو اسکی عمر کا لحاظ تھا ورنہ دوکان کے نیچے رکھتی کہ نانی یاد آجاتی۔

وہ غصے سے بولی جس پر وہ دونوں ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھتیں سر نفی میں ہلا گئیں

کہ بھلا یہ لڑکی کبھی سدھر سکتی تھی۔

وہ میرے ہونے والے منگیتر ہیں ابھی دادا جان نے مجھے انکی تصویر دیکھائی تھی۔

وہ گہرا سانس لیتی دھیمے سے بولی۔

کیاااا۔

عنیزہ اور پناہ ایک ساتھ چلائیں تھیں۔

کیا مطلب تم اس بوڈھے اور نظر باز سے منگنی کر و گئ۔

پناہ نے صدمے سے پوچھا۔

جس پر ماوی مسکرائی۔

نا صرف منگنی شادی بھی تو اسی سے ہو گئ نا، دادا جان نے انہیں ہاں کر دی ہے۔

وہ اسکے سر پر چپٹ لگاتی ہوئی مزاق سے بولی۔

جس پر پناہ تو بے ہوش ہونے کے نزدیک تھی۔۔

جبکہ عنیزہ کے ایکسپریشن نارمل تھے۔۔

—

مرجان کی طبیعت دو دن خراب رہی تھی۔۔

آج اسکی طبیعت ٹھیک تھی تو وہ شام کو واک پر نکل آیا تھا۔

ہلکی سرمئی شام خوبصورت ٹھنڈی ہوا اسکی طبیعت پر بہت اچھے تاثرات چھوڑ رہی تھی۔

پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا وہ مسکرا دیا تھا۔

جس پر درخت پر بیٹھے پنچھی بھی حیرت سے اس سیاہ شخص کی مسکان پر حیرت زدہ ہوئے تھے بھلا اتنا خوبصورت کوئی کب مسکراتا تھا۔

انگھوٹی کا نگینہ چمکنے لگا تھا جس سے انجان وہ چلتا جا رہا تھا۔

سامنے سے ہی سرخ سوٹ میں کوئی لڑکی چلی آ رہی تھی جس نے نیلا حجاب اور کالا بیگ کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔

وہ اس شخص کو دیکھ کر تھم سی گئی تھی۔

وہ شخص اسکے پاس سے گزرنے لگا تھا جب ماوی کا دل کسی نئی سی لے پر دھڑکا تھا کیونکہ راستہ کافی تنگ تھا جس سے مرجان کا کندھا ہولے سے اسکے کندھے کو چھو گیا تھا۔

وہ پلٹ کر اسکی پشت دیکھتی حیرت زدہ تھی بھلا اسے کالے لوگ کب پسند تھے اسے تو کالے رنگ کے لوگوں سے چڑ تھی لیکن یہ کون تھا جو کالے رنگ میں بھی جنتِ ماویٰ کا

دل دھڑ کا گیا تھا۔

لبابہ کا خوبصورت چاچو۔

وہ حیرت سے بڑبڑاتی سر جھٹکتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھی جب وہ تھمی۔

ملک داود گاڑی سے نکلتا ہوا اسکے قریب آنے لگا تھا۔

یہ میرے طرف کیوں آرہے ہیں۔

وہ حیرت سے بڑبڑائی تھی۔

ہیلو مائی سیلف داود ملک آپ تو میری پکے والی رشتے دار ہیں پہلے میرے کزن کی بیوہ اور اب میری منگیتر بننے جارہی ہیں آپ سے تو کافی ساری رشتے داریاں بننے جارہیں ہیں۔۔

وہ آدمی مغرور سے بولتا ماوی کو زرا اچھا نہیں لگا تھا۔

میں چلتی ہوں میرے دادا میرا انتظار کررہے ہیں۔

وہ دھیمے سے لہجے میں کہتی اسکے قریب سے گزرنے لگی تھی جب داود ملک کی بات پر رکی

۔۔

ماویٰ علی تم ایک امیر آدمی کی بیوی بننے والی ہوں میں نہیں چاہتا تم یہ دو ٹکے کی نوکریاں کرتی پھرو استعفیٰ دے دو جلدی سے۔

وہ مغرور لہجے میں اسے حکم دیتا بلیک چشمہ آنکھوں پر لگاتا ہوا اسکے قریب سے گزر گیا تھا۔

بیگ پر پکڑ مضبوط کیے وہ ساکت سی رہ گئی تھی۔۔

عنیزہ کی انگیجمنٹ تھی کاشان علوی سے،

لبہ اور مرجان ایک کونے میں بیٹھے آپس میں آہستہ سے گفتگو کر رہے تھے جب کاشان علوی نے اسے بلایا تھا۔

وہ لبہ کو آنے کا کہتا ہوا کاشان علوی کے قریب آ گیا۔

جی بھائی۔

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

ان سے ملو یہ ہیں ملک داود اسفندیار ان سے میں نے حال میں ہی ایک بہت بڑی ڈیل فائنل کی ہے میں چاہتا ہوں یہ ڈیل تم دیکھو کیا تم یہ ڈیل ہینڈل کر و گئے؟

کاشان علوی نے داود ملک سے اسکا تعارف کروا کر اس سے بہت آس سے پوچھا تھا۔

جس پر وہ دھیمے سے مسکراتا اپنے جان سے پیارے بھائی کے گلے لگا تھا۔

بھائی یہ ڈیل اب میں ہینڈل کروں گا ڈونٹ وری۔

دھیمے لہجے میں بولتا وہ کاشان علوی کو اپنی جان سے بھی پیارا لگا تھا۔

جبکہ داود ملک ڈرنک کا سپ لیتا بہت کوفت سے اس سیاہ رنگ کے شخص کو دیکھ رہا تھا جو

کہی سے بھی ہینڈسم اور کامیاب کشان علوی کا بھائی نہیں لگتا تھا۔۔

داود ملک ایکسیوز کرتا ہوا اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔۔

کچھ ہی دیر میں منگنی کی رسم ادا کرنے کے لیے کچھ لڑکیاں بنی سنواری عنیزہ کو سٹیج پر لے

آئیں تھیں۔۔

پناہ نے بے بی پنک کلر کی شارٹ قمیض اور نیچے کھلا ساٹراوزر پہنا ہوا تھا چھوٹے چھوٹے

بالوں کو ہیئر پینز سے سجا رکھا تھا۔

کاشان علوی کو پناہ نے چونک کر دیکھا جو عنیزہ کو پکڑ کر اسٹیج پر لا رہا تھا۔

یہ وہی شخص تھا جس نے اسکی بنا وجہ انسلٹ کی تھی اور اب یہ اسکی فرینڈ سے شادی کرنے

چلا آیا تھا۔

وہ غصے سے پلٹی تھی جب سامنے نظر خرڑی جہاں داود ملک اسفندیار صاحب سے کچھ بات چیت کر رہا تھا

وہ کھول کر رہ گئی کہ اسکی دوستوں کو وہی شخص ملے تھے جو اسے زہر سے برے لگتے تھے

اااف اب مجھے کیا ناپسندیدہ شخص ہی دیکھنے ہوں گئے۔

وہ پریشانی سے بڑبڑاتی ہوئی کسی سے ٹکرائی تھی۔

جب مقابل نے اسے گرنے سے بچالیا تھا۔

وہ اسے کندھوں سے تھام کر سیدھا کھڑا کرتا ہوا سٹیج کی طرف چلا گیا۔

جبکہ پناہ حیرت سے اس سیاہ رنگت کے حامل شخص کو دیکھ رہی تھی۔

جس نے اک نظر تک اس پر نہیں ڈالی تھی۔

ہائے کتنا اچھا تھا کاش یہ گورا ہوتا تو میں ماویٰ کی شادی اسی سے کروا دیتی بری نظر کے آدمی تو مجھے زہر لگتے ہیں۔۔

وہ بڑابڑتی ہوئی ایک کونے میں کھڑی ہوتی ماوی کا انتظار کرنے لگی جو اندر تھی اسکے سوٹ پر پانی گر گیا تھا جو وہ سکھانے اندر ہی رک گئی تھی۔

مرجان ابھی نیچے تراہی تھا جب لبابہ کی کولڈ ڈرنک اس پر چھلکی تھی کیونکہ اس نے لبابہ کو اٹھایا ہوا تھا تو لبہ کا ہاتھ ملنے سے اسکی بلیک شرٹ اورنج جوس سے داغدار ہو گئی تھی۔

وہ ناک چڑھاتا اسے نیچے کھڑا کرتا شرٹ صاف کرنے کا کہتا سامنے والے کوریڈور کی طرف بڑھا تھا۔

شرٹ کورومال سے صاف کرتا وہ ایک کھلے کمرے کے واش روم کے اندر چلا گیا تھا۔۔

شرٹ کو اتار کر داغ والی جگہ کو دھو کر وہ باہر آیا تھا.

جب وہ تھما تھا۔

تھم تو سامنے والے بھی گئی تھی جو بنا شرٹ والے سیاہ انسان کو دیکھتی ہوئی فوراً پلٹ گئی تھی وہ وہاں سے بھاگ نکلی تھی۔

لیکن اسکی ناک میں چمکتا وائٹ کوکا اسکی نظروں میں آچکا تھا کیونکہ اسنے ابھی حجاب نہیں کیا ہوا تھا۔

اسکے کوکے سے نکلتی سفید شعائیں اسکے ارد گرد جیسے چکرانے سی لگیں تھیں۔۔

دل بھی تو دھڑک اٹھا تھا۔

وہ چونک کر دل کے مقام پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔

یہ کیا تھا۔

وہ حیرت سے بڑبڑایا۔

ماوی نے جلدی سے کانپتے ہاتھوں سے چہرے پر نقاب درست کیا۔

افففف یہ انسان مجھے بار بار کیوں دیکھ رہا ہے آخر یہی کیوں ہر بار میرے سامنے آتا ہے اور آج اس نے مجھے بنا حجاب کے بھی دیکھ لیا افففف اب کیا کروں میں۔

وہ پیر پٹختی ہوئی صدمے سے چلائی تھی۔

اسکا پیر پٹخنا اور جھنجھلانا کچھ قدم کے فاصلے سے آتا شخص دیکھتا ہوا حیرت زدہ سا ہوا۔

پھر اسکے قریب سے وہ تیزی سے گزر گیا۔

ماوی ساکت سی ہو گئی۔

پھر بنا فنکشن اٹینڈ کیے ہی وہ وہاں سے نکل گئی تھی پناہ اور عنیزہ کو اس نے سر درد کا بہانہ کر دیا تھا۔

پناہ کی ساس اس سے رنگ کا ناپ لے گئی تھی۔

امی ابھی شادی نا کریں نا بس زرا سی منگنی کر دیں بعد کی بعد میں دیکھی جائے گئی کیا پتا آپکی

بیٹی کو کوئی اس سے بھی زیادہ اچھا انسان مل جائے آخر میرے جیسی تو اس پوری کالونی میں نہیں۔۔

وہ پھر سے اپنی ہانکنے کو بیٹھ گئی تھی یا پھر شاہین بیگم سے مار کھانے آخر کافی دن ہو چکے تھے اس کی دھلائی جو نہیں ہوئی تھی۔۔

میری پیاری بچی تمہارے جیسی واقعی اس پوری کالونی تو کیا اس دنیا میں کہی نہیں۔

سچ امی۔۔

وہ شاہین بیگم کی بات بیچ میں ہی اچکتی ہوئی اچھلی تھی۔

ہاں میری پیاری بچی آخر نکمی لڑاکا پھوہڑ جسے نا پہنے کا ڈھنگ ہے نا کھانا پکانے کا بس لوگوں کی جاسوسیاں کروالو یا پھر چھتیں پھلانگوالو اور رہی بات اس سے اچھا لڑکا ملنے کی تو میری بچی یہ مل گیا ہے اسی پر شکر کرو۔

شاہین بیگم کی چپٹ نے اسے منہ بسورنے پر مجبور کر دیا تھا جبکہ ارشہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

امی آج ثابت ہو گیا میں آپکی اولاد ہی نہیں ہوں بلکہ ابو کی پہلی بیوی سے ہوں اس لیے آپ مجھ پر غصہ کرتی ہیں اور اس دانتوں کی دکان سے پیارا ہے آخر مجھ بے چاری پر ظلم کر کے

آپ کو اپنی سوکن سے بدلہ جو لینا ہوتا ہے۔

وہ صوفے سے کھڑی ہوتی جل کر بولی لیکن ماں کی جوتی نے اسے وہاں سے جلدی سے رفو چکر کرادیا تھا۔

افففف یہ لڑکی کب سدھرے گئ مجھے تو یہی پریشانی ہے آخر اسکی شادی ہو گئ بھی یا نہیں۔۔

شاہین بیگم پریشانی سے بولی۔

اوہو امی! آپی کی شادی ہو گئی اور بہت اچھے لڑکے سے ہوگی آپ بس اللہ پر بھرسہ کریں ٹینشن نا لیں ۔

ارشہ ماں کے کندھے پر سر رکھتی ہوئی مسکرا کر بولی ۔

جس پر شاہین بیگم نے آہستہ سے سر ہلادیا لیکن دل کا کیا کرتیں جو کہہ رہا تھا کچھ تو ہونے والا ہے، آخر کیا ہونے والا تھا۔

تم محبت مجھ سے اور شادی اس اپنے کزن سے کرنا چاہتی ہو میں ایسا نہیں ہونے دوں گا سمجھی تم.

ارشمان نے غصے سے اسکا بازو جھنجھوڑتے ہوئے بھینچی ہوئی آواز میں کہا۔

اففف ارشمان تم مجھے اور پریشان نا کرو میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں میں محبت تم سے اور شادی بھی تم سے ہی کرنا چاہتی ہوں لیکن وہ کاشان علوی پتا نہیں کہاں سے آگیا بیچ میں۔

عنیزہ غصے سے پھنکاری تھی۔

اور اگر تمہاری شادی اس سے ہو گئی تو!

ارشمان احمد نے طنز سے پوچھا۔

نہیں ہو گئی ڈونٹ وری میں کچھ نا کچھ سوچ لوں گی تم نے اپنے گھر بات کی ہماری شادی کی۔

عنیزہ نے طنز سے آئی برو اچکا کر پوچھا۔

کرلوں گا پہلے تم اس کاشان علوی سے اپنا پیچھا تو چھڑواؤ۔۔

وہ غصے سے بولا۔

اور جو تم مجھے ڈائمنڈ رنگ دلوا رہے تھے اسکا کیا ہوا۔

عنیزہ نے اس بار مسکرا کر پوچھا۔

وہ مسکرایا۔

بس ایک دو دن میں ! اصل میں میرا کارڈ کچھ مسلہ کر رہا ہے جیسے ہی ٹھیک ہوتا ہے پہلا تحفہ تمہارے لیے ہی لوں گا جانِ من۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتا بڑی لگاوٹ سے بولا۔۔

جس پر وہ غرور سے مسکرائی تھی۔

ملک داود کے گھر سے اسکی ماں اور بھابھی آئیں تھیں جو جنتِ ماویٰ کو سرخ سنہری کام والی چادر دے گئی تھیں ان میں انگھوٹھی کی بجائے لڑکی کو سرخ دوپٹہ پہنایا جاتا تھا اس دوپٹے پر لڑکے کا نام بڑے بڑ ے سنہری کام سے لکھا ہوا ہوتا تھا یہ اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ لڑکی اب مرتے دم تک صرف اسی کی ہے جس کے نام کی چنڑی اس کے سر پر اوڑھائی گئی ہے۔

سرخ دوپٹہ گود میں رکھے وہ بے دھیانی سے کب سے دوپٹے کو دیکھے جا رہی تھی ۔

چہرے پر سپاٹ سے تاثرات تھے۔

رایان اسکا شوہر !

وہ مسکرائی۔

دادا جان کہتے تھے رایان جیسا خوبصورت اس پوری ویلی میں نہیں تھا وہ دس سال کا تھا

جب وہ فوت ہو گیا تھا۔

اسے اپنے شوہر کی شکل ٹھیک سے یاد نہیں تھی کیونکہ وہ اس وقت آٹھ سال کی تھی اور

دوسری اس نے اپنے شوہر کو دیکھا بھی نہیں ہوا تھا۔

کاش تم زندہ ہوتے۔

وہ دھیمے سے کہتی ناک میں پڑے کوکا کو انگلی سے چھوتی مسکائی۔

پھر ایک دم اٹھتی وہ کبڈ میں پڑے بہت پرانے کالے ڈبے کو نکال کر بیڈ پر رکھ چکی تھی۔

اسے کھول کر وہ اذیت سے ہنسی۔۔

اس میں پڑا سرخ سنہری کامدار دوپٹہ جس پر سنہری خروف سے کسی کا نام درج تھا۔

دوپٹے کو نکال کر وہ خود پر اوڑھ کر آئینے کے سامنے آئی تھی۔۔

وہ حیرت زدہ ہوئی ناک میں پڑا وائٹ کوکا چمکنے لگا تھا۔

وہ کوکے کو چھوتی دوپٹے کو دیکھنے لگی تھی۔

اللہ وہ کیوں چلا گیا ہے؟

ہلکے سے سسکتی وہ دروازے میں ایک سائیڈ پر کھڑے دادا جان کو اذیت سے دوچار کر گئی تھی۔

چہرے پر غم زدہ تاثرات لیے وہ وہی سے پلٹ گئے تھے۔۔

مرجان مسکرایا!

وہ واک کے لیے کالونی کی سب سے بڑی پارک میں آیا تھا۔

اسکے مسکرانے کی وجہ اسکا بھائی تھا جو دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اسی کے انتظار میں پچھلے آدھے گھنٹے سے کھڑا اسی کی رہ دیکھ رہا تھا، حلانکہ وہ اسے 5 بجے جگا کر آیا تھا اور وہ جناب 6 بجے آئے تھے۔۔

اتنا لیٹ!

اس نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ سنجیدگی سے مسکرایا۔

لیکن پھر چونکا تھا سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر۔۔۔۔

وہ مسکرایا تھا! لیکن پھر سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

سامنے پارک کے بینچ پر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے جن کے نقوش میں نرمی سے گھلی ہوئی تھی لیکن مرجان کے چونکنے کی وجہ ان بزرگ کے نقوش تھے جو وہ دھندلے سے خواب میں دیکھتا تھا۔

یہ کون ہیں اور یہ چہرہ میں خواب میں دیکھ چکا ہوں کیوں آخر یہ کون ہیں اور انکا کیا تعلق ہے مجھ سے۔

وہ سامنے بیٹھے بزرگ کو دیکھتا ہوا حیرت سے سوچتا پریشان ہوا تھا۔

مرجان آر یو اوکے۔

کاشان علوی نے اسکا ساکت ہونا محسوس کر کے فکرمندی سے پوچھا۔

یس بھائی، ائی ایم اوکے چلیں۔

گہری سانس لیتاوہ تمام خیالوں سے پیچھا چھڑاتا ہوا دھیمے سے بولا۔

کاشان اسکا بازو تھامتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

مرجان علوی نے پیچھے پلٹ کر ان بزرگ کو ضرور دیکھا تھا جو اپنے ساتھ بیٹھے اپنے ہم عمر سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔

سر جھٹک کر وہ بھائی کے ہم قدم ہوا تھا۔

مرجان کوئی لڑکی پسند کی یا میں کروں تمہارے لیے۔

کاشان نے جوس کا سپ لیتے ہوئے اپنے بھائی سے پوچھا جو ارد گرد بیزاری سے دیکھ رہا تھا

۔

وہ کاشان کی بات پر آئی بر واچکا کر بھائی کو دیکھتا دھیمے سے مسکرایا۔

پہلے اپنی شادی تو اٹینڈ کر لیں۔

دھیمے سے بولتا وہ کاشان علوی کو خود کو گھورنے پر مجبور کر گیا تھا۔

مرجان میں سیریس ہوں!

کاشان نے اسے گھور کر کہا۔

بھائی آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ مجھے نہیں کرنی شادی۔

وہ بیزاری سے بولا۔

مرجان تم ہر بار یہی کہتے ہو آخر کب تک ایسے ہی رہو گئے میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں بس۔

کاشان نے غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

بھائی جس کا آپ جیسا بھائی ہو وہ بھلا دکھی یا پریشان کیسے ہو سکتا ہے میں خوش ہوں۔

بلیک کافی کا سپ لیتا وہ نرم لہجے میں بولا۔

تو اس کا مطلب ہے جو تمہیں دورے پڑتے ہیں راتوں کو کبھی کبھی ڈر جایا کرتے ہو خواب دیکھ کر چیخ اٹھتے ہو وہ سب فیک ہے ہمم۔

کاشان کے تیکھے لہجے پر وہ لب بھینچتا ہوا ایک دم سے وہاں سے اٹھتا مخالف طرف جاتی سڑک کی طرف تیز قدموں سے بڑھ گیا تھا۔

مرجان واپس آو۔

کاشان کھڑا ہوتا اس سے بلند آواز میں مخاطب ہوا تھا لیکن وہ تیزی سے وہاں سے نکل چکا تھا

۔

افف لگتا ہے کچھ زیادہ ڈانٹ دیا ہے اسے۔

وہ پریشانی سے بڑبڑاتا ہوا اپنا سیل فون نکال کر کسی کو کال ملانے لگا تھا۔۔

مرجان نکل چکا ہے تم بھی پیچھے جاو اور اور دھیان رکھنا اسے تمہاری موجودگی کا پتا نا چلے۔

کسی کو فون میں ہدایت دیتا وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

ماوی میں تمہارے گھر اپنے پیرینٹس کو بھیجنا چاہتا ہوں وہ بھی آج رات اگر تم مناسب سمجھو تو ورنہ پھر کسی اور دن جیسے تم کہو۔

ماوی جو فائل پر ہاشم سر کے سائن لینے آئی تھی انکی اچانک سے کہی بات پر وہ بت بنی حیرت سے ہاشم آفندی کو دیکھے گئی۔

کیا ہوا میں نے کوئی انوکھی بات تو نہیں کہہ دی جو تم یوں مجھے گھورنے لگ گئی ہو۔۔

ہاشم نے پین انگلیوں میں گھماتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

سر آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں میریڈ ہوں۔

وہ گہری سانس لیتی ہوئی آہستہ سے بولی۔

واٹ !اب تم مجھ سے جھوٹ بولوں گئی۔

ہاشم اچانک سے ہی اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

نہیں سر یہ جھوٹ نہیں ہے آپ چاہئیں تو میرا نکاح نامہ دیکھ سکتے ہیں میں کل لا کر دیکھا دوں گئ آپکو۔

وہ نظریں جھکائے ہی سپاٹ سے لہجے میں بولی۔

اگر ایسا ہے تو کہاں ہے تمہارا شوہر۔

ہاشم آفندی نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

سر یہ پرسنل سوال ہے جس کا جواب دینا مجھ پر فرض نہیں۔

سپاٹ لب و لہجے میں کہتی فائل ٹیبل پر رکھ کر وہ رکی نہیں تھی بلکہ تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔

دروازے میں کھڑی صوفیہ نے پہلی دفعہ اسے نرم نظروں سے دیکھا تھا۔

اپنے کیبن میں آتی وہ سر کو ہاتھوں میں تھامتی پریشانی سے آنے والے حالات کے بارے میں سوچنے لگی کہ آج صبح ہی تو عشرت (تائی) اسکا رشتہ پھر سے ابان کے لیے مانگنے چلی آئی تھی اور یہ بھی کہہ گئیں تھیں کہ انہیں ہاں ہی چاہیئے آخر کو وہ انکے اپنے ہیں۔

داداجان کے بارے میں سوچتی وہ غم زدہ ہوئی۔

آخر کیوں مجھے یوں چھوڑ کر چلے گئے تھے اگر جانا ہی تھا تو یوں اپنے نام سے نا باندھا ہوتا میری زندگی میں پریشانیاں کم ہوتیں تمہاری بیوہ بن کر جو میں نے سہہ ہے کاش میں تمہیں بتا سکتی۔

ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر سسک سسک کر کہتی وہ کہی سے بھی نارمل نہیں لگ رہی تھی۔

ہیوی بائیک کو فل سپیڈ پر وہ چھوڑے ہوئے تھا۔

شام کا ہلکا سرمئی اندھیرا ہر طرف پھیل چکا تھا۔

چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی، وہ بائیک اور تیز کرتا ہواوں سے باتیں کرتا چلا جا رہا تھا جب وہ ہلا تھا،

بائیک کے سامنے اچانک سے آتے وجود کو وہ بچا نہیں سکا تھا جس کے نتیجے میں نسوانی چیخ پورے ویرانے کو ہلا گئی۔

بائیک کو ایک باریک لگا تا وہ تیزی سے سڑک پر پڑے کراہتے وجود کی طرف دوڑا تھا۔

. . ---

وہ پنجوں کے بل سرعت سے اس کے کراہتے وجود کے پاس بیٹھا تھا۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے پکڑ کر سیدھا کر چکا تھا جس کے چہرے پر نقاب تھا آنکھوں میں آنسو تھے تو ماتھے پر خون کی لمبی سے لکیر بن کر اسکے چہرے پر آ رہی تھی، اسے اپنی کمر پر بہت درد ہو رہا تھا جہاں بائیک نے ٹچ کر کے اسے گرایا تھا۔

اٹھیں میں آپکو ہسپتال لے چلتا ہوں۔

اسکی گھمبیر آواز پر وہ غصے سے اسکا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔

تم پاگل تھے یا اندھے تھے سڑک کیا تم لوگ خرید کر بائیک اور گاڑی چلاتے ہو یہاں پیدل چلنے والے بھی گزرتے ہیں مسٹر سپیڈ بڑھانے سے پہلے یہ کیوں نہیں سوچتے تم لوگ۔

وہ لڑکھراتے لہجے میں غصے سے بولتی مرجان علوی کو حیرت میں ڈال گئی۔

میں اندھا تھا پاگل تھا لیکن آپ ناتو اندھی تھیں ناپاگل اور ناہی سڑک آپ نے خریدی ہوئی تھی پھر آپ کیوں ارد گرد دیکھ کر نہیں چل رہی تھی۔

وہ کھڑا ہوتا سرد لہجے میں بولا کہ وہ کب کسی کا ترش لہجہ برداشت کرتا تھا۔

جنتِ ماویٰ کا دل کیا اس سیاہ انسان پر پتھروں کی بارش کر دے جو اسے زخمی کر کے طنز فرما

رہا تھا۔

شٹ اپ سمجھے آپ اور جایئے یہاں سے مجھے آپکی ہیلپ کی ضرورت نہیں۔

غصے سے بول کر وہ مشکل سے کھڑی ہوئی تھی۔

کہ چوٹ شدید لگی تھی کچھ اسے ہاشم سر کے پرپوزل کا غصہ بھی تھا۔

مرجان علوی نے تیکھی نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا۔

آپ میری بائیک سے انجرڈ ہوئیں ہیں تو اصولاً مجھے ہی آپکو ہسپٹل لے کر جانا چاہئیے تھا لیکن اگر آپ چل سکتی ہیں تو نو پروبلم آپ اکیلی جا سکتی ہیں لیکن یہ پیسے رکھ لیں کہ نقصان ہوا ہے آپکا اور مرجان علوی کسی کے نقصان کا سبب نہیں بننا چاہتا۔

وہ پاکٹ سے بنا گنے پیسے نکال کر اسکی طرف بڑھاتا ہوا سپاٹ سے لب و لہجے میں بولا ہاں نظریں اسکی آنکھوں پر تھیں جن میں سرخی سی چھائی ہوئی تھی جیسے وہ کافی دیر روتی رہیں ہیں۔

مائنڈ یو مسٹر اپنے پیسے اپنے پاس رکھو سمجھے۔

غصے سے بولتی وہ دائیں طرف جاتی سڑک کی طرف بڑھی تھی چال میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

وہ کچھ دیر ہونٹ بھینچے کھڑا رہا پھر رات کا سماں دیکھ کر اس لڑکی کے پیچھے تھوڑا فاصلہ رکھ کر دھیمے دھیمے قدموں سے چلنے لگا۔

وہ جانتی تھی وہ پیچھے ہے لیکن بنا اسے کچھ بولے وہ چلتی رہی کہ وہ اس وقت صرف اور صرف اپنے دادا کی گود چاہتی تھی۔

وہ کافی گھر چھوڑ کر قطار میں بنے ساتویں گھر کے جالی والے دروازے کے آگے رکی تھی دروازہ کھلا ہوا تھا وہ ہلکا سا دروازہ دھکیل کر رکی پھر پلٹی۔

وہ انسان پلٹ کر آہستہ آہستہ چلتا اپنے راستے کی طرف جا رہا تھا۔

یہ انسان کون ہے اور یہ اتنا سیاہ کیوں ہے کیا یہ سیاہ فام ہے لیکن اسکے نقوش تو بہت تیکھے ہیں۔

وہ آج پہلی بار کسی غیر مرد کے بارے میں سوچ رہی تھی پھر سر جھٹکتی ہوئی وہ اندر ہال میں آگئی تھی۔

ماوی بیٹی یہ کیسے ہوا ہے۔

خشمت صاحب اخبار وہی پھینکتے جلدی سے اسکی حالت دیکھتے اسکی طرف دوڑے تھے۔

میں ٹھیک ہوں دادا جان بس ہلکا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے آپ بینڈ ایج کر دیں اور پین کلر

دے دیں میں صبح تک ٹھیک ہو جاوں گئی۔

انہیں پریشان دیکھ کر وہ انکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مصنوعی سا مسکرا کر بولی۔

داداجان نے تشویش سے اسکی چوٹوں کا جائزہ لیا پھر نرمی سے اسے تھام کر صوفے پر بٹھایا تھا۔

وہ اسکی بینڈ تیج اور پین کلر دے کر اسے زبردستی ہلدی والا دودھ بھی پلا چکے تھے۔

اپنے کمرے میں آکر وہ بنا چینج کیے ہی بیڈ پر دراز ہو چکی تھی تکیے پر سر رکھ کر وہ آنکھیں موند گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ نیند میں تھی لیکن نیند کی وادیوں میں وہ کسی کا دھندلا سا چہرہ دیکھ رہی تھی جو بہت مشکل میں تھا وہ وجود چلا رہا تھا کیونکہ وہ خون میں لت پت تھا۔

اس وجود کی تکلیف سوئی ہوئی ماوی کو اپنے دل میں محسوس ہو رہی تھی تبھی تو نیند میں ہوتے ہوئے بھی اسکے چہرے پر اذیت ناک تاثرات چھا گئے تھے۔

دل کرتا ہے کسی کا سر پھوڑ دوں۔

پناہ نے پارک میں بیٹھے لوگوں کو دیکھتے ہوِے کتاب پڑھتی ماویٰ سے کہا جو مسکرا کر اسے

دیکھنے لگی تھی۔

ماوی نے تین چار دن ریسٹ کیا تھا اب وہ بہتر تھی تو پناہ اسے شام کو پارک میں لے آئی تھی۔

جب پناہ نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے تھے۔

اپنا پھاڑ لو میری جان اس سے لوگوں کی جانیں تو محفوظ رہیں گئ نا۔

ماوی کے شرارت بھرے لہجے پر پناہ نے اسے زبردست گھوری سے نوازا تھا۔

کیوں پھوڑ لوں میرا سر کوئی فالتو تو نہیں ویسے بھی میں سر تمہارے اس بڈھے شوہر کا پھوڑوں گئ۔

وہ چیونگم کا بڑا سا ببل بناتی ہوئی مزے سے بولی۔

شوق سے میری جان!

ماویٰ نے بھی مسکرا کر اسے چڑایا تھا۔

دور بیٹھے کاشان علوی نے اس لڑکا ٹائپ لڑکی کو غصے سے دیکھا تھا اسے ایسی لڑکیاں زہر لگتی تھی جو لاپرواہی سے لوگوں کو خود کو دیکھنے پر مجبور کرتیں تھیں۔۔

سر جھٹکتا وہ اپنی بیٹی کو آئس کریم دلانے کارنر میں لگے آئس کریم سٹال کی طرف چلا گیا۔

مجھ سے بات مت کرنا میں جا رہی ہوں آئس کریم لینے یقیناً میں تمہارے لیے نہیں لاوں گئی سوویٹ مت کرنا آیس کریم کا ۔

غصے سے بولتی وہ پیر پٹخ کر چلی فئی،

جبکہ کتاب پڑھتی ماویٰ مسکرادی بھلا ایسا ہو سکتا تھا پناہ ماویٰ کے بغیر کوئی چیز کھائے۔

دو آئس کریم لے کر وہ پلٹی تھی جب سیل فون بند کر کے کاشان علوی بھی پلٹ تھا ان دونوں کی ٹکر شدید تھی پناہ کے ہاتھ میں پکڑی آِئس کریم اسکی ٹھوڑی پر لگ کر نیچے گر گئیں تھیں۔۔

پناہ نے صدمے سے اپنی نیچے گریں آئس کریم کو دیکھا پورے سو کا نقصان افففففف نہیں چھوڑوں گئی اس لمبو کو۔

وہ جل بھن کر مٹھیاں بھینچ کر غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

جبکہ کاشان علوی نے ساکت سے اپنی ٹھوڑی کو چھوا پھر اپنے بلیو کوٹ کو دیکھا جو آئس کریم لگنے سے دو جگہ سے داغدار ہو چکا تھا۔

ایڈیٹ گرل دیکھ کر نہیں چل سکتی یا پھر لڑکوں سے ٹکرانے کا شوق ہے میڈیم کو۔۔

وہ اس لڑکی کو دیکھ کر غصے سے پاگل ہوتا چلایا۔

پناہ جو عنیزہ کے منگیتر ہونے کا اسکا لحاظ کر گئی تھی۔

لیکن اسکی بدتمیزی پر وہ بھی غصے سے لال پیلی ہو گئی۔

میری کونسا خالہ کا بیٹا ہے جو اسکا لحاظ کرتی پھروں۔

وہ دل میں سوچتی غصے سے اسکے نزدیک آئی تھی۔

او مسٹر امیر ہو گئے تم اپنے گھر میں کوئی تمہاری نوکر نہیں ہوں جو تمہاری یہ دھاڑ سنوں اپنے باپ کا کھاتی ہوں اور ڈرتی صرف اپنی ماں سے ہوں پھر تم کس شوق میں مجھے پر چلا رہے ہو اندھے ہو گئے تم دماغ سے فارغ ہو گئے تم بلکہ تمہارا خاندان اندھا اور لڑکیوں سے ٹکرانے کا شوق ہو گا تمہیں تمہاری بیوی کو ہو گا، مجھے تم جیسوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں ارے میں تو وہ لڑکی ہوں جسکا منگیتر فون کر کر کے اپنا سر دیوار میں مار لیتا ہے لیکن پناہ جہانگیر تو اسے کسی خاطر میں نہیں لاتی تو تم کہاں کے پرنس چارمنگ ہو جس سے پناہ ٹکرانے کا بہانہ ڈھونڈے گئی بڑا آیا۔۔۔۔

وہ بولنے پر آئی تھی تو پھر چپ نہیں ہوئی تھی بلکہ ارد گرد کے لوگ وہ اپنے ارد گرد اکٹھا کر چکی تھی وہ کیوں کسی سے ڈرتی آخر وہ اپنے باپ کا کھاتی تھی۔

کاشان علوی حیرت و غصے سے اس لڑکی کی چلتی زبان کو دیکھ رہا تھا۔

شٹ اپ ایڈیٹ گرل۔

وہ غصے سے پاگل ہوتا چلایا ۔

سوری سر یہ تھوڑی پاگل ہے اسکی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔

اچانک سے ماوی اسکا بازو تھام کر کاشان علوی سے معذرت کرتی اسے کھینچ کھانچ کر لے جانے لگی۔

چھوڑدو ماوی آج میں نہیں چھوڑوں گئی اسے اس نے پہلے بھی ایک دن میری انسلٹ کی تھی یہ لگتا کیا ہے میرا باپ ہے تایا ہے آخر لگتا کیا ہے یہ انسلٹ کرنے والا۔۔

اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتی وہ بھنا کر بولی وہ تو ماوی کے قابو میں ہی نہیں آرہی تھی۔

لیکن ماوی اسے بہت مشکل سے کھینچ کھانچ کر لے گئی تھی۔

کام کرو تم لوگ اپنا یہاں کوئی کھیل چل رہا ہے جو آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھے جارہے ہو۔

کاشان علوی کے چلانے پر سب لوگ وہاں سے رفو چکر ہوئے تھے۔۔

ہاہاہا!

لبابہ آئس کریم کی بڑی سے بائٹ لیتی اپنے باپ کی شکل دیکھ کر کھلکھلائی تھی۔۔

لبہ۔

وہ آنکھیں سکیڑے اپنی بیٹی کو وارننگ دے گیا تھا۔

سوری ڈیڈ۔۔

وہ اس بار بھی کھلکھلا کر بولی تھی جس پر وہ بیٹی کو گھورتا ہوا اس لڑکی کو کوس کر رہ گیا۔۔

چھوڑوں گا نہیں تمہیں میں ویٹ اینڈ واچ۔۔۔۔۔

کوٹ ٹشو سے صاف کرتا وہ پھنکارا تھا۔۔۔

دیکھیں خشمت صاحب ہم چاہتے ہیں اب ماوی بیٹی اور داود ملک کی شادی کر دیں پھر ایک ماہ بعد داود کو تین ماہ کے لیے کام کے سلسلے میں باہر جانا ہے اس طرح شادی کافی لیٹ ہو جائے گئ اگر شادی ہو گئ تو داود ماوی بیٹی کو بھی ساتھ لے جائے گا۔۔

چائے پکڑاتی موی کا ہاتھ نجانے کیوں کانپا تھا۔

شادی!

اسکے دل میں کہی ویرانی سی چھائی تھی شادی کے نام پر۔

چائے پکڑا کر وہ وہاں رکی نہیں تھی۔

ٹھیک ہے جیسا آپ لوگ مناسب سمجھیں۔۔۔

خشمت صاحب نے سوچ سمجھ کر سر ہلایا کہ انہیں اپنی زندگی کا کوئی خاص بھروسہ نہیں تھا

وہ مرنے

سے پہلے ماوی کو اپنے گھر کا دیکھنا چاہتے تھے۔

پلڑ کے پیچھے کھڑی ماوی کی آنکھ سے ایک آنسو چھلک کر نیچے گرا تھا۔

دور کہی بیٹھے وجود کے دل میں بے چینی سی آئی تھی۔۔

جیسے اسکا دل پریشان ہو کسی کے لیے لیکن وہ انجان ہو اس وجود سے۔۔۔

وہ بھوکھلا کر پیچھے ہوئی نیچے گہری کھائی تھی جہاں سے شاید ہی کوئی گر کر بچتا۔۔

اس ڈراونی جگہ کیوں لے آئی ہو مجھے۔

ماوی نے غصے سے پناہ سے بازپرس کی کہ اسے اونچائی سے بہت ڈر لگتا تھا۔

بس میرا دل کر رہا تھا اس جگہ آنے کا اس جگہ کے بارے میں میں نے بہت سنا ہوا تھا اب

میں اکیلی تو آنے سے رہی۔

مزے سے ٹھنی گھماتی وہ لاپرواہی سے بولی۔

پناہ باز آجاو بارش ہے اور اگر پیر سلپ ہوا تو نیچے کھائی میں بھی گر سکتے ہیں۔

ماوی نے غصے سے کہہ کر جانا چاہا جب پناہ نے شرارت سے اسکا بازو ہاتھ میں لیا۔

بس دو منٹ یار دیکھو تو یہاں سے بادل کتنے نزدیک دیکھتے ہیں اور تو اور بارش کے یہ ننھے قطرے جب چہرے پر گرتے ہیں تو مزہ ہی آجاتا ہے یار۔

وہ ارد گرد جھومتی ہوئی بولی۔

مرو یہی میں تو جا رہی ہوں نیچے ویٹ کر رہی ہوں جلدی آنا ورنہ تمہاری اماں آئیں گئ تمہیں لینے۔

ماوی اس سے کہتی ہوئی نیچے جاتے راستے کی طرف پلٹ گئ۔

بورنگ ماوی بس دس منٹ میں میں بھی آجاتی ہوں انتظار کرنا اور اگر امی کو بتایا تو تمہارے اس بڈھے سڑے ہوئے دلہے کا دائیں کان کاٹ کر تمہارے ہاتھ میں پکڑا دوں گئی۔

شوق سے!

پناہ کی دھمکی پر وہ لاپرواہی سے کہتی ہوئی اسے جلا کر رکھ گئ تھی۔۔

ماوی پرانی اینٹوں کی بنی ہوئی سیڑیاں اترتی ہوئی ارد گرد کے ماحول کو بہت اشتیاق سے دیکھ رہی تھی جو ہلکی بارش کی چادر میں بہت افسوں طاری کر رہا تھا۔

وہ نقاب نیچے کرتی مسکرائی کہ آس پاس کوئی نہیں تھا۔

ہتھیلی میں بارش کے پانی کے ننھے ننھے قطرے جمع کرتی وہ ہنسی تھی جب بے دھیانی میں اسکا پیر پھسلا تھا۔

وہ لہرا کر نیچے گری تھی چیخ بے ساختہ تھی اسکی۔

لیکن سامنے سے آتے وجود نے بھاگ کر سیڑیوں پر لڑ کھڑاتے وجود کو نیچے بیٹھ کر اپنے ہاتھوں سے نیچے آنے سے روکا تھا۔

وہ چیخ ہی رہی تھی جب مقابل نے اسے تھام کر کھڑا کیا۔

آپ ٹھیک ہیں چلانا بند کر دیں پلیز۔

وہ بیزاری سے بولتا ماوی کی چیخ کو بریک لگوا گیا تھا۔

وہ میچی ہوئی آنکھیں کھولے سامنے کھرے وجود کو حیرت سے دیکھنے لگی وہ سیاہ شخص اسے نہیں اپنے ساتھ آئی لبہ کو دیکھ رہا تھا۔

جو ماوی کو غور سے دیکھ رہی تھی اس دن اس نے نقاب کیا ہوا تھا تو وہ اسکے چہرے کو دیکھ نہیں سکی تھی لیکن وہ لڑکی لبہ کو دیکھی بھلی لگ رہی تھی۔

آپ ٹھیک ہیں۔

لبہ نے اسکا ہاتھ ہلاتے ہوئے پوچھا۔

وہ لبہ کو دیکھتی بے بسی سے سر ہلا گئی کہ دائیں پیر کے انگوٹھے کا ناخن ٹوٹ چکا تھا کہنی بھی

چھل گئی تھی۔

اسکے سر ہلانے پر مرجان علوی نے بڑے بے ساختہ اسکے انگوٹھے کو دیکھا تھا جہاں سے

خون رس رہا تھا۔

ماوی تم ٹھیک ہو تم چلائی کیوں اور تمہارے کپڑوں پر یہ مٹی کیسے لگی۔

پناہ نے اسکے قریب بھاگ کر آتے ہوئے پھلی ہوئی سانسوں سے فکر مندی سے پوچھا۔

میں گر گئی تھی۔

اس نے بڑی شرمندگی سے پناہ کو بتایا تھا جس پر مرجان علوی کی آنکھیں پہلی بار سرد تاثر

بدلتی ہوئیں ہلکا سا مسکرائیں تھیں اس لڑکی کے چہرے کے فیس ایکسپریشن دیکھ کر۔۔

زیادہ تو نہیں لگی۔

پناہ نے اسکے سامنے آتے ہوئے پوچھا پھر اسکے آنگوٹھے کو دیکھتی بے ساختہ نیچے بیٹھ گئی۔

لبہ چلیں۔

وہ لبابہ سے آہستگی سے مخاطب ہوا۔

ہاں چلتے ہیں آپ نا انہیں کسی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں اور انکے انگوٹھے پر پٹی لگوائیں ٹھیک ہو جائے گا ہے نا چاچو۔

لبہ نے بڑے پن سے کہتے ہوئے آخر میں اپنے چاچو سے تصدیق چاہی۔

ہممم!

وہ سنجیدگی سے سر ہلا گیا تھا۔

پنای انکا شکریہ ادا کرتی ماوی کو تھام کر آہستہ سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

چاچو وہ لڑکی پیاری تھی جو گری تھی لیکن بولنے والی جو لڑکی تھی وہ کچھ خاص پیاری نہیں تھی ہے نا۔

گاڑی میں چاچو کے ساتھ بیٹھتی وہ بولی تھی۔

ایسا نہیں کہتے لبہ۔

وہ آہستگی سے اسے ٹوک گیا تھا۔

سوری چاچو غلطی ہو گئی۔

وہ شرمندہ ہوئی تھی اپنے چاچو سے۔

اٹس اوکے بی کیئر فل ان نیکسٹ ٹائم۔

وہ سنجیدگی سے بولتا گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑ گیا تھا۔

تمہارے ناک کا کوکا کدھر ہے۔۔؟

پناہ نے بینڈ تیج کرتے ہوئے اسکا خالی ناک دیکھ کر حیرت سے پوچھا کہ وہ کوکا تو کبھی نہیں اتارتی تھی۔

اسکا پیچ ڈھیلا ہو گیا ہے بازار سے ٹھیک کروانا پڑے گا ۔

وہ ناک کو چھوتی ہوئی آفسردگی سے بولی۔

کوئی بات نہیں تم کوکے کے بغیر بھی اچھی لگتی ہو ۔

پناہ نے اسے پریشان دیکھ کر تسلی دی ۔

وہ آہستہ سے مسکرائی ۔

لیکن یہ مسکراہٹ بڑی پھیکی سی تھی۔

میں دادا جان سے مل کر تمہارے پاس آتی ہوں۔

پناہ اسے بیڈ پر آرادہ دہ حالت میں لٹا کر کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔

لب بھینچ کر اس نے چادر کے کونے کو دیکھا جہاں ایک بریسلیٹ لٹک رہا تھا۔

وہ دوپٹے کا کونا پکڑ کر اس میں پھسا وہ بریسلیٹ نکالنے لگی یہ شاید اس سیاہ شخص کا تھا۔

بریسلیٹ چاندی کا تھا لیکن تھا بہت ہلکا اسے پتا ہی نہیں چلا اور پتا تو اس شخص کو بھی تو نہیں لگا تھا۔

ہاتھوں میں پکڑ کر بریسلیٹ دیکھتی وہ لب بھینچ گئی پھر اس بریسلیٹ کو وہ تکیے کے نیچے رکھ کر آنکھیں موند گئی تھی۔

کل اسکے سسرال والوں نے ان دادا پوتی کو رات کے کھانے پر انوائٹ کیا تھا۔

وہ نہیں جانا چاہتی تھی لیکن اپنے دادا کے لیے اسے جانا تھا۔

آپی آپکی ساس آئیں ہیں امی آپکو ہال میں بولا رہیں ہیں اور ہاں خالی مت جایئے گا چائے لے کر جایئے گا امی کا آرڈر ہے ناٹ مائے۔

موبائل میں گیم کھیلتی پناہ سے ارشہ نے آکر کہا۔

افففف یہ کیوں آگئی دوپہر کے وقت اب اتنی گرمی میں چائے کون بنائے ارشہ جاو بنا لاو میں دے آتی ہوں۔

وہ جھنجھلا کر کہتی آخر میں ارشہ سے پیار سے بولی۔

ناجی نا مجھ سے نہیں بنتی چائے میرا صبح سے سر درد تھا چائے بنانے کی وجہ سے میں نے پی نہیں اور تم کہہ رہی ہو چائے بناوں واوا ایسا خواب میں بھی مت سوچنا بلکہ مر کر بھی نہیں کہ ارشہ جہانگیر چائے بنائے آپکی ساس ہے آپ بنائیں جب میری ہو گئی تو میں بناوں گئی۔

ارشہ اسکی جگہ دراز ہوتی ہوئی شرارت سے بولی۔

مر جاو تم ہڈ حرام کہی کی۔۔

غصے سے کہتی ہوئی وہ سیدھا کچن میں چلی آئی۔

چائے کا پانی چولہے پر چڑاہاتی ہوئی وہ اپنے چھوٹے بالوں کو حجاب سے کور کرنے لگی تھی۔

بدمزہ چائے دس منٹ میں تیار تھی جس میں نمک چینی کی بھرمار تھی۔

السلام علیکم انٹی جی۔

وہ چائے کا ٹرے ٹیبل پر رکھ کر مصنوعی بڑی سی مسکان سے بولی۔

وعلیکم السلام بیٹا۔

سجیلہ خاتون نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

بیٹا چائے دو انٹی کو۔

شاہین بیگم نے تنبیہی نظروں سے ا سے دیکھتے ہوئے کہا۔

جی امیؒ۔

دھیمے سے کہتی وہ چائے کا کپ انہیں پکڑا گئی۔

اس لڑکی کو چائے کا کہا تھا تو وہ صرف چائے ہی لے کر آئی تھی بسکٹ نمکو وغیرہ نہیں لائی

آخر میں کیا کروں اس کڑکی کا۔۔

شاہین بیگم خالی چائے کو دیکھ کر سر پیٹ کر رہ گئی تھی۔

بیٹا اتنی گرمی ہے حجاب گھر میں کھول لیا کرو گھر میں کونسا کوئی غیر مرد ہوتا ہے۔

سجیلہ خاتون نے اسکے چہرے پر پسینے کے قطرے دیکھ کر فکر مندی سے کہا۔

وہ بہن اسے نا حجاب کی بہت عادت ہو گئی ہے تو گھر پر بھی کیے رکھتی ہے۔

بیٹی کے بولنے سے پہلے ہی شاین بیگم سرعت سے بولی تھی کہ بیٹی صاحبہ کہی اسی وقت

حجاب نا کھول دَے آخر عقل کی پوری جو تھی انکی بیٹی ۔۔

اوا چھا یہ تو بہت اچھی عادت ہے بیٹیا رانی کی۔

سجیلہ بیگم نثار ہوتی نظروں سے پناہ کو دیکھتی ہوئی بولی۔

یہ کچھ زیادہ ہی اچھیں ہیں آخر کیوں کہی دال میں کچھ کالا تو نہیں۔

وہ سجیلہ بیگم لو غور سے دیکھتی ہوَئی دل میں سوچ کر رہ گئی پتا کرنا ہو گا پنا

دی ڈون یہ ایسی ہی ہیں یا بس ناٹک کرتیں ہیں۔۔۔۔۔۔
دل ہی دل میں سوچتی وہ کہی اور ہی جا پہنچی تھی۔۔

ملک اسفندیار کے بڑے سے لاونج میں وہ دونوں دادا پوتی بیٹھے ہوئے تھے سامنے ہی اسفندیار صاحب انکی مغرور بیگم ملک داود کی خالہ اور اسکی بہن بیٹھیں ہوِئیں تھیں۔۔

وہ ہاف وائٹ سوٹ پہنے ہوئے تھی جس پر نیلے سوتی دھاگے سے ہاتھ سے کڑھائی کی گئی تھی۔۔

نیلا سفید پٹی والا دوپٹہ سر پر وہ اچھے سے جمائے جوس کا گلاس ہاتھ میں تھامے ہوئے تھی۔

جب داود ملک وہاں آیا۔

دادا سے سلام دعا کرتا وہ عین جنتِ ماوی کے سامنے پڑے خالی صوفے پر بیٹھا تھا۔

وہ یہاں مس فٹ سی محسوس کر رہی تھی۔

دل میں بے چینی سی تھی پتا نہیں کیوں وہ اتنی بے سکون سی ہو گئی تھی جب سے اسکا رشتہ طے ہوا تھا۔۔

شادی اتنی جلد آخر کیوں دادا جان آپکا کیا ہو گا میں اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی آپ انہیں ایک دو ماہ تک رکنے کا کہیں۔۔

وہ پریشانی سے بولی تھی۔

بیٹا ایک دو ہفتے کم وقت نہیں ہے میں تمہیں تمہارے گھر بار کا دیکھنا چاہتا ہوں تمہاری خوشیاں دیکھنے کے بعد مرنا چاہتا ہوں بس میرے لیے مان جاو بیٹا۔

دادا جان گہری سانس لیتے ہوئے آفسردگی سے بولے۔

ہونٹ دانتوں تلے دبائے وہ ساکت نظروں سے دادا جان کو دیکھتی ہوئی وہاں سے تیز قدموں سے نکل گئی۔۔

چادر کا پلو منہ پر لیے وہ چلتی جا رہی تھی۔

آخر کار وہ تھک کر گھاس سے ڈھکے بڑے سے پتھر پر بیٹھی تھی۔

آنکھیں آنسو سے تر تھیں تو ہونٹ لرز رہے تھے۔

آخر کیوں نہیں میں آگے بڑھ پاتی میں کیوں اس شخص کو نہیں بھول پاتی آخر کیوں آیا وہ میری زندگی میں اگر مرنا ہی تھا تو!

بس بہت ہو اب میں تمہیں بالکل یاد نہیں کروں گئی میں نے کونسا تمہیں دیکھا تھا بس اب تمہیں بھول جاوں گئی ساری زندگی تمہارے نام کا یہ کوکا اپنے ناک سے نہیں نکالا اور تم مجھے یوں چھوڑ کر چلے گئے کہ پھر دنیا مجھے بے رحم ہی نظر آئی۔۔۔

پتا نہیں کتنے عرصے سے دل میں غبار بھرا تھا جو باہر نکل رہا تھا۔

اس اپنے شوہر سے محبت تھی جو وہ بنا دیکھے بن اسے محسوس کیے بس اسکے نام سے کر بیٹھی تھی۔

آنسو چادر کے پلو سے ٹھیک کرتی وہ چونکی تھی۔

سامنے ہی ایک وجود کھڑا تھا جو بہت حیرت سے اسے دیکھتا اسکی طرف بڑھنے لگا تھا۔

وہ گھبرا کر کھڑی ہوتی وہاں سے بھاگی تھی۔

جب وہ وجود سرعت سے اسکے سامنے آیا تھا۔

وہ ایک دم سے اسکے سینے سے ٹکرائی تھی۔

وہ حیرت سے آنسوں بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

ماوی نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔

جس کے مضبوط سینے کی گرمی اسے بھوکھلا کرر کھ گئی تھی۔

وہ سرعت سے اس سے پیچھے ہوتی غصے بھری نظروں سے اس سیاہ شخص کو دیکھنے لگی تھی۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی .how dare you

اسے دھکا دیتی وہ چلاۤئی۔

وہ شخص اسکی روئی ہوئی آنکھوں کو دیکھتا ہوا تھوڑا سا دور ہوا ۔۔

کچھ دیر یونہی اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ غصے سے پلٹ گیا تھا ۔

ہیں عجیب شخص ہے کوئی سوری وری بھی نہیں بولا اور چلتا بناواحیات انسان۔۔

چادر کو خود پر اچھے سے اوڑھتی ہوئی وہ جھنجھلا کر خود سے بڑبڑائی تھی۔۔

جبکہ اسکی تیز سماعتیں ماویٰ کے الفاظ سن چکیں تھیں۔

کمرہ دن کے بارہ بجے بھی رات کا سا سماں پیدا کر رہا تھا گلاس وال پر پڑے بھاری پردے پڑے ہوئے تھے، تمام لائٹ گل کیے وہ صوفے پر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا مسلسل ہلتا پاؤں اسکی اضطرابی کیفیت کا پتا دے رہا تھا۔

مرجان،

کاشان علوی نے کمرے میں آتے ہوئے اسے پکارا لیکن وہ خاموش پڑا رہا۔

کاشان علوی لائٹس جلاتے ہوئے اسکی طرف تشویش سے بڑھا۔

مرجان کیا ہوا ہے ایسے کیوں پڑے ہوئے ہو۔

کاشان نے اسے سیدھا کرتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔

سیدھا ہوتا وہ لب بھینچ گیا۔

کیا ہوا ہے بولو گئے یا نہیں؟

کاشان نے غصے سے پوچھا۔

بھائی ٹھیک ہوں بس سر میں ہلکا سا درد تھا۔

بکھڑے بال سنوارتا وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

مرجان کوئی اور مسلہ ہے! بتاو مجھے میں جانتا ہوں میرا بھائی زرا سی تکلیف ہنس کر برداشت کر سکتا ہے ناو ٹیل می کیا ہوا ہے رات سے تم ایسے ہی پڑے ہوئے ہو ایک سردتو وجہ نہیں ہو سکتی۔

وہ خود اسکے بکھڑے بال پیشانی سے ہٹاتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں بولا۔

وہ، بھائی کو ایک نظر دیکھتا سر جھکا گیا جس پر کاشان علوی حیرت زدہ ہوا۔

مرجان کیا کسی لڑکی کا چکر ہے۔

کاشان کے دھی مے لہجے پر وہ حیرت سے کاشان علوی سے نظریں چڑاتا سر نفی میں ہلا گیا

۔

کاشان علوی مسکرایا۔

تیار ہو کر باہر آو دونوں بھائی لنچ پر چلتے ہیں ۔

وہ کھڑا ہوتا مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہتا ہوا روم سے باہر نکل گیا۔

جبکہ وہ ساکت سا خالی کمرے کو دیکھتا ہوا لب بھینچ گیا۔

نہیں بھائی ایسا نہیں ہے میں اب آپ کو کیسے بتاوں کہ میرے وجود پر ہر وقت ایک بے چینی سی چھائی رہتی ہے جیسے کچھ ہونے والا ہو جیسے کوئی بہت اپنا مصیبت میں جانے والا ہو کیسے بتاوں میں آپکو۔۔

بالوں میں اِنگلیاں پھنسائے وہ بڑبڑایا تھا۔

عنیزہ کی شادیاں کی تیاری جاری تھیں۔

آئے دن انکے بازار کے چکر لگ رہے تھے وہ زبردستی اپنے ساتھ پناہ اور ماوی کو بھی لے جاتی تھی۔

ریسٹورینٹ میں وہ تینوں بیٹھی اپنی اپنی پسند کی ڈشز آڈر کر رہیں تھی جب عنیزہ نے مین ڈور سے ان دونوں بھائیوں کو اندر آتے دیکھا۔

کاشان مرجان کے کندھے پر ہاتھ رکھے کچھ بات چیت کر رہا تھا جبکہ وہ سر ہلا رہا تھا۔

یہ دونوں یہاں کہاں سے آ گئے۔

عنیزہ نے اپنے طرف کاشان علوی کو دیکھتے دیکھ کر ہاتھ ہلاتے ہوئے دل میں سوچا۔

عنیزہ کیسی ہو تم۔

کاشان علوی نے مروت سے پوچھا آخر وہ اسکی ہونے والی بیوی تھی۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں۔

عنیزہ نے بھی بناوٹی خوش اخلاقی سے پوچھا۔

ماوی تو سر جھکائے فون پر انگلیاں چلا رہی تھی تو پناہ کاشان علوی کو دیکھ کر چھوتا سا ناک چڑھاتی ہوئی وہ مینو کارڈ کو غور سے پڑھنے لگی۔

چہرے پر غصے والے واضع تاثرات تھے۔

غصہ تو خیر کاشان علوی کے چہرے سے بھی جھلک اٹھا تھا اس بد تمیز لڑکی کو دیکھ کر اسے عنیزہ کی چوائس پر افسوس ہوا جو ایسی لڑکیاں دوست رکھتی تھی۔

تم لوگ لنچ انجوائے کرو میں مرجان کے ساتھ آیا ہوں ایکسوزمی۔

عنیزہ سے کہتا وہ مرجان کی طرف بڑھ گیا۔

جو مینو کارڈ پکڑے آرڈر کے لیے چیزیں سلیکٹ کر رہا تھا چہرے پر بیزاری سی چھائی ہوئی تھی۔

ٹیبل پر موبائیل رکھتی ماوی کی نظریں اچانک ہی اس سیاہ شخص پڑیں جو مسکرا کر اپنے بھائی سے کوئی بات کر رہا تھا۔

ماوی ٹھٹکی پھر سنبھلی۔

افففف یہ سیاہ شخص یہاں بھی آ گیا۔

وہ غصے سے بڑبڑائی تھی۔

جبکہ بلیک کافی کے گھونت بھرتے اس سیاہ شخص کی اچانک سے ہی نظر پنک حجاب میں ملبوس اس لڑکی پر گئی تھی۔

جو بلیو سوٹ پہنے ہوئے، بلیو ہی بڑی سی چادر وہ اچھے سے اپنے ارد گرد اوڑھے ہوئے تھی

۔

اسکی سیاہ شفاف آنکھیں بھی اس شخص پر گئیں تھیں۔

ان آنکھوں میں پتا نہیں کیا تاثر تھا کہ وہ پل میں اس پر سے نظریں ہٹا گئی۔۔

حجاب کے نیچے ہاتھ لے جا کر کھاتی وہ اس سیاہ شخص کے چہرے پر خوش کن تاثرات لے آئی تھی۔

مرجان نے پورے ہال میں نظریں دوڑا کر دیکھا لیکن اس لڑکی جیسا کسی کو نا پایا تھا۔

وہ واحد لڑکی تھی جو حجاب کیے ہوئے تھی۔۔

فرائڈ رائس کھاتا کاشان علوی مسکرایا۔

اپنے بھائی میں آئی تبدیل وہ اچھے سے نوٹ کر سکتا تھا،

مسکرا کر اپنے بھائی کی نظروں کا تعاقب کیا پھر ہولے سے مسکرا دیا۔

اپنے بھائی کی شرارتی مسکان پر وہ اچھا بھلا بھوکھلا گیا تھا۔

بھائی میں وہ ونڈو دیکھ رہا تھا اچھا کام کیا گیا ہے یہاں ک ویںڈوز اور والز پر۔۔

ہاہاہا۔

اسکے الٹے سیدھے بہانے پر کاشان علوی کا قہقہہ پورے ہال میں گونج اٹھا تھا۔۔۔

عنیزہ سمیت ماوی پناہ نے بھی چونک کر اس خوبرو آدمی کو دیکھا۔

بھائی !

مرجان نے ارد گرد دیکھتے ہوئے اپنے بھائی کو ٹوکا۔

اوکے سوری یار نہیں ہنستا میں نہیں جانتا تھا میرے بھائی کو میرے ہنسنے پر پرابلم ہو گئی۔

وہ جوس پیتا پھر سے شرارت سے بولا۔

اس بار مرجان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکان جھلکی تھی۔

ان دونوں بھائیوں میں بہت پیار ہے کاشان نے تو اس باپ، بھائی بن کر پالا ہے پتا نہیں یہ کالا کس پر چلا گیا ہے۔

عنیزہ نے کوفت سے مرجان کے بارے میں اپنی دوستوں کو بتایا۔

عنیزہ کے یوں کہنے پر ماوی کی نظر غیر ارادی طور پر اس سیاہ شخص پر گئی تھی۔

جو اپنے بھائی کو محبت سے دیکھتا کوئی بات کر رہا تھا۔

چلیں دیر ہو رہی ہے دادا انتظار کر رہے ہوں گے۔

ماوی نے واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے ہولے سے ان دونوں سے کہا۔

ہاں چلو بس کافی ختم ہو جانے دو زرا۔۔

پناہ نے کافی کے بڑے بڑے سپ لیتے ہوئے عجلت سے کہا۔

ماوی نے پھر سے وہاں دیکھا جہاں اب ٹیبل خالی تھا وہ دونوں شاید جا چکے تھے۔

میم آپکا بل ہو چکا ہے۔

عنیزہ کے بل پوچھنے پر ویٹر نے اختزام سے کہا۔

عنیزہ بے پیسے واپس بیگ میں رکھتے ہوئے کندھے اچکائے۔

کاشان نے پے کر دیا ہو گا۔

ماوی، پناہ کے سوالیہ چہرے دیکھتی عنیزہ نے لاپرواہی سے کہا۔

تو تمہارا دیتے ہمارا کیوں دیا۔

پناہ نے منہ بناتے ہوئے سر جھٹک کر کہا۔

جس پر ماوی نے اسے گھورا۔۔

دادا لوگ عشق کیوں کرتے ہیں جب پتا ہے اس میں درد ہو گا تکلیفیں ہو گئیں پھر بھی وہ عشق کر لیتے ہیں۔۔

دادا کے پاس بیٹھی باہر برستی بارش کو دیکھتی وہ کتاب کو بند کرتی دادا سے بولی۔۔

دادا چشمہ اتارتے مسکرائے۔۔

بیٹا عشق کیا نہیں جاتا یہ ہو جاتا ہے ہاں اس میں درد تکلیف نارسائی کا دکھ بھی جھیلنا پڑتا ہے لیکن یہ جزبہ خود بخود دل میں اترتا ہے اور کہتے ہیں نا وہ عشق ہی کیا جس میں درد نا ہو تو بیٹا عشق بھی آزمائش کی بھٹی میں جل جل کر کندن بنتا ہے یہ بہت انوکھا جزبہ ہے جو ہر کسی کے دل میں نہیں بلکہ خاص لوگوں کے دلوں میں اترتا ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے اپنی پوتی کو بتارہے تھے جو ٹھوڑی پر ہتھیلی جمائے انہیں دیکھ رہی تھی

دادا میرا دل کرتا ہے آپکی شادی کر دوں جو آپکی ساتھ رہے، آپکی دیکھ بھال ویسے ہی کرے جیسے میں کرتی ہوں ورنہ آپکو یہاں اکیلا چھوڑ کر مجھے کبھی سکون نہیں آئے گا ۔

وہ کچھ دیر بعد سر جھکائے بھرائے ہوئے لہجے میں اچانک سے بولی۔۔

انہوں نے حیرت سے اپنی پوتی کو دیکھا پھر مسکرادیئے۔۔۔

تمہارے بوڑھے دادا سے کون شادی کرے گئ۔

انہوں نے شرارت سے پوچھا۔

وہ سر اٹھاتی مسکرائی۔

مل جائے گئی کوئی بھی آپ بس ہاں کر دیں۔

وہ انکے پاس آتی پر جوش سے لہجے میں بولتی اچھلی تھی۔

ادھر بیٹھو میرے پاس۔

خشمت صاحب نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے اسکی کلائی پکڑ کر اپنے قریب بٹھایا۔

تمہارے دادا ہر گز بھی اکیلے نہیں ہیں تمہاری دادی کی یادیں تمہارے پاپا کی یادیں ہر وقت میرے ساتھ رہتیں ہیں، اور جس کی تم جیسی پیاری بیٹی ہو اسے بھلا ان عارضی سہاروں کی کیا ضرورت اب تو کچھ دن زندگی کے رہ گئے وہ تمہیں خوش دیکھ کر گزر جائیں گئے۔

اسکا سر چومتے وہ سنجیدگی سے بولے۔

وہ انکے سینے پر سر رکھتی رو دی۔۔

دادا مجھے چھوڑنے کے جانے کی بات پھر کبھی مت کرنا میرا آپکے علاوہ ہے ہی کون۔

وہ انکے ہاتھ ہونٹوں سے چھوتی محبت سے بولی۔

ٹھیک ہے نہیں کرتا تم جاو بارش انجوائے کرو کتنے دنوں بعد تو بارش آئی ہے۔۔

وہ اسکا سر تھپکتے ہوئے بولے۔

وہ آنسو صاف کرتی سر ہلاتی ہوئی انکے کمرے سے نکل کر باہر کھولتی بالکنی میں آئی جہاں بارش کا کافی پانی جمع ہو چکا تھا۔

پانی میں پیر رکھتی وہ مسکرائی بارش کی ایک ہی لہر اسے اچھا خاصا بھیگو چکی تھی۔۔

ماوی بیٹا چائے بنا کر لاونج میں لے آو۔۔

پیچھے سے دادا کی پکار پر وہ سر ہلاتی جلدی سے کچن کی طرف دوڑی۔۔

دو کپ دودھ وہ چولہے پر رکھتی ہوئی کچن کی کھڑکی سے برستی ہوئی بارش کو دیکھنے لگی۔

ابلتے دودھ میں چینی پتی ڈالتی ہوئی وہ چائے کو دم پر لگاتی فریج کی طرف آئی فریج سے کیک کے دو پیس نکال کر وہ چھوٹی پلیٹ میں رکھتی چونکی کیونکہ باہر والا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔

دادا جی ہوں گئے کچھ دیر پہلے اس نے دادا جی کو لاونج سے جاتے دیکھ تھا شاید وہ باہر بارش دیکھنے گئے ہوں۔

کندھے اچکاتی ہوئی وہ چائے کو چھان کر کپوں میں ڈالتی ہوئی ٹھٹھکی۔۔

کچن میں لگے مرر سے اسے اپنا چمکتا کوکا نظر آیا تھا۔

یہ کیسے اتنا چمک سکتا ہے۔

کوکے کو انگلی سے چھوتی ہوئی وہ حیرت زدہ ہوئی۔۔

پھر ارد گرد چوکنا نظروں سے دیکھتی وہ جلدی سے چائے کا ٹرے پکڑتی ہوئی لونج کی طرف دوڑی۔۔

لاونج میں آتے ہی وہ رکی۔

لاونج میں رکھے صوفوں پر کوئی بیٹھا ہوا تھا۔

وہ جو کوئی بھی تھا اسکی پشت تھی ماوی کی طرف۔

ٹرے ساتھ ٹیبل پر رکھ کر وہ اچھے سے چادر کو ارد گرد لپیٹتی پھر سے ٹرے پکڑتی ہوئی وہ دادا کے سامنے آئی۔۔

وہ سیاہ شخص بھی اسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا تھا۔

ساکت تو ماوی بھی رہ گئی تھی اس شخص کو دیکھ کر۔

یہ یہاں کیسے آگیا؟

وہ حیرت سے بڑبڑائی تھی۔

ماوی یہ پاس ہی رہتے ہیں بارش زیادہ تیز تھی میں جب باہر گیا تو یہ ہمارے بلاک والے

روڈ پر اپنی بائیک پر بیٹھے تھے تو میں انہیں زبردستی گھر لے آیا کیا میں نے ٹھیک کیا انہوں

نے آخر میں پوتی سے پوچھا کہ پوتی کہی ناراض ہی نا ہو جائے۔

جبکہ وہ سر جھکائے سرہاں میں ہلا گئی اب وہ اس شخص کے سامنے کیا کہتی۔

مروت میں اپنے لیے بنائی چائے وہ اس شخص کی طرف بڑھا گئی تھی۔

ٹھینکس!

وہ شخص بھاری آواز میں بولتا اسکے ہاتھ سے چائے لے گیا تھا۔

اس شخص کی نظریں دادا پر تھیں جو اپنی پوتی کی بنائی ہوئی چائے کی بہت تعریف کر رہے

تھے۔

ماوی جھنجھلائی۔

دادا چائے تو پی لیں ٹھنڈی ہو جاے گی۔

وہ زچ ہوتی ہوئی بولی۔

وہ شخص چائے پیتا اسکے جھنجھلائے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اسے چائے نہیں پسند آئی تھی چائے بہت گاڑھی تھی پانی کا تو ایک قطر چائے میں نہیں

ڈالا تھا اس نے جبکہ وہ بہت پتلی چائے پیتا تھا جس میں زیادہ پانی اور تھوڑا سا دودھ ہو اور وہ

بھی چینی کے بغیر جبکہ اس میں وافر مقدار میں چینی اور پتی ڈالی گئی تھی بلکہ تھوڑا سا تو نمک کا بھی ٹچ تھا ۔۔

وہ ہر گز نا پیتا اگر اسے سردی نا لگ رہی ہوتی تو۔

وہ دادا کے پاس بیٹھ گئی۔

دادا اس سے اپنے بارے میں باتیں کرنے لگ گئے تھے۔

جبکہ جنتِ ماویٰ اس سیاہ شخص کو چوری چوری دیکھ لیتی جس نے ایک نظر کے بعد اسے نہیں دیکھا تھا۔

وہ تو باہر بائیک پر بیٹھا ہوا تھا جب خشمت صاحب اسے زبردستی اندر لے آئے تھے۔۔۔

بیٹا پڑھتے ہو!

انہوں نے اب اسکے بارے میں پوچھا۔

نہیں سٹڈی کمپلیٹ ہے اب اپنے بھائی کے ساتھ انکا بزنس دیکھتا ہوں۔

گھمبیر آواز میں کہتا وہ کپ ٹیبل پر رکھ گیا۔

او اچھا! چائے لگتا ہے بیٹے کو پسند آئی ہے اسی لیے تو ایک ہی گھونٹ میں ختم کر دی کیا اور بنا

لائے میرے پوتی ۔

وہ مسکرا کر اس سے بولے۔

دوبارہ چائے بنانے پر ماوی نے اپنے دادا کو خفگی سے دیکھا۔

میں نہیں بناوں گئی!

وہ دل میں خفگی سے ان سے مخاطب ہوئی تھی۔

نونو انکل بس اتنی ہی طلب تھی جتنی پی لی اور پھر کبھی سہی۔

وہ بھوکھلا کر بولا جس پر ماوی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اگر بھوک لگی ہے تو بول دو بیٹا میری بیٹی نے شام کو بریانی بنائی تھی بریانی تو لاجواب بناتی ہے میری بیٹی۔

دادا جی کے کہنے پر وہ ہونق ہوئی کہ بریانی تو وہ ساری بانٹ چکی تھی ایک ایک پلیٹ پناہ اور عنیزہ کو ایک پلیٹ وہ دادا جی کے کہنے پر ملک داود کے گھر بھیجوا چکی تھی تھوڑی سی تو اس نے بنائی تھی اب تو ایک کٹوری بریانی بچی تھی وہ بھی بوٹیوں کے بغیر والی۔۔

نو انکل میں بریانی نہیں کھاتا مجھے اصل میں پسند نہیں رائس۔

وہ نرم لہجے میں بولا۔

ماوی نے سوکھ کا گہرا سانس لیا۔۔

توپھر روٹی بنا دیتی ہے ماوی سالن توپڑا ہو گا بس روٹی ہی تو پکانی ہے پکا لے گئی میری ماوی۔۔

اففف داد!

وہ غصہ ہوئی۔

دادا کی عادت تھی گھر کوئی بھی آجائے انہوں نے اسے پیٹ فل کرا کر ہی بھجنا ہوتا تھا چاہے کچھ پکا ہو یا نا ہو اور پکا ہے تو ٹھیک ورنہ ماوی سے کہہ کر تیار کروا لیتے لیکن مہمان کو وہ خالی پیٹ نہیں بھیجتے تھے۔۔۔

نوانکل میں کھانا کھا کر ہی گھر سے نکلا تھا۔

اس بار وہ مسکرا کر بولا کہ وہ انکی پوتی کے بگڑتے زاویے دیکھ چکا تھا۔

دادا وہ کھا پی کر آئیں ہیں اور بارش بھی میرے خیال میں تھم چکی ہے۔

دادا سے کہتی وہ اس شخص کو سنا گئی تھی کہ بھائی جاو اب اپنے گھر اگر نہیں گئے تو دادا تو مجھ سے کچھ نا کچھ بنو کر ہی دم لیں گے۔

جس پر دادا نے اپنی پوتی کو گھورا تھا۔

اوکے انکل جی میں چلتا ہوں آپ سے مل کر مجھے بہت اچھا لگا خدا حافظ ۔۔

جھک کر دادا جی سے وہ کہتا اسے ایک نظر دیکھ کر چلا گیا۔

ماوی یہ کیا طریقہ ہے گھر آئے مہمان سے بات کرنے کا۔

دادا میں نے تو ان سے بات نہیں کی۔

وہ حیرت سے بولی۔

تمہارا بیہیو اچھا نہیں تھا اس انسان سے۔

دادا آپ بھی تو حد کر دیتے ہیں وہ بنا لو وہ بنا لو رات کا وقت ہے مجھے اکیلے کچن میں جانے

سے ڈر لگتا ہے مہمان نہیں تھا بس ایسے ہی تھا وہ۔۔۔۔۔

وہ کہتے ہوئے چپ ہوئی تھی کیونکہ وہ شخص اسے دیکھتا انکے قریب آیا تھا۔

سوری دوسری بار ڈسٹرب کرنے کے لیے اصل میں میری کیز ٹیبل پر پڑیں رہ گئیں تھی۔

ان سے معذرت کرتا وہ ٹیبل پر پڑیں کیز اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

اب کی دفعہ دادا جی کی گھوری زرا سخت تھی۔

"مجھے نیند آرہی ہے"

جلدی سے کہتی ہوئی وہ اپنے کمرے کی طرف دوڑی کہ اب تو ڈانٹ اور لیکچر پکا تھا۔۔۔

حشمت صاحب شادی کے دن قریب آرہے ہیں ہم اپنا گھر دوبارہ سے رینیو کروانا چاہ رہے ہیں تو اس کے لیے ہمیں کچھ دنوں کے لیے گھر خالی کرنا پڑے گا بچے تو کہہ رہے تھے ہوٹل میں یا پھر کوئی اور گھر کرائے پر لے کر شفٹ ہو جاتے ہیں لیکن میں نے کچھ اور سوچ ہے۔۔

اسفندیار اپنی بیوی نوین کے ساتھ ماویٰ کے لاونج میں بیٹھے بہت سلیقے سے گفتگو کا آغاز کر چکے تھے۔۔

حشمت صاحب نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

ہم چاہ رہے تھے کہ اگر کچھ دن ہم آپکے اوپر والے پورشن میں شفٹ ہو جائیں تو!

اصل میں یہ اس لیے کہ پاس ہی ہوں گئے تو ایک تو بچوں میں انڈرسٹینڈینگ بڑھے گئی دوسرا ہم اپنے گھر میں لگے مزدوروں سے ٹھیک سے کام بھی کروا سکیں گئے آپ کیا کہتے ہیں۔۔

اسفندیار صاحب نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ کر سنجیدگی سے بات انکے گوش گزار کی۔۔

حشمت صاحب نے حیرت سے اسفندیار ملک کو دیکھ کر ماوی کو دیکھا جو خود بہت حیرت سے اسفندیار صاحب اور انکی بیوی کو دیکھ رہی تھی۔۔

دیکھیں ہمیں آپکے یہاں رہنے سے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن لوگوں کو ہوگا لوگ طرح طرح کی باتیں بنائیں گئے جو ہمیں منظور نہیں۔۔

حشمت صاحب نے پریشانی سے ان سے سلیقے سے کہا وہ انہیں ناراض بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔

حشمت صاحب لوگوں کا تو کام ہی باتیں بنانا ہے یہ ہماری زندگی ہے ہم جیسے مرضی گزاریں لیکن اگر آپکو اعتراض ہے تو اٹس اوکے جیسے آپکی مرضی۔۔

اس دفعہ مسز نوین بولیں تھیں۔

حشمت صاحب نے بےبسی سے ماوی کو دیکھا جو انکار کرنے کو سر ہلا رہی تھی۔۔

نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا جب آپ لوگوں کا دل کرئے شفٹ ہو جایئے گا ہمیں بھلا کیا اعتراض ہوگا۔

وہ اس بار سنجیدگی سے بولے۔

جس پر وہ دونوں میاں بیوی خوش ہو گئے تھے جبکہ ماوی نے حیرت سے دادا کو دیکھا۔

میں نا کہتی تھی بھلا حشمت صاحب کو کیا اعتراض ہو گا اور ماوی تم برائیڈل سوٹ کے لیے

مجھے اپنا پسندیدہ کلر اور ناپ بتا دو داود کو تو ریڈ پسند ہے ویسے اصل میں ہم آج ڈیزائنر کو گھر

بلا رہے ہیں ۔۔

نوین بیگم ساڑی کا پلو ٹھیک کرتی ہوئیں بولیں۔۔

ماوی نے دادا جی کو دیکھا۔

اصل میں بہن ہمارے خاندان میں رواج ہے لڑکی شادی والے دن اپنے میکے کا سوٹ

پہنتی ہے اس لیے ماوی شادی والے دن گھر سے شادی والا سوٹ پہنے گئی۔

دادا جی نے سنجیدگی سے چھڑی پر دباو ڈالتے ہوئے انہیں بتایا۔

جس پر نوین بیگم نے منہ بنایا۔

بیٹا شادی والے دن ہی تو سب دیکھتے ہیں اس دن برائیڈل کا ڈریس دیکھنے لائق ہونا چاہیئے

خیر اگر آپکے ہاں رواج ہے تو کیا کر سکتے ہیں۔۔

نوین بیگم سر جھٹکتے ہوئے بولیں۔۔

جس پر ماوی نے انہیں دیکھا پھر خالی پڑے برتن ٹرے میں رکھتی وہاں سے نکل گئی۔۔

آپ انہیں منع کر دیں میں اپنے گھر میں کوئی تیسرا نہیں چاہتی دادا جی مجھے نہیں پسند شور وغیرہ ہم کتنے مزے سے رہتے ہیں اگر وہ لوگ آ گئے تو ہماری پرائیوسی کا کیا ہو گا آپ ابھی انہیں فون کریں اور منع کریں۔

پیر پٹخ کر کہتی وہ انہیں بلکل بچی ہی لگی تھی۔

بیٹا وہ تمہارے سسرال والے ہیں ایسے منع نہیں کر سکتے بات کو سمجھو اور ویسے بھی انہی لوگوں میں تمہیں جانا ہے اچھا ہے تمہاری ان سے تھوڑی انڈرسٹینڈنگ ہو جائے گئی۔

دادا جی نے جیب سے ایک پھولا ہوا سفید لفافہ نکالتے ہوئے اسے سمجھایا جو کہ مشکل تھا۔

مجھے نہیں کرنی کوئی انڈرسٹینڈنگ جب ان میں جاوں گئی تو ہو جائے گئی انڈرسٹینڈنگ بھی۔۔

وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

ماوی میرے لیے برداشت کر لو انہیں۔

وہ لفافہ اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے اس بار قطعیت سے بولے جس پر وہ ہونٹ بھینچے انہیں

دیکھنے لگی۔۔

یہ کچھ رقم ہے اس سے آج شادی کے جوڑے کا آرڈر دے آو۔۔

انہوں نے اسکی توجہ لفافہ کی جانب موڑی۔۔

دادا ہم ایسا کرتے ہیں رینٹ پر لے لیں گئے برائیڈل ڈریس اس سے پیسوں کی بھی بچت ہو گئی اور ویسے بھی ایک دن ڈریس پہننا ہوتا ہے اس کے لیے اتنے پیسے کیوں خرچیں پھر تو ساری عمر اس ڈریس نے کبڈ کی ہی زینت تو بننا ہے۔

وہ لفافے انکے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی۔

اونہہ میری پوتی شادی والے دن اپنا سوٹ پہنے گئی کسی کا نہیں زیادہ باتیں مت کرو اور پناہ کے ساتھ جاکر سوٹ کا آرڈر دے آو جس طرح کا بنوانا ہے بنوالو۔

دادا جی کہتے ہوئے چلے گئے۔۔

انکے جانے کے بعد وہ اٹھ کر کبڈ کی طرف ائی۔

کبڈ کے اندر پڑا اسفید شاپر نکال کر وہ بیڈ پر لے آئی۔۔

اندر سے دوپٹہ نکالتی وہ مسکرائی۔

پھر وہ دوپٹہ شاپر میں ڈال کر وہ تیار ہونے چلی گئی لنچ کر کے وہ اکیلی قدیم بازار کی طرف

چلی گئی ہاتھ میں وہ دوپٹے والا شاپر موجود تھا۔۔

گہرا سانس لیتی وہ برائیڈل ڈریس بنانے والی شاپ میں آئی۔

یہ شاپ بہت بڑی تھی کافی لوگ وہاں موجود شاپنگ کرنے آرڈر دینے میں مصروف تھے۔

سنیں مجھے آرڈر پر لہنگا بنوانا ہے۔

وہ کاونٹر پر کھڑے لڑکے سے بولی۔

وہ لڑکا پنسل روک اسے لڑکی کو دیکھ کر سر ہلا گیا تھا۔

سلیم!

اس لڑکے نے دور بیٹھے ایک لڑکے کو آواز لگائی جو سامنے بہت سے ڈیزائن بکھرائے پنسل سے نشان لگا رہا تھا۔۔

ہاں۔

وہ لڑکا ماوی کو دیکھتا ہوا بولا۔

انہیں آرڈر پر ڈریس تیار کروانا ہے میم آپ انہیں دیکھا دیں جو بنانا ہے یا ہماری شاپ میں دیکھ لیجئے۔۔

وہ لڑکا جلدی سے اس سے کہتا ایک اور کسٹمر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

آئیں۔

وہ لڑکا کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔

بیٹھیں۔

ماوی سے کہتا وہ خود بھی بیٹھ گیا تھا۔

وہ بیٹھ کر شاپر میز پر رکھ کر اس میں سے آتشی گلابی دوپٹہ باہر نکال کر اسکے سامنے رکھ گئی۔

مجھے اس کلر کا اسی طرح کے کپڑے پر ایسا ہی کام کروانا ہے۔

وہ اس آدمی کو دیکھتی ہوئی قطعیت سے بولی۔

وہ آدمی دوپٹے کو پکڑ کر غور سے دیکھنے لگا۔

جس پر کاپر کلر کا بھاری کام کیا گیا تھا۔۔

میم یہ تو مشکل ہے آج کل نا تو ایسا کام بنتا ہے نا ہی ایسا کپڑا کہی سے ملے گا بہت زیادہ مشکل

ہے۔

وہ آدمی اس دوپٹے پر انگلی پھیرتا ہوا سر نفی میں ہلاتا ہوا بولا۔

مجھے اس طرح کا بنوانا ہے صرف لہنگا چولی دوپٹہ مجھے یہی لینا ہے مطلب دوپٹہ نہیں بنوانا

دوسرا آپ جانتے ہیں مشکل ہے ناممکن تو نہیں اگر آپ چاہئیں تو بن سکتا ہے میں تو بہت امید سے آئی تھی یہاں! میں نے تو سنا تھا یہاں پرانے طرز کام بھی کروا سکتے ہیں اور نئے طرز کا بھی۔

وہ آفسوس سے اس آدمی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

اس کام پر بہت پیسا لگے گا آپ کا۔

وہ لڑکا دوپٹہ پھر سے کھول کر دیکھتا ہوا بولا۔

میں جتنا بنے گا دوں گئی پیسے کی ٹینشن مت لیں آپ بس مجھے چودہ یا پندرہ تاریخ کو دے دیجئے گا یہ ایڈوانس میں پیسے رکھیں آپ۔

وہ پیسے نکال کر اسکے سامنے رکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی۔

بہت کم وقت دے رہیں ہیں آپ مجھے دن رات ایک کرنا ہو گا تب جا کر تیار ہو گا دوسرا ایڈوانس نہیں آدھی پے کرنی ہو گئی کاونٹر پر آپکو۔۔

وہ دوپٹہ شاپر میں ڈالتا ہوا بولا نام پتا اور فون نمبر لکھوائیں اپنا۔۔

وہ بڑا اسار جسٹر کھولتا ہوا بولا۔

جنت!

نہیں ریان سیف نام اور نمبر یہ رہا میرا اس میں ایڈریس بھی ہے۔

وہ اپنا نام لکھواتی ہوئی کسی اور کا نام لکھوا گئی تھی پتا وغیرہ دے کر وہ باہر آ گئی۔

وہ دادا جی کے پیسے انکے دراز میں رکھ آئی تھی یہ اسکی خود کی سیونگ تھی جس سے وہ یہ

ڈریس بنوا رہی تھی۔

بازار میں کافی رش تھا۔

جب وہ تھمی ایک عورت چوڑیاں کا سٹال لگائے بولی لگا رہی تھی۔

بے ساختہ اسکے قدم چوڑیوں کے سٹال کی طرف بڑھے تھے۔

رنگ برنگی چوڑیاں دیکھ کر اسکی آنکھیں جھلملائیں تھیں۔

اسے چوڑیاں، گہرے رنگ کے کپڑے پہننے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ وہ بیوہ تھی۔

باجی چڑھوانی ہیں۔

اس عورت نے پوچھا۔

نہیں۔۔

مسکرا کر بولتی وہ وہاں سے پلٹ آئی۔

اسکے قدم رکے تھے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر جو سامنے ہی کھڑا دونوں ہاتھ پینٹ کی

پاکٹ میں گھسائے وہ بڑے ریلکس سے انداز میں کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا یا پھر پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ گھبرائی پھر جھنجھلائی۔

پھر غصے سے اسکے قریب سے گزرتی چلی گئی تھی۔

اسکے دل میں کچھ تو ہوا تھا اس لڑکی کو اپنے پاس سے گزرتے دیکھ کر۔

کیا یہ وہی لڑکی تھی۔

وہ اچنبے سے بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عنیزہ نے گہرا سانس لے کر اپنے ہاتھ میں دھرا چیک دیکھا جس میں کافی رقم درج تھی اسکی شادی کی شاپنگ کے لیے یہ چیک آج صبح ہی کاشان علوی نے بھجوایا تھا اپنے خاص ملازم کے ہاتھوں۔

مماوہ مغرور انسان خود بھی تو آسکتا تھا لیکن نہیں اس نے صرف اپنا فرض ادا کیا ایسے کون کرتا ہے بھلا۔

عنیزہ نے چیک بیڈ پر رکھتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

وہ کوئی عام آدمی نہیں بیٹا بہت بزی رہتا ہے ٹائم نہیں ہو گا اسکے پاس۔

انہوں نے چیک اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

عنیزہ نے ماں کو گھورا۔

آپ کو تو اس میں کوئی عیب نظر ہی نہیں آتا کیا اسکا جوڑ بنتا ہے مجھ سے وہ ایک شادی شدہ ایک بچی کا باپ اور چوتیس سالا مرد ہے اور میں صرف چوبیس کی پناہ سے بھی چھوٹی ماوی سے بھی چھوٹی انہیں کنوارے مل رہے ہیں اور مجھے شادی شدہ ایک بچی کا مغرر باپ پتا نہیں آپ اپنی اکلوتی بیٹی کو خوش کیوں نہیں دیکھنا چاہتیں۔

عنیزہ اتنے دنوں سے دل میں جمی بھڑاس نکال کر واش روم میں چلی گئی دروازہ زور سے بند کیا۔۔

اففف یہ کم عقل لڑکی آخر کیوں نہیں سمجھتی بھلا اس جیسا مرد اسے کہاں سے ملے گا اتنا امیر اوپر سے خوبصورت بھی ہے اسے پتا نہیں کیا چاہیئے۔۔

عنیزہ کی والدہ بھنا کر کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔۔

ماوی نے کافی کے سپ لیتے اس شخص کو دیکھا جو دادا جی کو پارک میں پھر سے مل گیا تھا اور

وہ اسے زبردستی چائے پلانے گھر لے آئے تھے۔

افففف دادا جی کو پتا نہیں اس سیاہ شخص میں کیا ملتا ہے۔۔

بات بھی زیادہ نہیں کرتا مغرور سا لگتا ہے اور ناک بھی چڑھاتا ہے

جیسے کہیں کا پرنس چارمنگ ہو۔۔

وہ چائے پیتی بڑبڑا رہی تھی۔

لیکن بڑبڑاہٹ وہ پتلے کان والا شخص باخوبی سن رہا تھا دادا جی تو زرا اونچا سنتے تھے وہ تو نہیں۔

اس نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

اسکے دیکھنے پر وہ گھبرا کر دوسری جانب دیکھنے لگی تھی۔

بیٹا کچھ دنوں میں ہمارے گھر شادی ہے تم ضرور آنا بلکہ میں تمہیں کارڈ دوں گا اپنی فیملی سمیت آنا۔

انہوں نے مرجان سے کہا جو سامنے والے گھر کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں کھڑا اودملک ڈرنک کے گھونٹ لیتا ماوی کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

اس نے جانے کیوں بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔

کیا مجھے ایک گلاس پانی ملے گا۔

اس نے دادا جی سے بے ساختہ کہا تھا۔

کافی پیتی ماوی نے منہ بناتے ہوئے دادا جی کی طرف دیکھا۔

بیٹا جاو مرجان کے لیے پانی لے آو۔

دادا جی نے ڈھیٹھ پوتی کو کہا۔

وہ سر ہلاتی ہوئی دانت پیستی کچن کی طرف گئی دانت اس لیے پیسے کے معصوف کے سامنے ہی اپنی کا گلاس پڑا ہوا تھا۔

اس کے جانے کے بعد اس نے بے ساختہ ملک داود کو دیکھا جو ماوی کے جانے کے بعد وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اسکے ہٹتے ہی وہ مسکرایا۔

دادا جی اسے مسکراتا دیکھ کر خوش ہوئے ۔

مسکراتے رہا کرو بیٹا اچھے لگتے ہِو مسکراتے ہوئے۔

دادا جی کے کہنے پر وہ سر ہلا گیا۔

دادا جی اٹھ کر کمرے میں چلے گئے جبکہ وہ اپنی طرف آتی ماوی کو دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑا

ہوا۔

پانی!

اس نے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھایا۔

نو ٹھینکس۔

دھیمے سے کہتا وہ جھک کر کیز اٹھاتا بنا اسے دیکھے وہاں سے نکلتا گیا۔

ہیں!

پہلے پانی منگوایا پھر اٹیٹوڈ سے کہہ دیا نو ٹھینکس کیا میں اسکی نوکر ہوں۔

وہ بھنا کر کہتی سخت غصہ ہوئی۔۔

جبکہ دور جاتے شخص کی آنکھیں ہلکا سا مسکرائیں تھیں اپنی شرارت پر۔۔

پناہ کی شامت آئی ہوئی تھی اسکی ماں اسے کوکنگ سکھانے کے مشن میں تھی آج کل۔

امی مجھے نہیں سیکھنا کھانا بنانا وہ وکیل ہے کک تو آفورڈ کر ہی سکتا ہے دوسرے کام میں کر لیا کروں گئی لیکن کھانا بنانا مجھ سے نہیں ہوگا آپ بتا دیں انہیں اگر انہیں عتراض ہے تو رشتہ یہی ختم اور اگر نہیں تو پھر ٹھیک ہی ہے ویسے بھی مجھے کونسا رشتوں کی کمی ہے۔۔

لاونج میں آتی وہ جھنجھلا کر بولی۔

نا کونسا تمہارے لیے رشتوں کی لائنیں لگی ہوئیں تھیں جو شہزادی کو رشتوں کی کمی نہیں ارے اتنی مشکل سے تو تمہارے لیے کوئی رشتہ ملا ہے اسے میں ہاتھ سے ہر گز جانے نہیں دوں گئی سمجھی اب شرافت سے کچن میں جاو اور باپ کے گھر آنے سے پہلے پہلے بریانی پکاو پہلے ہی تمہارے چکر میں رات کے کھانے میں دیری ہو گئی ہے۔

شاہین بیگم میگزین پٹختی ہوئی کافی غصے سے بولیں جس پر وہ ہڑ بڑا کر کچن کی طرف دوڑ گئی

۔

اللہ مجھے کوئی امیر شوہر دے دے جو کک بھی افورڈ کر سکتا ہو کپڑے دھونے والا بھی صفائی وغیرہ کرنے سے لے کر پاوں دبانے والا بھی آفورڈ کر سکے بس میں سارا دن گھومتی رہوں یا سوئی رہوں۔۔

وہ چاول نکالتی ساتھ ساتھ غصے سے بول رہی تھی۔

آپی ایسا امیر شویر آپکو کہی نہیں ملے گا اس لیے کھانا بنانا سیکھ لیں یہ نا ہو آپ دوسرے دن کھانا بنانے کی وجہ سے شوہر سے مار کھا کر میکے آئیں ہوں۔

اریشہ نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

تمہارے منہ میں خاک اور مار کر تو دیکھائیں مجھے اسکی نانی نا یاد دلا دی تو پناہ جہانگیر نام نہیں میرا۔۔

وہ غصے سے پھنکاری۔۔

اللہ اللہ اتنا غصہ میری معصوم بہن کو۔

وہ پناہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتی اسے چڑانا نہیں بھولی تھی۔

دفعہ ہو جاوا گر اپنے بال پیارے ہیں تو ورنہ کھینچ کھینچ کر تمہاری ٹنڈ کر دوں گئ۔

وہ اسکے بالوں کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہوئی جھنجھلا کر بولی۔

جانتی تھی اریشہ کو اپنے بالوں سے کتنی محبت تھی۔۔

اللہ آپی معاف کریں مجھے۔

بالوں کو پیچھے کر کے وہ کہتی ہوئی وہاں سے بھاگ نکلی۔۔

کیا تھا اگر میں لڑکا ہوتی کیا ٹھاٹ ہوتے میرے ہائے واوا ۔

وہ پیاز کاٹتی ہوئی حسرت سے بولی۔۔۔۔*

شام تک سارا ملک ہاوس حشمت ہاوس شفٹ ہو گیا تھا سارا دن وہ سامان شفٹ کرتے

رہے تھے جبکہ ایک کونے میں کھڑی ماوی بکھیڑے کو دیکھ کر صبر کے گھونٹ بھر رہی تھی۔

دادا جی لاونج میں بیٹھے بہت خوش دیکھ رہے تھے انکے ساتھ ملک اسفندیار بیٹھے ہوئے تھے

۔

سب کچھ بیزاری سے دیکھتی وہ باہر کی طرف آگئی۔

سفید سوٹ پر بلیک چادر لیے وہ آج کچھ پریشان سی نظر آرہی تھی۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ چونکی تھی۔

جو ادھر ہی آرہا تھا۔

دادا جی کہاں ہیں۔

اسکے قریب آتا وہ گھمبیر آواز میں پوچھ رہا تھا۔

بلیک پینٹ شرٹ پہنے سیاہ چہرے پر براون آنکھیں وہ انسان عجیب ہی دیکھتا تھا۔

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ اسکے ہاتھ کی طرف دیکھنے لگی جس میں کچھ تھا لیکن وہ خاکی کلر کے شاپر میں قید تھا۔

وہ تو گھر پر نہیں ہیں کہی گئے ہیں۔

وہ جلدی سے بولی۔

جس پر اس شخص نے اسے آئی بر واچکا کر دیکھا۔

جیسے کہا ہو سیر یسلی۔۔

کہا نا دادا جی گھر پر نہیں۔

وہ ناک چڑھا کر بولی۔

میں ویٹ کر لیتا ہوں۔

وہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔

جس پر وہ جھٹ سے اسکے سامنے آئی۔

کوئی فائدہ نہیں وہ رات کو دیر سے آئیں گئے۔

ارد گرد دیکھتی ہوئی وہ لاپرواہی سے بولی۔

وہ اسے گھورتا ہوا پلٹ گیا۔

آیا بڑا دادا جی کا پوتا۔

اسکی پشت دیکھتی وہ ہلکا سا بڑبڑائی تھی۔

مرجان!

دادا جی کے پکارنے پر گیٹ کھولتے اسکے ہاتھ تھمے تھے۔

ماوی کا دل دھک سے رہ گیا۔

وہ ایک جھٹکے سے پلٹا جہاں دادا جی چھڑی پر دباو ڈالے ماوی کو تیکھی نظروں سے دیکھتے مرجان کو اپنی طرف آنے کا اشارا کر گئے تھے۔

دادا جی آپ تو گھر پر نہیں تھے ابھی مجھے آپکی پوتی نے بتایا۔

مرجان علوی انکے قریب آتا ہوا مصنوعی حیرت سے دوچار ہوتا ہوا بولا۔۔

وہ گھبرائی۔

ماوی کو غلطی ہوئی ہے میں تھوڑی دیر پہلے آچکا تھا تب یہ اپنے روم میں تھی اسکی کوئی غلطی نہیں تم چلو میرے ساتھ میرے روم میں چل کر بیٹھتے ہیں لاونج میں سامان بکھرا پڑا ہے اور ماوی جو کھیر بنائی تھی گڑ والی وہ لے آو بچے کے لیے۔

مرجان سے کہہ کر وہ آخر میں پوتی سے مخاطب ہوا۔

جی دادا جان۔

دھیمی سی آواز آئی تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے داداجان کے ساتھ قدم بڑھاتا پتا نہیں کیوں مسکرا رہا تھا۔

وہ شرمندگی سے پانی پانی ہوتی کچن کی طرف دوڑی۔۔

وہ شیشے کی پیالی میں کھیر ڈال کر اوپر کاجوں بادام ڈال کر جب داداجی کے کمرے کے سامنے آئی تو رکی۔

کیونکہ داداجی کہہ رہے تھے۔

مجھے بڑی چاہ تھی میرا کوئی پوتا ہوتا لیکن تمہیں دیکھ کر تم سے مل کر میری اس خواہش کو بڑی تقویت ملتی ہے آتے رہا کرو بچے اور ہاں ماوی کی باتوں کو دل پر لینے کی ضرورت نہیں وہ مجھے کسی اور کے ساتھ باٹنا نہیں چاہتی اس لیے کبھی کبھی ترش ہو جاتی ہے۔

داداجی مسکرا کر اس شخص سے کہہ رہے تھے۔

داداجان میں کسی کی باتیں دل پر نہیں لیتا سو ڈونٹ وری یہ میں آپکی میڈیسن لایا ہوں شوگر کی بلیڈ پریشر کی آپکو احتیاط کرنی ہوگئی میٹھی چیزوں کا استعمال کم کرنا ہوگا اور تلی چیزوں سے بھی پرہیز کریں اس سے آپکا شوگر لیول اور بلیڈ پریشر کنٹرول میں رہے گا۔

وہ میڈیسن نکالے ان سے بڑی سنجیدگی سے مخاطب تھا۔

وہ گہرا سانس لیتی اندر آ گئی۔

کھیر!

اسکے سامنے ٹرے کرتی وہ دھیمے سے لہجے میں بولی۔

شکریہ۔

ہلکی مسکان سے کہتا وہ ٹرے سے پیالی اٹھا گیا۔

یہ کہی میری بے عزتی پر تو نہیں ہنس رہا۔

وہ لب بھینچتی دل میں سوچتی داداجان کے ساتھ بیٹھی۔

جبکہ وہ پھر سے مسکرایا تھا۔

یہ پھر سے مسکرایا ہے آخر کیا وجہ ہے کہی داداجان نے یہ گھر اسکے نام کرنے کی بات تو نہیں کردی۔

وہ اسکی مسکراہٹ کو مشکوک نظروں سے دیکھ کر دل میں کڑی۔

داداجان کو یہ میڈیسن صبح شام دینی ہیں اور انکو وہ چیزیں نہیں دینی جن میں شوگر استعمال ہوتا ہوا گر دینی ہیں تو بنا چینی کے۔

وہ پیالی وہی سامنے پڑے ٹیبل پر رکھتا سنجیدگی سے بولا۔

وہ فقط سر ہلا گئی۔

دادا جان میں چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے بھائی ویٹ کر رہے ہوں گئے۔

سر انکے آگے جھکا کر وہ کہتا بہت فرمانبردار الگتا تھا۔

ہاں جاو بچے اللہ اور اسکے رسول کی پناہ میں۔

دادا جان اسکے سر پر ہاتھ رکھتے شفقت سے بولے۔

اللہ خافظ۔

سنجیدگی سے کہتا وہ اس گھر سے نکلتا ہوا رکا داود ملک اسکے سامنے جو آچکے تھے۔

کیسے ہو مسٹر مرجان علوی۔

داود ملک نے ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

فائن۔

اسکے ہاتھ کو چھوتا وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔

لگی لپٹی باتیں نہیں کرتا میں سیدھی سے بات ہے یہ میرا سسرال ہے اور ماوی سے میری شادی ہونے والی ہے میں پسند نہیں کرتا کوئی جوان لڑکا دن رات یہاں پر پایا جائے۔

داود ملک اسکے سیاہ رنگ کو تمسخر سے دیکھتا ہوا سپاٹ لہجے میں بولا۔

اونہہ ہونے والا ہے ہوا نہیں مسٹر داود ملک اگر ہو گیا پھر بھی آتا رہوں گا دادا جان کے گھر

میں کونسا تمہارے گھر آتا ہوں جو تم یوں مجھ پر حکم چلا رہے ہو اپنی مرضی کا مالک ہوں جہاں دل مرئے گا جاوں گا گڈ بائے داود ملک۔

لاپرواہی سے کہتا ہاتھ پاکٹس میں ڈالتا وہ آگے بڑھ گیا۔

جبکہ داود ملک غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

....

ماوی کی شادی میں بہت تھوڑے دن رہ چکے تھے ملک فیملی انکے اوپر والے پورشن میں شفٹ ہو چکے تھے۔

عجیب فیملی تھی ماوی سے انہیں کوئی انسیت ہی نہیں تھی اس پر وہ حیران ہو بھی ہوتی تھی۔

وہ شخص دوسرے تیسرے دن دادا جی سے ملنے چلا آیا کرتا تھا اگر وہ نہیں آتا تھا تو دادا جی فون کر کے اسے ملنے بلا لیے کرتے تھے دادا پوتے کے اس پیار پر وہ جل کڑھ جاتی تھی۔

دادا کو تو اس سیاہ شخص کے آگے ماوی دیکھتی ہی نہیں تھی۔

ماوی کو اس شخص پر ہر وقت غصہ ہی رہتا تھا جو اسکے دادا کو اس سے چھین چکا تھا۔

ماوی آئی نو تم نے شادی کا جوڑا ریڈ ہی بنوایا ہو گا موم نے تمہیں بتایا ہو گا مجھے ریڈ اور بلیو بہت پسند ہے۔

داود کچن میں کام کرتی ماوی سے مخاطب تھا ۔

وہ برتن خشک کرتی چونکی۔

ریڈ ؟

وہ اسکی طرف مڑتی ہوئی بولی۔

ہاں ریڈ کیا تم نے کوئی اور بنوایا ہے ؟

داود نے انکھیں سکیڑ کر اس سے پوچھا۔

نہیں تو ریڈ ہی ہے۔

وہ جلدی سے کہتی خشک برتنوں کو ٹوکری سٹینڈ پر رکھنے لگی۔

گڈ۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا بولا۔

داود بالکل ماوی کی بیک کے قریب کھڑا تھا جب وہ کچن میں آتا ساکت ہوا۔۔

جنتِ ماوی دادا جان کہہ رہے ہیں اگر فارغ ہیں تو انکی بات سن لیں آکر۔

اسکی طنزیہ آواز پر وہ بھوکھلا کر پلٹی تھی جب داود سے ٹکرائی داود بے ساختہ اسے کندھوں

سے تھام گیا۔

وہ حیرت سے اسکے ہاتھ اپنے کندھے پر دیکھتی اس شخص کو دیکھنے لگی جو طنز سے دونوں کو دیکھتا ہوا پلٹ گیا تھا۔

ماوی نے ایک جھٹکے سے داود ملک کے ہاتھ کندھے سے ہٹائے۔

یہ کیا حرکت تھی۔

وہ غصے سے بولی۔

میں نے کوئی حرکت نہیں بس تمہیں گرنے سے بچایا ہے مائے ڈیئر۔

وہ آہستہ سے کہتا اسکا ہاتھ تھامنے لگا تھا جب وہ سرعت سے اسکے سائیڈ سے نکلتی ہوئی باہر کی طرف دوڑی۔

بہت جلدی آگئی آپ۔

اسے دیکھ کر وہ طنز سے بولا۔

تم سے مطلب۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ مسکرایا۔

آپکا منگیتر کافی چھچھوڑا ہے۔

آہستہ سے کہہ کر اسے چھیڑتا وہ اپنی گاڑی کی طرف تیز قدموں سے بڑھ گیا۔

....

.

کام ہو جائے گا نا ۔

کسی نے رات کے اندھیرے میں کسی کو پیسے دیتے ہوئے پوچھا تھا ۔

ہنڈرڈ پرسنڈ بوس بس دو دن تک کا انتظار کریں پھر وہ اوپر آسمان میں ہو گئی ڈونٹ وری۔

وہ آدمی پیسوں کی گڈی کو چومتے ہوئے بولا۔

گڈ!

وہ آدمی مسکرا کر کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔

کسی کی زندگی میں اندھیرا آنے والا تھا لیکن کس کی زندگی میں۔؟

اس گھر سے کچھ ملا۔۔

انہوں نے اس سے پوچھا۔

اس گھر میں کچھ نہیں ہے میں نے چپا چپا چھان مارا ہے لیکن وہ چیز مجھے نہیں ملی۔

وہ اپنے باپ کے پاس کھڑا جھنجھلا کر بولا۔

نہیں ملا کیا مطلب ہے ہاں اُسے ڈھونڈو سمجھے یہاں نہیں تو کہی اور ہو گئی اس رنگ کا ملنا بہت ضروری ہے سمجھے تم۔

وہ بیٹے سے غصے سے کہتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

کہاں ہو گئی وہ رنگ۔

وہ جھنجھلا کر بولتا ہوا باہر نکل گیا۔۔

بھائی کی شادی کا سارا کام وہ خود دیکھ رہا تھا۔

دو تین دن سے وہ دادا جان سے ملنے بھی جا نہیں سکا تھا کہ بزی بہت تھا وہ دادا جان کی ایک دو بار کال آچکی تھی لیکن وہ مصروفیت کا کہتا ان سے معذرت کر لیتا۔۔

فائیل سامنے رکھے اسے ایک نظر دیکھ رہا تھا جب وہ چونکا داود ملک سامنے والے کیبن میں ایک لڑکی سے بہت فری ہو کر بات کر رہا تھا کبھی وہ کڑکی کا ہاتھ تھام لیتا تو کبھی وہ لڑکی۔۔

ان دونوں کو دیکھ کر وہ ہلکی مسکان سے مسکرایا۔

کیا سین ہے یار۔۔۔

پھر فون کا کیمرہ کھول کر وہ انکی پکس بنا چکا تھا۔

جس پر داود ملک نے حیرت سے اسے دیکھا۔

وہ اس لڑکی سے کچھ کہتا ہوا مرجان علوی کے قریب آیا غصے سے مٹھیاں بھینچی ہوئیں تھیں۔

ویلکم مسٹر داود ملک۔

کافی کا سپ لیتا وہ مسکرا کر لاپرواہی سے بولا۔

تم نے میری پک کیسے بنائی۔

داود ملک ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر اسکی طرف جھک کر غرا کر بولا۔

سمپل موبائیل سے۔

کافی کا کپ رکھتا وہ سنجیدگی سے موبائیل اسکے سامنے لہراتے ہوئے بولا.

ابھی کہ ابھی میری پک ڈیلیٹ کرو ورنہ ہوٹل کی انتظامیہ سے کہہ کر تمہارا موبائیل چھینوا لوں گا سمجھے۔

داود ملک غصے کو بہت مشکل سے کنٹرول کرتا ہوا بولا۔

یہ مرجان علوی کا فون ہے کسی کا باپ بھی اس فون کو ہاتھ نہیں لگا سکتا سمجھے اور دوسرا مجھے وہ لڑکی اچھی لگی تو میں نے اسکی پک بنالی آفسوس تمہاری پک بھی ساتھ آگئی لیکن فکر نا کرو تمہاری پک

میں ہرگز فون سے ڈیلیٹ نہیں کروں گا اتنا شریف تھوڑی ہوں میں۔

اس بار ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر مسکرا کر کہا گیا۔

تمہاری اتنی ہمت۔

داود ملک کہتے ہی اسکا گریبان غصے سے تھام گیا۔

اس نے آئی بروا چکا کر اپنے گریبان پر رکھے اسکے ہاتھ کو دیکھا۔

میں چاہوں تو تمہارا یہ ہاتھ توڑ بھی سکتا ہوں لیکن مجبور ہوں تمہاری شادی ہے نا تو شرافت سے ہاتھ ہٹا لو۔۔۔

بہت ٹھنڈے لہجے میں وہ بولا تھا۔

اسکے لہجے میں نجانے کیا تھا کہ وہ اسکا گریبان ایک جھٹکے سے چھوڑتا اسے دھمکی دیتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

دوبارہ سے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے وہ مسکرایا۔

عنیزہ کی مہندی کا فنکشن کالونی کے سب سے بڑے ہال میں منعقد کیا گیا تھا۔

ماوی سیڑیاں اترتی سلپ ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں اسکے پاوں کا ماس اندر سے پھٹ گیا

تھاڈاکٹر نے اسے پانچ چھ دن بیڈ سے نا اترنے کی ہدایت کی تھی۔

وہ صبح سے روئے چلی جارہی تھی آنکھیں سوج چکیں تھیں رورو کر۔

اسکی دوست کی شادی تھی وہ کتنا خوش تھی لیکن اِس موچ نے اسے بیڈ کا بنا کر رکھ دیا تھا۔

پناہ صبح کو آئی شام کو گئی تھی وہ بھی ماوی نے اسے زبردستی بھیجا کہ ہم میں سے ایک تو عنیزہ

کے پاس ہو۔

عنیزہ نے ماوی کو بہت باتیں سنادیں تھیں کہ اس نے اسکی مہندی پر ہی گرنا تھا۔

جس پر وہ اس سے معذرت ہی کرتی رہ گئی لیکن عنیزہ نے فون بند کردیا۔۔

وہ واش روم جانے سے بھی تنگ تھی۔

ایک دو بار تو داود ملک کی بہن کی ہیلپ سے وہ واش روم گئی تھی۔

داداجان نے اس کے لیے نرس ک انتظام کرنے کو کہا تھا لیکن بدقسمتی سے انہیں ابھی تک

کوئی نرس نہیں ملی تھی۔

آج خوب بارش برس رہی تھی لیکن وہ بارش بھی انجوائے نہیں کر سکتی تھی اپنی بے بسی پر

وہ آنکھوں میں آئی نمی ہاتھ کی ہتھیلیوں سے صاف کرتی وہ چونکی۔

داداجان کے ساتھ اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر۔

وہ سنبھلی چادر کو ٹھیک سے سینے اور سر پر لیا اور سر جھکا لیا۔

داداجان کو کیا ضرورت تھی اسے بتانے کی، یہ تو دل میں خوش ہو گا میرا مزاق بنائے گا۔

وہ زچ ہوتی سوچ رہی تھی جبکہ مرجان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

کیسی ہیں آپ! داداجان نے بتایا آپ سیڑیوں پر پوچا مارتی ہوئیں سلپ ہو گئی تھیں بہت

دکھ ہوا مجھے ۔

وہ بہت مصنوعی پریشانی سے کہہ رہا تھا یہ اسکے چہرے کے تاثرات ماوی کو اچھے سے بتا رہے

تھے جس پر وہ ہونٹ بھینچ گئی۔

آپ کو افسوس کرنے کی کِوئی ضرورت نہیں میں ایک دو دن تک ٹھیک ہو جاوں گئی۔

وہ بھی غصے سے بولی۔

بیٹا وہ تمہارا حال چال پوچھنے آیا ہے اور تم اسی پر غصہ ہو گئی مرجان بیٹا اسکی باتوں کا برامت

ماننا اسکی فرینڈ کی کل شادی ہے تو اس لیے پریشان ہے بہت۔

داداجان ماوی کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولے۔

داداجان مجھے سونا ہے۔

وہ خاصے غصے سے بولی پتا نہیں اس شخص پر اسے اتنا غصہ کیوں آتا تھا۔

تو سو جائیں کیا داداجان آپکو لوری سنائیں گئے داداجان چلیں ہم ہال میں چل کر بیٹھتے ہیں

۔

اس سے سرد لہجے میں کہتا وہ آخر میں داداجان سے مخاطب ہوا۔

داداجان سر ہلاتے اسکے ساتھ کمرے سے چلے۔

اس منحوس کو بھی آج ہی آنا تھا کالو نائی کہی کا۔

وہ زچ ہوتی آخر میں اسے ایک نئے لقب سے نواز گئی۔۔

عنیزہ گرین کامدار سوٹ پہنے ہوئے تھی بال کھولے بنا کسی زیور کے بھی وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

پناہ اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

کیا بات ہے عنی تم خوش نہیں ہو۔

پناہ نے پریشانی سے اس سے پوچھا۔۔

نہیں۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

پناہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

کیا مطلب؟

وہ پریشانی سے بولی۔

تم اچھے سے جانتی ہو میں ارشمان سے محبت کرتی ہوں اس بڈھے سے نہیں لیکن گھر والوں نے میری ایک نہیں مانی۔

وہ سرخ چہرے لیے غصے سے بولی۔

تم اسے بھول کیوں نہیں جاتی وہ اچھا لڑکا نہیں ہے عنی۔

پناہ نے اسکے چوڑیوں مہندی سے سجے ہاتھ کو تھامتے ہوئے اسے سمجھایا۔

شٹ اپ پناہ اس جیسا لڑکا تو پوری کالونی میں نہیں ہے لیکن تم لوگ نہیں سمجھو گئے تم اسے جانتی جو نہیں۔

عنیزہ نے اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے تپش سے کہا۔

پناہ نے افسوس سے اسے دیکھا پھر گہری سانس لیتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک بزرگ خاتون کو بیٹھنے دیا۔

عنیزہ میں تمہیں کیسے سمجھاوں وہ لڑکا تمہارے قابل نہیں ہے وہ اچھا انسان نہیں ہے عنیزہ لیکن تم نہیں سمجھو گئی جب تک اسکی سچائی خود نا دیکھ لو۔

عنیزہ کو دیکھتی وہ دل میں سوچ کر رہ گئی۔

عنیزہ نے لب بھینچ کر اپنی گود میں بیٹھتی لبہ کو دیکھا۔

میں آج سے آپکو مما بولوں گئی.

لبہ اشتیاق سے اسکا سجا سنوارا روپ دیکھتی ہوئی بولی ۔

واٹ !

وہ حیرت سے اس بچی کو دیکھتی رہ گئی۔

مجھ میں کس چیز کی کمی تھی جو شادی شدہ ایک بیٹِی کے باپ سے مجھے بیاہ رہے ہیں امیر تو ارشمان بھی تھا پھر یہ کیوں وہ کیوں نہیں۔

وہ دل میں پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

لبہ ڈریس خراب ہوجائے گا تم چیئر پر بیٹھ جاو ۔

عنیزہ نے زبردستی اسے اپنی گود سے اٹھاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

لبہ آہستہ سے اسکی گود سے اترتی ہوئی دوسری سائیڈ پر رکھی چیئر پر بیٹھ گئی جس بچی کے چہرے پر بہت خوشی والے تاثرات تھے اب وہاں مایوسی سی چھا گئی تھی ۔۔

پناہ جاکر اپنے امی ابو کے ساتھ بیٹھ گئی ۔۔

چہرے پر پریشانی تھی کہ اگر وہ خوش نہیں تو کیوں کر رہی تھی یہ شادی۔

کاشان علوی پانچ چھ دن سے آوٹ آف کنٹری گیا ہوا تھا لیکن کل صبح وہ پاکستان پہنچ رہا تھا سب کچھ مرجان علوی ہی دیکھ رہا تھا وہ تو دادا جان کو لینے گیا تھا لیکن دادا جان نے ماوی کی وجہ سے اس سے معذرت کر لی کہ وہ اسے اکیلے ایسے چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے ۔۔

وہ انکی مجبور سمجھتا ہوا چلا آیا۔

اس مغرور لڑکی کے چہرے پر غصیلے تاثرات اسے بڑا مزہ دیتے تھے۔

وہ سنجیدگی سے لبہ کو دیکھنے لگا جو ایک سائیڈ پر کھڑی تھی ۔

یہ گھر سے تو خوش آئی تھی یہاں کیا ہوا ہے اسے۔

وہ فون بند کرتا پریشانی سے لبابہ کی طرف بڑھا۔۔

ساری رات خوب بارش برسی تھی وہ ساری رات سو نہیں پائی تھی ایک تو پاوں درد تھا

دوسرا عنیزہ کی شادی نا اٹینڈ کرنے کا غم۔

میری بیٹی کے لیے مزے دار سی چائے خاضر ہے۔۔

وہ سوچوں میں گھم تھی جب دادا جان اسکے لیے اور اپنے لیے چائے لے کر آئے۔

دادا جان آپ نے کیوں بنائی اگر آپکا ہاتھ وغیرہ جل جاتا تو آپ کچن میں نہیں جائیں گئے

کھانا پناہ دے جائے گئی اس نے کہا ہے ابھی فون کر کے۔

وہ پریشانی سے بولی۔

بیٹا میں کوئی بچہ نہیں اسی سال کا بوڑھا ہوں چائے تو بنا ہی سکتا ہوں میں اور صبح صبح جب

تک تمہارے ہونٹوں سے سورۃ الرحمٰن کا ترجمہ نا سن کوں مجھے چین

کہاں آتا ہے ۔

وہ کپ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولے ۔

اس نے مسکرا کر پہلے انکے ہاتھ چومیں پھر چائے کا کپ پکڑا۔

داداجان آج کیسے پڑھوں گئی وضو بھی نہیں کیا میں نے۔

بیٹا زبانی ہی تو سنانی ہے ایسے ہی سنا دو۔

وہ اسکے بیڈ پر اچھے سے بیٹھتے ہوئے بولے۔

وہ نسکرا کر سر ہلا گئی پھر دوپٹہ اچھے سے چہرے کے گرد کسنے لگی۔۔

آنکھیں بند کیے وہ بڑی لگن اور محبت سے

سورِ الرحمن کا ترجمہ اپنے داداجان کو سنا رہی تھی ناشتہ لے کر آیا مرجان علوی دروازے کے پاس ہی ٹھہر گیا اسکی آواز میں سوز تھا بہت ہی کوئی سریلی آواز تھی اسکی۔۔

وہ دادا پوتی کے لیے کھانا لایا تھا کہ دادا تو صبح صبح ناشتہ کر لیتے ہیں آج ماوی نے نہیں بنایا تو داداجان کو کہی بھوک نا لگی ہو وہ اس لیے صبح صبح ہی انکے لیے ناشتہ لے آیا تھا اپنی کک سے بنوا کر۔

داداجان۔

جب تک اسکی تلاوت ختم نہیں ہوئی تھی وہ وہی دروازے کے پاس کھڑا رہا تھا۔

تلاوت ختم ہوئی تو اس نے دروازہ ہلکے سے نوک کر کے داداجان کو آواز لگائی۔

داداجان اسکی پہلی پکار پر ہی دوڑتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے تھے۔

داداجان سنبھل کے۔

وہ انکی پھرتی دیکھتی بے ساختہ بولی تھی۔

بیٹا تم نے کیوں تکلف کیا۔

اسکے ہاتھ میں ناشتہ کا سامان دیکھتے وہ محبت سے بولے۔

داداجان تکلف کیسا آپکو دادا کہتا ہی نہیں مانتا بھی ہوں تو یہ میرا فرض ہوا نا۔

انکے کندھے پر دوستانہ انداز میں ہاتھ رکھتا وہ خلوص سے بولا۔

داداجان اسکے ہاتھ سے شاپر پکڑتے مسکرائے۔

تم نے کرلیا ناشتہ۔

انہوں نے اس سے پوچھا۔

ہاں میں نے کرلیا ہے یہ آپکا اور جنتِ ماوی کا ناشتہ ہے میں اب چلتا ہوں بھائی کو لینے ایئرپورٹ جانا ہے۔

ان سے سر پر پیار لے کر وہ چلا گیا۔

دیکھا کیسا اچھا لڑکا ہے اگر میں نے تمہارا رشتہ ملک داود سے نا کردیا ہوتا تو میں مرجان کو تمہارے لیے پسند کرتا۔

چائے پیتی ماوی کو انکی بات پر بہت زور سے اچھو لگا تھا۔

دادا جان اسکے پیار میں اسکی سیاہ رنگت کو تو بھول ہی چکے ہیں اور یہ بھی بھول چکے ہیں کہ مجھے کالے لوگ پسند نہیں ۔۔

دل ہی دل میں وہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔

اس سے شادی تو میں مر کر بھی نا کروں۔۔

وہ مغروریت سے سوچ کر رہ گئی۔

لیکن کیا وہ جانتی نہیں تھی اللہ کو غرور کرنا پسند نہیں تھا اور جو چیز ہمیں سخت ناپسند ہو وہ اسے ہمارے سامنے لے آتا ہے اور ایسے لاتا ہے کہ پھر ہم چاہ کر بھی اس چیز کو خود سے الگ نہیں کر سکتے۔۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••

شادی کا فنکشن بہت بڑے پیمانے پر ارینج کیا گیا تھا۔

پناہ کو عنیزہ نے صبح سے اپنے گھر بلا لیا تھا وہ ماوی سے مل کر اسے عنیزہ کی مہندی کی پکس دیکھا کر عنیزہ کی طرف ہی اپنے کپڑے لے گ ی تھی ۔

پناہ نے ماوی سے چلنے کو کہا کہ وہ ایک کونے میں بیٹھ کر بھی تو فنکشن

انجوائے کر سکتی ہے لیکن اس نے انکار کر دیا کہ اسے اچھا فیل نہیں ہو گا یوں لنگھڑا کر فنکشن اٹینڈ کرنا۔

عنیزہ ابھی تک تیار نہیں ہوئی تھی۔

یار تم اب تیار ہو جاو بارات کو آنے میں کم وقت ہی رہ گیا۔

عنیزہ نے مسکرا کر ہونٹ بھینچے۔۔

پناہ تم کمرے میں رکو میں تھوڑی دیر میں ارشان سے مل کر آتی ہوں۔

وہ بڑی سی وائٹ چادر خود پر لیتی ہوئی بولی ۔

کیاااا۔

پناہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

تم ہوش میں تو ہو عنی تمہاری شادی ہے اور تم اس ارشان سے ملنے کی بات کر رہی ہو آر یو میڈ۔

پناہ نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے درشتگی سے پوچھا۔

میں نے کہا نا بس آخری بار اس سے ملنے جا رہی ہوں اسکی کچھ چیزیں ہیں میرے پاس بس اسے وہی دینے جا رہی ہوں۔

بھاری شاپر اٹھاتی وہ لاپرواہی سے بولی۔

میں تمہیں نہیں جانے دوں گئی سمجھی اگر جانا ہے تو انٹی سے پوچھ کر جاو۔

پناہ نے غصے سے کہا۔

پناہ یار تم اپنی دوست کے لیے اتنا سا بھی نہیں کر سکتی میں کہہ رہی ہوں نا میں پورے دل سے کاشان کی زندگی میں جانا چاہتی ہوں اسکے لیے ارشمان کو اپنی زندگی سے اوٹ کرنا ہوگا یہ اسکی چیزیں ہیں میں اسے دے کر آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں آجاوں گئی۔

وہ روتے ہوئے پناہ کے گلے لگتی ہوئی بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

پنای نے اسے روتے دیکھ کر گہری سانس لی۔

یار تم جلدی آجانا ابھی تمہیں تیار بھی ہونا ہے اور گھر سارا مہمانوں سے بھرا پڑا ہے ایسے میں اگر کسی کو پتا چل گیا تو بڑا ہنگامہ ہو جانا ہے۔

پناہ نے پریشانی سے کہا۔

تم فکر مت کرو میں یوں گئی اور یوں آئی تم بس کمرہ لاک کر کے رکھنا اور کوئی نوک کرئے تو کہہ دینا دلہن تیار ہو رہی ہے۔

وہ وائٹ چادر سے نقاب کرتی اسے ہدایت دیتی باہر نکل گئی

مہمانوں سے گھر بھرا پڑا تھا کسی کو کیا پتا یہ سفید چادر میں دلہن ہے اتنے دن تو عنیزہ کی امی نے اس پر نظر رکھی ہوئی تھی اسکے ساتھ ساتھ رہتی تھی اسکا باہر آنا جانا بھی کم کر دیا تھا اور تو اور وہ رات کو بھی عنیزہ کے ساتھ سوتی تھیں۔۔۔"

اسکے سسرال والے دو تین بار اسکا حال پوچھ کر گئے تھے جبکہ داود ملک تو تین چار دفعہ اسکی خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔

سٹک کے سہارے چلتی وہ باہر لان میں آئی اتنا سا چلنے پر ہی اسکا وجود پسینے سے بھیگ چکا تھا۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی چیئر پر بیٹھی۔

اپنے پاؤں کو دیکھ کر اسکی آنکھ میں آنسو آ گئے۔

آج اگر اسکا پاوں ٹھیک ہوتا تو وہ بھی اپنی دوست کی خوشی میں شریک ہوتی۔

وہ اسے ایک خوبصورت جوڑا ساتھ کے میچنگ شوز پیک کر کے گفت کے طور پر بھیج چکی تھی۔

کاش میں بھی وہاں موجود ہوتی۔

وہ حسرت سے سوچتی ہوئی اٹھ کر اندر چلی گئی کہ موسم پھر سے خراب ہونا شروع ہو چکا تھا

۔۔

دادا جان اپنے کمرے میں سو رہے تھے گھر میں اس وقت کوئی نہیں تھا سوائے ان دونوں

کہ

کوئی دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوا تھا چہرے پر نقاب اوڑھے وہ دو آدمی تھے وہ

ہاتھوں پر دستانے چڑھائے ہوئے تھے۔

وہ ہال میں کھلتی کھڑکی کی طرف بڑھے تھے۔

دروازہ دو بار کھٹکایا تھا عنیزہ کی کزن نے۔

عائلہ غنی تیار ہو رہی ہے جیسے ہی وہ تیار ہوتی ہے میں دروازہ کھول دوں گی۔

وہ انگلیاں مڑورتی ہوئی پریشانی سے بولی کہ اسے گئے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چکا تھا

۔

یار اور کتنی دیر لگائے گئی تیار ہونے میں بارات وہاں سے **ن کل چکی ہے کچھ** وقت میں

پہنچنے والی ہے۔

عائلہ نے جھنجھلا کر کہا۔

عنی کہہ رہی ہے دس منٹ تک ویٹ کرو۔

وہ اپنے بھرائے ہوئے لہجے پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

اللہ مدد کریں پلیز زز عنی کو کہی سی بھیج دیں یا اللہ اسے بھیج دیں کہی سے۔

ہاتھ جوڑے وہ روتے ہوئے اللہ سے مخاطب تھی۔

لب کاٹتی وہ بار بار اسکا فون نمبر ڈائیل کر رہی تھی لیکن اسکا فون بند تھا۔

کہی ارشمان نے اسے کوئی تکلیف نا پہنچادی ہو۔

ارشمان اگر تم نے عنی کو کوئی تکلیف پہنچائی تو آئی سویئر میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گئی۔

اسکا دل دھک سے رہ گیا بارات آنے کا شور اٹھا تھا۔

فائر کی آوازیں ایک دم سے آنا شروع ہو چکیں تھیں مطلب بارات آ پہنچی تھی۔

دوسری مصیبت دروازے کے پاس تھی دھڑ دھڑ دروازہ بجایا جا رہا تھا۔

عنیزہ بارات آگئی ہے یار اب تو دروازہ کھول دو انٹی نے بھیجا ہے مجھے۔

عائلہ کی اس بار غصیلی آواز آئی تھی۔

پناہ کے ہاتھ سے موبائیل چھوٹ کر نیچے جا گرا۔

اسکا وجود پتے کی طرح کانپنے لگا تھا۔

کیونکہ اب عنیزہ کی امی کی آواز تھی جو سخت غصہ تھی اس پر۔

آخر اتنی دیر کون لگاتا ہے تیار ہونے میں اب تو بارات بھی آچکی ہے دروازہ کھول دو اب تمہارے پاپا بھی ناراض ہو رہے ہیں۔

آنٹی کی غصیلی آواز پر اسکے قدموں نے اسکا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔

تب ہی وہ چونکی۔

کہی عنیزہ نے تو اسے بے وقوف نہیں بنا دیا تھا ارشمان سے آج کے دن ملنا وہ بھی کافی بھاری شاپر ساتھ لے کر جانا موبائیل بند کر دینا اتنی جرات اس لنگھوڑ میں نہیں ہو سکتی کہ وہ عنی کو کوئی تکلیف پہنچائے۔

تو اسکا مطلب میرے اللہ عنی جان بوجھ کر گئی ہے۔

میں کیا کہوں باہر کھڑے لوگوں سے۔

باہر سے آتیں آوازیں اسکے حواس ٹھکانے لگا گئیں تھیں۔

بالوں میں برش کر کے وہ کچن کی طرف چلی آئی۔۔

اسے اس وقت کافی کی شدید طلب اٹھ رہی تھی۔۔

باہر زوروں کی ہوا اور بارش خوب برس رہی تھیں،

ہوا اور بارش کی آوازوں نے ماحول کو کافی خوفناک سا بنا دیا تھا۔

دل ہی دل میں سورۃ اخلاص کا ورد کرتی وہ

کافی کے لیے دودھ چولہے پر رکھنے لگی تھی جب وہ ایک دم چونکی تھی۔۔

باہر سے کوئی آواز آئی تھی جیسے کوئی وزنی چیز نیچے گری ہو۔

اس ٹائم کون ہو سکتا ہے؟

دوپٹہ ٹھیک سے سینے پر پھیلاتی ہوئی وہ خود سے بڑبڑاتی کوریڈور میں آئی۔

چاروں طرف چونکنا نظروں سے دیکھتی رہی جب کچھ نا دیکھا تو

سر جھٹکتی ہوئی وہ پھر سے کچن کی طرف چلی آئی۔

کافی کے لیے رکھا دودھ ابلنے لگا تھا جب اس بار کسی کے چلانے کی آواز آئی تھی۔

ایک جھٹکے سے وہ دروازے کی جانب پلٹی تھی پھر پریشانی سے وہ باہر کی طرف دوڑی پاؤں

میں درد کی ٹھیسیں سی اٹھنے لگیں تھیں لیکن وہ بنا درد کی پرواہ کیے دادا جان کے کمرے کی

طرف دوڑی ۔۔

داداجان کے کمرے کا منظر اس کا دل دہلا گیا تھا۔

دو تین آدمی ان کے کمرے میں موجود تھے ایک آدمی تو بہت غصے سے پسٹل کی نال ان کے سر پر رکھے غصے سے کچھ بول رہا تھا

۔

داداجان !

وہ چلا کر اپنے داداجان کے پاس آئی۔۔

داداجان نے خوف سے ان آدمیوں کے ہونٹوں پر رقص کرتی شیطانی مسکراہٹ دیکھی تھی۔

عنیزہ دروازہ کھولو ورنہ اب تمہارے پاپا ہی آکر تم سے دروازہ کھلوائیں گئے سمجھی تم۔

شازیہ بیگم (غنی کی والدہ)

درشتگی سے اس بار بولی ۔

پناہ نے گہرا سانس لیا آخر دروازہ کھولے بغیر کوئی اور راستہ بھی تو نہیں تھا مرے مرے قدموں سے دروازے کی طرف آئی کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولتی وہ شازیہ بیگم کو پریشانی سے دیکھنے لگی۔ ۔

شازیہ بیگم نے نخوت سے اسے دیکھا پھر اسے ایک جھٹکے سے پرا ں کرتی ہوئی وہ کمرے میں آئیں۔

عنیزہ کہاں ہے؟

انہوں نے حیرت سے خالی کمرہ دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

باقی سب بھی کمرے میں چاروں طرف دلہن کی تلاش میں نظریں دوڑا رہے تھے۔۔

اسکے چہرے کا رنگ ایک دم سے سفید سے پیلا پڑا تھا۔

دل دھک دھک سے کرنے لگا تھا۔

تم بول کیوں نہیں رہی، باہر سب لوگ دلہن کا ویٹ کر رہے ہیں اور تم بتا نہیں رہیں کہ عنیزہ کہاں ہیں۔

عائلہ (عنی کی کزن) نے غصے سے اس سے پوچھا۔

عنی کمرے میں نہیں ہے۔

وہ دھیمے سے لہجے میں شازیہ بیگم کو دیکھتی ہوئی بولی۔

کیا مطلب وہ کمرے میں نہیں ہے کمرہ صبح سے بند تھا تم اسکے ساتھ تھی وہ کہاں جاسکتی ہے بند کمرے سے۔۔

شازیہ بیگم نے اسکا کندھا دبوچتے ہوئے درشتگی سے پوچھا۔

آنٹی اسے گئے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا ہے۔

اسکے لرزتے لہجے پر شازیہ بیگم چکرا کر رہ گئی۔

انکی بے وقوف لڑکی کہی اس لفنگے لڑکے کے ساتھ بھاگ تو نہیں گئی تھی نہیں انکی بیٹی انہیں اتنی دنیا کے سامنے رسوا نہیں کر سکتی۔

وہ بیڈ پر گرتی ہوئی دل میں سوچ کر رہ گئیں۔

آنٹی مجھے نہیں پتا وہ کس نیت سے گھر سے گئی تھی اس نے کہا اسے باہر کچھ کام ہے وہ آدھے گھنٹے تک آجائے گی لیکن وہ نہیں آئی۔

انکے قدموں میں بیٹھتی وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

جس پر شازیہ بیگم نے اسے آگ اگلتی نظروں سے دیکھا۔

پناہ مجھے میری بیٹی چاہئیے میں نے اسے تمہارے حوالے کیا تھا تم نے ہی اسے کہی غائب کیا ہو گا مجھے میری بیٹی واپس لا کر دو۔۔۔

شازیہ بیگم اسے زور سے دھکا دیتی ہوئی نفرت سے چلائی جس پر پناہ نے حیرت و دکھ سے شازیہ انٹی کو دیکھا اس میں بھلا اسکا کیا قصور تھا۔۔

کمرے میں موجود سب آپس میں چہ مگوئیاں سی کرنے لگے تھے۔

رشتے داروں کی باتیں سن کر شازیہ بیگم نے لب بھینچ کر پناہ کو دیکھا جو پیلے پڑتے چہرے سے شازیہ بیگم کو ہی دیکھ رہی تھی۔

کیا وہ جانتی نہیں تھی انکی بیٹی کہی اور انٹرسٹڈ تھی پھر وہ اسے کیوں قصوروار ٹھہرا رہیں تھیں۔۔

آنٹی آپ انکل کو کہیں وہ اس ارشمان۔۔۔!

ایک دم چپ لڑکی خبردار اگر میری بیٹی کے خلاف کچھ الٹا سیدھا بولا تو۔۔

پناہ نے حیرت سے انہیں دیکھا جو دھیمی آواز میں زہر اگل چکیں تھیں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی ڈیسینٹ سی شازیہ انٹی کے اس روپ کے بارے میں وہ تو انہیں بہت نرم ومزاج اور سلجھی ہوئی خاتون سمجھتی تھی۔۔

انٹی اب کیا کرنا ہے باہر سب لوگ ہمارا ویٹ کر رہے ہیں۔

عائلہ نے شازیہ بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔۔

کرنا کیا ہے اس لڑکی نے میری بیٹی کو کہی غائب کیا ہے ورنہ تم جانتی ہو عنیزہ کتنی خوش تھی اس شادی سے مجھے لگتا ہے یہ جلتی تھی میری بیٹی کی قسمت سے۔۔

شازیہ بیگم نے اسے نفرت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

آنٹی پلیز آپ جانتی ہیں میں ایسی نہیں ہوں میں ایسا کیوں کروں گئی وہ خود گئی تھی میرا اس میں کیا قصور۔۔

وہ اس بار غصے سے بولی بیٹی انکی بھا گی تھی اور وہ سنا اسے رہے تھیں ہاں اس سے غلطی ہوئی تھی عنیزہ کو گھر سے جانے دینے کی لیکن اصل قصور وار تو انکی بیٹی ہی تھی نا ۔۔

منہ سنبھال کر بات کرو لڑکی ! عائلہ تم جاوا پنے انکل کو بلا کر لاؤ۔

شازیہ بیگم اسے جھڑک کر سر تھام کر بیڈ پر بیٹھتی ہوئیں پریشانی سے عائلہ سے بولیں۔۔

پناہ نے ہونٹ بھینچ کر عنیزہ اور ارشان کو دل میں خوب کوسا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں عنیزہ کے والد عزیر علوی بھی سر تھام کر بیگم کو جھڑکنے لگے تھے کہ آخر شازیہ نے ہی تو عنیزہ کو کچھ زیادہ ہی ڈھیل دے رکھی تھی۔۔

اب کیا کریں باہر سب مہمان جمع ہیں جا کر کیا کہوں کہ آپ سب تشریف لے جائیں میری بیٹی بھاگ چکی ہے کیا عزت رہ جائے گئی میری،

اس سے بہتر ہے میں خود کو ختم ہی کر لوں کم از کم زلت ورسوائی سے تو بچ جاوں گا۔۔

وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے درد سے چلائے۔۔

شازیہ بیگم تڑپ کر انکی طرف لپکی عنیزہ تمہیں خدا پوچھے کیا تم نہیں جانتی تھی تمہارا باپ دل کا مریض ہے۔۔

آپ پلیز بیٹھ جائیں پریشان نا ہوں ہمارا آپ کے سوا کون ہے۔۔

شازیہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔

جس پر عزیر علوی غصے سے شازیہ کا ہاتھ جھٹک چکے تھے۔

مر جانے دو اب جی کر کیا کروں گا، اس بیٹی کے لیے میں نے کبھی بیٹے کا نام نہیں لیا کہ وہ کہی ہرٹ نا ہو، دوسری شادی نہیں کی کہ میری بیٹی ہرٹ ہو گئی ورنہ شازیہ بیگم تم جانتی تھی مجھے بیٹے کی کتنی چاہ تھی آج وہی بیٹی میرے سر پر خاک ڈال گ َی ، کیا رہ گیا ہے میرے پاس اس سے تو اچھا تھا میں بے اولاد ہوتا کم از کم عزت تو سلامت رہتی میں لوگوں کو اپنی بیٹی کی مثالیں دیا کرتا تھا کیا کہیں گئے

لوگ کہاں گئی تمہاری بیٹی بڑھاپے میں تمہارے سفید بالوں میں خاک ڈال گئی ہے

تمہاری مثالی بیٹی۔

وہ زمین پر بیٹھتے درد سے چور لہجے میں بولتے وہاں کھڑے سب لوگوں کی آنکھوں میں

آنسو لے آئے تھے۔

پناہ بے ساختہ انکی طرف بڑھی۔۔

انکل عزت اور زلت تو خدا کے ہاتھ میں ہے آپ اتنے اچھے ہیں اللہ آپکو کبھی رسوا نہیں

کرے گا آپ اللہ پر یقین رکھیں۔۔

پناہ انکے قریب زمین پر بیٹھتی ہوئی بھرائے ہوئے لہجے میں بولی

عزیر علوی نے بھرائی آنکھوں سے اس سانولی لڑکی کو دیکھا جس کا شفاف چہرہ انکا درد

خوب محسوس کر رہا تھا۔

عذیر صاحب نے اسے غور سے دیکھا پھر اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

وہ اسے غور سے دیکھنے لگے پھر چونکے۔

بیٹا اپنے امی ابو کو باہر سے بلا کر لاو......

انہوں نے کچھ سوچتے ہوۓ اس سے کہا۔

ان کے کانپتے لہجے پر پناہ نے حیرانگی سے انہیں دیکھا جبکہ شازیہ نے شاکس

سے ۔۔

انکل پلیز آپ میرے ابو کو کچھ مت کہیں انہیں نا بلائیں میرا کوئی قصور نہیں

مجھے کیا پتا تھا وہ یہ حرکت کرے گئ مجھے معاف کر دیں انکل ۔۔

وہ انکے آگے ہاتھ جوڑتی روتی ہوئی بولی۔

بیٹا میں جانتا ہوں آپ بس انہیں بلا لائیں یا پھر فون کر کے کمرے میں بلا لو۔

انہوں نے دل کے مقام کو مسلتے ہوئے کہا۔

وہ انہیں نا سمجھی سے دیکھتی ہوئی سر ہلا گئی۔

جبکہ شازیہ بیگم نے ہونٹ بھینچ کر اپنے شوہر کو دیکھا وہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھی

ورنہ !

وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئیں۔

اگلے پانچ منٹ میں جہانگیر اور شاہین بیگم بھی وہی جمع تھے ساری بات سن کر شاہین بیگم

اپنی بیٹی کو غصے سے دیکھنے لگیں تھیں۔

بھابھی اس میں اسکا کوئی قصور نہیں قصور جسکا تھا وہ اب یہاں نہیں ہے میں نے آپ لوگوں سے ایک التجا کرنی ہے جہانگیر تم جانتے ہو میں وزیر ہوں اس وادی کا میری کتنی عزت ہے یہاں میرے دوستوں سے زیادہ دشمن موجود ہیں ،اگر کسی کو پتا لگ گیا تو میں کسی کو منہ دیکھانے کے لائق نہیں رہوں گا اب صرف تم ہی میری عزت رکھ سکتے ہو ۔

عذیر صاحب نے بات کرتے ہوئے آخر میں انکے آگئے ہاتھ جوڑ کر انہیں دیکھا۔

شازیہ نے تڑپ کر شوہر کے ہاتھ تھام کر پناہ کو نفرت آمیز نظروں سے دیکھا، جو انکے شوہر کہنے والے تھے وہ انہیں ہرگز منظور نہیں تھا کہاں یہ عام سی لڑکی اور کہاں وہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔۔

عذیر صاحب نے شازیہ کے ہاتھ جھٹکے۔

میں جانتا ہوں عذیر صاحب لیکن میں اس میں بھلا آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں ۔

جہانگیر صاحب نے انکے ہاتھ ہاتھوں میں لیتے ہوئے ناسمجھی سے پوچھا۔

عائلہ میری بہن کی بیٹی ہے لیکن اسکا نکاح ہو چکا ہے ورنہ میں اسے چنتا لیکن اب پناہ کے علاوہ میری دوسری کوئی امید نہیں، پناہ کا نکاح کا شان علوی سے ہو لینے دیں یہ تمہارا مجھ پر بہت بڑا احسان ہو گا وہ میرا بھتیجا ہے میری بات مان جائے گا بس آپ آپ لوگ مان

جائیں باہر جو لوگ موجود ہیں ان میں میری عزت رکھ لیں تم کو اللہ کا واسطہ ہے جہانگیر

--

جہانگیر سمیت کمرے میں موجود تمام لوگ دہل کر رہ گئے تھے۔

پناہ کی آنکھوں میں تیرتے آنسوں ساکت رہ گئے۔

پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس نے عزیر صاحب کو دیکھا تھا یہ وہ کیا کہہ گئے تھے !

دادا جان۔

چلا کر کہتی وہ دور کر دادا جان کا کندھا تھام گئی۔

بڈھے کی پوتی تو بڑی سوہنی ہے یار۔

پسٹل والا شخص اسکے سراپے کو معنی خیزی سے دیکھتا خباثت سے بولتا جنتِ ماوی کا خون خشک کر گیا تھا۔

دادا جان یہ کون ہیں۔

وہ ان لوگوں کی نظروں سے سہمتی ہوئی دادا جان سے بولی۔

داد جان نے نا سمجھی سے سر نفی میں ہلایا اور اسے یہاں سے جانے کا اشارا کیا۔۔۔

لیکن وہ کیسے دادا جان کو انکے حوالے کر کے جا سکتی تھی!

تم لوگوں کو جو چاہیئے وہ میرے پاس نہیں ہے برائے مہربانی یہاں سے نکل جاو ورنہ مجھے مجبوراً پولیس کو بلانا پڑے گا۔

دادا جان ماویٰ کو بانہوں میں لیتے ہوئے ان سے غصے سے بولے۔

اوئے بڈھے ہمیں جو چاہیئے ہم وہ لے کر جائیں گئے سمجھے تم اب شرافت سے وہ انگوٹھی نکالو ورنہ اپنی پوتی ہمیں دے دے کہاں چھپا کر رکھا ہے اِسے تم نے بڑا شفاف حسن ہے تمہاری پوتی کا۔۔

پسٹل والا ہنوز اس پر نظریں جمائے کمینگی سے بولتا دادا جان کا خون کھولا گیا تھا۔

ماوی نے نفرت سے اس آدمی کو دیکھا پھر اپنے دادا کو دیکھا جو غصہ لیے نظروں سے ان آدمیوں کو دیکھ رہے تھے

ماوی تم روم میں جاوّ۔

دادا جان اسے خود سے جدا کرتے ہوئے بولے۔

لیکن دادا جان یہ لوگ۔۔۔

ماویٰ تم نے سنا نہیں اپنے روم میں جاوّ۔۔

داداجان کے سخت لہجے پر وہ آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیے ہوئے جانے ہی لگی تھی جب وہی آدمی جاتی ماوی کی کلائی اپنے سخت ہاتھ میں قید کر چکا تھا۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اپنی کلائی کو دیکھا جو اس کالے شخص کے ہاتھ میں قید تھی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بچی کا ہاتھ تھامنے کی خبیث انسان میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔

خشمت صاحب کہتے ہوئے اس شخص کی طرف نفرت سے بڑھے تھے جب اس آدمی کے دوسرے ساتھی نے داداجان کو زور سے ٹیبل کی طرف دھکا دیا۔

داداجان۔۔

وہ اس آدمی کی گرفت میں مچلتی ہوئی چلائی۔۔

حشمت صاحب کا سر پھٹ چکا تھا کہ ٹیبل کی نوکیلی نوک انکے ماتھے پر بہت زور سے لگی تھی۔

خشمت صاحب سر تھامے بے بسی سے ماوی کو دیکھنے لگے آخر یہ کون تھے اور ان لوگوں کو اس رنگ کے بارے میں کیسے پتا تھا لیکن اس وقت انہیں اپنی پوتی کی عزت زیادہ عزیز تھی انہیں کچھ تو کرنا تھا لیکن کیا؟

تمہاری پوتی ہمارے ساتھ جائے گئ انگوٹھی دے کر پوتی لے جانا۔

وہ آدمی ماویٰ کو بانہوں میں لینے کی کوشش کرتا پھنکار کر بولا۔۔

جبکہ ماوی اور دادا ساکت سے ہوئے تھے۔۔

دادا جان مجھے بچائیں اس گھٹیا آدمی سے۔

اس آدمی سے کلائی چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ بلک کر بولی ۔

جبکہ دادا جان میں ہلنے کی ساکت نہیں بچی تھی۔

انکے ماتھے سے بہتا خون انکے گال تک آپہنچا تھا کمر پر بھی بہت زوروں کی چوٹ لگی تھی

لیکن انہیں اس وقت کوئی چوٹ تکلیف نہیں دے رہی تھی تکلیف تو انکی پوتی کی

آوازیں دے رہیں تھیں جواب مدھم سی آرہیں تھیں۔۔

دادا جان۔

وہ چلاتی ہوئی اس آدمی کے کندھے پر مکے پر مکہ برسانے لگی تھی۔

وہ آدمی طیش میں آتا اسکے گال پر ایک تھپڑ جڑ چکا تھا۔

گال پر پڑنے والا تھپڑ شدید تھا جس کے نتیجے میں وہ لہرا کر زمین بوس ہوئی تھی۔

اے لڑکی تو ابھی مجھے جانتی نہیں، مجھے تو اچھی لگی ہے اس لیے تیری یہ بدماشیاں

برداشت کر رہا تھا ورنہ کوئی اور ہوتا تو اسکے اتنے ٹکڑے کرتا کہ گننا مشکل ہوتا۔

اسکے بالوں کو مٹھیوں میں جھکڑے وہ آدمی سخت غصیلے لہجے میں بولا تھا۔

ماوی کا پیر بہت زیادہ سوجھ چکا تھا جبکہ گال لال۔

اس سے چلا نہیں جا رہا تھا جس پر وہ آدمی اسکا ہاتھ پکڑے اسے گھسیٹنے لگا تھا۔

باقی دو آدمی کمینگی مسکان سے اسکی کھلی زلفوں کو دیکھ رہے تھے تو کبھی اسکے سراپے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے۔

لڑکی انتہا کی خوبصورت تھی جس پر وہ تینوں یار ہی فدا ہو چکے تھے اس لیے تو وہ اسے ساتھ لے آئے تھے ورنہ ایسا انکا کوئی پلین نہیں تھا۔

اسکی سرخ چادر ان سے مذاحمت کرتے ہوئے لان میں ہی کہی گر گئی تھی۔

چادر پکڑنے کی اسکی کوشش وہ آدمی ناکام بنا چکا تھا۔۔

ماوی کی دردناک چیخیں فضا میں گونج رہیں تھی لیکن تیز ہوا اور بارش کی وجہ سے بند گھروں میں قید لوگ اسکی آواز سننے سے محروم تھے۔۔

دادا جان بچائیں مجھے ،بھائی آپکو اللہ کا واسطہ ہے مجھے جانے دیں آپکو جتنے پیسے چاہئے میرے دادا دے دیں گئے بس مجھے چھوڑ دیں۔

انکے آگے ہاتھ جوڑے وہ آخر میں منتوں ترلوں پر آچکی تھی۔

تیرے دادا کے پاس تجھ سے زیادہ تو کوئی چیز قیمتی نہیں ہوگ َی نا ۔

زوبی کے طنزیہ لہجے پر وہ ساکت سی اسکی طرف دیکھنے لگی جس پر اس نے مسکراتے ہوئے اسے گاڑی میں دھکیلا تھا۔

"کوئی ہے!

گاڑی کی کھڑکی کے شیشے پر ہاتھ مارتی ہوئی وہ چلائی تھی ۔

گاڑی سٹارٹ ہوتی فراٹے بھرنے لگی تھی۔

ماوی کی چیخیوں میں اضافہ ہونے لگا تھا جب زوبی نے اسکا منہ اور ہاتھ دونوں ہی باندھ دیئے تھے۔۔

خود کو بغیر چادر کے دیکھ کر آنکھوں میں شرمندگی سے لگاتار کئی آنسو بہنے لگے تھے جو اسکے چہرے سے ہوتے ہوئے اسکی گردن کو بھی بھیگونے لگے تھے۔۔

جہانگیر نے بنا سوچے سمجھے سر نفی میں ہلا یا۔

ایسا تو نہیں ہو سکتا تھا آخر انکی بھی عزت تھی اور انکی بیٹی کم عمر تھی اور وہ کیسے ایک بیا ہے آدمی سے اسکی شادی کر دیتے وہ جانتے تھے وہ آدمی دولت کے نشے میں کتنا چور تھا اسے تو اپنے آگے کوئی دیکھتا ہی نہیں تھا انہیں تو عنیزہ کی بھی شادی پر بھی اعتراض تھا لیکن وہ عنیزہ کے معاملے میں بول نہیں سکتے تھے کہ وہ عزیر صاحب کا بھتیجا تھا۔

آپ جان بھی مانگتے تو میں دیتا عزیر صاحب لیکن وہ میری بیٹی ہے کوئی گڑیا نہیں جسے بنا سوچے سمجھے کسی کے بھی ہاتھ میں پکڑا دوں میری بیٹی کی منگنی ہو چکی ہے ہم ایک دو دن میں اسکی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے والے ہیں تو دل سے معذرت عزیر صاحب۔

جہانگیر صاحب نے دھیمے لیکن اٹل لہجے میں بات کر کے شاہین بیگم کو دیکھا جو تائیدی نظروں سے اپنے شوہر کو ہی دیکھ رہیں تھیں۔۔

عزیر صاحب نے بے بسی سے لب بھینچے۔

وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اپنی عزت و مرتبہ اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہوتا ہے

۔

جہانگیر تم اگر چاہو تو میں اپنی آدھی جائیداد جو عنیزہ کا حصہ ہے وہ پناہ کے نام کرنے کو

تیار ہوں، میری آج عزت رکھ لو یار بدلے میں تمہارے لیے میری جان بھی خاظر ہو گئی

شازیہ بیگم نے حیرت سے شوہر کو دیکھا وہ کیسے کر سکتے تھے بھلا۔

عزیر صاحب کے بے بس لہجے نے جہانگیر کو شرمندہ سا کر دیا تھا۔

وہ پناہ کو دیکھنے لگے جو سر نفی میں ہلا رہی تھی جبکہ شاہین بیگم کی نظریں خاموش سی تھی۔

عزیر یار ایسے کیسے ممکن ہے تم جانتے ہو ہماری خیثیت کو تم معذرت کر لو کاشان علوی سے وہ یقیناً سمجھ جائے گا۔

جہانگیر صاحب نے عزیر صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تاسف سے کہا۔

بابا گھر چلیں۔

پناہ نے اچانک ہی جہانگیر صاحب کا ہاتھ تھام کر کانپتے ہوِے لہجے میں انہیں باور کروایا کہ وہ یہ فیصلہ ہر گز نہیں مان سکتی بھلا ایسا کیسے ہو سکتا تھا نا ممکن تھا یہ تو۔۔۔

جہانگیر صاحب نے بیٹی کو دیکھا پھر عزیر صاحب کی التجایا نظروں سے نظریں چڑاتے ہوئے پلٹنے ہی لگے تھے جب۔۔

گاڑی ایک دم سے رکی تھی جس کے نتیجے میں وہ سب ہل کر رہ گئے تھے۔

ابے سالے ایسے بریک کون لگاتا ہے لگتا ہے تمہارے ہاتھ توڑنے والے ہیں کافی دنوں سے پھینٹی جو نہیں لگی تجھے ٹھہر زرا توں۔۔۔

ذوہیب ماتھا مسلتا ہوا ڈرائیونگ کرتے ساتھی پر چڑدوڑ۔

ذوہیب آگئے دیکھو یار۔۔

اسکے ساتھ نے غصے سے اسکی توجہ آگئے کی طرف کروائی۔

زوبی نے اسے گھورتے ہوئے آگئے کی طرف دیکھا۔

سڑک بہت تنگ تھی جس کی بناپر دوسری گاڑی بہت مشکل سے ایک ہی وقت میں گزر سکتی تھی لیکن سامنے گاڑی نہیں ایک شخص کھڑا تھا پینٹ کی جیبوں میں دونوں ہاتھ گھسیڑے وہ سڑک کے بالکل بیچ و بیچ کھڑا تھا کہ انہیں گاڑی روکنی ہی پڑی تھی۔

کون ہے تو سالے اگر مرنا ہے تو ٹرک کے نیچے آکر مر ہماری گاڑی کے آگے کیوں آگ ٓیا ہے یا پھر کھولوں تیرا سر۔

زوبی اندر بیٹھا ہی زور سے چلایا۔

وہ ایسے ہی کھڑا رہا بنا کوئی حرکت کیے۔

ہٹ راستے سے ورنہ گاڑی کو تمہارے اوپر چڑہانے میں ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا۔

اب کہ تیسرا خاموش بیٹھا اسکے ساکت وجود کو دیکھتا ہوا چلایا۔

ماویٰ ساکت سی بیٹھی دور کھڑے شخص کو مدد طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی اسکے نقوش

اندھیرے میں کچھ خاص

واضع نہیں تھے۔۔

چڑہائے دے سالے پر گاڑی آیا بڑا پھنے خان کہی کا۔

ذوبی کے کہنے کی ہی دیر تھی جب وہ وجود تیز قدموں سے انکی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا تھا

۔۔

یہ ہماری طرف کیوں آرہا ہے۔

تیسرا ساتھی ڈرتے ہوئے بولا۔

تب تک وہ طیش میں انکی گاڑی کا ڈور کھول کر ذوبی کو باہر نکال چکا تھا بنا انہیں سوچنے سمجھنے کا وقت دیئے وہ تینوں کو ایک ایک کر کے گاڑی سے نکال کر باہر سڑک پر پھینک چکا تھا۔

جنتِ ماوی اس کالے شخص کو پہچان چکی تھی۔

وہ حیرت سے اسکا خوفناک روپ دیکھ رہی تھی سرخ آنکھیں، چہرے پر پتھریلے تاثرات

لیے وہ بنا کچھ بولے انہیں جان سے مارنے کے درپے تھا۔

ماوی نے ہاتھ کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔۔

تم کون ہو اور ہمارے ساتھ تمہاری کیا دشمنی ہے۔

زوہیب عرف زوبی نے سر سے بہتے خون کو ہاتھوں سے روکتے ہوئے چلا کر اس سے پوچھا

جو انہیں اچھے سے دھو رہا تھا پسٹل وغیرہ تو انکے گاڑی میں ہی رہ چکے تھے ورنہ گولی ہی مار

دیتے اسے۔۔

کیوں پکڑا ہے اس لڑکی کو۔

زوہیب کی گردن جھکڑ تا وہ سرد لہجے میں بولا۔

کیوں تیری بہن لگتی۔۔۔!

وہ مار کھا کر بھی باز نہیں آیا تھا لیکن اسکا فقرہ وہ مکہ مار کر اسکے ہونٹوں میں ہی روک چکا تھا

۔۔

آہ۔۔۔

درد سے چیختا وہ نیچے گرا تھا باقی دونوں بھی بے حال سے زمین پر پڑے کراہ رہے تھے کہ وہ شخص بہت طاقت ور تھا اسکا ایک ہی تھپڑ انہیں دن میں تارے دیکھا گیا تھا۔۔۔

انہیں وہی چھوڑے وہ تیز قدموں سے گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔

ماوی اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر سسکنے لگی تھی۔۔

گاڑی کا ڈور کھول کر وہ آہستہ سے جھکا، اسکی کلائی تھامتا ہوا اسکے ہاتھ اور منہ اس باریک دوپٹے سے آزاد کروانے لگا،

وہ اسکے چہرے کو نہیں دیکھ رہا تھا نظریں جھکی ہوئیں تھی شاید اسے بنا دوپٹے کے دیکھ کر

--

ماوی نے ٹھٹھک کر اسکی کلائی میں باندھی اپنی چادر دیکھی جو وہ گول مول سا کر کے باندھے ہوئے تھے۔

وہ حیرت سے چادر سے نظریں ہٹاتی اسے دیکھنے لگی۔

جو چادر کھول کر اسے پکڑا رہا تھا۔

ماوی ضبط سے ہونٹ بھینچتی ہوئی چادر اسکے ہاتھ سے لیتی ہوئی جلدی سے اپنے ارد گرد اچھے سے اوڑھ چکی تھی۔

چادر لیتے ہی سے ایسے لگا جیسے وہ تپتی دھوپ سے کسی گھنی چھاؤں میں آگئی ہو۔۔۔۔

مجھ سے نہیں چلا جائے گا۔

مرجان کے اپنی طرف پھیلے ہاتھ کا مطلب سمجھتی وہ سسک کر اس سے کہنے لگی تھی۔

وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔۔

مرجان علوی نے ساکت نظروں سے اسکے سوجے ہوئے پیر کو دیکھا۔

پھر گاڑی میں لگی کیز کو۔

سر ہلاتا ہوا وہ اسے گاڑی سے نکالنے لگا۔

ماوی ہونٹ بھینچ کر بایر نکلی کہ چلنا محال تھا۔

وہ اسے گاڑی کے اگلے ڈور کی طرف لے آیا وہ اسے آگ َے بٹھانے لگا تھا جس پر ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا بھلا وہ ان چوروں کی گاڑی میں اسے کیوں بٹھا رہا تھا

۔۔

وہ بیٹھنے سے انکاری تھی لیکن وہ

اسے زبردستی بٹھا کر گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔۔

زوبی وہ ہماری ہی گاڑی میں اس لڑکی کو لے کر جا رہا ہے۔

اسکے ساتھی نے چلا کر زوہیب کو باور کروایا۔

زوہیب نے ٹھٹھک کر گاڑی کو سٹارٹ ہوتے دیکھا۔

اوئے زلیل انسان ہماری گاڑی گاڑی واپس کردے ورنہ۔۔

وہ بامشکل کھڑا ہوتا ہوا پریشانی سے چلایا تھا۔

جس پر مرجان کے بھینچے ہوئے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی ۔

ہمت ہے تو علوی پیلس سے صبح آکر لے جانا اگر آگے تو مل جائے گئی گاڑی۔۔

سرد لہجے میں کہتا گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑے وہ انکی نظروں سے پل میں اوجھل ہوا تھا۔۔

"زوہیب! بوس ہمیں چھوڑِے گا نہیں نالڑکی ملی ناانگھوٹھی اور گاڑی بھی کھو بیٹھے ہیں۔

۔۔

ساتھی کی بات پر زوہیب نے غصے سے دانت پیسے۔۔

اس لڑکے کو تو چھوڑوں گا نہیں میں، کتے جیسی موت ماروں گا اسے میری محبوبہ کو چھینا ہے اس نے اوپر سے ہماری گاڑی بھی لے گیا اسکو تو نہیں چھوڑوں گا میں۔۔

ہونٹوں سے خون صاف کرتا وہ قہر بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے محبوبہ کہنے پر دونوں ساتھیوں نے حیرت سے زوہیب کو دیکھا،
ایک ہی گھنٹے میں وہ لڑکی اسکی محبوبہ کیسے بن گئی تھی حیرت تھی اس انسان پر۔۔۔

،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،

گاڑی میں گہری خاموشی تھی ماویٰ کی تو آنکھیں ہی خشک نہیں ہو رہیں تھیں یہ آج کیا ہو گیا تھا اسکے ساتھ اگر وہ نا آتا تو کیا ہوتا اسکے دادا جان بھی تو زخمی تھے کیا وہ ٹھیک ہوں گے

۔۔

اللہ تیرا شکر ہے تو نے میری عزت کی خفاظت کی۔
دل میں بولتی وہ اس شخص کو دیکھنے لگی جو بنا اسے دیکھے گاڑی کو ڈرائیور کر رہا تھا چہرے کے نقوش سرد سے تھے کوئی پتا نہیں تھا اسکے دل و دماغ میں اس اس وقت کیا چل رہا ہے۔۔
گاڑی اسکے گھر کے آگے رکی تھی بارش تو رک چکی تھی لیکن ہوا بہت تیز تھی۔۔
وہ اسکی طرف آیا ڈور کھول کر اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔
ماوی نے اسکے پھیلے ہوئے ہاتھ کو دیکھا پھر اسے۔
جس کے سیاہ چہرے پر اس وقت پتھریلے سے تاثرات رقم تھے۔۔۔
اترنا پسند کریں گئی آپ؟

اسکے سرد لہجے پر وہ اسے سنجیدگی سے دیکھتی ہوئی باہر آئی پاؤں بہت زیادہ سوج چکا تھا جس کی وجہ سے اسے چلنے میں بہت تکلیف ہو رہی تھی۔

مرجان نے ہونٹ بھینچے پھر اسکا سفید نرم ہاتھ ہاتھوں میں لیا۔

وہ چونک کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

میرے کندھے پر ہاتھ رکھیں اور وزن میرے کندھے پر ڈالے اس سے آپ تھوڑا سا تو چل ہی لیں گئ۔

ہوا سے جھولتے پودوں کو دیکھتا ہوا وہ سنجیدگی سے بولا۔

ماوی نے کچھ دیر اسکے چہرے کو دیکھا پھر ہاتھ اسکے کندھے پر رکھ دیا کہ اور کوئی حل بھی تو نہیں تھا۔

اسکے سہارے چلتی وہ لاونج میں آتی ٹھٹھکی تھی۔

سارا گھر وہی جمع تھا داود کے گھر والے اور خشمت صاحب بھی جن کے ماتھے سے خون خشک ہو چکا تھا لیکن جگہ تھوڑی سے سوج چکی تھی۔

یہ لوگ اتنی جلدی کیسے آ گئے۔۔

دل میں پریشانی سے سوچتی ہوئی وہ دادا جان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

دادا جان۔

انہیں دیکھ کر وہ درد بھرے لہجے میں پکار بیٹھی تھی۔

خشمت صاحب اسے دیکھ کر اسکی طرف تیز قدموں سے لپکے۔

دادا جان۔

انکے سینے سے لگتی وہ زار و قطار پھر سے رونے لگی تھی۔

داود ملک اور اسکے والدین بہت سپاٹ نظروں سے جنتِ ماوی اور اس سیاہ شخص کو دیکھ رہے تھے۔

انکی نظروں میں چھپی چبن صرف ماوی ہی محسوس کر سکتی تھی۔

شکریہ بیٹا میری ایک کال کرنے پر تم دوڑے چلے آئے۔

دادا جان اسکی طرف مشکور نظروں سے دیکھتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں بولے۔

وہ ہولے سے مسکرایا۔

دادا جان یہ تو میرا

فرض تھا آپ کو دادا جان کہتا ہی نہیں مانتا بھی ہوں آپ کی ہر بات میرے لیے بہت اہم ہے۔

خشمت صاحب کے ہاتھ تھامتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

دادا جان نے شفقت سے اسکی پیشانی چومی تھی۔

میں چلتا ہوں دادا جان، آپ اپنا اور دادا کا خیال رکھیئے گا میں جلد آوں گا خیریت معلوم کرنے۔

آخر میں جنتِ ماوی کو مخاطب کرتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔

اسکے جانے کے بعد وہ داود کی فیملی کو دیکھنے لگی جو سر جھٹکتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔

ماوی نے پریشانی سے دادا جان کو دیکھا۔۔

دادا جان نے اسکی پیشانی چوم کر اسے ریلکس کرنا چاہا،

دکھ تو انہیں بھی بہت پہنچا تھا داود کی فیملی کے اس رئیکٹ پر۔

وہ روتے ہوئے پھر سے انکے سینے سے لگی تھی۔۔

دادا جان یہ کون تھے اور ہمارے گھر کیوں آئے تھے اور مجھے کیوں لے گے تھے۔

وہ انکے سہارے چلتی ہوئی سہمے سے لہجے میں ان سے پوچھنے لگی۔

چور تھے بیٹا۔

انہوں نے اس کے بکھڑے بال سنوارتے ہوئے کہا۔

دادا جان مرجان علوی کو کس نے بتایا۔

بیڈ پر بیٹھی وہ ان سے پوچھنے لگی کہ دل میں یہ سوال کب سے مچل رہا تھا۔

اس وقت مجھے کسی اور کا خیال آیا ہی نہیں سوائے مرجان کے مجھے فوراً اسکا خیال آیا اور میں

اسے بتا بیٹھا ۔

اور وہ اتنا نیک فرمانبردار بچہ ہے میری ایک کال پر اپنے بھائی کی شادی چھوڑ کر فوراً دوڑ پڑا

ایسے مخلص لڑکے آج کل کہاں ملتے ہیں بچے۔۔

دادا جان کہہ کر اس پر کمبل ڈالتے باہر نکل گئے۔۔

اس نے سرخ چادر دیکھی جو اس نے اسکی طرف بڑھائی تھی۔

کیا وہ پہلے گھر آیا تھا۔

چادر کو دیکھ کر وہ سوچنے لگے اگر آج وہ ٹائم پر نا آتا تو کیا ہوتا۔۔

کروٹ بدلتی وہ گزرے لمحات کے بارے میں خوف سے سوچنے لگی تھی۔

ڈر سے اسکے ہونٹ ابھی تک کانپ رہے تھے۔

مرجان علوی تمہاری موت بہت قریب آچکی ہے تم ہر بار میرے راستے میں آجاتے ہو لیکن اب بس بہت ہو چکا اب تمہیں مرنا ہو گا۔

داود ملک کمرے کی ہر چیز زمین بوس کرتا آخر میں طیش سے چلایا تھا۔

آنکھوں میں عجیب سی وخشت ناچ رہی تھی۔

اس نے ساکت نظروں سے انہیں اپنے پاوں میں بیٹھے دیکھا۔

ساکت تو سب ہی رہ گئے بھلا وادی کے وزیر سے ایسی امید کب کی جاسکتی تھی لیکن انہیں اس وقت صرف اس وقت عزت پیاری تھی باقی چیزی کہی پس منظر میں چلی گئ تھیں۔

شازیہ بیگم تڑپ کر شوہر کے پاس آئیں۔

پناہ تو اپنی جگہ ساکت رہ گئ تھی اس میں حرکت کرنے کی سکت نہیں بچی تھی۔۔

بیٹا میری عزت رکھ لو یقین مانو اب سے میں تمہیں ہی اپنی بیٹی کا درجہ دوں گا بیٹی تو وہ ہوتی ہے جو باپ کی عزت رکھے اور جو باپ کی عزت نا رکھ سکے وہ بیٹی کیسی۔۔

اسکے قدموں میں بیٹھے وہ بس سے لہجے میں بولے۔

شازیہ نے قہر سے اس لڑکی کو دیکھا کاش وہ خود عنیزہ کے پاس رکتیں تو حالات کچھ اور ہوتے۔

جہانگیر صاحب نے سرعت سے جھکتے ہوئے انہیں وہاں سے اٹھایا۔

ٹھیک ہے عزیر صاحب جائیں آپ مولوی لے آئیں۔۔

جہانگیر صاحب نے بناپناہ سے نظریں ملائیں عزیر صاحب کو زندگی کا پروانا دے دیا تھا۔

عزیر صاحب آفسردگی سے مسکرائے پھر ساکت کھڑی پناہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر باہر نکل گئے ابھی انہوں نے ایک اور مرحلہ بھی طے کرنا تھا کاشان علوی کو منانے کا۔۔

واٹ ربش کیا کہہ رہے ہیں آپ،

انکی بات بات سنتا وہ حیرت سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

عزیر صاحب سر جھکائے بیٹھے رہے جبکہ مرجان نے ہونٹ بھینچ کر اپنے بھائی کو دیکھا وہ لڑکی کیسے کسی اور کو اسکے بھائی پر ترجیع دے سکتی تھی۔

وہ ضبط سے اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھتا رہ گیا۔

تو پھر ہمیں کیوں بٹھایا ہوا تھا آپ نے جانے دیتے خوامخواہ ہمارا اتنا ٹائم ویسٹ کیا آپ نے

اور ایک بات کاشان علوی کو رشتوں کی کوئی کمی نہیں یہ تو آپکے کہنے پر میں مان گیا ورنہ۔

۔

سرد لہجے میں کہتا ہوا وہ آخر میں ہونٹ بھینچ گیا۔

وہ لڑکی اسکی بیوی بننے کے لائق ہی نہیں تھی۔۔

کاشان اگر تمہیں اپنے باپ سے پیار تھا تو اپنے اس باپ کے لیے اپنے چچا کا مان رکھ لو

میری پسند کی لڑکی سے شادی کر لو۔۔

کاشان علوی کے قدم انکی بات پر رکے تھے یہ کون نہیں جانتا تھا کہ کاشان علوی کو دو

شخصیت سے کس قدر محبت تھی ایک اسکا باپ اور ایک چھوٹا بھائی مرجان علوی تھا۔

مرجان پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اپنے چچا اور اپنے بھائی کے تاثرات گہری نظروں

سے نوٹ کرنے لگا۔

سوری چچا محبت مجھے آپ سے بھی ہے لیکن میں کسی ایسی ویسی لڑکی سے شادی کرنے سے

رہا پہلے بھی تو پسند کی تھی آپ نے اپنی بیٹی، اب رہنے دیں میں خود ڈھونڈ لوں گا اپنے لیے

پرفیکٹ میچ جو کاشان علوی کے لیے خقیقتاً پرفیکٹ میچ ہو گئی ۔

سنجیدگی سے کہتا وہ دروازے کی جانب بڑھا تھا جب مرجان نے اسکا ہاتھ تھاما۔

بھائی زرا دیکھیں انہیں وہ کتنے لاچار بے بس لگ رہیں ہیں ہمارے ابو کی روح انہیں ایسے دیکھ کر کتنی ہرٹ ہو گئی آپ انکی بات مان لیں اسی میں دونوں خاندانوں کی بھلائی ہے بے عزتی انکی نہیں آپ کی بھی ہو گئی کیا لوگ نہیں کہیں گئے کاشان علوی میں ہی کوئی عیب ہو گا جو وہ لڑکی کسی اور کو کاشان پر ترجیع دے گئی ہے زرا ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں۔

مراجان کے کہنے کی دیر تھی اس نے کچھ دیر ہونٹ بھینچ کر اپنے بھائی اور چچا کو دیکھا چچا نے بے بسی سے اس سے التجا کی تھی۔

وہ گہری سانس لیتا سرہاں میں ملاتا باہر نکل گیا۔

مرجان۔

باہر نکلتا مرجان چچا کی پکار پر رکا پھر پلٹ کر انہیں دیکھنے لگا۔

شکریہ بیٹا۔

عزیر صاحب کے دھیمے کہے لہجے پر وہ ہلکی مسکان سے انہیں نوازتا ہوا باہر نکل گیا یہ سب کچھ اس نے اپنے بھائی کے لیے کیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا لوگ پیٹھ پیچھے اسکی شخصیت پر ہنسے اسکا مزاق اوڑائیں کے ایک بیوی نے طلاق لے لی تو دوسری شادی سے ہی بھاگ گئی یہ سب باتیں اسکے بھائی کو ہرٹ کرتیں اس لیے اس نے اپنے بھاِئی کو سمجھایا تھا۔۔

پناہ کی ویران خالی آنکھیں جہانگیر صاحب کے دل کو دکھ پہنچا رہیں تھیں۔

وہ کیسے اس انسان کے ساتھ رہ سکتی تھی جو لڑکیوں کی عزت نہیں کرنا جانتا تھا مغرور سادہ شخص اسکی پسند کبھی نہیں بن سکتا تھا لیکن کیا کرتی رشتوں نے اسے نکاح کے کاغذات پر سائن کرنے کو مجبور کر دیا تھا۔۔

ہاف وائٹ لہنگے پر ڈارک سرخ دوپٹے کا گھونگھٹ نکالے وہ ساکت سی تھی جیسے اس میں جان ہی نا ہو۔

نکاح کے بعد اسے کاشان علوی کے ساتھ لا کر بٹھایا گیا تھا کاشان علوی نے ہونٹ بھینچ کر انجان وجود کو دیکھا۔

جبکہ لبہ تو ایکسائیٹمنٹ سے پناہ کی گود میں ہی سوار ہو چکی تھی۔

لوگوں نے چہرہ دیکھنے پر بہت اسرار کیا لیکن عذیر صاحب نے بہانہ بنا دیا کہ ہماری بیٹی نے منت مانی ہے اسکا چہرہ سب سے پہلے اسکا شوہر ہی دیکھے گا سو لوگ باتیں بناتے ہوئے دور ہو گئے۔

ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائے وہ عنیزہ سے سخت بدگمان ہو چکی تھی وہ لڑکی نا تو دوست بننے کے لائق تھی نا بیٹی۔

آئی ہیٹ یو عنیزہ۔

خالی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی تھی۔

کاش ماویٰ ہی یہاں ہوتی کوئی تو میرے وجود کی خاموش التجا سمجھتا سب نے

مجھے الگ الگ طریقے سے استعمال کیا ۔

شوں شوں کرتی وہ اپنی حالت پر ماتم کناں تھی ۔۔

کاشان علوی نے حیرت سے اسکے وجود کو دیکھا ۔

تو کیا وہ رو رہی تھی پتا نہیں کس لڑکی کو اسکے ماتھے مار دیا تھا اسکا چچا نے وہ ضبط

سے ہونٹ بھینچتا رہ گیا۔

مرجان نے بھائی کی کنڈیشن سمجھتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینی چاہی۔

میں ٹھیک ہوں تم بھی شادی کو انجوائے کرو آخر کو تمہارے بھائی کی شادی ہے۔

ہلکی مسکان ہونٹوں پر سجائے وہ بولتا ہوا مرجان کو بہت پیارا لگا اسکا بھائی خود سے پہلے اسکے

بارے میں سوچتا تھا ۔

جہانگیر صاحب اور شاہین وہی بیٹھے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے ایسے کب چاہا تھا انہوں نے

لیکن وقت اور تقدیر پر بھلا کس کا زور ہے یہ ایسے ہی ہونا لکھا تھا شاید۔

عزیر صاحب سب سے مبارکباد لے رہے تھے چہرے پر آفسردگی و غم والے تاثرات تھے لیکن مصنوعی مسکان ہونٹوں پر سجائے وہ سب سے ملتے ملاتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد رخصتی کا شور اٹھا۔

عزیر صاحب نے اسے گلے لگا کر اسکا سر چوما جبکہ شازیہ نے دنیا کے سامنے فقط اسے گلے ہی لگایا تھا وہ بھی کس طرح لگایا تھا یہ وہی جانتی تھیں۔۔

شاہین بیگم اور جانگیر صاحب اسے گلے لگاتے بے ساختہ ابدیدہ ہو گئے تھے خود پر کنٹرول ہی رکھا کہ کہی کسی کو شک نا ہو۔۔۔

جبکہ وہ پتھر کی مورتی کی طرح بے حسی سے ساکت کھڑی رہی۔۔

شازیہ اور شاہین نے ہی اسے گاڑی میں کاشان کے ساتھ بٹھایا۔

گاڑی کو ڈرائیو مرجان کر رہا تھا ڈرائیور کو اسنے ہٹا دیا تھا کاشان کی گود میں لبہ تھی جواب سو چکی۔

کاشان اور پناہ اپنی اپنی جگہ بت بنے بیٹھے رہے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تک بھی نا تھا جیسے ایک دوسرے کے وجود سے ہی انجان ہوں۔۔

گاڑی ایک بہت بڑے گھر کے آگے آک رکی تھی مہمان وہی سے لوٹ گئے تھے اب بس وہ چاروں ہی تھے۔

گاڑی سے تیزی سے نکلتا لبہ کو کندھے سے لگائے ہوئے وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔

پناہ نے ہونٹ بھینچ کر اسکی حرکت کو نوٹ کیا تھا۔

مرجان نے گہری سانس لے کر گاڑی پارک کی پھر اسکی طرف آیا۔

باہر آجائیں۔

اسے ساکت بیٹھا دیکھ کر وہ ہولے سے اسے متوجہ کر گیا۔

اسے دیکھتی ہوئی وہ کھسک کر اسکے کھولے ہوئے دروازے کے قریب آئی۔

اسکا ہاتھ تھامتی وہ باہر نکلتی تھی۔

اسکا ہاتھ تھام کر وہ اندر لایا۔

آئیں آپکو بھائی کے روم میں چھوڑ آوں۔

اسے ارد گرد دیکھتا دیکھ کر وہ اسے مخاطب کرتا سیڑیاں چڑنے لگا

گہری سانس لیتی وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے قدم اٹھانے لگی۔

سنئے!

جی وہ پلٹ کر احترام سے بولا۔

مجھے کوئی اور روم دیکھ دیں پلیز ۔

وہ اس سے دھیمے لہجے میں بولی۔

اسکا کہا فقرہ مرجان علوی کو ٹھٹھکا گیا تھا۔۔

او کے آئیں۔

اسکے جھکے سر کو دیکھتا وہ کچھ سوچا کر سر ہلا گیا کہ شاید یہی ٹھیک تھا۔۔

وہ دائیں سائیڈ بنے کمروں کی جانب آیا جو پہلی رو میں کمرہ تھا وہ اسے وہی لے آیا ۔

کمرہ اسے کھول کر دیتا وہ وہاں سے نکل گیا ۔

گہری سانس لیتی وہ سرعت سے کمرہ لاک کر گئی۔۔

دوپٹہ پوری طرح چہرے سے کھسکا کر وہ بیڈ پر گرنے سے انداز میں بیٹھی تھی۔

آنکھیں پھر سے آنسوؤں سے بھرنے لگی تھی ۔۔

وہ جو اپنے علاقے کی ڈون تھی ہر کسی کے کام میں ٹانگ اڑنا اسکا پسندیدہ مشغلہ تھا لڑکوں کو

مارنا پیٹنا کسی کی بات نا سننا اپنی مرضی کرنا,,۔

آج اسی پناہ کے ساتھ کیا کیا ہو گیا تھا زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ بنا اس سے پوچھے کر دیا گیا تھا اسے پہلا رشتہ کچھ خاص پسند نا تھا لیکن وہ کنوارہ تھا مغرور نہیں تھا لڑکیوں کی عزت کرتا تھا پر یہ کاشان علوی کیا اسکے ساتھ وہ زندگی گزار سکتی تھی ہر گز نہیں میں اس سے خلہ لے لوں گئی میں اس تنگ زہن آدمی کے ساتھ نہیں 1 رہ سکتی،

بھاڑ میں جائے سب کچھ بیچاروں جیسی زندگی نہیں گزار سکتی میں آج کی رات پھر کل میں اس گھر چلی جاوں گئی۔۔

بیڈ پر لیٹتی وہ ختمی فیصلہ کرتی ہوئی کروٹ پر کروٹ بدلنے لگی تھی۔

کاشان لبہ کو لٹا کر باہر کھلتی بالکنی میں چلا آیا۔۔

چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔

عنیزہ عزیر تمہاری یہ جرت تم کاشان علوی کو ٹھکڑاو تم ایک بار مل جاو پھر دیکھنا تمہارے ساتھ میں کرتا ہوں کیا میں۔۔

غصے سے بولتا وہ ریلنگ پر مکے پر مکہ مارنے لگا تھا لیکن غصہ تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

کیا سمجھتے ہیں عزیر صاحب کسی بھی لڑکی کو میری بیوی بنادیں گئے اور میں تسلیم کرلوں گا ہر گز نہیں مائے ڈیئر چچا کاشان علوی اتنا گیا گزرا نہیں کہ کسی کو بھی اپنی بیوی کا شرف دے دے،

صبح ہوتے ہی اسے یہاں سے جانا ہو گا ڈیٹس اٹ۔۔۔

گہرے گیرے سانس لیتا وہ پھر سے کمرے میں آیا۔۔

لبہ کو دیکھتا وہ باہر ہال میں آیا۔۔

مرجان کے کمرے کی جلتی لائٹ دیکھتا وہ اسکے کمرے کی جانب بڑھا۔

کمرے کا ڈور کھول کر اندر آیا لیکن کمرہ خالی تھا مرجان اسے کہی نا دیکھا۔

ارد گرد دیکھتا وہ واش روم، سٹڈی روم پھر اسکے کمرے کی بالکنی تک آیا لیکن وہ ہوتا تو دیکھتا نا

۔۔

یہ لڑکا رات کے اس وقت کہاں جا سکتا ہے۔۔

تشویش سے بولتا وہ اسکا نمبر ٹرائے کرنے لگا لیکن فون بند جا رہا تھا۔

کتنی بار کہا ہے رات کے بعد گھر سے کم نکلا کرو لیکن یہ کسی کی سنتا کب ہے اپنی ہی مرضی کرنی ہوتی ہے اسے آنے دو اسے آج۔۔

غصے سے بولتا وہ اسکے کمرے سے نکلتا ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر اسکا ویٹ کرنے لگا۔

انتظار کرتا وہ وہی بیٹھا بیٹھا ہی سو گیا لیکن وہ نا آیا۔

ساری رات وہ سو نہیں سکی تھی ڈر وخوف وجود پر ایسا لپٹا تھا کہ وہ ساری رات سو ہی نہیں سکی تھی۔۔

گہری سانس لے کر وہ آہستہ سے بیڈ سے اترتی واش روم چلی گئی وہاں سے فارغ ہو کر وہ لنگڑاتی ہوئی باہر آئی،

وال کلاک پر گھڑی نے ساڑھے چار کا ہندسہ بجایا تھا وہ اسی ٹائم اٹھنے کی عادی تھی ابھی نماز میں وقت تھا اس لیے وہ کچن میں کافی بنانے چلی آئی۔۔۔

کافی بنا کر کپ تھامتی وہ دادا جان کے کمرے میں آئی وہ سو رہے تھے،

شاید ابھی انکی آنکھ لگی ہو۔۔

انکے روم کی لائٹ دم کرتی خود سے بولتی وہ لان میں کھلتی کھڑکی میں چلی آئی کھڑکی کا ڈور گلاس کا تھا اسلیے باہر کا سارا منظر صاف دیکھتا تھا۔

بارش اور ہوا کا زور کم ہو چکا تھا ہر سو چھایا سناٹا جنتِ ماوی کو بہت پسند تھا۔
کافی کی مہک سانسوں میں اتارتی وہ گھونٹ گھونٹ کافی پیتی چونکی تھی۔

بلیک ہڈی پہنے تنگ بلیک جینز بلیک ہی لوفرز پہنے وہ وجود دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے انکے گھر کی طرف ہی بڑے آرام سے چلتا آ رہا تھا۔
یہ مرجان ہے نا لیکن یہ اس وقت ہمارے گھر کیوں آیا ہے مانا کہ اس نے مجھے بچایا تھا تو کیا یہ اب جس وقت چاہے یہاں آسکتا ہے ڈرا ہی دیا مجھے بھوت کہی کا۔۔
سینے پر ہاتھ رکھے وہ کوفت سے بول رہی تھی۔
اب وہ اسکے گھر کی گھنٹی بجانے والا تھا جب وہ سرعت سے کافی کا کپ میز پر رکھ کر دروازے کی جانب گئی۔۔
اسکے بیل بجانے سے پہلے ہی اس نے دروازہ چاک کر دیا تھا۔
وہ چونک کر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھنے لگا جس کا کوکا خوب چمک رہا تھا سرخ و سفید چہرے

پر د باد باغصہ تھا۔۔

وہ ہاتھ دوبارہ سے پاکٹ میں ڈالتا اسکا سامنے سے ہٹنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

آپکو نہیں پتا کسی کے گھر ٹائم پر جاتے ہیں ہوں جب دل کرے ئے منہ اٹھا کر نہیں،

آپکے بیل بجانے سے میرے دادا جاگ جاتے تو ابھی تو وہ سوئے ہیں اور آپکی ایک

غلطی انہیں پھر سے نیند سے غافل کر دیتی آپ جانتے ہیں انہیں نیند کی کتنی ضرورت ہے

وہ ساری رات نہیں سوئے اگر بیمار پڑ جاتے تو کون زمہ داع ہوتا ۔۔۔

وہ کافی غصے سے دھیمی آواز میں اس پر بلاوجہ ہی برس رہی تھی جبکہ وہ حیران ہوتا اس لڑکی

کے غصے سے تپتے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

اگر آپ نے بول لیا ہو تو کیا میں اندر آجاؤں۔۔

وہ بڑے آرام سے اس سے پوچھ رہا تھا جیسے وہ تھوڑی دیر پہلے اس پر نہیں کسی اور پر برس

رہی ہو۔۔

نہیں آپ جا سکتے ہیں دادا سے ملنے شام کو آیئے گا۔۔

وہ نخوت سے ناک چڑہاتی ہوئی بولی۔

لیکن میں یہاں دادا جان سے ملنے آیا ہوں۔

وہ بھی اس بار تھوڑے غصے سے بولا۔

جبکہ وہ اسکی بات کو کسی خاطر میں نالاتی ہنوز سامنے ہوا سے جھولتے پودوں کو دیکھتی رہی یہ اس بات کا اشارا تھا کہ اب جا سکتے ہو تم لیکن کیا وہ جانتی نہیں تھی اگلا بندا اس سے بھی زیادہ ڈیٹھ ہے۔۔

آپ جا کیوں نہیں رہے۔

وہ ہنوز اسے وہاں جمے دیکھ کر جھنجھلائی۔

مجھے دادا جان سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

وہ ہونٹ بھینچ کر اسے گھورتا دبے دبے غصے سے بولا۔

اسکے غصہ کرنے پر وہ حیرت زدہ ہوئی یہ بھلا کس بنا پر اس پر غصہ کر رہا تھا۔

کالونائی کہی کا میرے دادا کو تو اس نے سچ میں اپنا دادا ہی بنالیا ہے میں بھی اسے آج اندر نہیں آنے دوں گئی آیا بڑا دادا جان والا۔

اسکے چہرے کو گھورتی وہ دل ہی دل میں پیچ وتاب کھ رہی تھی۔

بیٹا کون ہے دروازے میں ؟

خشمت صاحب کے اچانک ہی پوچھنے پر وہ اچھل کر رہ گئی۔۔

یہ داداجان جاگ گئے ضرور اسکی اونچی آواز سے ہی جاگے ہوں گئے۔

وہ پھر سے اسے دیکھتی غصے سے سوچ کر رہ گئی جبکہ وہ خود اونچا بول رہی تھی۔

میں ہوں داداجان مرجان علوی۔۔

وہ بھی اسکے چہرے کو زچ کرتی مسکان سے دیکھتا ہوا بولا۔۔

ارے تو وہاں کیوں رکے ہو اندر آجاؤ نا۔

انہوں نے شفقت سے اسے اندر آنے کا اشارا کیا۔

وہ ہلکی مسکان سے سر ہلاتا ہوا اندر آیا۔۔

اسکی پشت کو دانت پیس کر دیکھتی وہ بھی داداجان کی طرف بڑھنے لگی۔۔

داداجان اسے اپنے کمرے میں لے گئے تھے۔۔

اوپر کھڑکی سے انہیں دیکھتا اود ملک مٹھیاں بھینچ کر غصہ کنڑول کرتا رہ گیا۔

اس بوڑھے کو پہلے راستے سے ہٹانا پڑے گا۔

بھینچے ہوئے لہجے میں بولتا وہ کھڑکی بند کر گیا تھا۔۔

بیٹا مرجان کے لیے کافی بنالاؤ خود خیال کیا کرو ان باتوں کا کل کو اگلے گھر بھی جانا ہے۔

اسے بیٹھ دیکھ کر داداجان آخر بول ہی پڑے وہ چپ تھے کہ شاید وہ خود ہی بنالائے لیکن وہ

جب نا اٹھی تو انہیں کہنا ہی پڑا۔۔

اسکے مسکراتے چہرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی وہ پیر پٹخ کر کچن کی جانب چلی گئی۔

کیا بات ہے بیٹا کچھ پتا چلا انکے بارے میں ۔

انہوں نے اسکے جانے کے بعد رازداری سے پوچھا۔

جواباًّ وہ سر ہلا گیا۔

جس پر دادا جان نے کھلے دراوزے کو دیکھا۔

میں بند کر دیتا ہوں۔

وہ انکی نظروں کا مطلب سمجھتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔

دروازہ بند کر کے انکے ہاتھ تھام کر وہ دھیمے سے انہیں کچھ بتانے لگا تھا جیسے جیسے وہ انہیں بتا رہا تھا ویسے ویسے انکا چہرہ تاریک ہو رہا تھا۔۔

کیا انکے گھر میں چائے پتی ختم ہو گئی ہے جب دل کرتا ہے منہ اٹھا کر چلا آتا ہے،

مہمان کا بھی خوب کہا دادا جان نے مہمان ایک دو، تین، دن تک ہوتا ہے اب روز آنے والے کو کون مہمان کا درجہ دیتا ہے دادا جان تو ہیں ہی بھوّلے۔۔۔

دودھ پتی والی چائے کپ میں ڈالتی ہوئی وہ ساتھ ساتھ بڑبڑانے کا کام بھی جاری رکھے ہوئے تھی۔

اسکی چائے میں تھوڑا نمک بھی ملا چکی تھی وہ کہے گا تو کہوں گئی بھائی ہم تو نمک والی چائے ہی پیتے ہیں تم جہاں نمک کے بغیر ملے وہاں چلے جایا کرو۔۔

کپس ٹرے میں رکھتی وہ سر جھٹک کر بولی۔۔

اپنے اور مرجان کے لیے چائے جبکہ داداجان کے لیے نیم گرم دودھ کہ ڈاکٹر نے انہیں خالی پیٹ چائے و کافی پینے سے منع کیا تھا۔۔

جب وہ ٹرے لے کر کمرے میں آئی تو وہ دونوں چپ سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔

آپکی چائے۔

اسکے آگے چائے کا ٹرے کرتی وہ طنز سے بولی۔

جبکہ وہ سرد نظروں سے اسے دیکھتا گاڑھی دودھ پتی والی چائے کو کوفت سے دیکھتا رہ گیا

۔۔

بیٹا میرے لیے بھی چائے لے آتی۔

داداجان دودھ کا مگ دیکھتے ہوئے خفا سے ہوئے۔۔

داداجان ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے آپکو خالی پیٹ چائے پینے سے یہ جو بیماریاں آپ نے لگائی ہوئیں ہیں نا تو یہ اسی چائے نے لگائی ہوئیں ہیں۔۔

اسکے دادی بننے پڑے وہ طنز سے اس بی اماں کو دیکھنے لگا جو خود خالی پیٹ گاڑھی دودھ پتی والی چائے پی جا رہی تھی۔

چائیں پیں نا!

اسے چائے ناپیتا دیکھا کر بظاہر تو مسکرا کر کہا لیکن مرجان علوی جانتا تھا وہ لڑکی کتنی تیز ہے

۔

بیٹا پیو نا ٹھنڈ میں آئے ہو چائے پیو۔

داداجان کپ پکڑا کر زبردستی اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

داداجان نمک ہے اس میں مجھے نمک سے الرجی ہے۔

وہ گہری سانس لیتا ہوا بےچارگی سے بولا۔

اوو۔

داداجان نے تاسف سے سر جھٹکا پھر پوتی کو خشمگیں نظروں سے دیکھا۔

بیٹا جاو دوسری بغیر نمک کی چائے لے آو بچہ تھکا ہوا ہے۔

انہوں نے نرمی سے پوتی کو مخاطب کیا جس کے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے دادا کے حکم سے۔۔۔

دادا جان دودھ ختم ہو گیا ہے۔

چائے کا سپ لیتی وہ تیوری چڑھا کر اس خاموش میسنے وجود کو دیکھتی ہوئی بولی۔

میں بنا دودھ والی ہی چائے پیتا ہوں دادا جان۔۔

اس نے دادا جان کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

اسکی جان ہوا ہوئی۔

کالونائی تبھی کالا کلوٹا بن چکا ہے میں بنا دودھ کی چائے پیتا ہوں دادا جان بچا تھکا آیا ہے بندا پوچھے کونسا پہاڑ توڑے ہیں اس ننھے بچے نے ۔۔

کچن میں آتی برتنوں پر بھڑاس نکالتی وہ سخت غصہ تھی اس پر پھر آخر میں مسکرائی بچو میں بھی تمہیں نمک والی چائے ہی پلا کر رہوں گئی پیو نا پیو آگے تمہاری مرضی۔۔

چائے میں ہاف ٹی سپون نمک ڈالتی وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔۔

آخر بدلا لینا تو بنتا یے نا۔

اندر کی جاگتی اچھائی کو سلاتی ہوئی وہ ناک چڑھا کر بولی۔۔

صبح کی روپیلی روشنی چھن سے اسکے چہرے پر پڑنے لگی تھی ریشمی پردوں سے دھوپ اسکے کمرے کو روشن کر گئی تھی۔۔۔

آنکھوں میں چبتی دھوپ سے وہ تھوڑی سی آنکھیں کھولے کمرے کو اجنبی نظروں سے دیکھنے لگی۔

کمرہ پرایا سا لگا تھا اسے،

اسکا کمرہ تو بہت پھیلا پھیلا سا تھا،اور تھا بھی چھوٹا جبکہ یہ تو بہت کشادہ نفیس سا کمرہ تھا۔۔

کل کے گزرے لمحات کسی فلم کی طرح اسکے دماغ میں چلنے لگے تھے ایک جھٹکے سے وہ اٹھ کر بیڈ سے نیچے اتری تھی۔۔

اففف یہ کیا ہو گیا میں کیوں ان کی باتوں میں آگئی۔۔

سر تھام کر فرش پر بیٹھتی وہ بڑبڑانے لگی تھی۔۔

چہرے پر غمگیں سے تاثرات چھانے لگے تھے۔

آنکھوں میں نمی جمع ہونا شروع ہو گئی تھی اس سے پہلے وہ روتی دروازے پر دستک ہونے

لگی تھی۔۔

وہ چونک کر بجتے دروازے کو دیکھنے لگی تھی۔

مما دروازہ کھولیں ۔۔

لبہ کی ننھی پکار پر وہ ٹھٹکی تھی۔۔

مما۔۔

وہ اچنبے سے کہتی ہوئی اٹھی۔۔

مما مائے فٹ میں کسی کی مما نہیں، میری ابھی عمر ہی کیا ہے ابھی تو میرے کھیلنے کودنے کی عمر ہے مما کہاں سے لگتی ہوں میں۔۔۔

آئینہ میں خود کو دیکھتی وہ خفگی سے بولتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔۔

اسکی زوردار چیخ پر گارڈز بھی بھوکھلا کر بائیں سائیڈ بھاگے آئے تھے لیکن وہاں کے منظر نے انہیں وہی رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

پناہ ابھی بھی چیخ رہی تھی جب کاشان علوی نے گود میں چیختی اس لڑکی کو قہر سے دیکھا پھر

دونوں ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیئے وہ بے ساختہ نیچے اگے گھاس پر گری تھی۔

پناہ جو بنا بریک لگاۓ چیختی جا رہی تھی نیچے گرنے سے اسکی چیخ کو ایک دم باریک لگے

تھے۔۔

پناہ نے ارد گرد دیکھ کر اپنے سامنے کھڑی مصیبت کو غصے سے دیکھا۔

جو دونوں ہاتھ پشت ہر باندھے بڑی قاتل نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

کھڑا ہونا پسند کرو گی یا یہی سونا ہے۔

اسکے ساکت وجود پر وہ طنز کر گیا تھا۔

دونوں ہاتھ نیچے جماتی وہ کھڑی ہوئی تھی لہنگے میں ملبوس وہ لڑکی اسے کہی دیکھی بھالی لگ

رہی تھی چھوٹے چھوٹے بال ہونٹوں اور ناک پر دوپٹہ باندھا ہوا تھا جس سے وہ پہچان

نہیں سکا تھا۔

کون ہو تم۔

اسکے کھڑے ہوتے ہی وہ کافی غصے سے پوچھنے لگا۔

انسان ہوں میرا مطلب ہے لڑکی ہوں۔

وہ بے ساختہ بولی تھی۔

مجھے پتا ہے تم انسان اور لڑکی ہو اس گھر میں کیا کر رہی ہو کہی تم وہی تو نہیں جسے زبردستی کل میرے ماتھے مار

دیا گیا تھا۔

ماتھے مارنے پر پناہ نے کافی غصے سے اس مغرور انسان کو دیکھا،

غصہ تو خوب آیا پر صبر کا دامن ہاتھ سے نا چھوٹنے دیا کہ ابھی اسے یہاں سے نکلنا بھی تھا

--

کل آپکو کسی کے ماتھے مارا گیا تھا یا کسی کو آپکے ماتھے مارا گیا تھا میں نہیں جانتی،

میں تو دکھوں کی ماری لڑکی ہوں میری شادی میرا باپ ایک بدتمیز کھڑوس بڑی عمر اور دولت کے نشے میں چور انسان سے کرنا چاہتے تھے مجھے وہ شخص جسے میرے ماتھے سب مارنا چاہتے تھے ہرگز قبول نا تھا اس لیے بھاگ آئی آپکے گھر کا دروازہ شام کو کھلا تھا تو یہی پناہ لے لی اب جا رہی تھی کہ دروازے میں گارڈز کو دیکھ کر دیوار کا سہارا لیا کہ آپ آ گئے۔۔

بہت دکھی لہجے میں جھوٹ بولتی وہ اس کی شان میں اسے ہی قصیدے پڑھ کر سنا گئی تھی۔

۔

واٹ۔۔

وہ حیرت زدہ ہوا کیا وہ لڑکی جھوٹ بول رہی تھی۔۔

وہ مشکوک نظروں سے نقاب کے پیچھے چھپے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا وہ اپنی بیوی کا لہنگا بھی تو نہیں دیکھ سکا تھا ورنہ شاید پہچان ہی جاتا اور دوسرا یہ تھا کہ اگر وہ لڑکی اسکی بیوی ہوتی تو دروازے سے جاتی ناکہ یوں درخت و دیوار سے، نہیں یہ تو کوئی بہت ہوشیار سی لڑکی تھی جبکہ وہ تو کل سے کمرے سے ہی نکل نہیں سکی تھی۔۔۔

تم مجھے کوئی چور لگ رہی ہو۔

وہ غضب ناک لہجے میں اسے بھوکھلا کے رکھ گیا تھا۔۔

(چور ہو گئی تمہاری بیوی میرا مطلب ہے پہلی بیوی)

دل میں بڑبڑاتی وہ کافی غصہ ہوئی تھی اسکے چور کہنے پر۔

مجھ سے جس کی چاہے قسم لے لیں میں چور نہیں ہوں صاحب، میں تو یہاں پناہ لینے آئی تھی اب جا رہی ہوں آپ دیکھیں میرے ہاتھ میں کچھ ہے۔

خالی ہاتھ اسکے سامنے کرتی وہ خالص مصنوعی لہجے میں بولی تھی۔

شٹ اپ یو فولش گرل تمہیں کیا لگتا ہے کاشان علوی کوئی عام انسان ہے جسکے گھر تم چلی آؤ گئی اور وہ تمہاری یہ جھوٹی باتیں سن کر تمہیں یو ہی جانے دے گا ایسا سوچنا بھی مت سمجھی۔۔۔۔

اسکے درشت لہجے پر دو تین قدم پیچھے ہوتی اسے خوب غصہ چڑھا تھا۔

بالوں کا گول مول سا جوڑا بنائے سفید نیلے پھولوں والی قمیض میں وہ مرجھائی مرجھائی سی لگتی تھی۔۔

کچن میں آکر وہ رات کے لیے سبزی فریج سے نکالنے کے لیے فریج کی طرف آئی تھی جب ایک بھاری پیکٹ پر اسکی نظر پڑی۔

یہ کہاں سے آیا ہے۔

براون کلر کے بھاری ڈبے کو اپنی طرف کرتی وہ تجسس سے بڑبڑائی۔

ٹیپ سے بند کیے ڈبے کو وہ کھولتی اندر سے وائٹ کلر کا شاپر نکالنے لگی شاپر کی گانٹھ کھول

کر وہ حیرت سے دوچار ہو گئی تھی۔

یہ یہاں کیسے آیا اسکی تو پیمنٹ رہتی تھی ابھی پھر یہ کون دے گیا ہے۔

حیرت سے زیادہ وہ پریشان ہو چکی تھی۔۔

دادا جان سے پوچھتی ہوں۔

لہنگا سنبھال کر دوبارہ شاپر میں ترتیب سے رکھتی وہ دادا جان کے کمرے میں آئی۔

دادا جان کتاب سینے پر رکھے سو رہے تھے۔

انہیں محبت سے دیکھتی انکے سینے سے کتاب اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہ باہر نکل گی اُس

نے دادا جان کو ڈسٹرب کرنا بہتر نا سمجھا پھر پوچھ لے گئی وہ۔۔

رات کے کھانے میں اس نے ابلے چاول اور چنے کی دال بنائی ساتھ پودینے کی چٹنی کیونکہ

دادا جان کو بہت پسند تھی پودینے کی چٹنی۔

میٹھے میں آج وہ کچھ نا بنا سکی تھی کہ دل ہی اچاٹ ہو چکا تھا ہر چیز سے۔۔

شام کا اندھیر ہر سو پھیل چکا تھا باہر سڑک پر بچوں کے کھیلنے کی آوازیں آرہیں تھیں۔

کھانا ٹیبل پر لگا کر وہ پھر سے دادا جان کے کمرے میں آئی۔

دادا جان اٹھے ہوئے تھے چہرہ کی شادابی آج کہی غائب تھی۔

داداجان آپکی طبیعت ٹھیک تو ہے۔

انکے ماتھے پر ہاتھ رکھتی وہ پریشانی سے بولی۔

ٹھیک ہوں بیٹا میں بس زرا سستی سی چھا گئی ہے شام کی واک کروں گا تو بہتر فیل کروں گا۔

خشمت صاحب پاوں میں قینچی چپل پہنتے ہوئے اسے پریشان دیکھ کر بولے ورنہ آج ان سے اٹھا نہیں جا رہا تھا صدمہ ہی بڑا لگا تھا انہیں،

آج سے تین دن بعد شادی تھی اور انکی کوئی تیاری ہی نہیں تھی کیسے ہو گئی انکی ماوی کی شادی۔۔

بہت سی سوچوں نے انکے دماغ کو جھکڑ کر اس پر بہت بوجھ ڈال دیا تھا۔۔

دونوں دادے پوتی نے ابھی کھانا شروع کیا ہی تھا جب دروازہ نوک کرتا اندر مرجان آتا دیکھائی دیا۔

داداجان اسے دیکھ کر مسکرائے جبکہ وہ بنا کوئی تاثر چہرے پر سجائے اسے دیکھتی سر جھکا گئی۔۔

السلام علیکم داداجان۔

انکے آگے سر جھکائے وہ احترام سے بولا۔

وعلیکم السلام بیٹا آؤ بیٹھو بہت اچھے ٹائم پر آئے ہو آؤ کھانا سٹارٹ کرو۔

دادا جان اسے ساتھ والی چیئر کی طرف اشارا کرتے ہوئے شفقت سے بولے۔

دادا جان میں کھانا کھا کر آیا ہوں بس آپ سے ملنے چلا آیا۔

ماوی نے دادا جان کی پلیٹ میں چاول ڈالے رائتہ اور سلاد بھی ڈالا کہ دادا جان سالن کم ہی کھاتے تھے۔

چائے تو پیئو گئے نا۔

انہوں نے آس سے پوچھا۔

داد جان ابھی کچھ نہیں لوں گا رات کو سوتے وقت کافی پینے کی عادت ہے اور اگر چاے پی تو کافی نہیں پی سکوں گا اور اگر نہیں پیئیوں گا تو سوں گا کیسے۔۔

اس نے انہیں تفصیل سے کہتے ہوئے ماوی کو دیکھا جو خاموش سی بڑی محویت سے چاولوں کی پلیٹ میں چمچ ہلا رہی تھی۔

اس نے دادا پوتی کو دیکھ کر ہونٹ بھینچے وہ جانتا تھا دونوں کی پریشانی کی وجہ۔۔

پھر وہ پراسرایت سے مسکرایا۔

ٹن ٹن۔۔۔

گھنٹی بجی تھی۔

جاؤماویٰ دیکھو کون ہے بیٹا۔۔

؁

خشمت صاحب نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے اس سے کہا۔

سر ہلا کر وہ اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

جی۔

دروازہ کھولنے پر ایک انجان آدمی کو کھڑا دیکھ کر وہ بولی۔

جی میں سن شائن بینک کی طرف سے آیا ہوں۔

اس آدمی نے نفیس سے لہجے میں اسے جواب دیا۔

سن شائن بینک کی طرف سے لیکن کیوں۔۔۔

وہ حیرت سے اس آدمی کو دیکھتی بڑبڑائی تھی۔۔

جی کہیں اب کیا ہوا ہے۔

وہ درشتگی سے بولی جیسے آگ تو اسی آدمی نے لگائی تھی۔

جی ہمارے بینک کے اونر نے کچھ خاص کسٹمرز کو پیسے دینے کا اعلان کیا تھا ان میں سے

آپ بھی ہیں جن کے پیسے ہم لوٹا رہے ہیں۔

اس آدمی نے نرمی سے کہہ کر کندھے پر رکھے بیگ سے ایک چیک بک نکالی۔۔

ماوی نے حیرت کی زیادتی سے منہ پر ہاتھ رکھا ایسے کیسے ہو سکتا تھا بھلا کیا وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی۔

اس نے پریشانی سے چیک پکڑا تھا وہ ادمی اسکو چیک پکڑا کر شکریہ ادا کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا

۔

وہ کتنی دیر حیرت سے دہلیز پر ہی کھڑی رہی کیا خدا ایسے بھی نوازتا ہے اس نے تو امید ہی چھوڑ دی تھی ان پیسوں کی اور اللہ کی قدرت اسکے پیسے اسکے گھر خود چل کر آ گئے تھے۔۔

ماوی۔۔۔

اندر سے آتی دادا کی آواز پر وہ سر جھٹکتی بھاگ کر اندر آتی دادا جان سے زور سے لپٹی تھی۔۔

دادا جان بھوکھلا کر رہ گئے جبکہ وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھتا سر جھکا گیا۔

دادا جان کین یو امیجن وہ پیسے جن کی امید میں چھوڑ چکی تھی وہ ہمیں مل چکے ہیں دادا جان دیکھیں سن شائن کے مالک نے بھیجوائے ہیں ہمارے پیسے کھوئے نہیں ہیں۔

انہیں چیک دیکھاتی وہ کھلکھلا کر بولی۔۔

دادجان نے حیرت سے اسے دیکھ کر چیک اسکے ہاتھ سے لیا۔

چیک کو غور سے پڑھتے وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے پھر پوتی کو دیکھ کر ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا جو پانی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر رہا تھا انداز میں لاپرواہی سی تھی۔۔

بیٹا ایسے پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔

انہوں نے بے یقینی سے مرجان سے پوچھا۔

داداجان ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے ہو سکتا ہے وہ بینک کا مالک اچھا انسان ہو۔

مرجان نے کہہ کر کندھے اچکاے۔

داداجان اسے دیکھتے اپنی پوتی ک • و دیکھنے لگے جو چیک انہیں تھما کر چاولوں کی پلیٹ کو دل جمعی سے خالی کرنے لگی تھی۔

جب دل میں سکون ہو تو خزاں میں بھی بہار محسوس ہوتی ہے لیکن اگر دل ہی بے سکون ہو تو کیا خزاں اور کیا بہار ماوی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا جو چاول پہلے اسکے خلق میں اٹک رہے تھے اب وہی چاول وہ بہت مزے سے کھا رہی تھی۔۔۔

اسکی حرکت پر مرجان کے ہونٹ ہلکی سی مسکان میں ڈھلے تھے داداجان نے ٹھٹھک کر
اسکی مسکان دیکھی،
وہ مسکراتے ہوئے کوئی اور ہی مرجان لگتا تھا۔۔

تو کیسے جانے دیں گئے آپ زرا بتانا پسند کریں گئے۔
وہ بھی تلخی سے بولی تھی۔

چہرہ دیکھاو اپنا۔

اسکے سرد لہجے پر وہ بھونچکا رہ گئی۔۔

میں نہیں دیکھاوں گئی سمجھے آپ میں کسی غیر مرد کو اپنا ناخن تک نا دیکھاوں اور آپ
چہرے کی بات کر رہے ہیں۔
وہ غصے سے الٹا سیدھا بول گئی تھی۔

تمہاری انفارمیشن کے لیے بتادوں مجھے تمہارے ناخن بال آنکھیں پیر سب کچھ نظر آرہا
ہے۔۔

اسکے تیکھے لہجے پر اس نے بھوکھلا کر اپنے پیر اور ہاتھوں کو دیکھا۔

افففف اس سے کیسے جان چھڑاوں یہ تو جان سے ہی چمٹ چکا ہے کیا کروں پناہ کچھ سوچ

گارڈز چلے گئے ہیں اسے مار کر یہاں سے جانا ہوگا کہ یہ انسان تمہیں یہاں سے آسانی سے

جانے نہیں دے گا۔

انگلیوں کو اضطرابی کیفیت میں گماتی وہ دل ہی دل میں سوچتی ہوئی ارد گرد کوئی چیز

ڈھونڈنے لگی۔۔

چہرہ دیکھاو۔۔

سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ پھنکارنے سے انداز میں بولا تھا۔

اور اگر نا دیکھایا تو۔

اسے ایک لوہے کا ڈھنڈا دور پڑا مل چکا تھا بس اس تک پہنچنا تھا۔

تو تم یہاں سے پیر بھی ہلا نہیں سکتی سمجھی میرا ٹائم ویسٹ مت کرو جو کہا ہے وہ کرو۔

وہ کافی غصے سے بولا تھا عجیب ڈیٹھ لڑکی تھی بات مان ہی نہیں رہی تھی۔۔

اصل میں، میں بہت خوبصورت ہوں نظر لگ جاتی ہے مجھے،

میری امی کہتیں ہیں چہرہ اپنے مرد کے علاوہ کسی کو مت دیکھانا کوئی جن بھوت عاشق ہو گیا

تو میں تو کھڑی بھی درخت کے نیچے ہوں،

وہ ڈنڈے کی طرف کھسکتی ہوئی بولی۔

جبکہ وہ کوفت سے اس نوٹنکی کو دیکھنے لگا۔۔

آپ اپنی ہی مثال لے لیں اگر آپ نے میرا خوبصورت چہرہ دیکھ لیا اور اور اپکو مجھ سے پیار ہو گیا تو، آپکی بیوی تو مجھے ہی بد دعائیں دے گئی نا میں کسی کی بد دعائیں نہیں لینا چاہتی آپ مجھے جانے دیں پلیززززز۔۔۔۔

ڈنڈے کے قریب جاتی وہ ڈرامائی انداز لیے ہوئے بولی۔

شٹ اپ ایڈیٹ گرل جب سے ملی ہو اپنی ٹر ٹر سے میرا دماغ چاٹ لیا ہے، آواز سے پتا لگ رہا ہے جتنی تم خوبصورت ہو۔

وہ اس پر بھرپور طنز کرتا ہوا چلایا کہ یہ لڑکی تھی یا بلا وہ ابھی اسے جانا نہیں تھا، وہ کسی بلا سے کم بھی نہیں تھی اسکے محلے والوں نے تو نفل مانے ہوئے تھے کہ جب پناہ کی شادی ہو گئی تو ہم اتنے اتنے نفل پڑھیں گئے پھر وہ کہاں بچ سکتا تھا اسکے شر سے۔۔

اللہ یہ کہاں سے لکھ دیا میرے نصیب میں یہ مجھ پر چلا رہا ہے دل تو کر رہا ہے مار مار کر بینگن کا بھرتا بنا دوں۔

وہ اسے دیکھتی خوب جھنجھلاَئی تھی لیکن وہ آہستہ سے پیچھے سرکتی ہوئی اس ڈنڈے کے قریب پہنچ چکی تھی اب بس اٹھانا تھااور حملہ کرکے یہاں سے بھاگنا تھا۔

تھوک نگلتی وہ اپنی طرف جارخانہ قدموں سے بڑھتے کاشان علوی کو دیکھتی ایک دم سے نیچے بیٹھی اور سرعت سے ڈنڈے والا ہاتھ اوپر اٹھا بکرا اٹھی۔۔

خبردار اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو ارے جان کی پناہ لینے آئی تھی لیکن تم تو میرے پیچھے ہی پڑ گئے ہو جاو جاو مجھے نہیں دیکھانا تمہیں اپنا چہرہ مجھے جانے دو ورنہ ڈنڈا مار کر سر کھول دوں گئی تم جانتے نہیں مجھے ابھی۔۔۔

غصے سے بولتی وہ اسے دھمکی دینے پر اتر آئی تھی۔

جبکہ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس لڑکی کو دیکھنے لگا،

عجیب پاگل لڑکی تھی کیا یہ دماغ سے پیدل تھی بھلا وہ ایک چھوٹے سے ڈنڈے سے ایک مرد کو ڈرا سکتی تھی ہر گز نہیں وہ لڑکی حد سے زیادہ بے وقوف ثابت ہوئی تھی اسکی نظر میں۔۔۔*

))))))))))))))))))))))((((((((((((((((((((((

خوشی سے وہ ساری رات سو نہیں سکی تھی۔۔

صبح منہ اندھیرے اٹھ کر پہلے نماز پڑھی دادا جان کو چائے بنا کر دی دادا جان کے لیے بغیر چینی والی کھیر نکالی باقی بچی کھیر میں چینی ڈال کر ٹھنڈی کر کے اس نے فریج میں رکھ دی۔۔

وہ جب بھی خوش ہوتی تھی تو وہ کھیر بناتی تھی۔۔

دادا جان خبار پڑھتے پوتی کو خوش دیکھتے خود بھی مسکرائے تھے۔

تبھی داود کے گھر والے اسکے لیے مہندی کا ڈریس، سینڈل، چوڑیاں، مہندی کی ٹوکری مٹھائی کی ٹوکری لے کر آگے۔۔

ماوی نے انہیں ٹھنڈی کھیر پیش کی تھی۔۔

کچھ دیر بیٹھ کر اسکی بھابھی اور ماں چلیں گئیں۔۔

))))))))))))))))))))((((((((((((((((((((

گارڈز۔۔

اسکی سرد آواز پر ایک سیکنڈ میں گارڈز وہاں جمع ہوئے تھے۔

پناہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

تو کیا وہ اسکے ڈنڈے سے ڈر چکا تھا یا

وہ اسے کسی اندھیرے کمرے میں بند نا کر دے ایک اندھیرے سے تو وہ ڈرتی تھی۔۔

پناہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوِے لب بھینچ کر سوچا۔

ڈو گز کو آزاد کر دو۔

وہ اسکے ہاتھ میں پہنی چوڑی کو دیکھتے ہوئے بولا وہ جان چکا تھا کہ وہ لڑکی یہاں کیا کر رہی تھی۔۔

ماویٰ گرین سوٹ میں ملبوس حد سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔

لمبے بالوں کا میسی جوڑا بنائے پیلا دوپٹہ جسکے بارڈرز پر گرین گوٹا لگا ہوا تھا وہ کسی بھی زیور سے پاک تھی سوائے ناک میں پہنے کوکے کے جو آج خوب چمک رہا تھا جس سے اسکا حسن دو آتشہ لگ رہا تھا۔

دادا جان نے مرجان کو سارے کام سونپے ہوِے تھے وہ بھی سارے کام کسی بیٹے ب کی طرح سر انجام دے رہا تھا۔

ڈو گز کو کیوں آزاد کروا رہے ہیں آپ۔

اس نے تھوک نگلتے ہوِے حیرت سے پوچھا۔

میری مرضی۔۔

کندھے اچکا کر لاپرواہی کا تاثر دیا گیا۔

پناہ نے یہاں سے بھاگ جانا ہی مناسب سمجھا تھا۔

دیکھیں میں نامحرم سے زیادہ بات چیت نہیں کرتی آپ مجھے اب جانے دیں میری بوڑھی

ماں میرا انتظار کر رہی ہو گئی۔۔

پانی دی ڈون نے اس بار مسکرا کر کہا۔

کیا نام ہے تمہارا اور تم کمرے سے باہر کیوں آئی۔

سینے پر ہاتھ باندھتا وہ بنا اسکی کسی بات کا جواب دیتا سرد لہجے میں بولا۔

پناہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا وہ کہی اسے پہچان تو نہیں گیا تھا۔

ہائے اللہ ایسا نا ہو پلیز ززز مجھے یہاں سے نکلا ہے ہر صورت میں۔۔

وہ دل ہی دل میں ہول کر اللہ سے مخاطب ہوئی۔۔

میں کیوں کمرے میں جاوں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں کھل کر کہیں۔

کتوں کی مسلسل بھوکنے کی آوزیں اس پر ڈر طاری کرنے لگیں تھیں۔

یہ جو تم نے چار چوڑیاں پہنی ہوئیں ہیں نا یہ ہماری خاندان کی نشانی ہیں اور یہ صرف ہمارے گھر کی بہوؤں کی کلائی میں ہوتی ہیں سو ناٹک بند کر کے کمرے میں جاو مجھے تمہاری شکل دیکھنے کا کوئی خاص شوق نہیں اور یہ جو تم نے اتنی فضول میں ایکٹنگ کی ہے نا دل تو کر رہا ہے رکھ کر ایک تھپڑ لگاوں لیکن کیا ہے نا میں اپنا وقت مزید ضائع نہیں کرنا چاہتا سو گیٹ آوٹ فرام ہیئر۔۔

تلخی سے بولتا وہ ڈرائنگ روم میں کھولتے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

مار کر دیکھائیں زرا میں نے بھی کوئی چوڑیاں میرا مطلب ہے میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں جس پر ہاتھ اٹھائیں گئے اور وہ چپ کر کے کمرے میں چلی جائے گئ مجھے آپ جیسے انسان کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے تو بات ختم جانے دیں اب مجھے یہاں سے ورنہ اس گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گئ۔۔۔

کافی غصے سے بولتی وہ کاشان علوی کا خون کھولا گئی تھی۔

وہ رکا تھا لیکن پلٹا نہیں۔۔

رکھنا تو میں بھی تمہیں نہیں چاہتا تھا لیکن تمہاری اس چلتی زبان نے مجھے غصہ چڑھا دیا ہے اب یہاں سے نکل کر دیکھاو یا تو کمرے میں جانا ہو گا یا پھر اوپر آسمان میں کیونکہ یہ جو ڈو گز ہیں نا دس منٹ میں بندے کو چیڑ پھاڑ کر کھا جاتے ہیں سو گڈ بائے۔۔۔

سرد لہجے میں کہتا وہ رکا نہیں تھا۔

جبکہ پناہ دی ڈون پر ڈر و خوف طاری ہو گیا تھا۔

امی جی بچا لیں۔۔

ایک کتا جو اسے دیکھ کر بھونکا تھا وہ ڈر کر بھاگتی ہوئی چلائی تھی۔

کمرے میں آکر رکتی وہ گہرے گہرے سانس لیتی بیڈ پر گری تھی۔

آج میں بھاگنے میں کامیاب ہو جاتی اگر وہ منحوس مارا نا آ گیا ہوتا تو لیکن کاشان علوی تم مجھے زیادہ دیر تک یہاں محصور نہیں رکھ سکتے بھاگ جاوں گئی میں ایک نا ایک دن۔

غصے سے بڑبڑاتی سائیڈ ٹیبل پرپڑا قیمتی گلدان وہ ہاتھ مار کر گراچکی تھی۔

اتنا تنگ کروں گئی کہ دھکے دے کر مجھے یہاں سے نکالو گئے دیکھنا تم۔

آنکھیں موندتی وہ پھر سے ہلکا سا بڑبڑائی تھی کہ وہ بہت تھک چکی تھی۔

اسفندیار صاحب خشمت صاحب ایسے کچھ بات کر رہے تھے جب مرجان کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر چپ ہوئے تھے۔۔

وہ حیرت سے مرجان کی درمیانی انگلی میں پہنی سرخ نگینے والی انگوٹھی دیکھ رہے تھے۔۔

بیٹا تم نے کچھ کھایا۔

خشمت صاحب نے اسکے چہرے کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

داداجان مہمان چلے جاۓ ئیں تو پھر فارغ ہو کر کھاوں گا آپ فکر نا کریں۔۔

انہیں ریلکس کر کے کہتا وہ وہاں سے ہٹ گیا۔۔

جبکہ اسفندیار ملک کی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔

--

یہ رنگ اسکے پاس کیسے آئی یہ رنگ توریان کی تھی پھر اسکے پاس کیسے آئی۔۔۔

انہوں نے اسے دیکھتے ہوِے حیرت سے سوچا پھر مسکرائے۔

ایک منٹ خشمت صاحب مجھے زرا کام ہے کچھ،

کہہ کر وہ ایک سائیڈ میں کھڑے اپنے آدمی کی طرف بڑھے تھے۔

ماوی کو مہندی لگائی جا چکی تھی سر جھکائے بیٹھی وہ خاموش سی تھی پتا نہیں کیوں لیکن دل و دماغ میں ایک بوجھ سا تھا وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ دل پریشان کیوں ہے۔۔

شاید دادا جان کو چھوڑ کر جانے کے خیال سے پریشان ہوں۔

سر جھٹک کر وہ بڑبڑائی تھی۔۔

ایسے ہی فنکشن ختم ہو گیا اور سارے مہمان ایک ایک کر چلے گئے۔

اب بس مرجان علوی تھا جو لاونج میں پڑے ٹیبل پر رکھے کھانے کو دیکھ رہا تھا۔

کھاو نا۔

خشمت صاحب نے اسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے دیکھا تو بولے۔۔

سر ہلا کر وہ اپنی پلیٹ میں تھوڑا سا سالن ڈال کر آدھی روٹی لی تب تک ماوی بھی چاے لے کر چلی آئی۔

وہ کپڑے چینج کر چکی تھی سادہ سا سوٹ زیب تن کر رکھا تھا اور براون کلر کی بڑی سی چادر لی ہوئی تھی۔

چائے۔

اسکے پاس رکھتی وہ دھیمے سے بولی تھی۔

اس نے ایک دو نوالے ہی روٹی کے لیے تھے اور پھر دودھ پتی والی چائے کو ناک چڑھا کر دیکھا۔۔۔

ماوی نے بھی اسے دیکھا جو تذبذب سے چائے کی پیالی کو دیکھ رہا تھا۔

تب ہی دروازے پر بیل بجی تھی۔

میں دیکھتی ہوں شاید انٹی شاہین ہوں۔۔

دادجان سے کہتی وہ سرعت سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔۔

آہ ہ ہ ہ۔۔۔۔۔۔۔

دس پندراں سیکنڈ بعد اسکی چیخ سن کر وہ دونوں سرعت سے صوفے سے کھڑے ہوتے دروازے کی طرف پریشانی سے دوڑے تھے۔۔۔

وہ جب دروازے میں آئے تو وہاں ماوی کے وجود کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔

دادا جان نے پریشانی سے اسے دیکھا جو بھاگ کر سڑک پر گیا تھا لیکن وہاں کوئی آتی جاتی گاڑی نا دیکھی اتنے کم وقت میں وہ کہاں غائب ہو سکتی تھی۔

داد جان وہی سیڑیوں پر بیٹھ گئے تھے پریشان دل کی وجہ معلوم ہو چکی ۰۰۰ تھی انہیں

۔۔

بیٹا ماویٰ کے ساتھ کیا ہوا ہے وہ کہاں جا سکتی ہے مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔۔

دادا جان سر تھامے روہانسے لہجے میں بولے۔

دادا جان پلیز سنبھالیں خود کو میں ہوں نا جنتِ ماویٰ کو واپس لے کر آؤں گا آئی پرومس ود

یو۔۔

انکے ناتواں ہاتوں پر بوسہ دے کر کہتا وہ رکا نہیں تھا۔

جبکہ وہ درازے کے ساتھ نڈھال وجود لیے بیٹے رہ گئے۔

رات کے بارہ بج رہے تھے وہ اسے کہاں ڈھونڈے گا۔

دادا جان آنکھوں سے نمی صاف کرتے اللہ سے اپنی ہوتی کی واپسی کے لیے مدد مانگنے لگے۔

بے شک جو اللہ ہمارے لیے کرتا ہے وہی بہترین ہوتا ہے۔

یہ ایک اندھیرا کمرہ تھا جہاں اسے رکھا گیا تھا۔

فرش پر لیٹی وہ بے ہوش تھے ہمہ وقت جو چادر وجود کا حصہ رہتی تھی وہ وجود سے الگ پڑی ہوئی تھی۔

وہ کمرہ کسی بھی سامان سے پاک تھا گھپ اندھیرا تھا اتنا کہ ہاتھ کو ہاتھ نا دیکھے۔

صاحب کام ہو گیا ہے لیکن لڑکی خوبصورت بہت ہے کیا میں اسکے ساتھ تھوڑا سا وقت گزار سکتا ہوں۔۔

وہ آدمی فون میں کسی سے پوچھ رہا تھا جیسے اجازت چاہ رہا ہو۔

نہیں ابھی کچھ مت کرنا ابھی تو اسکے وجود کو میں نے نہیں چھوا تو تم کیسے چھو سکتے ہو ہاتھ کاٹ دوں اگر اسے ہاتھ لگایا تو، پہلے میں لگا لوں تو بعد میں لگاتے رہنا۔۔

سرشار لہجے میں کہہ کر کسی نے فون بند کر دیا گیا تھا۔۔۔

جبکہ وہ آدمی گردن پر ہاتھ پھیر کر لب بھینچ گیا۔۔

****

ساری سڑکیں اس نے چھان ماری تھیں لیکن ماویٰ کو تو جیسے زمین کھا گئی تھی کوئی سراغ ہی نہیں مل رہا تھا۔

سانس درست کرنے وہ گاری سے ٹیک لگ گیا تھا جب اسکی نظر اپنی انگوٹھی پر پڑی۔۔

رنگ کو بالکل اپنی نظروں کے سامنے کرتا وہ ماویٰ کا نام بڑبڑایا تھا۔

تب ہی سرخ نگینے میں ہلچل ہوئی تھی اور تھوڑی ہی دیر میں ایک اندھیر کمرہ اسے دیکھا تھا

۔

غور سے دیکھتا وہ جیسے کچھ تلاش کرنے کی کوشش میں تھا لیکن کچھ نظر نا آیا سوائے براون چادر کے۔۔

وہ آگے ہو کر بیٹھا۔

یہ چادر تو ماویٰ کی ہے کیا اس اندھیرے

کمرے میں ماوی موجود ہے۔۔

گاڑی کو گیئر لگاتا وہ پریشانی سے سوچ رہا تھا۔۔۔

صبح کے تین بج رہے تھے لیکن اسے ماویٰ کا کچھ پتا نہیں چلا تھا اوپر سے دادا جان کی پریشانی

الگ تھی۔۔

آئی ہوپ دادا جان ٹھیک ہوں آج تو ماوی کی شادی ہے افففف کیا ہو گا میں تو دادا جان سے وعدہ کر کے نکلا تھا۔۔

ماویٰ کہاں ہو تم۔۔

لب بھینچ کر وہ جیسے اس سے بولا ہو۔۔

ماوی کی آنکھوں میں آہستہ سے جنبش ہوئی تھی۔

آنکھیں پوری کھولے وہ اندھیرے کمرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

دادا جان لائٹ جلا دیں مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔۔

وہ بیٹھتی ہوئی چلا کر بولی کہ ابھی دماغ تلخ حقیقت سے آگاہ نہیں ہوا تھا۔

دادا جان

وہ پھر سے پریشانی سے بولتی ایک دم چپ ہوئی تھی۔

رات کے مناظر سوچ کے پردوں میں دھندلے دھندلے سے لہرانے لگے تھے۔

جب اس نے دروازہ کھولا تو کیا ہوا تھا ۔

ارد گرد دیکھتی وہ پریشانی سے سر دبانے لگی تھی جس میں شدید درد ہونے لگا تھا۔

جب اس نے دروازہ کھولا تو دروازے کے سامنے کوئی نہیں تھا وہ ارد گرد حیرت سے

دیکھتی پلٹنے لگی تھی جب ایک دم سے کوئی اسکے سامنے آیا تھا،

جس پر اسکی چیخ بے ساختہ تھی، لیکن وہ آدمی اسے بانہوں میں لیتا کلوروفوم سے بھیگا رومال

اسکے منہ پر رکھ کر اسکے گھر کی پچھلی سائیڈ میں بنے کمرے کی طرف لے گے تھے وہ کل

تین آدمی تھے۔۔

جب مرجان اسے ڈھونڈنے نکلا تو وہ آدمی بھی وہاں سے چوری سے نکل گئے تھے۔۔۔

ماوی ایک دم سے اٹھ کر دروازے کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگی تھی لیکن اسے اپنا

وجود دیکھائی نہیں دے رہا تھا دروازہ کیا خاک دیکھتا۔۔۔

کوئی ہے؟دادا جان آپ کہاں ہو۔۔

کمرے کے وسط میں کھڑی وہ زور سے چلائی تھی۔۔

لیکن اسکی آواز کمرے میں ہی گونج کر رہ گئی۔

آنکھوں میں تیزی سے نمی تیرنے لگی تھی۔

پتا نہیں کیا وقت ہوا ہو گا۔

ارد گرد اندازے سے دروازے کو ٹٹولتی وہ پریشانی سے سوچنے لگی تھی۔

کافی مشقت کے بعد لکڑی کے دروازے تک پہنچنے میں وہ کامیاب ہو چکی تھی۔

دروازہ کافی مضبوط تھا دروازہ بجا بجا کر اسکے ہاتھ دکھنے لگے تھے۔

مرجان۔۔۔۔۔۔

پہلی دفعہ وہ اسکا نام لے کر چلائی تھی۔۔

دور کہی گاڑی ڈرائیو کرتے مرجان علوی

کے کان میں بہت صاف آواز آئی تھی اسکی۔۔۔

گاڑی کو سرعت سے بریک لگاتا وہ ارد گرد دیکھنے لگا تھا۔

ماویٰ۔۔

وہ دھیمے سے بڑبڑاتا ہوا گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

ماویٰ۔۔۔

وہ خلق پھاڑ کر چلایا تھا لیکن اسکی آواز اسے پھر نہیں سنائی دی تھی۔۔

کچھ سوچتا وہ بنا گاڑی لیے دائیں سائیڈ بنی ڈھلوان اترنے لگا تھا۔۔۔

اسے ایسے لگا تھا جیسے ماویٰ کہی آس پاس ہو وہ اندازے سے دائیں سائیڈ بھاگا تھا۔۔

مرجان کو بھی بلا لاو۔۔

کاشان نے ناشتہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ملازم کو حکم صادر کیا۔

جی چھوٹے صاحب تو رات سے گھر ہی نہیں آئے۔

ملازم نے اسکے گلاس میں جوس ڈالتے ہوئے بتایا

اس نے ہاتھ سے اسے رکنے کا اشارا کیا۔

مرجان رات سے گھر نہیں آیا اور تم مجھے اب بتا رہے ہو کس لیے میں نے تمہیں رکھا ہوا

ہے تم نے مجھے رات کو کیوں نہیں بتایا۔

چیئر سے کھڑا ہوتا وہ ملزم بے چارے پر چڑ دوڑا تھا۔

سوری صاحب مجھے پتا تھا آپکو پتا ہو گا۔

ملازم نے پریشانی سے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

جس پر وہ اسے ایک سائیڈ کرتا باہر کی طرف تیز قدموں سے بھاگا۔۔

مرجان ٹھیک ہو اسے کچھ نا ہوا ہو۔۔

گاڑی میں بیٹھتا اسکا فون ٹرائے کرتا وہ پریشانی سے بولا۔

ڈرائیور نے گاڑی کو فل سپیڈ پر اسکے کہنے پر چھوڑ دیا۔

اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی پناہ اسکے جانے کے بعد ارد گرد دیکھتی ہوئی نیچے آئی ابھی بھی وہ لہنگے میں ملبوس تھی اسے کسی نے ڈریس دیئے ہی نہیں تھے اور نا ہی اس نے مانگے اسکے خیال میں انہیں خود اسے نئے سوٹ پروائیڈ کرنے چاہئیے تھے لیکن خیر تھی اسے بھی لہنگے میں مزہ آ رہا تھا۔۔

یہ اتنے غصے میں کیوں گئے ہیں۔

ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھ کر اس نے حیرانی سے اپنی طرف دیکھتی ملازمہ سے پوچھا۔

جی انکا چھوٹا بھائی رات سے گھر نہیں آئے اس لیے وہ غصے میں ہیں۔۔

ملازمہ نے حیرانی کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اسے کھانا سرو کرنے لگی۔

کیوں انکا بھائی دودھ پیتا بچہ ہے جو اتنے پریشان ہو رہے ہیں۔

وہ سر جھٹکتی ہوئی غصے سے بولی۔۔

جی وہ اپنے بھائی کو بہت پیار کرتے ہیں انہوں نے پہلی بیوی کو طلاق اپنے بھائی کی وجہ سے

تو دی تھی حلانکہ بہت محبت کرتے اپنی بیوی سے۔۔۔

ملازمہ نے اسکی طرف جھکتے ہوئے رازداری سے بتایا۔۔

چائے کا کپ منہ کو لگاتی وہ ساکت ہوئی۔

بھائی کی وجہ سے لیکن کیوّں۔۔۔۔

وہ کپ ٹیبل پر رکھتی حیرت سے بولی۔

حاجراں چھوٹی میم صاحب کو تیار کرو جا کر انہیں سکول سے دیری ہو رہی ہے ۔۔

دوسرے ملازم نے اسے باتوں میں مصروف دیکھ کر ٹوکا۔۔

جا رہی ہوں۔۔

وہ غصے سے ملازم کو گھورتی سیڑیوں کی طرف چلی گئی۔

جبکہ وہ نیچے والا ہونٹ دانتوں میں دبائے تجسس سے اس بارے میں سوچنے لگی تھی۔

دروازے سے پشت لگائے بیٹھے اسے کافی دیر ہو چکی آنکھیں رو رو کر سوج چکیں تھیں

ناک ہونٹ الگ سے سرخ پڑ چکے تھے اسے خود سے زیادہ دادا جان کی فکر تھی۔

شوں شوں کرتی وہ ٹھٹھکی تھی۔

دروازے پر ہلکا سا کھڑاک ہوا تھا جیسے کسی نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی ہو۔۔۔

ڈر کر وہ اٹھتی دروازے کے پیچھے ہو گئی دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔

دروازہ کھلنے سے اندر ہلکی سی سفید روشنی نمودار ہوئی تھی۔

بھاری جسامت والا وہ آدمی ہاتھ میں کھانے کی پلیٹ پکڑے اچانک سے ہی دروازے کے

پیچھے آیا تھا۔

آہ ہ

اسے یوں سامنے دیکھ کر ماوی کی چیخ بے ساختہ نکل گئی تھی وہ ڈر گئی تھی۔

ہاہاہا۔

وہ آدمی بے ڈھنگے پن سے قہقہ لگاتا ہوا کھانے کی پلیٹ نیچے رکھ گیا۔

کیا ہوا ڈر گئی ہو۔

اس نے کمینگی مسکان سے اسکے سراپے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو، مجھے جانے دو میرے دادا پریشان ہوں گئے۔

نیچے گری چادر خود پر لپیٹتی وہ اس آدمی سے روتے ہوئے بولی تھی۔

تجھے میں نہیں لایا یہاں، یہاں تُو کسی اور کی مرضی سے آئی ہے لیکن اگر میں چاہوں تو تمہیں یہاں سے نکال بھی سکتا ہوں۔

اسکے خوبصورت چہرے کو اپنی وخشت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا وہ بولا،

پلیز مجھے جانے دو تمہیں پیسے چاہیئے نا میں تمہیں اپنے دادا جان سے لے کر دے دوں گئی اور پولیس کو بھی نہیں بتاوں گئی بس مجھے یہاں سے جانے دیں پلیز۔

اب کی دفع ہاتھ جوڑے وہ منت پر اتر آئی تھی۔

ٹھیک ہے چلی جانا لیکن۔۔۔۔

اسکے پاس آتا وہ مسکراتے لہجے میں بات ادھوری چھوڑ گیا تھا۔

ماوی نے تھٹھک کر اسکی نظروں کا مطلب سمجھا وہ بچی تو نہیں تھی جو اسکی نظروں کا مطلب نا سمجھتی۔

ہونٹ بھینچ کر جتنے زور سے وہ تھپڑ اسے مار سکتی اس نے مارا تھا کہ وہ آدمی گال پر ہاتھ رکھے کراہ کر رہ گیا۔

تیری یہ جرات تو مجھ پر ہاتھ اٹھائے اب دیکھ تو میں کرتا کیا ہوں تیرے ساتھ۔۔

مشتعل ہوتا وہ اسکی طرف بڑھا تھا جب اس نے خوف زدہ چہرے سے اسے دیکھ کر سرعت سے نیچے پڑی کھانے کی پلیٹ اٹھا کر اسکے منہ پر دے ماری۔

وہ آدمی اس بار زور سے چیخا تھا۔

وہ لڑکی تھی یا بلا وہ جان نہیں سکا تھا۔۔

اسے دیکھتی وہ وہاں سے تیزی سے بھاگی تھی۔

وہ آدمی چاہ کر بھی اسے روک نا سکا کہ اسے ایسے لگا جیسے وہ لڑکی نا ہو کوئی اور شے ہو اسکے ناک میں پڑا کوکا ایک دم سے چمکیں مارنے لگا تھا۔

باہر آتی وہ حیرت زدہ ہوئی۔

--

وہ سڑک کی طرف جاتے راستے کی طرف تیزی سے دوڑی تھی۔۔

وہ جتنا تیز دوڑ سکتی تھی دوڑ رہی تھی جب وہ کسی کے وجود سے زور سے ٹکرائی تھی۔۔

ماویٰ۔۔۔

مرجان نے حیرت سے اسے تھامتے ہوئے جیسے تصدیق چاہی ہو۔۔

ماوی اسے سامنے دیکھ کر خود پر قابو نہیں پا سکی تھی منہ پر ہاتھ رکھے وہ زار و قطار رونے لگی تھی۔۔۔

آپ کہاں تھیں۔

اس نے پیچھے ہوتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔

پتا نہیں۔۔

وہ سر نفی میں ہلا گئی جس پر وہ لب بھینچتا جس طرف سے وہ آئی تھی اس سڑک کو دیکھتا پھر ماویٰ کو دیکھنے لگا۔

ماویٰ دادا جان پریشان ہیں انکے پاس چلیں۔۔

اس وقت سب سے ضروری دادا جان کے

پاس جانا تھا ان لوگوں کو وہ بعد میں دیکھ لے گا۔

ماویٰ نے زور سے سر ہلایا۔

وہ اسے لیے جلدی سے گاڑیٔ کی طرف آیا گاڑی سٹارٹ کرتا وہ گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑ چکا تھا۔۔

گاڑی ماوی کے گھر کے قریب رکی تھی۔

چادر کا کونا پکڑتی ہوئی وہ ٹھٹھکی تھی۔۔

اپنے گھر سب لوگوں کو جمع دیکھ کر وہ اور

مرجان پریشانی سے آگے کی طرف دوڑائے۔

وہ بھی اسکے پیچھے دوڑی کہ دل میں برے برے وسوسے آنے لگے تھے۔۔

دادا جان کہاں ہیں۔

ماوی نے وہاں موجود شاہین انٹی سے پوچھا کہ دادا جان اسے کہی دیکھے نہیں تھے۔

تمہارے داد جان کو تمہارے کالے کرتوتوں نے ہسپتل پہنچادیا ہے بنورانی،

شکر ہے میں نے ابان کی بات مان کر تمہیں اپنے گھر کی بہو نہیں بنایا ورنہ آج میں سب کو

کیا منہ دیکھاتی میں نے تو صدمے سے مر ہی جانا تھا۔۔۔

عشرت جہاں اسکا کندھا ڈبوچتی ہوئی پھنکاری تھی اس پر۔

بھرائی آنکھوں سے وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

اب کیا کرنے آئی ہے جا اسی یار سے بیاہ رچالے لیکن ایسے لڑکے شادی تم جیسی لڑکیوں سے نہیں کرتے جو رات کو منہ کالا کسی اور کے ساتھ کریں اور دن کو کسی اور کے ساتھ اسے بیاہ ۔۔

عشرت باجی یہ آپ کیا کہہ رہیں ہیں۔۔

شاہین نے غصے سے عشرت کو ٹوکا۔

اۓ بہن تم تو منہ بند ہی کرو اپنی بیٹی کا پتا نہیں اور یہاں چلی آئیں ہیں میڈیم پہلے اپنی بیٹی کو تو ڈھونڈو پھر آ کر مجھ سے بات کرنا آئی بڑی سگی ہماری۔۔

عشرت نے تو شاہین کو بھی بولنے لائق نہیں چھوڑا تھا۔۔

تب ہی مرجان کمرے سے آتا دیکھائی دیا۔

جنتِ ماویٰ دادا جان روہڑی ہسپٹل ہیں ہمیں جلد پہنچنا ہو گا۔۔

اس نے اسکے قریب آتے ہوئے بنا کسی کو دیکھے اسے مخاطب کیا کہ وہ ان لوگوں کی بکواس سن چکا تھا لیکن یہ وقت نہیں تھا ان لوگوں کو سبق سکھانے کا۔

چلو۔۔۔

وہ آگے بڑھتا اس سے سپاٹ لہجے میں بولا۔

ماوی سب کو آنسو بھری نظروں سے دیکھ کر اسکے پیچھے دوڑی تھی۔

دیکھا تو ہی کہتا تھا ماوی سے شادی کرنی ہے ماوی سے نا ہوئی تو کسی سے نہیں کروں گا دیکھ لیا اس لڑکی کے کرتوت۔

عشرت نے ساکت کھڑے بیٹے کے کندھے پر دو تھپڑ مارتے ہوئے بھڑکی تھی۔

ابان نے غصے سے ماں کو دیکھا پھر وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔

جنت دوڑ کر داداجان کے پاس آئی تھی، وہ اب ہوش میں تھے۔۔

سارے محلے میں ماویٰ کہی چلی ہے یہ خبر جنگل میں آگ جیسے پھیل گئی تھی ہر کوئی ان سے آفسوس کے لیے آجاتا اور نئی کہانی سنا جاتا۔۔

خشمت صاحب داود کے گھر گئے لیکن انہوں نے داداجان کی بے عزتی کر کے نکال دیا کہ انکی بیٹی بھاگ گئی ہے کسی کے ساتھ اسے تو پہلے دن سے ہمارا داود پسند ہی نہیں تھا۔۔

داود کی ماں غصے سے کہتی ہیل کی ٹک ٹک کرتی وہاں سے نکل گئی اس گھر میں تو لگ ہی

نہیں رہا تھا کہ آج شادی ہے کیا لڑکے والوں کا گھر ایسا ہوتا ہے نا کوئی سجاوٹ نا مہمان بس عام سی روٹین تھی انکے گھر میں کیا وہ ایسے ہی انکی ماوی کو بیاہنے کے خواہش مند تھے کیا انکے دل میں کوئی شوق نہیں تھا بیٹے کی شادی کا آخر وہ کیا چاہتے تھے۔

بس یہی پریشانی انہیں ہسپٹل پہنچا گئی تھی۔۔۔

داداجان آپ ٹھیک ہیں۔

انکا ہاتھ تھامتی وہ پریشانی بھرے لہجے میں بولی تھی۔

داداجان نے نقاہت سے اسے دیکھا جس کا گلابی چہرہ مرجھا کر آدھا رہ گیا تھا۔

ٹھیک ہوں بچے۔

وہ دو دن بعد ہلکا سا بولے تھے کہ انہیں بہت تیز بخار چڑھ چکا تھا نقاہت اتنی تھی کہ وہ ہوش سے بیگانہ ہی رہے تھے۔۔

داداجان میری کوئی غلطی نہیں تھی مجھے معاف کردیں میری وجہ سے آپکی یہ حالت ہوگئی

۔۔

انکے ہاتھ کی پشت پر سر رکھے وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

ماوی بیٹا تمہاری اس میں بھلا کیا غلطی ہے تقدیر کا لکھا بھی بھلا کوئی ٹال سکتا ہے ۔۔۔

اسکے سر کو تھپکتے وہ دھیمے لہجے میں بولے۔

داداجان گڈ مارننگ۔۔

بلیک پینٹ پر بلیک ہی ٹی شرٹ پہنے وہ فریش سا داداجان سے مخاطب تھا۔

گڈ مارننگ بیٹا۔

انہوں نے ہلکی مسکان سے جواباً اسے وش کیا۔

داداجان آپ جلدی صحتیاب ہو جائیں گئے بس آپکو کوئی سٹریس نہیں لینی۔۔

انکے قریب آتا وہ خلوص و محبت سے بولا۔۔۔

انہوں نے بس سر ہلا یا۔

ماوی مرجان کو چائے دو۔

داداجان نے برتن سمیٹی ماوی کو کہا۔

ماوی نے داداجان کو دیکھ کر اسے دیکھا جسکے چہرے پر چائے کے نام پر بارہ بج چکے تھے۔

نہیں داداجان ابھی ناشتہ، چائے پی کر سیدھا آپکے پاس آرہا ہوں بھائی بھی کل آئیں گئے

آپکی عیادت کے لیے آج انہیں زرا اسلام آباد جانا تھا ورنہ وہ ضرور آتے۔

مرجان نے چائے نا پینے کے لیے لمبی چوڑی وضاحت دے چھوڑی تھی۔

جس پر دادا جان نے تو اسے دیکھا جبکہ ماوی نے بے تاثر چہرے سے ہونٹ بھینچے۔۔۔

وہ دادا جان کو دوائیں اپنے ہاتھ سے دیتا تھا کہ اسے دادا جان میں اپنے بابا جان دیکھتے تھے

۔۔

ماوی اس دن سے دادا جان کے پاس ہسپٹل میں ہی تھی کہ گھر پر تھا کون؟

خالی گھر اسے کاٹنے کو دوڑتا مرجان نا ہوتا تو پتا نہیں ان دادا پوتی کا کیا ہوتا وہ ہی تو ہر سچویشن

کو سنبھالے ہوئے تھا۔۔۔

ماوی ایک بات کہوں تم سے۔۔

میگزین پڑھتی ماوی سے وہ آس بھرے لہجے میں بولے۔

میگزین بند کرتی وہ انکے سراہنے آ بیٹھی۔۔

بیٹا میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں اور اس عمر میں زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا، داود کے گھر

والے بھی منع کر چکے ہیں شادی سے میں مرنے سے پہلے تمہیں مضبوط ہاتھوں میں سوپنا

چاہتا ہوں تاکہ سکون سے مر سکوں جو تمہیں احتیاط سے رکھے تمہاری حفاظت کرے۔۔

دادا جان کہتے ہوئے چپ ہوئے۔

دادا جان آپ جیسا ایسا کوئی نہیں ہو گا آج کل کہاں ایسے لوگ ملتے ہیں۔

دادا جان کے چپ ہونے پر وہ آہستہ سے ہاتھ کی لکیر ہں دیکھتی ہوئی بولی۔

ایک ایسا ہے۔

انہوں نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اس نے حیرت سے فقط سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

مرجان علوی۔۔

انکے لبوں سے نکلے نام پر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

میں جانتا ہوں تمہیں وہ پسند نہیں ہے لیکن ماوی حقیقت پسندی سے سوچو کیا ہمارا اسکے علاوہ اور کوئی سہارا ہے مجھے تو وہ پہلی نظر میں ہی تمہارے لیے بہت بھایا تھا لیکن تب تمہاری بات میں طے کر چکا تھا۔

خشمت صاحب پوتی کا ہاتھ تھامے دھیمے لہجے میں اس سے اپنے دل کی بات کر رہے تھے۔

ماوی میں کروں مرجان سے بات۔۔

دادا جان آس سے اس سے پوچھ رہے تھے۔

ماوی انہیں خالی نظروں سے دیکھتی سر جھکا گئی۔۔

لب بھینچے وہ بیڈ شیٹ پر انگلی سے چھوٹے چھوٹے دائرے بنانے لگی بولی کچھ نہیں۔۔

دادا جان اسکے جھکے سر کو ہاں کا سائن سمجھتے پُر سکون ہوئے تھے۔

ناراض ہوں میں آپ سے اور بابا سے۔

وہ کافی تلخی سے شاہین سے فون میں بولی تھی۔

بیٹا معاف کردو ہمیں تمہاری تقدیر کاشان کے ساتھ تھی ورنہ ایسا کب ہوتا ہے بچے

تمہارے بابا بھی پریشان رہتے ہیں ان سے بات کرلینا میری بچی۔

انیوں نے اسے محبت ودلار سے سمجھایا۔

کرلوں گئی بات لیکن ایک بات زہن میں رکھئیے گا اس کاشان علوی سے نبھا میں نہیں

کروں گی بہت جلد گھر پر ہی ہوں گئی دیکھ لینا آپ سب۔۔

غصے سے کہہ کر فون بند کردیا۔۔

لبہ کو دیکھ کر اس نے ناک چڑھایا کہ اسکی شکل خوبخو اپنے باپ جیسی تھی۔

آپ پر یہ کپڑے اچھے لگ رہے ہیں۔

لبہ نے مسکرا کر اسکی تعریف کی جو گلابی خوبصورت سوٹ میں ملبوس تھی۔

ٹھینکس لیکن مجھ پر تو سب کپڑے ہی اچھے لگتے ہیں میں تو محلے میں عام سے کپڑے پہن کر بھی نکلتی تھی تو لوگ واوا کرتے رہ جاتے تھے میری تو چھب ہی نرالی ہے۔۔

چھوٹے بالوں کو جھٹکتی وہ مصنوعی تعریف میں مصتوف ہو چکی تھی وہ اسے یہ بتانا چاہتی وہ خوبصورت ہی بہت ہے اپنی تعریف وہ خود کر لیتی تھی کیونکہ جانتیتھی کسی اور نے تو کرنی نہیں۔

لبہ مسکرائی،

وہ سفید کیپری پر گلابی سفید پھولوں والی فراک پہنے حقیقت.میں پری لگ رہی تھی لمبے بالوں کی اونچی پونی بنا رکھی تھی کہ وہ کافی فیشن ایبل تھی۔

آپ کو میں نے پہلے بھی دیکھا ہے دو جگہوں پر اس وقت آپ مجھے اچھی نہیں لگی تھی لیکن اب آپ مجھے بہت اچھی لگی ہیں جانتی ہیں کیوں کیونکہ آپ میری مما جو بن چکی ہیں۔۔۔

لبہ نے اسکے پاس بیٹھتے ہوِے حقیقت.پسندی سے کہا۔

پناہ نے اس چھوٹی لڑکی کو گھورا دونوں باپ بیٹی ایک جیسے ہیں خیر کم تو میں بھی نہیں

دونوں کو ناکوں چنے چبوا دوں گئی۔۔

اسے دیکھتی وہ دل میں منصوبے بنا رہی تھی۔

آپ کیا کیا بنا لیتی ہیں۔

لبہ نے اسکے چھوٹے بالوں کو اشتیاق سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں۔۔

اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

کیا۔۔۔!

لبہ نے حیرت سے کہا۔

جس پر پناہ نے بھی حیرت سے اسے دیکھا۔۔

میں تو ساری عمر بیٹھ کر کھاوں گئی کام کر کے تو میں راضی ہی نہیں ویسے بھی یہاں تو ملازم

ہے تو ٹینشن ہی ختم۔

کولڈ ڈرنکس کا گلاس پکڑتی وہ مغرور انداز میں بولی۔۔

لیکن پاپا کو تو کام کرتی لڑکیاں اچھی لگتیں ہیں۔

لبہ نے پریشانی سے کہا۔

پناہ نے حیرت سے سنا۔

او تو پھر اور مزہ آئے گا۔۔

وہ کمینگی سے بولی۔

وہ ریلکس سی لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی کہ کاشان کل سے دبئ کام کے سلسلے میں گیا ہوا تھا تین چار دن بعد اس نے آنا تھا اس لیے وہ مزے سے ارد گرد کھلم کھلا گھوم پھر رہی تھی۔۔

کوئی ٹینشن نہیں تھی۔

ویسے میں یہاں زیادہ آزاد ہوں اپنی مرضی سے اٹھتی ہوں کھانا بیڈ پر ملتا ہے کوئی کام بھی نہیں کرنا پڑتا۔

وہ پر سوچ نظروں سے لبہ کو دیکھتی ہوئی دل میں سوچنے لگی تھی۔۔

لیکن کاشان علوی مجھے نہیں پسند اور کبھی پسند آئے گا بھی نہیں۔۔

اس نے غصے سے دماغ کو زبردست سی دلیل دی تھی۔۔

_//////////_////////_/////////_//////////_

مرجان نے ساکت نظروں سے داداجان کے ہاتھ دیکھے تھے جبکہ سنگل صوفے پر ماویٰ نے ضبط سے ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے تھے۔۔

داداجان کو دیکھ کر اس نے دور سر جھکائے بیٹھی ماوی کو دیکھا۔

اسکا بھائی یہاں نہیں تھا وہ کیسے انکی مرضی کے خلاف جا سکتا تھا۔

مرجان کیا تمہیں ماوی پسند نہیں۔

داداجان بے بسی کی انتہا پر تھے۔

ماوی نے ٹپکتا آنسو سرعت سے صاف کیا کہ وہ کسی کے سامنے اپنی بے بسی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

مرجان نے گہری سانس لی وہ شادی جیسے رشتے پر خاص یقین نہیں رکھتا تھا کہ اس نے اس رشتے کو اپنے آس پاس خاص وفادار نہیں پایا تھا۔۔

داداجان ماوی میں کوئی خامی نہیں مجھے اپکا فیصلہ قبول ہے۔۔

اس نے داداجان کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا کہ داداجان جس کنڈیشن میں تھا وہاں انکار کا کوئی سبب نہیں بنتا تھا۔

تم اپنے بھائی کو بلا لو۔

انہوں نے چھوٹے بیٹے کو فون کر لیا تو اسے ساکت بیٹھے دیکھ کر کہا۔

دادا جان بھائی دبئی گئے ہیں انکا فون نہیں لگ رہا ۔

اس نے گہری سانس لے کر جھوٹ بولا تھا۔

دادا جان کا چھوٹا بیٹا، عشرت جہاں اور ابان چلے آئے تھے دادا جان کے بلانے پر۔

مولوی صاحب کا بندوبست کرو۔

دادا جان بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولے۔

عشرت نے طنز سے شوہر کو دیکھا۔

وہ بیوی سے نظریں چراتے ہوئے باہر نکل گئے۔

ابان نے طنز سے دور بیٹھی ماوی کو دیکھا جو ہاتھ گود میں رکھے انہی پر نظریں جمائے ہوئے تھی وجود میں خالی پن سا اتر آیا تھا۔۔۔

بابا صاحب جس لڑکے کو آپ نے اپنی پوتی کے لیے چنا ہے آج تو مروت میں ہاں کر رہا ہے کل کو یہی اسے طعنے دے گیا بیوہ ہونے کا شادی ٹوٹنے کا پھر ایک رات اغواہ بھی تو رہی ہے بڑی ہمت ہے اس لڑکے کی۔

عشرت جہاں کو کہاں برداشت تھا ماوی کی شادی ایک کنوارے اور کرڑوڑ پتی سے ہو وہ تو جل بھن رہیں تھیں۔

ماویٰ نے زخمی نظروں سے داداجان کو دیکھا۔

داداجان ضبط سے لب بھینچتے سر جھکا گئے۔

یہ نکاح میں داداجان کے کہنے پر نہیں اپنی مرضی سے کر رہا ہوں اگر شرکت کرنی ہے تو خاموشی سے کریں ورنہ آپ جاسکتی ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں یو گا آپکے جانے سے۔۔

مرجان کھڑا ہوتا بے تاثر لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔۔

عشرت جہاں نے جتلاتی نظروں سے داداجان کو دیکھا جو ان سے منہ پھیر گئے تھے۔

نکاح چار گواہوں کی موجودگی میں بہت سادگی سے سرانجام پایا تھا۔۔

سب لوگوں کے جانے کے بعد داداجان نے دونوں کو پاس بٹھا کر ان دونوں کے ماتھے چومے۔

ماوی نے نظر ِیں اٹھا کر داداجان کو نہیں دیکھا تھا بس چپ رہی کہ کچھ کہنے سننے کو بچا ہی نہیں تھا۔۔

مرجان ماوی پرسوں سے یہی ہے اسے گھر لے جاو تاکہ فریش ہو جائے اور ٹھیک سے نیند لے سکے۔

داداجان نے محبت سے دونوں کی جوڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مرجان نے موبائیل سے نظریں ہٹا کر ماوی کو دیکھا جو میگزین گود میں رکھے ہوئے تھی۔

داداجان میں ٹھیک ہوں اور اگر میں چلی گئی تو آپکے پاس کون رکے گا۔

اس نے ناجانے کا بہانہ تراشا۔۔

میں ٹھیک ہوں نرسز ہیں ویسے بھی اب سوں گا آج میں سکون کی نیند سوں گا تم مرجان کی تحفظ میں جو ہو۔

انہوں نے مسکرا کر کہا وہ پہلے سے بہت بہتر نظر آرہے تھے تو کیا ساری ٹینشن ماوی کی شادی کی تھی۔۔

ماوی اب کی دفعہ کچھ نا بولی سر ہلا کر اٹھتی چپل پہننے لگی۔

مرجان نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا پھر وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔

داداجان میں انہیں چھوڑ کر آتا ہوں۔

اس نے داداجان سے پیار لیتے ہوئے کہا۔

نہیں بیٹا صبح آنا اب ،اور ویسے بھی ماوی کو کس کے سہارے چھوڑ کر آو گئے۔۔

انہوں نے لیٹتے ہوئے قطعیت بھرے لہجے میں اس سے کہا۔

وہ دونوں آگے پیچھے باہر نکلے تھے۔

جبکہ داداجان پہلی بار بھرپور مسکان سے ہنسے تھے ۔۔۔

رات کا سماں تھا اور ہلکی ہلکی بارش وہ گاڑی کی سپیڈ سلو رکھے ہوئے تھا کہ ایسے موسم میں

ایکسیڈینٹ کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تک نا تھا۔

گاڑی کچھ دیر بعد ماوی کے گھر کے آگے رکی تھی بارش اب تیز ہو چکی تھی کہ ایک ہی

بچھاڑ میں بھگو دیتی ساری وادی میں سناٹا سا چھا گیا تھا کیونکہ لائٹ چلی گئی تھی۔

مرجان فون کی ٹارچ لائٹ آن کر کے

گاڑی سے باہر آیا۔۔

وہ بھیگ چکا تھا لیکن کھڑا رہا کہ ماوی اندر ہی بیٹھی ہوئی تھی وہ شاید بارش سے خوف زدہ

تھی ۔۔۔

ماویٰ آپ باہر آنا پسند کریں گئی یا رات اسی گاڑی میں گزارنی ہے۔۔

آخر کار وہ اسکے ساکت وجود پر طنز کر ہی گیا تھا۔

ماوی سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی گاڑی سے باہر نکلی۔۔

گاڑی سے باہر نکلتی وہ اندر کی طرف بھاگی تھی۔

آنکھیں سکیڑے اسکی حرکت کو دیکھتا وہ بھی اسکے پیچھے آہستہ قدموں سے بڑھا تھا۔۔

لاونج میں آتی بنا اسکی پرواہ کیے وہ اپنے کمرے کی طرف تیزی سے بڑھ گئی۔۔

اسکی حرکت کو نوٹ کرتا بنا گیلے کپڑوں کی پرواہ کیے وہ لاونج میں پڑے صوفے پر دراز ہو گیا۔۔

صوفہ گیلا ہو گیا تھا لیکن اسے کہاں پرواہ تھی ویسے بھی وہ کافی تھک چکا تھا تین چار دن سے اس نے نیند پوری نہیں لی تھی۔

وہ ایسے ہی پڑا سو گیا تھا۔۔

کمرے میں آ کر سب سے پہلے اس نے کپڑے تبدیل کیے تھے،

صوفے پر دونوں پاؤں رکھ کر بیٹھتی وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگی تھی اتنے دنوں سے دل

میں جمع غبار آنسوں کے صورت باہر نکلنے لگا تھا۔۔۔

کافی دیر ہو گئ تھی سے ایسے ہی بیٹھے۔

بادل زور زور سے گرجنے لگے تھے اوپر سے آسمانی بجلی کی زوردار چمک سے مصنوعی بجلی

بجھ چکی تھی کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔

ایک دم صوفے سے کھڑی ہوتی وہ اندازے سے دروازے کی طرف دوڑی۔

لیکن آگے پڑی کرسی سے ٹھوکر کھاتی وہ کراہ کر رہ گئ تھی۔۔

بجلی کے چمکنے سے دروازہ واضع ہوا تھا وہ موقع کا فائدہ اٹھاتی ہوئی باہر کی طرف دوڑی ۔۔

پھر سے گھپ اندھیر چھا گیا تھا۔

ریلنگ کو مضبوطی سے تھامے وہ بمشکل سیڑیاں اتری تھی۔۔

یہ کہاں ہیں؟

اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھتی ہوئی وہ سہمے ہوِے لہجے میں خود سے بولی۔۔

آپ کہاں ہیں؟

وہ دھیمے لہجے میں بولی لیکن سونے والا گہری نیند میں تھا ایسے کیسے وہ دھیمی آواز پر اٹھ سکتا تھا۔

ارد گرد دیکھتی وہ اندازے سے ایک طرف پڑے صوفوں کی طرف بڑھی تھی۔۔

اتنا اندھیرا تھا کہ لاونج میں پڑی کوئی چیز اسے صاف نظر نہیں آرہی تھی باہر بھی ایک دم سے سناٹا چھا چکا تھا۔

آپ کہاں ہیں۔

ڈرے سہمے لہجے میں پھر سے پتلی سے اواز نکلی تھی۔

شاید جا چکے ہیں وہ۔

آنکھوں میں نمی پھر سے جمع ہونا شروع ہو گئی تھی۔

موبائیل بھی اتنے دنوں سے بند پڑا تھا ورنہ اسکی ٹارچ ہی جلا لیتی کینڈلز بھی کچن کے کیبن میں پڑی ہوئیں تھیں۔

آہہہہہ!

کسی بھاری چیز کی ٹھوکر لگنے سے وہ لہرا کر زمین پر پڑی اس چیز پر زور سے گری تھی اگلے لمحے دوسرے وجود کی چیخ اس سے زیادہ تھی۔۔۔

ماوی اس وجود کی چیخ پر ساکت ہوئی تھی۔۔۔

وہ مرجان علوی کے سوئے ہوِے وجود پر زور سے گری تھی۔

وہ بھوکھلا گیا تھا اپنے اوپر گری چیز سے۔۔

صوفے پر وہ آرام دہ نہیں تھا تو وہ نیچے میٹ پر سو گیا لیکن ماوی کے وجود نے اسے ایک پل کے لیے ڈرا دیا تھا جس سے اسکی چیخ بے ساختہ تھی لیکن پھر ماوی کے وجود کا یقین ہونے پر وہ نارمل ہوتا اسکے وجود کو تھام کر اپنے پاس بٹھا چکا تھا۔

ماوی نے حیرت سے اپنے کندھوں پر رکھے اسکے ہاتھ دیکھے پھر تھوڑا دور کھسکی۔۔

وہ شرمندہ ہو چکی تھی اپنی اس اچانک ہوئی حرکت پر۔

مرجان نے پاکٹ سے موبائیل نکال کر اسکی ٹارچ آن کر کے فون اسکی طرف بڑھا دیا۔

ماوی سر جھکائے اسکے پاس بیٹھی رہی۔

ماوی جب تک لائٹ نہیں آجاتی آپ میرا سیل فون رکھ سکتی ہیں آئی ڈونٹ مائنڈ۔۔۔

اس نے دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

بنا فون پکڑے وہ سسک پڑی تھی۔۔

مرجان علوی نے ٹھٹھک کر اسکی حرکت دیکھی کیا وہ اسکے اوپر گرنے سے رو رہی تھی یا وجہ کچھ اور تھی۔

ماوی ڈونٹ کرائے آپ بتائیں کیا ہوا ہے کیا آپ اس نکاح کی وجہ سے رو رہی ہیں۔

اس نے کچھ سوچتے ہوئے پریشانی سے اس سے تصدیق چاہی۔

وہ رونا ترک کیے حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

نہیں۔

وہ جلدی سے بولتی ہوئی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

پھر کیا مسلہ ہے! کیا مجھ سے ڈر لگ رہا ہے یا پھر اس اندھیرے سے۔

وہ بھی اسکے مقابل کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

وہ بنا کچھ بولے فون اسکے ہاتھ سے لیتی ہوئی کچن کی طرف چلی گئی۔۔

ہاں اسے اعتراض تھا اس نکاح پر وہ جانتی تھی اس دنیا میں اسکا ایک دادا کے علاوہ کوئی نہیں اور پھر دادا کی نصیحتیں کہ مرجان سے غصے سے بات نہیں کرنی اسکی عزت کرنی ہے فلاں فلاں۔۔

اب خقیقتاً یہی دو وجود اسکے وجود کا سہارا تھے کینڈل جلاتی وہ ٹھٹھکی تھی۔

وہ کچن میں اینٹر ہوتا اوپر لٹکی دیگچی اتار کر اس میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھنے لگا انداز میں نفاست تھی۔

ماوی ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی۔

جو ابلتے پانی میں آدھا کپ دودھ تین چمچ پتی ڈال رہا تھا ہاف چمچ اس نے چینی ایڈ کی تھی۔۔

پانچ منٹ پکانے کے بعد جب چائے دو کپ رہ گی تو وہ چولہا بند کرتا ہوا چائے کپس میں ڈالنے لگا تھا۔۔

وہ حیرت سے بت بنی اسے چائے اپنی طرف بڑھاتا دیکھ رہی تھی۔

آہستہ سے ہاتھ بڑھاتی وہ چائے کا کپ اسکے ہاتھ سے لے گئی۔

وہ بنا اسے دیکھے کپ پکڑ کر اپنا کپ پکڑتا باہر پڑے صوفے پر نیم دراز ہو کر چائے پینے لگا۔

وہ سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔

تب ہی لائٹ بھی چلی آئی تھی،

وہ بنا کوئی رئیکٹ کیے آرام سے بیٹھا چائے پیتا رہا۔۔۔

اسکا رنگ سیاہ تھا لیکن نقوش بہت باریک تیکھے سے تھے سلکی بال ہمہ وقت ماتھے پر

پڑے رہتے تھے لیکن اسکی آنکھیں اسے عجیب بناتی تھیں جن کا رنگ براون تھا اور وہ ہمیشہ بلیک ڈریسنگ میں ہوتا تھا ہر بار شرٹ نئ اور قیمتی ہوتی لیکن ہوتی بلیک تھی۔

وہ جانتا تھا ماویٰ اسکا جائزہ لے رہی ہے۔۔

کیا میں دادا جان کے کمرے میں سولوں۔

وہ بنا اسے دیکھے اس سے پرمیشن مانگ رہا تھا شاید وہ بہت تھکا ہوا تھا کہ اسکی تھکاوٹ ڈارک چائے بھی ختم نہیں کر سکی تھی۔۔

جی سو جائیں آپ۔

وہ گہری سانس لے کر بس یہی کہہ سکی۔

شکریہ!

موبائیل وہی رکھ کر کہتا وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔

ماوی اکیلی بیٹھی رہ گئی۔

چائے کو منہ کے برے برے زاویہ بنا کر وہ دیکھ رہی تھی۔۔

پھر تجسس سے ایک گھونٹ لینے کے لیے کپ ہونٹوں سے لگایا۔

ای ی ی۔

کڑوی بدمزہ چائے دوسرے ہی پل اسکے منہ سے باہر تھی۔

پتا نہیں کیسے ایسی چائے پیتا ہے یہ۔

کپ ٹیبل پر پٹختی وہ حیرت سے بڑبڑائی۔۔

دروازے کھڑکیاں سب بند تھیں لیکن پھر بھی دل پر ایک جوف ساطاری تھا کہ کہی کوئی کھڑکی توڑ کر یا دروازہ توڑ کر اندر نا آجائے اور اگر کوئی آگیا تو کیا پھر کوئی اسے لے جائے گا۔

ڈر و خوف سے سوچتی وہ بھی داداجان کے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا ہوا نیند میں گھم تھا۔

اسے دیکھتی وہ دور پڑے صوفے پر بیٹھ گئی اور سر صوفے کی پشت پر رکھ دیا۔

آنسو پھر سے آنکھوں میں جھلملانے لگے تھے۔۔

صبح بہت ٹھنڈی تھی آسمان پر کالے بادل منڈلا رہے تھے جس سے موسم دل کو بہت بھاہ رہا تھا۔

وہ ماوی کا نمبر ڈائل کر رہی تھی لیکن وہ بند جا رہا تھا اور نا ہی داداجان فون اٹھا رہے تھے۔۔

شاید اپنے سسرال میں بزی ہو۔

دلگرفتی سے سوچتی وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھتی ٹھٹھکی تھی کہ گاڑی کا شان علوی کی تھی یہ اتنی صبح کیسے آ گئے وہ اب بھاگ بھی نہیں سکتی اس لے گلے میں لیا چھوٹا سا دوپٹہ وہ جھٹ س سر پر لے کر منہ کے آگے کر گئی جیس اس سے خاص پردہ ہو بی بی کا۔۔

وہ آگے آگے تھے جبکہ ملازم پیچھے اسکا سفری بیگ تھامے ہوئے تھا۔

پناہ کو دیکھتا وہ حیران ہوا جو دوپٹے سے چہرہ کور کیے ٹیلی ویژن ایسے دیکھ رہی تھی جیسے شاید ہی اس سے زیادہ کوئی ضروری کام ہو۔۔۔

اسے دیکھتا وہ اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

اسکے جانے کا یقین کرتی وہ گہری سانس خارج کرتی ہوئی دوپٹہ چہرے سے ہٹا گئی۔۔

سر جھٹک کر دوبارہ صوفے پر بیٹھتی مارننگ شو دیکھتی چائے کی چسکیاں لینے لگی۔

شیشے سے پیچھے سیڑیوں کا سارا منظر صاف دیکھتا تھا۔

وہ کپڑے چینج کر چکا تھا اب فریش سا دوبارہ نیچے آ رہا تھا۔۔

آففف یہ پھر آ گیا مجھے لگا تھا لمبی تان کر سو جائے گا لیکن یہ تو نیچے آ رہا ہے۔۔

غصے سے بولتی وہ دوپٹہ پھر سے چہرے پر رکھ گئی اسکی حرکت کو کاشان علوی نے تیکھی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

تمہارا مجھ سے کوئی خاص پردہ ہے۔

وہ تیکھے لہجے میں اسکے سامنے آتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ بھوکھلا کر جلدی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔۔

نہیں تو۔۔

وہ باریک سی آواز نکال کر بولی۔

پھر میل ملازم کے سامنے تم ایسے ہی دوپٹہ کندھوں پر رکھے بیٹھی ہوتی ہو اور میرے آنے پر تمہیں پردے کا خیال آجاتا ہے اسکی کوئی خاص وجہ ہے۔

کرسی پر بیٹھتا وہ سرد لہجے میں اس سے بازپرس کرنے لگا تھا۔

افففف یہ تو بہت ہوشیار ہے۔

وہ بڑبراتی ہوئی وہاں سے جانے لگی تھی جب اس نے اسکی کلائی اپنے مضبوط ہاتھ میں لی تھی۔

میری بات کا جواب دو پہلے۔۔

اسکے حیران چہرے کو دیکھتا وہ آئی برو اچکا کر پوچھنے لگا۔

دیکھیں پہلے میری کلائی چھوڑیں پھر بتاوں گئی۔

کلائی چھڑانے کی کوشش کرتی وہ پریشانی سے بولی۔

پہلے ریزن دو۔

وہ ہنوز سنجیدگی سے بولا۔

وہ نامیں بہت خوبصورت۔۔

او پلیز ز پھر سے نا شروع ہو جانا کوئی سولڈ ریزن بتاو۔

ملازم کے چائے رکھنے پر وہ ایک ہاتھ سے چائے کا کپ تھامتا ہو کافی غصے سے بولا۔

وہی رہتا جہاں گیا تھا گھر آنے کی کیا ضرورت تھی بھلا۔۔

وہ غصے سے بڑبڑائی تھی۔۔

مجھے نہیں دیکھانی آپکو اپنی شکل بس بات ختم اب مت پوچھیئے گا۔

وہ اسکی کلائی چھوڑے حیرت سے کھڑا ہوا تھا۔

واٹ۔

وہ حیرانی سے بولا۔

ہاں۔۔

کہہ کر وہ وہاں رکی نہیں تھی بھاگ نکلی تھی وہاں سے۔

جبکہ اسکے چھوٹے سے بال اس نے حیرت سے دیکھے تھے جو بمشکل کندھوں تک آرہے تھے۔

اس نے دانت پیس کر اس گھڑی کو کوسا جب یہ لڑکی اسکے نکاح میں آئی تھی۔

سر جھٹک کر وہ بیٹھ کر چائے پینے لگا تھا جب مرجان کا خیال آیا۔

رمیز مرجان گھر پر ہے؟

وہ اندر آتے ملازم سے بولا۔

نہیں صاحب وہ تو کل رات کو آئے تھے آج رات تو وہ گھر پر ہی نہیں آئے۔۔

یہ لڑکا نہیں سدھرے گا مجھے اسے گڈ نیوز بھی تو سنانی ہے۔۔

اسکا نمبر ڈائل کرتا ہوا وہ فکرمندی سے بولا۔

السلام علیکم بھائی کیسے آپ کیا گھر پہنچ گئے ہیں۔۔

وہ گاڑی ڈرائیور کرتا ہوا بولا۔

وعلیکم السلام، کہاں ہو تم یار میں کب سے آیا بیٹھا ہوں اور یہ میں کیا سن رہا ہوں تم

رات سے گھر نہیں ائے کہاں ہو؟

کاشان چائے کا کپ اٹھاتا ہوا غصے سے بولا۔

بھائی داداجان کے پاس تھا انکی طبیعت خراب ہو گئی تھی تو وہی تھا اب گھر آ رہا ہوں آپ جایئے گا نہیں۔۔

وہ موڑ کاٹتا ہوا بولا۔

تم سے ملے بغیر کہی نہیں جا رہا جلدی آو آئی مس ہم یار۔

وہ شفقت و محبت سے چور لہجے میں بولا۔۔۔

آئی مس ہم آلاٹ بھائی۔۔

وہ بھی محبت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔

داداجان گھر آ چکے تھے وہ اب پہلے سے کافی بہتر تھے۔

وہ چاے پیتے چونکے تھے کہ داود ملک اپنے باپ اسفندیار ملک کے ساتھ انکے گھر اینٹر ہوا تھا۔

اسلام علیکم کیسے ہیں آپ اب۔۔

اسفندیار ملک نے انکے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

وعلیکم السلام ٹھیک ہوں میں۔۔

وہ سنجیدگی سے بولے کہ گھر آئے مہمان سے وہ تلخ کلامی نہیں کرنا چاہتے ورنہ انکا دل نہیں کر رہا تھا ان سے بات کرنے یا انہیں دیکھنے کا۔۔

اللہ کا شکر ہے میں ہسپٹل آتا آپکی عیادت کے لیے لیکن مجھے ایک ضروری کام سے آوٹ آف سٹی جانا پڑ گیا تھا۔

اس بار داود ملک بھرپور سنجیدگی سے بولا۔

جس پر دادا جان سر ہلاتے چپ رہے۔

خشمٹ صاحب ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی جو ماوی بیٹی پر یقین نہیں کیا۔اسکے لیے شرمسار ہیں ہم اور ماوی کا ہاتھ دوبارہ مانگنا چاہتے ہیں اور اس بار شادی بہت سادگی سے تین چار دن میں رکھیں گئے۔

ملک اسفندیار نے نہایت شائستگی سے بات کو سرانجام دیا۔۔

خشمت صاحب ایک جھٹکے سے کھڑے ہوئے تھے

کچن کی کھڑکی میں کھڑی ماوی نے بھی انکی بات پر حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔

ابھی اسی وقت میرے گھر سے چلیں جائیں میری بیٹی کوئی گئی گزری نہیں جسے جب دل کرے ٹھکرائیں گئے اور جب دل کرئے گا اپنالیں گئے میں اپنی پوتی کا نکاح کر چکا ہوں رشتے بہت تھے میری پوتی کے لیے کمی نہیں تھی اسے کسی رشتے کی برائے مہربانی یہاں سے تشخریف لے جائیں۔۔

خشمت صاحب غصے سے بھرپور لہجے میں بولے تھے۔

ماویٰ نے بھی انہیں ٹھٹھک کر دیکھا کہ اس نے پہلی بار دادا کو اتنے غصے میں دیکھا تھا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماوی میری منگ تھی اس سے میری شادی ہونے والی تھی آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔

داود ملک انکے قریب آتا مشتعل ہوتا چلا یا تھا۔

چلاو مت کوئی منگ نہیں تھی وہ تمہاری اگر ہوتی تو اسے یوں نا چھوڑتے اب چلے جائیں مجھے کہی جانا۔

وہ باہر کی طرف اشارا کرتے تلخ لہجے میں بولے۔

دادا جان صاحب آپ نے نکاح ضرور اس مرجان علوی سے کیا ہو گا لیکن یادرکھیئے گا ماوی میری ہے اور میری ہی رہے یادرکھئے گا۔

داود ملک کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔۔

انکے جانے کے بعد وہ بھاگ کر داداجان کے قریب آئی کیونکہ داداجان زور سے گہرے گہرے سانس لینے لگے تھے۔

وہ انہیں بٹھا کر انکے لیے انکی میڈیسن لے آئی زبردستی انہیں میڈیسن کھلا کر وہ انہیں انکے کمرے میں لے آئی زبردستی انہیں بیڈ پر لٹایا۔

ماوی مرجان کو کال کرو بیٹا کل سے آیا نہیں خیریت ہو۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولے۔

جی میں کرتی ہوں۔۔۔

داداجان کا موبائیل پکڑ کر وہ اسکا نمبر پریس کر کے کان سے لگا گئی۔۔

ہیلو داداجان!

اس نے کافی کا سپ لیتے ہوئے تصدیق چاہی۔

وہ دونوں بھائی آج لنچ پر آئے ہوئے تھے کاشان سامنے والی چیئر پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

میں ماوی بول رہی ہوں۔

اسکے دھیمے لہجے پر وہ چونک سا گیا پھر بھائی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

دادا جان ٹھیک ہیں۔

کافی کا کپ رکھتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

ہاں ٹھیک ہیں دادا جان آپ پرسوں سے آئے نہیں تو وہ آپکا پوچھ رہے ہیں۔۔

ناخن دانتوں سے کترتی وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

تھوڑا مصروف ہوں لیکن آج رات چکر ضرور لگاؤں گا دادا جان کو بتا دیجئے گا۔

اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔۔

ماوی نے ساکت نظروں سے ٹوں ٹوں کرتے فون کو دیکھا پھر دادا جان کو دیکھ کر وہ مصنوعی سا مسکرائی۔۔۔

دادا جان وہ کہہ رہے ہیں آج رات کو آئیں گئے۔

کہہ کر وہ وہاں رکی نہیں تھی۔۔

کچن میں آکر گندے پڑے برتن دھونے لگی تھی لیکن چہرے پر نا سمجھ سے تاثارت رقم تھے۔۔

رات کے بارہ بج رہے تھے جب اسکے پیٹ میں بھوک سے چوہے ناچنے لگے تھے۔

کھانا بنایا تو تھا لیکن دل نہیں کیا کھانے کو۔۔

دوپٹہ روم میں ہی چھوڑے وہ دادا جان کے کمرے میں چلی آئی وہ کتاب سینے پر رکھے گہری نیند میں سو رہے تھے۔۔

سارے گھر کی لائٹس بند کر کے بس لاونج کی لیکن لائٹ جلنے رہنے دی۔۔

کچن میں آ کر سب سے پہلے دودھ پتی بنائی اوون میں سالن اور چاول گرم کیے پلیٹ بنا کر وہ کمرے میں چلی آئی۔۔

بیڈ پر کھانا رکھ کر وہ بڑے آرام سے پھسکر مارے ے کھانا سٹارٹ کرنے لگی تھی جب کھڑکی پر ہلکا سا نوک ہوا۔۔

وہ ٹھٹھک گئی۔۔

ناک میں پڑا کوکا خوب چمکنے لگا تھا۔۔

کہی کوئی چور نا ہو۔

نوالہ واپس رکھتی وہ ڈر کے مارے کھڑی ہو گئی تھی۔

جنتِ ماویٰ۔۔

گھمبیر دھیمی آواز پر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

مرجان علوی۔۔

بڑبڑاتی ہوئی وہ غصہ ہوئی۔

جاۓ اپنا گھر دادا جان کتنا انتظار کرتے رہے لیکن یہ نہیں آیا اب چلا آیا ہے جب وہ اسکی راہ دیکھتے دیکھتے سو گئے میں بھی نہیں کھولوں گئ۔

غصے سے کہتی وہ کھانا سامنے رکھتی چھوڑا ہوا نوالہ دوبارہ منہ میں رکھنے لگی۔

پھر سے دستک ہوئی اس بار زرا زور سے ہوئی۔

ماویٰ آپ جاگ رہیں ہیں پلیز زا وپن دی ونڈو۔۔۔

اسکی سنجیدگی بھری آواز پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی اٹھی۔۔

کانپتے ہاتھوں سے تھوڑی سی کھڑکی کھولی۔۔

وہ شیڈز پر کھڑا سیاہ سایہ ہی لگ رہا تھا کہ باہر گھور اندھیرا تھا بلیک ہڈی پہنے اسے سنجیدگی سے دیکھتا وہ اسکے کمرے میں کود آیا تھا۔

سوری ڈسٹرب کرنے کے لیے لیکن میں آج دو تین میٹنگز میں بہت بزی تھا اس لیے دیری ہوگئی ابھی میٹنگ سے سیدھا ادھر ہی آرہا ہوں کیا دادا جان سو گئے ہیں۔۔

وہ تفصیل سے بات کرتا اس سے پوچھنے لگا۔

آپ کا انتظار کرتے کرتے سوں ہیں وہ ۔

بے تاثر لہجے میں کہتی وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھی۔۔

اس نے آنکھیں سکیڑے اس دیکھا جو ابلے چاولوں کی پلیٹ سامنے رکھے کھانا کھانا سٹارٹ ہو چکی تھی۔

اس لڑکی کو زرا پرواہ نہیں اپنی صحت کی۔

وہ سنجیدگی سے سوچتا اسکے کمرے سے نکلتا دادا جان کے کمرے میں جانے کے لیے نکل گیا

۔۔

پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو زرا سا خوبصورت ہوتا نا تو اس نے کسی کو کچھ سمجھنا ہی نہیں تھا

۔۔

چاولوں سے انصاف کرتی وہ تلخی سے سوچ کر رہ گئی۔۔

کچھ دیر بعد وہ برتن دھو کر چیک کرنے کے لیے دادا جان کے کمرے کی طرف بڑھی کہ وہ چلا گیا یا نہیں لیکن وہ حیران ہوئی۔

داداجان اور وہ آپس میں باتیں وغیرہ کر رہے تھے۔

اچھا ہوا ماوی تم آگئی۔

بچے نے دوپہر سے کچھ نہیں کھایا میٹنگ سے سیدھا ادھر ہی آرہا ہے تم اسکے لیے گرم گرم روٹی بنادو اور ہاں ساتھ میں کباب فرائے کر لینا۔۔

داداجان نے ماوی کو دیکھتے ہوئے اسے آرڈر دیا انکے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

اس شخص میں پتا نہیں کیا جادو تھا کہ داداجان کو اسکے سامنے اپنی پوتی بھی نہیں دیکھتی۔

اس طرف آنے پر وہ خود کو کوس کر رہ گئی نا ادھر آتی نا داداجان کھانے کا کہتے۔

داداجان کچھ اور بھی بتادیں وہ بھی بنا دیتی ہوں۔

وہ جاتے جاتے طنز کرنا نہیں بھولی تھی۔

اس نے ایک نظر اسکی پشت کو دیکھا پھر سر جھٹکتا وہ داداجان کی کوئی بات سننے لگا۔

بیٹا دل کی بہت اچھی ہے لیکن غصہ اسے اسے زرا جلدی آجاتا ہے لیکن پریشان نا ہونا کبھی کبھی آتا ہے اسے غصہ ہے ویسے ہر کام میں ماہر ہے میری بچی۔

وہ اس سے اپنی پوتی کی تعریفیں کر رہے تھے۔

جبکہ وہ سنجیدگی سے انہیں دیکھتا سر ہلا رہا تھا۔

کھانا تیار ہے۔۔

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی دوبارہ کچن میں چلی گئی۔

جاو بیٹا کھانا کھا کر آرام کرو جا کر تھک گئے ہو گئے ۔

انہوں نے اسکے کندھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے کہا۔

سر ہلاتا وہ کچن کی طرف چلا آیا جہاں وہ برتن سمیٹ رہی تھی۔۔

کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔

اسکے پیچھے کھڑا ہوتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

ماوی کا دل پہلی بار دھڑکا تھا اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر۔

میں کیوں آپ سے ناراض ہوں گئی ہمارا رشتہ صرف ایک کاغذ کی حد تک ہے میں آپکو پسند نہیں اور آپ۔۔۔

وہ کہتے ہوئے چپ ہوئی۔

اور میں آپکو پسند نہیں کیونکہ میرا رنگ سیاہ ہے، ہے نا۔۔

اسکا ادھورا جملہ پورا کرتا وہ آخر میں اس سے تصدیق چاہ رہا تھا۔۔

وہ اسکی طرف پلٹی۔

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔

وہ ہچکچا کر شرمندگی سے بولی۔

آئی نو۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا کچن سے باہر جاتے راستے کی طرف بڑھا۔

آپ کا کھانا۔

وہ حیرت سے اسے پلٹتا دیکھ کر بے ساختہ بولی۔

کھانا میں رات کو کم کھاتا ہوں دادا جان کو میں نے کہا بھی لیکن وہ مانے نہیں سوری آپ کو زحمت دی دروازہ بند کر لیں آکر۔۔

کہتا ہوا وہ خارجی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ وہ پریشانی سے خود کو کوس کر رہ گئی۔۔

کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

اسکے پیچھے آتی وہ دل کی بات زبان پر لے آئی۔

نہیں میں کسی سے ناراض نہیں ہوتا سو ڈونٹ وری۔

دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے وہ سامنے کی طرف چلتا ہوا بولا۔

اللہ خافظ۔۔

اس سے دھیمے لہجے میں کہتا وہ باہر کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

ماویٰ کا دل بجھ کر رہ گیا تھا لیکن پتا نہیں کیوں۔۔۔

کاشان علوی کے روم میں کھڑی وہ شش و پنج میں مبتلا تھی کہ کیا چیز اسے زیادہ پسند ہو گئی جسے خراب کیا جائے۔

سامنے کی طرف دیکھتی وہ جوش سے اس طرف بڑھی۔

اسکا لیپ ٹاپ اٹھاتی وہ وہاں سے لے کر بھاگی تھی۔

باہر رات کا سماں تھا وہ لیپ ٹاپ کو کیاریوں میں اُگے پودوں کے جھرمٹ میں چھپا گئی تھی۔

ہر وقت لیپ ٹاپ اٹھائے پھرتے ہو نا اب کر کے دیکھا و کام۔۔

ہاتھ جھاڑ کر کہتی وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی اندر کی طرف بھاگی جب راستے میں آتے وجود سے وہ زور سے ٹکراتی اسکی بانہوں میں جھول گئی تھی۔۔

حیرت سے وہ اسے دیکھتا دانت پیس کر رہ گیا جو منہ پر مفرل لپیٹے ہوئے تھی جیسے میڈیم کو بہت سردی لگ رہی ہو۔

کہاں سے آرہی ہو تم۔۔

بنا اسے چھوڑے وہ سنجیدگی سے بولا۔

جبکہ پناہ تو اسکی بانہوں کا حصار اپنی کمر کے گرد دیکھ کر پریشان ہو اٹھی تھی۔۔۔

اسکی نظریں اپنی کمر کے گرد لپٹی اسکی بانہوں پر تھیں۔۔

چھوڑیں مجھے۔

وہ اسکی بانہوں کا حصار توڑنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

پہلے بتاؤ کہاں تھی؟

وہ اسے ٹھیک سے کھڑا کرتا اپنے اور قریب کر گیا تھا آخر کو پناہ دی ڈون اسکی بیوی تھی۔

پناہ کی جان ہوا ہوئی۔

انتہائی بے شرم انسان ہے اب سے اسکے سامنے برقے میں آؤں گئی،

اور اگر میری شکل دیکھ لی نا تو چار دن ہسپتل میں رہے گا مجھے یقین ہے اس دن اسکو میجر ہارٹ اٹیک ہو گا دل تو کر رہا ہے دیکھا ہی دوں لیکن ابھی نہیں ابھی مجھے اس سے بدلے

بھی تو لینے ہیں نا۔۔۔

اسکے چہرے کو بہت قریب سے دیکھتی وہ تلخی سے دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔

زبان سے بات کیا کرو یوں دل میں مت بڑبڑایا کرو مجھے سخت ناپسند ہے یہ عادت۔

وہ غصہ ہوتا بولا۔

میں ایسی ہی ہوں اور ایسی ہی رہوں گئی اگر میں آپکو پسند نہیں تو دھکے دے کر نکال کیوں نہیں دیتے پتا ہے میرے یہاں رہنے سے آپکے خرچے میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔

میں بتاتی ہوں میں سارا سارا دن ایسی چلاتی ہوں چوبیس گھنٹے صرف کھاتی ہی رہتی ہوں اللہ کا شکر ہے جتنا مرضی کھاوں پیٹ اندر ہی رہتا ہے دوسرا چیزیں ہمیشہ مہنگی مہنگی خود بخود مجھ سے ٹوٹ جاتیں ہیں پتا نہیں کیوں،

شیمپو کی ساری شیشی میں ایک دن میں ختم کر دیتی ہوں کہ کیا ہے نا مجھے ہر چیز ضائع کرنے کا بہت شوق ہے جب امی کے گھر میں تھی نا امی فضول خرچی سے بہت ٹوکتی تھیں کہتیں تھی شوہر کے گھر میں کرنا یہ ساری فضول خرچیاں تو بس میں اب وہ سرے کام کرتی ہوں جو وہاں کرنے کی اجازت نہیں تھی اس لیے کہہ رہی ہوں بھلائی اسی میں ہے ڈو گز کو بند کردیں اور مجھے یہاں سے شرافت سے جانے دیں۔۔۔

دونوں ہاتھوں سے زور لگاتی اسکی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کرتی وہ اپنی صفات اسے اچھے سے گنادی تھیں۔۔

وہ بے تاثر چہرے سے اسکے ڈھکے چہرے کو دیکھتا سنجیدگی سے سر ہلا گیا۔۔

ہمممم! ٹھیک مسز کاشان علوی میری بات بھی سن لیں زرا آپ کان کھول کر اب آپ یہاں سے کہی نہیں جاسکتی کیونکہ اب تم جیسی بھی ہو میری وائف ہو اور اپنی چیزیں میں کسی کو نہیں دیتا اور دوسری بات میرے پاس بہت پیسا ہے ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے میرے پیسے ختم نہیں ہوں گئے ڈونٹ وری ایسا کیا کرو اپنے ساتھ بھی اے سی فٹ کروالو میں دے دیا کروں گا بل بس تم ٹھنڈی رہو اوکے۔۔

اسکے نقاب میں ڈھکے ناک سے ناک جوڑتا وہ سنجیدگی سے کہہ کر اسے وہی حیرت میں چھوڑے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

جبکہ وہ جوں کی توں کھڑی رہ گئی ہلنے میں سکت ہی نہیں بچی تھی بے چاری میں کہ سیر کو سوا سیر جو مل چکا تھا۔

جبکہ اپنے کمرے کی طرف تیزی سے بڑھتا وہ پہلی دفع اس لڑکی پر مسکرایا تھا۔

لیکن کمرے میں آکر وہ قہقہ لگا گیا تھا اسکی ہونق شکل یاد آنے پر۔۔۔

تمہارے لیے آج ایک سپرائز ہے میرے پاس رات کو میری نائٹ ہوٹل سات بجے پہنچ جانا اور ہاں بلیک سوٹ پر ریڈ ٹائی لگانا میں ویٹ کروں گا بلکہ میں ہی نہیں کوئی اور بھی کرے گا۔۔

اسکے روم میں آتا وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا تیزی سے نکل گیا کہ اسے بہت ضروری کام تھا ایک۔۔۔

مرجان نے ٹاول سے بال خشک کر کے بھائی کی بات ذہن میں دوہرا کر پریشان ہوا تھا۔۔

سینے پر موجود بلیک تل آج نمایا تھا ورنہ وہ چھپا ہی رہتا تھا۔۔

سیاہ ہونٹوں پر سنجیدگی رقم ہو چکی تھی ورنہ وہ بھائی کے آنے سے پہلے کوئی انگلش سونگ گنگنا رہا تھا۔۔۔

وہ اگر صاف رنگ کا ہوتا تو بہت خوبصورت دیکھتا اسکے خوبصورت نقوش سیاہ رنگ نے چھپا رکھے تھے کہ وہ ایک سیاہ فام تھا۔۔

ملک اسفندیار نے خشمت صاحب اور ماوی کا جینا حرام کر رکھا تھا۔۔
وہ آج کافی لوگوں کو انکے گھر بھیج کر توڑ پھوڑ کروا چکا تھا ماوی کو دھمکی بھی دے تھی کہ اس سے طلاق لے لے ورنہ اپنے دادا کو کھو دے گئی وہ۔۔
ماوی تب سے دادا جان کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔

میری نائٹ ہوٹل میں جیسے ہی وہ اینٹر ہوا وہاں چھائے اندھیرے کو دیکھ کر وہ ارد گرد دیکھنے لگا پھر چونکا کہ ایک دم سے لائٹیں حرکتیں میں آئیں تھیں جس سے سارا ہال روشنیوں سے نہا گیا تھا بہت سارے جاننے والے بزنس پارٹنر انکے رشتہ دار دوست وہاں سب جمع تھے لیکن وہ سامنے بلیک میکسی میں کھڑی لڑکی کو دیکھ کر ساکت ہو چکا تھا جو فل بازوں والی بلیک میکسی پر ریڈ کلر کے خوبصورت ٹاپس پہنے لمبے بالوں کو کرل کر چھوڑے ہوئے تھی وہ گندمی رنگت کی حامل لڑکی انتہا کی خوبصورت تھی کہ نظر جیسے اسی پر ٹھہر رہی تھی وہ ایسے ہی تو لندن میں خوبصورتی کا ٹائٹل جیت کر نہیں آئی تھی۔۔
وہ لڑکی دوڑ کر ایک دم سے اسکے سینے سے لگی تھی۔۔

مرجان نے ساکت نظروں سے خود سے چمٹی اس لڑکی کو دیکھا تھا۔

گہرہ سانس لے کر وہ اس لڑکی کو خود سے الگ کر گیا تھا۔ ۔

کیسے ہو تم!

اسکے ہاتھ تھامتی وہ محبت سے چور لہجے میں بولی ۔

ٹھیک ہوں۔

وہ فقط یہی کہہ سکا تھا۔

میرا حال نہیں پوچھو گئے۔

وہ مسکرا کر آئی برو اچکتی ہوئی بولی۔

تم ٹھیک لگ رہی ہو اس لیے نہیں پوچھا۔

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔

وہ مسکرائی!

تمہاری لاپرواہ والی عادت نہیں گئی۔

وہ کھلکھلاتی ہوئی بولی تھی۔

سب لوگوں کی نظریں ان دونوں پر تھیں کاشان گہری مسکان ہونٹوں پر لیے انکے قریب آیا تھا۔

کیا ساری باتیں یہی کھڑے کھڑے کرلو گئے ابھی سٹیج پر چلو ایک اہم سیر منی بھی تو کرنی ہے۔

کاشان دونوں کو کندھوں سے تھام کر سٹیج کی طرف لے کر چلتا ہوا خوش اخلاق سے بولا۔

سیر منی کے نام پر مرجان نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

اٹینشن ایوری ون آپ لوگ جانتے ہی ہیں آج آپ لوگوں کو یہاں کیوں بلایا گیا ہے آپکی شرکت کا شکریہ لیڈیز اینڈ جینٹل مین آج آپ سب کی بھرپور شرکت میں ہم مرجان اور منت کی انگیجمنٹ کی تقریب کو سرانجام دیں گئے۔

کاشان کی بات پر سب نے کافی دیر تک تالیاں ماریں تھیں۔۔

کاشان نے رنگ کیس سے رنگ نکال کر مرجان علوی کی طرف بڑھائی تھی۔

جبکہ وہ ساکت کھڑا اپنے بھِائی کو حیرت وشاک سے دیکھ رہا تھا۔

مرجان رنگ لے لو۔۔

کاشان نے اسے اپنی طرف دیکھتا دیکھ کر کہا۔

وہ ان سے نظریں ہٹاتا ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

مرجان رنگ لو اور پہنادو منت کو وہ انتظار میں ہے یار۔

بلال چوہدری نے مسکرا کر اسے ساکت کھڑا دیکھ کر متوجہ کیا۔

اس نے منت پر بے تاثر نظریں دوڑائیں پھر باپ جیسے بھائی کو دیکھا جو فخر سے سینا پھلائے بھائی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

گہری سانس لی پھر ان کے ہاتھ سے رنگ لے کر وہ منت کی انگلی میں پہنا چکا تھا۔

خوب تالیاں اور سیٹیوں کی گونج ہوئی تھی۔

پھر منت نے بلال کے ہاتھ سے رنگ لے کر مرجان کی انگلی میں بڑی نزاکت سے ڈال کر اسکا گال چوم گئی کہ انکی سوسائٹی میں ایسی باتوں کو برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔

مرجان نے ہونٹ بھینچ کر بے ساختہ گال پر ہاتھ پھیرا تھا۔

کاشان اسے اپنے گلے لگا کر مسکرایا۔

آج میں اتنا خوش ہوں کے تمہیں بتا نہیں سکتا آج میری اور بلال کی دوستی رشتے میں بدلی ہے اور سب سے بڑی خوشی میرے بھائی کو اسکی محبت مل چکی ہے اس سے بھر کر میرے لیے اور کیا ہو گا یار۔۔۔

اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے بولتا آخر میں اسکی کشادہ پیشانی پر ہونٹ رکھ گیا۔۔

مرجان انہیں دیکھتا ہلکا سا مسکرایا کہ وہ اپنے بھائی کو خوش ہی دیکھنا چاہتا تھا۔

منت نے پھر سے چھپکے سے اسکا ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں تھاما۔

وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ مسکرائی۔

میں جانتی ہوں تم مجھ سے ناراض ہو اور ہونا بھی چاہیئے لیکن پلیز زاب مان جاو مجھے معاف کردو میں نے پوری دنیا گھوم لی لیکن تم جیس مجھے کہی نہیں مرجان تم صرف ایک ہو جو چاہنا جانتا ہے رشتوں کے اصلی معنی سے آگاہ مجھے تم بہت یادآے تمہیں فون کیا میل بھیجے لیکن کوئی ریپلائے ہی نہیں آیا پھر میں نے کاشان بھائی سے رابطہ کیا اور دیکھو آج ہم ایک چھوٹے سے رشتے میں باندھ چکے ہیں اور آئی ایم شیور ہم بہت جلد ایک مضبوط رشتے میں بھی ہوں گئے۔

مرجان کا دوسرا بھی ہاتھ تھامتی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ، محبت سے بول رہی تھی۔

جبکہ وہ سر جھٹکتا طنز سے مسکرایا منت کو لگا وہ اسکے لیے مسکرایا ہے۔

وہ خوشی سے نہال ہو گئی تھی اسکی مسکان دیکھ کر۔۔

داد جان آپکو کیا ہو رہا ہے۔۔

داداجان ایک دم سے سر تھامے گہرے گہرے سانس لینے لگے تھے تکلیف سے انکی آنکھوں میں آنسو آنے لگے تھے ۔۔

کوئی ہے پلیز میری مدد کریں میرے دادا کو پتا نہیں کیا ہو رہا ہے کوئی آکر میرے دادا کو دیکھیں

باہر آکر وہ چلائی تھی لیکن رات کے ۱ بجے اسکی معصوم دہائی کو سنتا ۔

اپنی کھڑکی میں کھڑا داود ملک مسکرا کر اسکی دہائی سن رہا تھا،

اِس بڈھے کا چلے جانا ہی بہتر ہے۔۔

کافی پیتا وہ مسکرا کر بڑبڑایا تھا ۔

داداجان آنکھیں کھولیں داداجان پلیز میری طرف دیکھیں آنکھیں کھولیں آپکو میری قسم ہے۔۔

داداجان کی آنکھیں بند ہو چکیں تھیں جب وہ درد سے چلائی تھی۔

مر جان۔

اسکا خیال آتے ہی وہ دادا جان کے فون پر جھپٹی تھی۔

بیلز پر بیلز جا رہیں تھیں لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا کہ وہ گہری نیند میں تھا لیکن مسلسل بجتے فون نے اسکی نیند میں خلل ڈال دیا تھا۔

بیزاری سے یس کا بٹن دبا کر وہ کان سے لگا گیا تھا۔۔

ہیلو۔

اسکی سوئی خمار آلود آواز سنتی وہ سسک پڑی تھی۔

مرجان آپ۔۔۔

ایک دم سے پوری آنکھیں کھولیں تھیں۔

ماوی کیا ہوا ہے آپ کو، آپ رو کیوں رہیں دادا جان تو ٹھیک ہیں نا۔۔۔

وہ پریشانی سے اٹھ کر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے آپ آجائیں پلیز زز دادا جان آنکھیں نہیں کھول رہے۔

روتے ہوئے وہ بولی تھی۔

آئی ویل کم! آپ رونا بند کریں میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں ۔

سرعت سے کھڑا ہوتا چپل پہنتا بنا شرٹ کے بٹن بند کیے وہ باہر جانے والے راستے کی طرف بھاگا تھا۔

مرجان کہاں جا رہے اس وقت ۔۔

کاشان جو لاونج میں بیٹھا کوئی فائل ریڈنگ کر رہا تھا اسے پریشانی سے بھاگتا دیکھ کر کھڑا ہوتا ہوا وہ تشویش سے بولا تھا۔

بھائی دادا جان کی طبیعت بہت خراب ہے باقی صبح آکر بتاوں گا اس وقت وہاں پہنچنا ضروری ہے۔

بنا رو کے تیزی سے دروازے کی جانب جاتا وہ بولا تھا۔

میں بھی آؤں کیا۔

وہ فائل رکھتا اسکے پیچھے آتا ہوا بولا ۔

نہیں بھائی اگر ضرورت ہوئی تو آپکو فون کر لوں گا۔

گاڑی کو ریورس کرتا وہ پریشانی سے بولا تھا۔

پتا نہیں کون لوگ ہیں وہ، کتنی اچھی نیند سو رہا تھا پریشان کر کے رکھ دیا اسے۔۔

وہ تاسف سے بڑبڑایا کہ کچھ دیر پہلے وہ اسکے کمرے میں گیا تھا اسے گہری نیند میں دیکھ کر آہستہ قدموں سے وہ باہر چلا آیا لیکن کیا کیا جا سکتا تھا کہ اسکے بھائی کی نیند خراب ہو چکی تھی۔۔

گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑے وہ دس منٹ سے کم وقت میں داداجان کے گھر کے باہر تھا۔

بھاگ کر اندر آتا وہ داداجان کے پاس آیا تھا۔

ماوی اسے دیکھتی اور تیزی سے رونے لگی تھی۔

کچھ نہیں ہوتا داداجان کو آپ چادر لیں میں تب تک داداجان کو گاڑی میں بٹھاتا ہوں۔۔

اسے بنا دوپٹے کے دیکھ کر وہ اس سے کہتا ہوا داداجان کو گود میں اٹھا کر باہر کی طرف دوڑا تھا۔

بکھرے بال چہرے سے پیچھے کرتی بھاگ کر اپنی بڑی سی چادر خود پر اوڑھتی وہ بھاگتی ہوئی گاڑی کے نزدیک آئی۔۔

پیچھے دادا جان کے پاس بیٹھتی وہ انکا سر اپنے کندھے پر رکھ گئی۔

گاڑی کا گیئر بدلتا وہ گاڑی کو ہواوں میں چھوڑ چکا تھا۔

اگلے پندراں منٹ میں وہ ہسپٹل تھے۔

دادا جان کو ایمرجنسی وارڈ میں لے جایا گیا تھا۔۔

سرخ چہرے سے وہ بس رو جا رہی تھی۔

اسکا ایک ہی تو رشتہ تھا جو اسکا سب کچھ تھا، اگر دادا جان نا ہوتے تو پتا نہیں وہ اب تک زندہ بھی ہوتی یا نہیں۔

ہونٹوں پر انگلیاں رکھے وہ رونے میں مصروف تھی،

آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آئے تھےپ۔

وہ دونوں بھاگ کر ڈاکٹر کے پاس آئے۔

کیسے ہیں دادا جان وہ ہوش میں تو ہیں کیا ہوا تھا انہیں؟

ڈاکٹر سے ایک ہی سانس میں بیقراری سے وہ پوچھ رہ تھا۔۔

انہوں نے کسی چیز کی بہت زیادہ ٹینشن لی ہے جس سے انکا بی پی جطرناک حد تک شوٹ کر گیا تھا اور پھر وقت پر نالانے کی وجہ سے وہ۔۔

ڈاکتر کہتا ہوا چپ ہوا،

جبکہ انکی سانسیں رک چکیں تھیں۔

تو کیا ہوا آپ چپ کیوں ہو گئے ہیں۔

وہ ایک دم سے چلائی تھی۔

وہ کوما میں جا چکے ہیں انہیں کب ہوش آئے گا یا آئے گا ہی نہیں کچھ نہیں کہہ سکتے ابھی ۔۔

ڈاکٹر کہہ کر آگے بڑھ گئے جبکہ وہ دونوں ساکت سے کھڑے رہ گئے

۔۔

مرجان نے پریشانی سے اسے دیکھا جو رونا ترک کیے صدمے میں تھی۔

ماوی۔۔

اس نے اسے تھام کر ہلا یا تھا۔

آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ ایک دم سے اسکے سینے سے لگی تھی۔

اسکے دینے پر سر رکھے وہ تڑپ تڑپ کر روئے جارہی تھی

۔

اس نے پریشانی سے اسکے ہلتے وجود کو دیکھا پھر اسکے گرد اپنی بازو کا حصار باندھ گیا اور ایک ہاتھ سے اسکا سر تھپکنے لگا۔۔

صبح کے سات بجے تھے جب وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے کچن میں چلی آئی،

صاف ستھرا کچن اسکا منہ چڑا رہا تھا۔

وہ غصہ ہوئی۔

یہ کیا بات ہوئی کوئی ملازم ابھی ے ک نہیں آیا کسی کو جلدی بھی تو بھوک لگ سکتی ہے نا

ایی ملازم کو ہر وقت کچن میں رہنا چاہئیے۔۔

غصے سے بولتی وہ فریج کی طرف آئی

فریج میں فروٹ تھا اور کچھ سٹور ہوا کھانا۔

پتا نہکس کب کا بنا کرر کھا ہے میں تو تازہ کھانا کھاتی یہ باسی کھانے میرا پیٹ نہیں ہضم کر سکتا۔۔

نکا چڑھا کر فیج زور سے بند کر گئی۔۔

آہستہ سے اگر باسی نہیں پسند تو تو خود بنا کر کھاو کیونکہ ملازم سات بجے آتے ہیں 6 بجے نہیں۔

پیچھے سے آتی طنزیہ آواز پر وہ حیران ہریشان ہوئی۔

پھر گلے میں لیا دوپٹہ وہ ناک اور ہونٹوں کے گرد رکھ گئی۔

جس پر کاشان علوی نے آنکھیں سکیڑتے ہوِے اسے دیکھا۔۔۔

وہ چاہتا تو ایک جھٹکے سے اسکا نقاب اتار لیتا لیکن وہ چپ تھا کہ وہ دیکھنا چاہتا تھا وہ لڑکی کب تک اس سے اپنا منہ چھپاتی ہے جو خود کو خوبصورت ترین کہتی تھی۔۔۔

آپ اتنی صبح جاگ گئے رات کو سوتے نہیں دن کو جاگتے ملتے ہیں کیا آپ انسان ہیں۔

وہ اسکی طرف رخ کرتی بیرت سے ہوچھ رہی تھی۔

شٹ اپ تمیز سے بات کیا کرو اور ہاں میرے لیے چائے بنا کر باہر لاو۔

اسے سنجیدگ ءسے آرڈر دیتا وہ باہر جانے کے لیے پلٹ تھا۔

مجھے نہیں بنانی آتی۔

وہ کندھے اچکاتی ہوئی بولی۔

وہ بنا پلٹے رکا۔

تو کافی بنا لاو۔۔

وہ کہتا ابھی ایک قدم ہی چلا تھا جب وہ بولی۔

مجھے کافی بنانی نہیں آتی۔

وہ ڈیٹھ لہجے میں بولی۔

تو کیا آتا ہے میڈیم کو بنانا بس دماغ کھانا آتا ہے تمہیں یا چہرے پر پردہ چڑھانا۔۔

اسکی طرف پلٹتا وہ کافی غصے سے بولا تھا۔

وہ دبک گئی تھی اسکے تیز لہجے ہر۔

لیمو پانی بنانا آتا ہے اور ہانڈی کو تڑکا لگانا آتا ہے بس۔۔

اسکے تءز لہجے کے جواب میں وہ منمنا کر بولی تھی۔

واواڈیٹس گریٹ میڈیم آہکو تو بہت کچھ بنانا آتا ہے کل سے کوکنگ ساری تمہیں کرنی ہے
مجھے نہیں پسند نوکروں کے ہاتھ کا کھانا سمجھی۔

غصے سے کہتا وہ پلٹ گیا جبکہ وہ حیرت سے منہ کھولے اسکی لشت دیکھتی رہ گئی۔

لیکن مجھے تو چلے جانا ہے۔

وہ پریشانی سے بولی تھی لیکن تیز سماعت والا سن چکا تھا۔

جب جاؤ گئی میں تیسری شادی کرلوں لوں گا ڈونٹ وری لیکن ابھی کے لیے کھانا مجھے گھر کی عورت کا چاہیئے انڈرسٹنڈ ورنہ ایک جھٹکے سے ہر دہ بی بی کا ہر فہ اتار کر دور پھینک دوں گا اور ہاں کل رات تم نے میرا لیپ ٹاپ پوفوں میں چھپایا تھا۔

کہتے ہوئے سے اچانک ہی یاد آیا تھا۔

وہ جلدی سے سر میکا نکی انداز میں نفی میں ہلا گئی۔

جانتا ہوں میں تمہیں اچھی طرح لیکن اگلی بار ایسی حرکت کی تو تمہیں ہی ہو دوں میں گاڑھ دوں گا اب جلدی سے کافی بنا کر لاو۔۔

تیکھے لہجے میں کہتا وہ باہر نکل گی۔

ہائے اللہ ایس انہیں ہو سکتا مجھے نہیں کرنے گھر کے کام۔۔

سر تھامتی وہ بلبلا کر رہ گئی تھی۔۔

منت کتنے دنوں سے اسے فون کر کے ملنے کا کہہ رہی تھی لیکن اسکے پاس ٹائم ہی نہیں تھا وہ ماویٰ کے ساتھ تھا اسے اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتا نا۔

دادا جان کو دوسرے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا ماوی اس دن سے خاموش پریشان تھی۔

سارا دن انکے سامنے بیٹھی وہ انہیں بھرائی آنکھوں سے دیکھتی رہتی۔۔

لیکن وہ خاموش پڑے رہتے اس سے کوئی بات نا کرتے۔۔۔

آج تین دن بعد وہ گھر آئی تھی مرجان اسلام آباد گیا ہوا تھا ایک کام کے سلسلے میں۔۔

وجود پر سستی سے طاری تھی۔

کافی دیر وہ شاور کے نیچے کھڑی بھیگتی رہی۔۔

نہا کر فریش ہوتی گلابی کلر کا ریشمی سوٹ پہن کر وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔۔

کافی دنوں سے بے آرامی کی وجہ سے وہ سو نا سکی تھی اب بیڈ پر لیٹتے ہی وہ سو چکی تھی بنا کوئی دروازہ کھڑکی بند کیے۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند میں تھی اسے خود پر بلینکٹ لینے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔۔

رات کے نو بجے گھر آیا تھا وہ۔

چہرے سے وہ کافی تھکا تھکا لگ رہا تھا شرٹ کے سلیوز کہنیوں سے بھی اوپر تک موڑے ہوئے تھے ڈھیلی سی ٹائی ماتھے پر بکھرے بال سرخ آنکھیں وہ کئی دنوں کا بے آرام دیکھتا تھا۔

لاونج میں کاشان اور لبہ کے ساتھ بیٹھی

منت کو دیکھ کر اسکے چوڑے ماتھے پر سکوٹیں پڑیں تھیں۔

لو مر جان بھی آگیا۔

کاشان نے اسے دیکھ کر محبت سے کہا۔

السلام علیکم۔۔

وہ دھیمی آواز میں بولا تھا۔

وعلیکم السلام۔۔۔

کاشان اور منت نے اسکی سلامتی کا جواب خوش اخلاقی سے دیا تھا۔

تھک گئے ہو۔

کاشان نے اسے اپنے کندھے پر سر رکھتے دیکھ کر تشویش سے پوچھا۔

وہ جواباً سر ہلا گیا۔

اونو میں تو آج تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے آئی تھی یار، منت نے پریشانی سے منہ بسور کر کہا۔

کل چلے جانا دونوں، کل ویسے بھی مرجان کی کوئی خاص میٹنگ نہیں۔

کاشان نے سنجیدگی سے کہا۔

بھائی میں سونے جا رہا ہوں کوئی ڈسٹرب مت کرئے۔

وہ کہتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

منت نے شکایتی نظروں سے کاشان کو دیکھا۔

ہو جائے گا ٹھیک اسے کچھ وقت دو تم نے بھی تو اسکا دل توڑ دیا تھا اب وہ ایک دم سے تو تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں ہو سکتا نا، ناراض ہے وہ اسے مناو۔

کاشان نے سنجید گی سے اسے مشورہ دیا۔

وہ گہری سناس لیتی مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔

دوسری لڑکیوں سے کیسے ہنس ہنس کر بات کرتا ہے اور میرے سامنے ایسے ہوتا ہے جیسے زخمی شیر ہو جو کھا جانے کو تیار رہتا ہے۔

اپنے کمرے کی کھڑکی سے ان دونوں کو دیکھتی وہ منہ بنا کر بولی۔

آخر تھی نا مشرقی بیوی شک تو کرنا ہی تھا اسے۔۔

یہ امیر تو ویسے بھی بڑے ٹھرکی ہوتے ہیں کہتے ہم غریبوں کو ہیں ۔

جیلس لیے انداز میں کہتی وہ ٹھک سے کھڑکی بند کر گئی تھی،

وہ منت سے خوش اخلاقی سے بات کرتا ٹھک کی آواز پر چونکا تھا۔

بے ساختہ اوپر والی کھڑکی کی طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا کھڑکی بند تھی جس پر وہ طنز سے مسکرایا۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب کلک کی آواز سے اسکی آنکھ کھولی باہر تیز ہوا چل رہی تھی۔

او! میں تو دروازہ بند کرنا ہی بھول گئی تھی کہی کوئی چور نا ہو۔۔

پریشانی سے بڑبڑاتی وہ اٹھی تھی لیکن ہر ساکت رہ گئی اسکے کمرے کی ہر چیز زمین بوس تھی ختیٰ کے کبڈ سے سارے کپڑے باہر فرش پر گرے ہوئے تھے ۔

زیورات کے ڈبے باہر تھے لیکن زیورات تو انکے اندر ہی تھے۔

پریشانی سے وہ ارد گرد دیکھتی باہر کی طرف دوڑی باہر ہر چیز اپنی جگہ ہر تھی۔

تب ہی کسی نے اسکے ہونٹوں پر زور سے ہاتھ رکھا تھا۔

وہ ہل کر رہ گئی تھی۔

آووووو۔

چیخنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسکی آواز ہونٹوں میں ہی قید ہو گئی تھی۔

چپ کر کے کھڑی رہو اور یہ بتاو کیا تمہارے پہلے شوہر کی تمہارے پاس کوئی نشانی ہے۔

سرد آواز پر وہ ساکت کھڑی رہ گئی یہ کیا تھا آخر۔۔

بولو جواب دو۔

کوئی اسکی گردن پر چاقو رکھتا پھنکارا تھا۔

وہ کانپ کر رہ گئی۔۔

وہ ہاں میں سر ہلا گئی جس پر وہ آدمی مسکرایا تھا۔

کیا ہے تمہارے پاس اسکا اشارے سے بتاو۔۔

اس نے پھنکار کر پوچھا۔

وہ ناک کے لونگ پر ہاتھ رکھ گئی تھی جس پر وہ آدمی حیرت زدہ ہوا کہ وہ کوکا تو بڑا عام سا تھا

شاید وہ جھوٹ بول رہی تھی۔

اس نے ہلک س کٹ اسکی گردن ہر لگایا تھا۔

وہ درد سے کراہ کر رہ گئی کے چیخ تو وہ سکتی نہیں تھی۔۔

رات کا پتا نہیں کونسا پہر تھا جب اسکی آنکھ اچانک سے پتا نہیں

کونسے احساس سے کھلی تھی۔

سینے میں ایک دم سے گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔

سینا مسلتا وہ پاس پڑے جگ سے ہی منہ لگا گیا۔

ماوی ہسپٹل میں ہوں گئی فون کر کے پتا کرتا ہوں۔۔

سیل پر ہسپٹل کا نمبر ملاتا وہ کال ریسیو ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

ہیلو میں مرجان علوی روم نمبر ۱۱ کے پیشنٹ کے ساتھ جو لڑکی ہیں انہیں بلا

دیں زرا۔

اس نے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

جی وہ تو شام کو ہی چلیں گئیں تھیں۔

ریسپشن لڑکی کے بتانے پر وہ چونک کر رہ گیا بنا شرٹ اٹھائے وہ کمرے سے بھاگتا بائیک پر سوار ہوا تھا،

اس نے ماوی کے گھر کی طرف جاتے راستے پر بائیک کو دوڑایا تھا۔۔

نائف کے ہلکے لگے کٹ سے اسکی گردن سے خون کی بہتی پتلی سے لکیر اسکے گریبان تک آنے لگی تھی۔۔

درد سے اس نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔
دیکھ لیا جھوٹ بولنے کا انجام ابھی بھی وقت ہے بتادے اسکی کوئی قیمتی چیز ورنہ یہی پر تمہاری زندگی کا خاتمہ کردوں گا۔

وہ زہریلے لہجے میں کہتے ہوئے پھر سے کٹ لگانے لگا تھا جب باہر سے بائیک کے رکنے کی آواز آئی تھی۔

وہ آدمی چونک گیا تھا پھر اسے منہ کے بل فرش پر دھکا دیتا وہ کھڑکی سے ہی سرعت سے

نیچے کود گیا ۔۔

دادا جان۔۔۔۔

ماوی گلے پر ہاتھ رکھے درد سے چیخنے لگی تھی۔۔

ماویٰ

ہال میں آتا وہ اسکی چیخ پر پریشانی سے بولا تھا۔

پھر اوپر کی طرف دوڑا۔۔

ماوی گلے پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی درد سے آنکھیں بھینچ رکھیں تھیں۔

جنتِ م۔۔۔اوی ۔

جنت ماوی۔۔

بےچینی سے اسے پکارتا وہ اسکے پاس پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔

ماوی کا ہلتا وجود ساکت ہوا تھا۔

اسنے

تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا رخ اپنی طرف کیا

گردن سے بہتے خون پر وہ اسے ساکت نظروں سے دیکھنے لگا تھا وہ آنسوں بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی رونا چلانا وہ بند کر چکی تھی اسے دیکھ کر۔

کس نے کیا یہ!

ہونٹ بھینچے وہ سرد لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

جواباً وہ چپ رہی۔

کچھ دیر ہونٹ بھینچے وہ اسے دیکھتا رہا۔

ماوی میں پوچھ رہا ہوں کس بلڈی نے تمہارے ساتھ کیا ہے یہ ٹیل می پلیز ز،

بھینچے ہوئے لہجے میں اِسکا جھکا سر انگلی سے اوپر کرتا ہوا وہ طیش سے بولا۔

ماوی اسے دیکھتی سر نفی میں ہلانے لگی۔

گہری سانس لے کر ہاتھ اسکی طرف بڑھایا۔

ماوی کا دل زوروں سے ڈھڑکنے لگا تھا۔

زخم پر انگلی رکھ کر وہ اسکے زخم کا معائنہ کرنے لگا تھا۔

سسسی

تکلیف سے وہ سسکی تھی۔

ڈونٹ وری ٹھیک ہو جائے گا روئیں مت۔

انگلی سے اسکے زخم کو چھوتا ہوا وہ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا ہوا بولا۔

اٹھیں یہاں سے۔۔

اسے اٹھاتا ہوا وہ نرمی سے بولا۔

اسے دیکھتی ہوئی وہ فرش سے اٹھی تھی

ماوی کی نظریں اسی پر تھیں دادا جان کے بعد پہلی بار اسے کوئی اپنا سا لگا تھا۔

اسے آرام سے صوفے پر بٹھا کر شیلف پر رکھی فرسٹ ایڈ باکس کی طرف بڑھا۔

ماوی نے حیرت سے اسے دیکھا جو ہلکی سی بنیان پہنے ہوئے تھا بنیان بہت ہلکی تھی جس سے اسکا کسرتی جسم بہت واضع تھا۔

ماوی نے شرم سے نظریں جھکا لیں کہ وہ پہلی بار کسی مرد کو بغیر شرٹ کے دیکھ رہی تھی

۔۔

فرسٹ ایڈ بوکس سے پائیڈوین نکال کر وہ روئی پر ڈالنے لگا پھر آہستہ سے اسکی طرف جھکا

ماوی نے آنکھیں بھینچ لیں تھیں اسکی بے انتہا قربت پر

اسے ایک نظر دیکھ کر وہ آہستہ سے اسکے زخم پر وہ روئی رکھتا بینڈ تیج رکھنے لگا۔۔

ماوی نے جلن سے مٹھیاں بھینچی ہوئیں تھیں۔

مرجان نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھا،

ماوی نے بھی سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔

کالی آنکھیں براون آنکھوں میں الجھی سی تھی۔

اسکی بینڈ تیج کمپلیٹ کرتا وہ سیدھا ہوا۔

ایک طرف بنی شیلف پر باکس رکھ کر وہ واش روم کی طرف چلا گیا شاید وہ ہاتھ دھونے گیا

تھا۔

ہاتھ دھو کر وہ جب باہر آیا تو وہ اسی طرح ساکت سی بیٹھی ہوئی تھی آنکھوں میں نمی سی تھی

۔

ماوی آپ نے کھانا کھایا۔۔

اسکے نرمی سے پوچھنے پر اسکی آنکھوں میں پھر سے تیزی سے پانی جمع ہونے لگا تھا۔

کیا آپ نے کھانا کھایا تھا؟

اسکے پاس ایک گھٹنے کے بل بیٹھتا وہ ہنوز نرمی لیے لہجے میں بولا۔

اسے کچھ دیر دیکھنے کے بعد وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

بھوک لگی ہے۔

وہ سر جھکا کر اسکا جھکا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

اس بار ہاں میں سر ہلایا گیا تھا۔

آئیں میرے ساتھ۔

اٹھتا ہوا وہ اسکی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا،

ماوی حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھتی ہوئی بنا کوئی اعتراض اٹھائے اسکے پھیلے ہوئے ہاتھ پر

آہستہ سے ہاتھ رکھ گئی۔

وہ اسکا ہاتھ ہاتھ میں بھینچ کر اسے اٹھاتا ہوا لاونج میں بنے کچن کی طرف بڑھا۔۔

ماوی نے اسکے کالے ہاتھ میں جھکڑے اپنے سفید خوبصورت ہاتھ کو دیکھا لیکن آج اسے

اسکا کالا رنگ برا نہیں لگا نجانے کیوں وہ سمجھ نا سکی۔

اسے چیئر پر بٹھاتا وہ فریج کی طرف بڑھا۔

سبزیاں نکال کر کچن میں بنی شیلف پر رکھ کر کٹنگ بورڈ تلاش کرنے لگا دس سیکنڈ بعد جب

اسے کٹنگ بورڈ مل گیا تو سبزیاں دھو کر کاٹنے لگا۔

جس طرح وہ سبزیان کاٹ رہا تھا لگ رہا تھا وہ پہلی یا دوسری بار کاٹ رہا ہے۔

وہ نوڈلز بنا رہا تھا۔

ماوی کو نوڈلز سخت ناپسند تھے لیکن خاموش رہی۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ سبزیوں والے نوڈلز شیشے کے باول میں ڈال کر اسکے آگے رکھ رہا تھا۔

ماوی گود میں ہاتھ رکھے حیرت میں تھی پہلی بار کسی مرد کو اپنی اتنی کیئر کرتے دیکھا تھا۔

کھائیں۔۔۔

وہ اپنے لیے کافی بناتا اسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا دیکھ کر گھمبیر لہجے میں بولا۔

ماوی ٹھٹھک سی گئی تھی اسکے گھمبیرتا لیے لہجے پر۔۔

سر ہلاتی وہ کانٹے سے نوڈلز منہ میں ڈالنے لگی۔۔۔

کافی بنا کر وہ اسکے سامنے ہی بیٹھ گیا۔۔

جبکہ وہ نوڈلز کا نوالہ منہ میں ڈالے شش و پنج میں پڑ گئی کہ نوالہ نگلنا ہے یا اگلنا ہے نمک کی

بھرمار ی تھی نوڈلز میں۔

بھائی کہتے ہیں میں نوڈلز اچھے بناتا ہوں۔۔

وہ شاید اپنی تعریف سننا چاہ رہا تھا۔۔

ماوی زبردستی نوڈلز گلے میں اتارتی مسکرائی۔

ماوی کھائیں،

اگر کھانا چھوڑدیں گی تو کیا مسلے مسائل حل ہو جائیں گئے ہر گز نہیں ہم میں ہمت ہی نہیں رہے گئ انہیں فیس کرنے کی۔۔

وہ اسے کھاتا نادیکھ کر بھاری آواز میں سمجھانے لگا تھا اب وہ اسے کیا کہتی کہ نوڈلز کھانے لائق ہی نہیں ہیں تو وہ کیا کھائے لیکن وہ زبردستی نگلنے لگی تھی۔۔

وہ سارا باول بہت مشکل سے

خالی کر چکی تھی جب وہ کھانے کے لیے ہاتھ نا بڑھاتی تو وہ کھانے کو سنجیدگی سے کہتا مجبوراً اسے کھانے پڑتے اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا وہ کیسے کہتی کہ نمک زیادہ ہے بس مروت میں ماری گئ تھی وہ بے چاری

کافی پیتا وہ سنجیدگی سے کچھ سوچ رہا تھا۔۔

ماوی اپنا سامان پیک کرلیں صبح ہم یہاں سے جا رہے ہیں جب تک دادا جان ٹھیک نہیں ہوتے۔۔

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

کہاں۔

وہ پریشانی سے بولی۔

میرے گھر۔۔

وہ شانے اچکاتا ہنوز کافی پیتا ہوا بولا۔

آپکے گھر مگر۔۔

وہ ہچکچائی تھی۔

ماوی میں ہر وقت آپکے ساتھ نہیں رہ سکتا آپکو میرے ساتھ چلنا ہے ہر صورت میں نو

اگر مگر میں دادا جان کے کمرے میں جا رہا ہوں۔۔

مضبوط لہجے میں کہتا وہ وہاں رکا نہیں تھا۔

جبکہ وہ پریشانی سے وہی بیٹھی رہ گئی۔۔

وہ منہ بنائے چپ چاپ بیٹھی تھی جب لبہ نے اسکا ہاتھ تھاما وہ چونک کر باپ کی کاربن کاپی

کو دیکھنے لگی۔

آپ بابا سے منہ کیوں چھپاتی ہیں۔

لبہ اسے بلیک ماسک لگائے دیکھ کر حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

مرضی ہے میری۔

وہ ناک چڑھا کر بولی۔

لبہ نے منہ بنایا۔

آپ پلیز میرے بابا کو اپنا چہرہ دیکھا دیں نا۔

وہ سنجیدگی سے بولی۔

کیوں۔۔

وہ حیرت سے اسکی طرف دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

ایسے ہی اب دیکھے ناہم آپکو یہاں بابا کے لیے لائے تھے اگر بابا آپکا چہرہ نہیں دیکھیں گئے

تو وہ آپکو یہاں سے نکال دیں گئے اور نئی بیوی لے آئیں گئے پھر آپ کہاں جائیں گئیں۔۔

لبہ نے پریشانی سے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔

جبکہ وہ آنکھیں پھاڑے اسے حیرت سے دیکھتی رہی۔

لبہ جاو جا کر سکول کے لیے تیار ہو جاو۔

وہ سیڑیاں اترا ہوا سنجیدگی سے بولا۔

لبہ اسے دیکھتی سر ہلاتی ہوئی سیڑیوں کی طرف دوڑ گئی۔

جبکہ وہ آنکھوں میں پریشانی لیے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

وہ ایک نظر اسے دیکھتا ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھا ملازم اسی وقت اسکے لیے چاے لے آیا۔۔

چائے پیتا وہ اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

خیریت ہے نا کیا نظروں سے کاشان علوی کو ہضم کرنا چاہ رہی ہو۔

وہ چائے میں چینی مکس کرتا ہوا طنز سے بولا۔۔

میں آپکو نہیں دیکھ رہی۔

وہ غصے سے بولی۔

ایکسیوزمی تو کیا تم بینگی ہو۔

وہ مصنوعی حیرت سے بولا۔

نہیں تو کیوں پوچھ رہے ہیں۔

وہ کچھ غصے سے بولی۔

کیونکہ تم خود کہہ رہی ہو تم مجھے نہیں دیکھ رہی کہی اور دیکھ رہی ہو لیکن نظریں تو تمہاری

مجھی پر تھیں تو یہ بینگے پن کی نشانی ہے۔

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔

جبکہ وہ غصے سے پیچ وتاب کھا کر رہ گئی۔

دیکھیں میں آپکی عمر کا لحاظ کر رہی ہوں ورنہ میں اپنے محلے میں ڈون تھی کسی کی کیا مجال تھی مجھے توں کر بھی بلا لے۔

وہ چیئر سے کھڑی ہوتی ہوئی ہنوز غصے سے بولی۔

وہ چائے پیتا آئی بر واچکا گیا۔

اپنے محلے میں تو کتا بھی شیر ہوتا ہے

چائے فینش کرتا وہ جاتی پناہ کا وجود سلگا گیا تھا۔

آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔

وہ اسکی طرف پلٹی ہوئی بہت غصے سے بولی آخر یہ ہے کیا چیز تھی جو پناہ دی ڈون کو ہلکا لے رہا تھا۔

تمہارا شوہر۔

بریڈ کا پیس منہ میں ڈالتا وہ ہنوز لاپرواہی سے بولا۔

گڈ مارننگ ایوری بڈی۔۔۔

سریلی سی آواز پر بولنے کے لیے کھلے لب چپ ہوئے تھے وہ مین ڈور کی طرف پلٹی جہاں پر منت سرخ شرٹ بلیک پینٹ میں ملبوس مسکراتی ہوئی فریش چہرے سے انکی طرف آرہی تھی۔

گڈ مارننگ ڈیئر۔

وہ خوش اخلاقی سے بولا۔

ڈیئر۔۔

وہ آئی برو اچکا کر حیرت سے بڑبڑائی تھی۔

بیٹھو ناشتہ کرو۔

چیئر کی طرف اشارا کرتا وہ ہنوز نرمی سے بولا۔

ٹھینکس میں ویسے بھی ناشتہ کر کے نہیں نکلی تھی۔

چیئر پر بیٹھتی وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

پناہ اسے بیٹھتا دیکھ کر کچھ سوچتی ہوئی واپس اپنی چیئر پر بیٹھی۔

کاشان اسے ناشتے کی طرف اشارا کرتا ایک نظر اسے دیکھ کر رہ گیا۔

آپ ماسک کیوں لگاِے ہوئی ہیں۔

وہ پناہ کا ماسک دیکھتی ہوئی حیرت سے بولی۔

مجھے لوگوں سے الرجی ہے۔

اسکی بے سروپا بات پر کاشان کو چائے پیتے پھندا سا لگ تھا جبکہ چائے میں چینی گھولتی منت نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

واٹ!

وہ حیرت سے بولی۔

یس۔۔

اپنے لیے چائے نکالتی وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولی۔

کاشان کی نظریں اسی پر تھیں جن میں حیرت نمایا تھی اس کے اٹیٹوڈ پر۔۔

تم چائے کیسے پیو گئی۔

اسے چائے میں تین چمچ چینی گھولتا دیکھ کر وہ بولا۔

میں پی لوں گئی۔

وہ انہیں سٹرا دیکھاتی ہوئی طنز سے بولی.

منت نے تو اس عجوبے کو پریشانی سے دیکھا تھا۔

مرجان کہاں ہے۔

اس نے ارد گرد دیکھتے ہوئے بے قراری سے پوچھا۔

شاید واک پر گیا ہوا ابھی آجاتا ہے۔

کاشان ہونٹ نیپکن سے صاف کرتا ہوا بولا۔

وہ سر ہلا گئی۔

پناہ کی نظریں اسکے خوبصورت چہرے پر تھیں۔

میسنی کہی کی۔

اسکی خوبصورتی سے جیلس ہوتی وہ تپ کر بڑبڑائی تھی۔

آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔

اسے کپڑے دھوتے دیکھ کر وہ ساٹ تاثرات سے بولا۔

کپڑے دھوتے ہاتھ ساکت ہوئے تھے۔

میں کہی نہیں جانا چاہتی۔

وہ کپڑے نچوڑتے ہوئے سر جھکائے ہی بولی۔

کیوں کیا یہاں پر کسی انہونی کے انتظار میں ہیں آپ،

آپ

میری زمہ داری ہیں کل کو خدانخواسطہ آپ کو کچھ ہو جائے تو کیا جواب دوں گا میں دادا جان کو۔

وہ خاصے غصے سے بولا تھا۔

ماوی حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

تو اسے میری اس لیے ٹینشن تھی کہ کل کو دادا جان کو کیا جواب دے گا۔

گہری سانس لیتی کپڑے تار پر ڈالتی اسے دیکھتی ہوئی وہ کچن کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

مرجان علوی نے سرعت سے اسکی کلائی پکڑی تھی۔

کیا کہہ رہا ہوں میں آپ سے،

آپ میری بات کو سن کیوں نہیں رہی۔

وہ اس بار کچھ الجھے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

مجھے اپنے گھر سے کہی نہیں جانا۔

سپاٹ لہجے میں کہتی کلائی اس سے چھڑاتی وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ وہ ہونٹ بھینچے اسکی پشت کو ضبط سے دیکھتا رہ گیا۔

وہ خاصے غصے سے بائیک کی طرف بڑھا تھا۔

اسکے لیے ناشتہ پلیٹ میں نکالتی وہ چونکی تھی

اسکی بائیک کی آواز پر،

کھانا نکالتے اسکے ہاتھ ساکت رہ گئے تھے۔

بھاگ کر وہ باہر آئی تھی لیکن وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

ماوی نے خالی خالی نظروں سے خالی و ویران صحن کو دیکھا تھا۔۔

. . . .

کیا کرنا ہے ڈیڈ اسکا ہم کیسے ریان کی جائیداد تک پہنچے گئے نا ریان کی رنگ ملی نا وہ لڑکی ملی

آپکا پلین ہمیشہ فلاپ ہی ہوتا ہے۔

داود ملک اسفندیار پر غصے سے چڑ دوڑا تھا۔

وہ خبیث مرجان نا آتا تو میں پتا لگ ہی لیتا لیکن وہ لڑکی اپنے ناک میں پہنے کوکے کی طرف اشارا کر رہی تھی جب میں نے اس سے ریان کی نشانی کے بارے میں پوچھا تھا۔۔

اسفندیار کھڑکی کی طرف آتا پر سوچ انداز میں بولا تھا۔

داوّد ملک حیرت سے باپ کی طرف آیا تھا۔

واٹ تو آپ نے وہ کوکا لیا کیوں نہیں اِس سے۔

داود باپ پر غصہ ہوا۔

وہ کوکا بہت ہلکا لگا تھا مجھے لیکن اب سوچ رہا ہوں وہ لڑکی کہی سچ تو نہیں بول رہی تھی اگر وہ کوکا اسی ڈائمنڈ رنگ کے ٹکڑے سے بنا ہوا ہے تو وہ چمکتا کیوں نہیں جبکہ وہ سرخ تھی اور وہ کوکا سفید ہے۔

اسفندیار سگار منہ میں دبائے سنجیدگی سے بولا۔

ڈیڈ پھر بھی اب ہمیں وہ کوکا حاصل کرنا ہے۔

داود ملک کے کہنے پر اسفندیار ملک نے سر ہلا دیا نظریں ماوی کی بالکنی میں کھلتی کھڑکی پر تھیں۔۔

اب تم نہیں ماوی کی زندگی میں آوں گا۔

بیٹے کو دیکھتا وہ مسکراتے لہجے میں خود سے بڑبڑایا تھا

ماں کے کندھے پر سر رکھے وہ کافی دیر تک روتی رہی جہانگیر کے گلے لگ کر وہ ان سے گلہ شکوہ کرنے لگی تھی۔

جہانگیر نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ اپنی نادان بیٹی کو دیکھا۔

ادھر بیٹھو کیا تم اس گھر میں خوش نہیں ہو،

وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی تھی۔

کیا کاشان تم سے برا رویہ رکھتا ہے تمہیں مارتا ہے یا پھر تمہیں طعنے وغیرہ دیتا ہے ان میں سے کوئی بھی حرکت اس نے تمہارے ساتھ کی، میں جانتا ہوں نہیں کی ہو گئی پھر تم کیسے خود کو بدنصیب کہہ سکتی ہو میری بچی تمہاری قسمت بہت شاندار تھی کاشان تمہاری قسمت تھا نا کہ اس عنیزہ کا۔

جہانگیر صاحب کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ انہیں دیکھے گئی۔

وہ واقعی اتنا برا نہیں تھا جتنا وہ اسے سمجھتی تھی،

لیکن میں یہاں ڈون نہیں بن سکتی نا۔

وہ منمناتے ہوئے کوئی نا کوئی اعتراض لے ہی آئی تھی۔

شاہین اور جہانگیر اپنی بیٹی کی روٹھی شکل دیکھ کر مسکرا دیئے ایک جھجھک تھی جو انہیں پناہ کے دروازے تک نہیں آنے دیتی تھی لیکن آج وہ دونوں ہمت کر کے اپنی روٹھی ہوئی بیٹی کو منانے چلے آئے تھے۔

کاشان آفس تھا اسے شام کو آنا تھا پناہ اکیلی ہی گھر پر تھی مرجان آفس تھا جبکہ لبہ ٹیوشن پڑھنے گئ ہوئی تھی۔۔

اپنے ماں باپ کو اتنے دنوں بعد دیکھ کر وہ خود پر کنٹرول نہیں کر سکی تھی کافی دیر بچی بنی روتی رہی شکوے شکائیتیں کرتی رہیں۔

امی ماوی اور دادا جان کیسے ہیں۔

اس نے فکر مندی سے انکا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

وہ ایک دوسرے کو دیکھتے کوئی نا بہانہ کر گئے تھے کہ وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے

وہ چاہتے تھے پہلے وہ اچھے سے سیٹل ہو جائے پھر اسے بتائیں گئے،

وہ اس کے لیے ڈھیر ساری چیزیں لائے تھے جو اسکی فیورٹ تھیں۔۔

کافی وقت بیٹی کے پاس بیٹھ کر وہ دونوں پھر آنے کا کہتے ہوئے چلے گئے۔۔

آفس میں آج سب کی شامت آئی ہوئی تھی کہ مرجان کو آج بات بات پر غصہ آرہا تھا،

کبھی کسی کو چھوٹی سے غلطی پر جھاڑ دیتا تو کبھی کسی کو۔۔

وہ چائے پی رہا تھا جب نوک کرتی منت اندر آئی۔

ہیلو روڈ بوائے۔۔

اندر آتی وہ مسکرا کر اس پر طنز کر رہی تھی وہ جواباً اسے ایک نظر دیکھ کر سامنے پڑی فائل پر

کچھ اہم جگہوں پر نشان لگانے لگا تھا۔

پلیز مرجان اب بس بھی کردو آخر کب تک ناراض رہو گئے غلطی بھی تو انسانوں سے ہی ہوتی ہے نا۔

"وہ اسکے روڈ بیہو کو لے کر کافی پریشان تھی۔

میں ناراض نہیں ہوں منت ڈونٹ وری بس کام زیادہ ہے تو مصروف ہوں زرا۔

وہ بنا سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

اٹھو اور میرے ساتھ لنچ پر چلو پلیززز۔

فائل بند کرتی وہ زبردستی اسے اٹھا رہی تھی۔

منت پلیز بھائی یہاں پر نہیں ہیں سارا کام مجھے ہی دیکھنا ہے پھر کبھی چلیں گئے آج بہت کام ہے۔۔

وہ اپنا بازو اس سے چھڑاتا ہوا بولا تھا۔

بھائی سے بات کر چکیں ہوں میں انکی فکر مت کرو مجھے انہوں نے ہی کہا تھا آج کام زیادہ نہیں جاو دونوں مزے کرو۔

وہ ناراضگی سے بولی تھی۔

وہ گہرا سانس لیتا خود کو ریلکس کرتا سر ہلا کر اٹھا منت کھل سی گئی تھی اسے اپنے ساتھ آتے دیکھ کر۔

کیا آرڈر کریں۔

وہ آئی بر واچکا کر ایکسائٹمنت سے پوچھ رہی تھی۔

کچھ بھی کر لو۔

ارد گرد دیکھتا ہوا وہ بے تاثر چہرے سے بولا تھا۔

منت نے آرڈر دے کر اسے دیکھا جو فون پر بزی تھا وہ کسی کو ڈانٹ رہا تھا موڈ سخت آف تھا آج ۔

منت بلیو پینٹ شرٹ میں تھی اونچی پونی بنائے وہ کافی حسین لگ رہی تھی۔

فون بند کرتا وہ اسے دیکھنے لگا۔

مرجان پہلے کی طرح بن جاو نا جب تم مجھے دیکھا کرتے تھے میرا خیال رکھا
کرتے تھے میرے بنا رہ نہیں سکتے تھے۔

اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیے اسکے چہرے کو دیکھتی وہ مدھم سا بول رہی تھی۔

وہ کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگا تھا جب ایک لڑکی کو خود کو دیکھتے دیکھ کر چونکا پھر ٹھٹھکا
تھا۔

وہ وائٹ کلر کا نقاب کیے ہوئے تھی کالی آنکھوں میں جیسے غصہ سا تھا۔

ہاتھ میں شاپرز پکڑے وہ اسے دیکھ کر تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

وہ ماوی تھی وہ پہچان گیا تھا۔

چہرے پر تشویش سی پھیل گئی تھی۔

شاپرز کچن میں رکھ کر وہ سیدھی کمرے میں آئی تھی۔

واش روم میں آکر وہ سیدھا شاور کے نیچے آئی شاور کو کھول کر نیچے ڈھیٹوں کی طرح کھڑی رہی۔

دو دن سے وہ اسکی کوئی خبر نہیں لینے آیا تھا وہ روز اسکا انتظار کرتی لیکن ناوہ آیا ان اسکا فون وغیرہ آج تو وہ دادا جان کو ملنے ہسپٹل گئی تھی تو راستے میں کھانا پیک کروانے کے لیے رک گئی لیکن وہاں اسے ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ دیکھ کر اسکا دل خاموش ہو گیا تھا۔

شوں شوں کرتی وہ اپنے دل کو ڈانٹ رہی تھی۔

جائے جہاں مرضی جائے میری بلا سے ویسے بھی مجھے کونس وہ پسند ہے۔ میرے داد جان ٹھیک ہو جاتے ہیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں گئے جہاں کوئی دکھ تکلیف نہیں ہو گئی۔

روتے ہوئے وہ خود سے کہہ رہی تھی۔

سارا وجود پانی سے شرابور ہو چکا تھا۔

ماوی کیا آپ واش روم میں ہیں!

واش روم کے دروازے پر ہلکا سا نوک کرتا وہ دھیمے سے پوچھ رہا تھا۔

دل جو خاموش تھا اسکی نرم آواز پر وہ پھر سے دھڑکنے لگا تھا۔

ماوی!

ایک بار پھر سے دستک ہوئی تھی۔

شاور بند کر کے وہ ٹاول کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگی۔

ٹاول سامنے ہی پڑا ہوا تھا۔

ٹاول سے بال منہ وغیرہ اچھے سے خشک کرتی گہری سانس لیتی وہ دروازہ کھول کر بنا دروازے کے آگے کھڑے وجود کو دیکھے وہ کبڈ کی طرف بڑھی تھی۔

کبڈ سے اپنے کپڑے لے کر وہ اسکے پاس سے گزرنے لگی تھی جب وہ اسکا بھیگا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑ گیا تھا۔

ماوی نے پلٹ کر حیرانی سے اسے دیکھا۔

میرا ہاتھ چھوڑیں۔

سپاٹ لہجے میں بولتی وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

ماوی میری بات سنو کیا تم مجھ سے ناراض ہو۔

اسے اپنے سامنے کرتا وہ حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں میں کیوں ناراض ہوں گی آپ سے۔

وہ سپاٹ تاثرات سے بولی۔

اوکے تو پھر مجھے سے بات کیوں نہیں کر رہی نا مجھے دیکھ رہیں ہیں آپ۔

وہ اسکے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بولا۔

ماوی نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا پھر دوسری طرف نظریں جمادیں۔۔

میں پہلے بھی کوئی خاص بات نہیں کرتی تھی آپ سے۔

اس بار وہ غصے سے بولی تھی۔

پہلی بار وہ مسکرایا تھا۔

ماوی نے مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی وہ دائیں سائیڈ میں دیکھ رہی تھی۔

اوکے آپ چینج کرلیں پھر باہر جاتے ہیں ڈینز بھی باہر کریں گئے۔

اس نے ایسے کہا جیسے دونوں میں بہت محبت ہو دوستی ہو۔

آپ کیا باہر ہی گھومتے رہتے ہیں۔

وہ اس پر میٹھا ساطنز کر گی تھی۔

وہ مسکراتا ہوا اسکا ہاتھ چھوڑ گیا کہ اسے اسکا طنز بہت بھایا تھا۔

کرلیں چینج۔

وہ اسے کھڑا دیکھ کر بولا تھا۔

کرنے جارہی ہوں جیسے آپ نا کہتے تو میں کرتی ہی نا۔

غصے سے کہتی ہوئی وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

ہاتھ پاکٹ میں ڈالتا وہ اسکے کمرے سے نکل گیا تھا۔

وہاں سے ہوتا وہ کچن میں آیا وہاں پڑے شاپر زدیکھ کر وہ بے ساختہ انکی طرف بڑھا تھا۔

ایک شاپر زمیں سبزیاں تھیں تو دوسرے میں چھوٹے چھوٹے دوڈبے تھے جو اسی ریسٹورینٹ سے اس نے لیے تھے۔

ایک میں بریانی تو دوسرے میں دو کباب ایک سینڈوچ اور تھوڑ ساسیلڈ تھا۔

ایک مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر آئی تھی۔

پیچھے سے آتی قدموں کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا جہاں وہ کالے سوٹ میں ملبوس اسے گھور رہی تھی۔

بس چیک کیا کھایا تو نہیں۔

وہ اسکی گھوری کا مطلب سمجھتا وضاحت کر گیا تھا۔

آئی نو لنچ تو آپ کر ہی آئے ہوں گئے۔

ڈبے فریج میں رکھتی وہ طنز کرنے سے باز نہیں آرہی تھی۔

آپ میرے ساتھ میرے گھر چل رہیں ہیں یا نہیں۔

وہ پھر سے اپنے اصل مقصد کی طرف آیا تھا۔

ماوی نے پلٹ کر اسے دیکھا دو راتیں اس نے کس طرح گزاریں تھی یہ وہی جانتی تھی ساری ساری رات بیٹھے رہنا معمولی سے کھڑاک پر بھی جان لبوں کو آجاتی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی وہ شخص اسکے گھر کا پہرہ ساری رات دیتا رہا تھا۔

ماوی آپ چلیں گئی یا نہیں۔

اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کس حق سے۔

اس نے جواباً اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ ساکت ہوا تھا اسکے سوال پر۔

وہ کیا کہتا بھائی سے وہ اس لڑکی کو کس حق سے اس گھر میں لایا ہے وہ جتنا نرم تھا اس سے زیادہ سخت بھی تھا وہ جانتا تھا وہ اسے کبھی معاف نا کرتا اسکے خفیہ نکاح کے بارے میں جان کر۔

وہ گہری سانس لیتا پہلی بار اسکے ہاتھ ہاتھوں میں تھام کر دو تین قدم اسکے قریب آیا تھا اتنا کہ ماوی کو اسکا چہرہ اپنے چہرے کے بہت قریب محسوس ہوا تھا۔

وہ سانس روکے اسکے نقوش کو دیکھ رہی تھی جو بہت باریک اور تیکھے تھے وہ یقیناً اگر کالا نا ہوتا تو ماوی سے زیادہ خوبصورت ہوتا۔۔

ماوی میں چاہتا ہوں ابھی اس رشتے کو ظاہر نا کیا جائے جب دادا جان صحت یاب ہوں تو وہ اس رشتے کو بھائی سے شیئر کریں میں بھائی کو ابھی نہیں بتا سکتا ماوی، لیکن وہ آپکے اس گھر میں رہنے پر اعتراض نہیں کریں گئے آپ وہاں رہیں گئی تو مجھے کوئی ٹینشن نہیں ہو گئی آپ سیو رہیں گئی ماوی آپ میری بات مان کر دیکھیں میرے ساتھ میرے گھر چلیں وہاں آپکا دل بھی لگا رہے گا۔۔

وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھتا دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا۔

جبکہ ماوی کی بھی نظریں اسکے ہاتھوں پر تھیں۔

تو کیا آپ چلیں گیئں میرے ساتھ۔

وہ اب اسکی آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

وہ گہری سانس لیتی سرہاں میں ہلا گئی۔

وہ مسکرایا۔

ماوی کیا میں آپکو ایک ہگ کر سکتا ہوں۔

وہ بہت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

ماوی کا دل دھڑکنا بھول چکا تھا۔

وہ سرعت سے ہاتھ کھینچتی پیچھے ہوئی تھی۔

میں پیکنگ کر لوں!

بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کرتی نظریں جھکائے وہ وہاں سے تیزی سے نکلی تھی۔

وہ آئی بر واپچکائے پشت شیلف سے اٹکا گیا تھا۔۔

کمرے میں آتی وہ دل پر ہاتھ رکھ کر سرعت سے بیڈ پر بیٹھی۔

کچھ دیر بیٹھ کر خود جو ریلکس کرتی وہ کھڑی ہوئی بیگ نکالا اس میں اپنے روزمرہ کے کپڑے کچھ خاص چیزیں اور آخر میں اسکے ہاتھ لہنگے کی طرف بڑھے تھے جو پیک ہی پڑا رہ گیا تھا۔

وہ جب بچی تھی تو تب بھی اسکا گلابی سوٹ سلا یا ہی پڑا رہ گیا تھا اب بھی اسکا لہنگا ایسے ہی پڑا تھا کیا اس کی قسمت میں دلہن بننا نہیں لکھا تھا۔

برائیڈل سوٹ ہر ہاتھ پھیرتی وہ آفسردگی سے مسکرائی تھی۔

پھُر وہ سوٹ بھی بیگ میں رکھ گئی تھی پتا نہیں کیوں اس کا دل اسے وہاں چھوڑنے کو نہیں چاہا تھا۔

دادا جان کی کتاب انکا چشمہ ایک تصویر بھی وہ بیگ کے اندر رکھتی زیپ بند کرتی بیگ نیچے رکھتی خود پر بڑی سے بلیک چادر لے کر اسی کا نقاب کر کے وہ باہر آئی تھی۔

مرجان سارے گھر کی کھڑکیاں رومز وغیرہ بند کر رہا تھا۔

بی ریڈی؟

وہ کمرے وغیرہ بند کرتا اسکی طرف آتا ہوا ہوچھ رہا تھا۔

بنا سر اٹھائے وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

ایک الوداع نظر گھر پر ڈال کر وہ اسکے ساتھ گھر سے نکل گئی تھی

اسفندیار نے قہر بھری نظروں سے مرجان کی دور ہوتی گاڑی کو دیکھا تھا۔

کب تک بچاو گئے اسے مجھ سے۔

وہ طنز سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

کاشان باہر لان میں بیٹھا شام کی چائے پہ رہا تھا جب لبہ اسکی گود میں آکر بیٹھی۔

کیا بات ہے بیٹے۔

وہ اسکے بال اسکے چہرے سے پیچھے کرتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

بابا آپکی بیوی نا بہت خراب ہے

اس نے معصومیت سے کہا۔

اس طرف آتی پناہ کے کان کھڑے ہوئے تھے اپنے زکر پر۔

جبکہ کاشان نے پریشانی سے بیٹی کو دیکھا۔

کیا اس نے آپکو مارا یا ڈانٹا۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں ڈیڈ میرا مطلب ہے کوئی کام نہیں کرتیں سارا سارا دن بس کھاتی اور لیٹی رہتیں ہیں اور تو اور ٹی وی پر ہارر مویز دیکھتی رہتی ہیں اگر میں کہوں میرے ساتھ کھیلیں تو کہتی ہیں

میں کوئی بچی ہوں اگر کہوں کے کچھ کھانے کے لیے بنادیں تو کہتیں میں کوئی ملازمہ ہوں اور اگر کہوں کہ یہ سوال سمجھادیں تو پتا ہے کیا کہتیں ہیں؟

وہ سنجیدگی سے بیٹی کو دیکھ رہا تھا جبکہ پناہ کو رج کر غصہ آیا تھا بھلا یہ کسی ساس سے کم تھی چھوٹی فسادن۔

وہ غصے سے لال پیلی ہو گئ تھی۔۔

کہتیں ہیں میں تو بہت نالائق تھی مجھے کہاں آتا ہے کچھ پڑھنا لکھنا۔

وہ معصومیت سے اسکی ساری شکایتیں آج باپ سے لگا رہی تھی۔

پناہ!

اسے واپس پلٹتا دیکھ کر وہ غصے سے اسے پکار گیا تھا۔

وہ دانت پیستی پلٹی تھی۔

ادھر آو زرا۔۔

اسے وہی جمع دیکھ کر وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

لبہ کو گھورتی وہ انکے قریب آئی تھی۔

لبہ نے بھی جواباً طنز سے اسے دیکھا۔

لبہ کا خیال رکھنے کے لیے لایا تھا میں دوسری بیوی سمجھی ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں تھا کسی

بیوی شیوی کا سن رہی ہو۔

اسے ارد گرد دیکھتا دیکھ کر وہ بھنا کر بولا تھا۔

کانوں سے سنتی ہوں چہرے سے نہیں اور کان میرے سن رہے ہیں۔

وہ بھی جواباً طنز کر گئی تھی۔

آئندہ مجھے تمہاری کو شکایت نا ملے سمجھی تم۔

نہیں سمجھی! میرا مطلب ہے سمجھ گئی ہوں۔

منہ سے بے ساختہ نکل تھا لیکن اسے غصے سے گھورتا دیکھ کر وہ زبان دانتوں میں دباتی جلدی سے تصیح کر گی۔۔

تمہارے لیے بہتر بھی یہی ہو گا۔

اسکے غصے سے کہنے پر اسکا دل کیا رکھ کر ایک گھونسہ دونوں باپ بیٹی کے منہ پر مار دے۔

میں نوکرانی ہوں نا جو دل کرے گا وہی کروں گئ۔

ان دونوں کو دیکھتی وہ دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہی تھی۔

تب ہی گاڑی کے ہارن پر چوکیدار نے جلدی سے دروازہ کھولا۔

کاشان نے کپ ٹیبل پر رکھ کر مرجان کی بلیک گاڑی کو غصے سے دیکھا کہ وہ کب سے اسے فون کر رہا تھا اور وہ تھا کہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا اتنی امپورٹنٹ میٹنگ سے وہ اچانک ہی غائب ہو چکا تھا کتنا نقصان ہو چکا تھا اسکی لاپروائی سے۔۔

گاڑی سے نکلتا وہ دوسری سائیڈ آیا تھا ڈور کھولے وہ اسکے نکلنے کے انتظار میں تھا۔

نروس سی وہ باہر نکلی تھی۔

کاشان نے حیرت سے اسے کسی لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا۔

ماوی گھبراو نہیں میں ہوں نا۔

اس کے ہاتھوں میں پسینے دیکھ کر وہ نرمی سے اسے سمجھاتا اسے لیے کاشان کی طرف آیا تھا

۔

وہ دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے مرجان کو کھوجتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جبکہ پناہ کو وہ ماوی جیسی لگی تھی۔

کیا یہ ماوی ہے لیکن یہ انکے ساتھ کیوں آئے گئی۔

وہ پریشانی سے اس کے جھکے چہرے کو دیکھتی بڑبڑائی تھی۔

بھائی یہ خشمت دادا کی پوتی جنتِ ماوی ہیں دادا کی کنڈیشن کے بارے میں میں نے آپکو بتایا تھا نا یہ اکیلی نہیں رہ سکتی انکی ریسپونسبلٹی دادا جان نے مجھے سونپی تھی۔

اس نے گہری سانس خارج کر کے بھائی کی کھوجتی نظروں کے جواب میں کہا۔

کاشان نے اسکے جھکے سر کو دیکھ کر اسکے خلیے کو دیکھا۔

جو بلیک سوٹ پر بلیک ہی بڑی سی چادر کا نقاب کیے ہوئے تھی۔

ٹھیک ہے کوئی بات نہیں تم سے مجھے ذرا دوسری بات کرنی ہے زرا اسٹڈی روم مجھ

یدڑں تو آنا۔

اس سے سرد لہجے میں کہتا وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔

مرجان کو خطرے کی گھنٹیاں اپنے چاروں طرف بجتی محسوس ہوئیں تھی آج تو زبردست ڈانٹ پڑنے والی تھی۔

لب بھینچ کر وہ سوچ کر رہ گیا۔

چاچو یہ کون ہیں۔

لبہ اس لڑکی کو دیکھتی اشتیاق سے اس سے پوچھ رہی تھی۔

یہ آپکی نئ فرینڈ ہیں۔

اس نے اسے بانہوں میں اٹھاتے ہوئے پیار سے اسے بتایا۔

ہیلو فرینڈ۔۔

لبہ کے ہاتھ بڑھانے پر اس نے بھی مسکرا کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

پھر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر وہ ساکت ہوئی۔

پناہ !

پناہ بھی اسے پہچان چکی تھی وہ ماویٰ ہی تھی اسکی جند جان ماوی۔۔

ماوی۔

اسکی طرف بڑھتی وہ تیز لہجے میں بولتی اسکے جھٹ سے گلے لگی تھی۔

ماویؔ اس کے وجود کو بانہوں میں محسوس کرتی رو دی تھی کتنا کچھ سہا تھا اس نے اکیلے ہی کاش پناہ اسکے ساتھ ہوتی تو اسے کتنی ہمت ملتی۔

کیا ہوا ہے دادا جان کو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں اور تمہاری تو شادی تھی نا پھر یہاں کیسے ماوی میرا تو دل ہول رہا ہے۔

اس کے ہاتھ پکڑتی وہ بے چینی سے بولی تھی۔

ماوی کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگیں تھیں۔

بھابھی آپ انہیں اپنے ساتھ والے روم میں لے جائیں تھک گئی ہوں گئی یہ۔

مرجان نے پریشانی سے اسکا تھکا چہرہ دیکھ کر پناہ کو مخاطب کیا۔

پناہ آنکھیں صاف کرتی اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر کی طرف لے گَئی ۔۔

چاچو یہ پناہ ماما میری اس فرینڈ کو مجھ سے چھین تو نہیں لیں گئی نا۔

ؔ لبہ نے چاچو کی طرف چہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

نہیں میری جان کی فرینڈ اس سے کوئی نہیں چھینے گا۔

اسکے گالوں کو چومتا وہ محبت و شفقت سے بولا تھا۔

اسکی محبت پر وہ کھلی تھی۔

چاچو اتنے دن ہو گئے ہیں آپ نے آئس کریم نہیں کھلائی مجھے۔

میں ابھی اپنی جان کو کھلا کر لاتا ہوں اب خوش۔

اسے گاڑی کی طرف لے کر بڑھتا ہوا وہ بولا تھا۔

مر جان میں نے تم سے کچھ کہا تھا۔

اوپر بالکنی میں کھڑے کاشان نے دانت پیس کر اسے مخاطب کیا تھا۔

بھائی آدھے گھنٹے تک آتا ہوں میں۔

بنا نہیں دیکھے وہ عجلت سے کہتا لبہ کو جلدی سے گاڑی میں بٹھا کر وہاں سے نکلا تھا۔

تم زرا گھر تو آؤ پھر بتاتا ہوں تمہیں میں۔

کاشان نے غصے سے کہا تھا اسکا بہانہ وہ اچھے سے سمجھتا تھا۔

ماوی تم یہاں کیسے اور وہ بھی مرجان کے ساتھ۔

پناہ نے اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

ماوی کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگی تھیں۔

پھر وہ رکی نہیں سب کچھ اسے بتادیا سوائے اپنے نکاح کے۔

اواللہ ماوی تمہارے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے بتایا نہیں اور امی نے بھی نہیں بتایا تم کیسے اتنا کچھ اکیلے فیس کرتی رہی میں ہی بری ہوں تمہاری خبر ہی نہیں لی داداجان کی خبر نہیں لی ماوی تم پلیز مجھے معاف کردو۔

ماوی کے ہاتھ تھامتی وہ بھرائے لہجے میں بولتی ماوی کو بھی رولا گئی۔

پناہ ڈونٹ تو کرائے یار ویسے بھی قسمت میں ایسے ہی لکھا تھا یہ ہونا ہی تھا اور تم خود کو برا مت کہو تمہیں کونسا پتا تھا اگر ہوتا کیا تم مجھے سے ملتی نہیں۔

وہ اسکے ہاتھوں پر پکڑ مضبوط کرتی ہوئی پوچھنے لگی۔

پناہ ہاں میں سر ہلاتی اسکے کندھے سے لگی۔

دادا جان ٹھیک ہو جائیں گئے دیکھنا تم اور وہ تو تمہارے بچوں کو بھی کھیلائیں گئے۔

پناہ کے مسکراتے لہجے پر اسکا دل دھڑکا تھا۔

پھر مکہ اسکے کندھے پر دے مارا۔

او مائی گاڈ ماوی تم شرما رہی ہو۔

پناہ کے شرارت سے پوچھنے پر وہ اسے گھورنے لگی۔

تم مجھے بتاو تم نے منہ کیوں چھپا رکھا تھا باہر۔

ماوی نے یاد آنے پر حیرت سے پوچھا۔

ارے کاشان علوی سے یہ وہی ہے جس سے تین چار بار میری جھڑپ ہوئی تھی اسے اگر منہ دیکھا دیا نا تو مجھے کچا چبا جائے گا ایک منٹ میں اس گھر سے باہر کر دے گا مجھے بے چاری کو، بس جب تک یہاں ہوں منہ چھپا کر رہنا پڑے گا۔

پناہ نے غصے سے کہا۔

جبکہ ماوی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

پناہ تم سچ کہہ رہے ہو تم نے ایک بار بھی انہیں چہرہ نہیں دیکھایا اور انہوں نے بھی دیکھنے کی ضد نہیں کی کیا۔

ماوی نے حیرت سے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

دو تین بار انہوں نے کوشش کی دیکھنے لیکن میں ہر بار چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے پھسل گئی یہ چہرہ وہ تب ہی دیکھ سکتے ہیں جب پناہ دی ڈون چاہے گئی میں کوئی فالتو ہوں جو چہرہ دیکھاتی پھروں۔

وہ گردن اکڑا کر خود کو شاباشی دیتی ہوئی بولی تھی۔

پناہ تم نہیں سدھر و گئی۔

ماوی نے تاسف سے کہا۔

جو سدھر جائے وہ پناہ ہے بھی نہیں۔

پناہ کے مغروریت سے کہنے پر وہ مسکرا کر رہ گئی کہ وہ پناہ کو دیکھ کر بہت خوش تھی دل میں اطمینان سا چھا گیا تھا کسی اپنے کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر۔

جب میں نے کہا تھا اس میٹنگ کو تم دیکھو گئے کلائنٹ کو ڈیل تم کرو گئے تو کیوں عین موقعے پر غائب ہوئے چلو غائب تو ہوئے فون کیوں نہیں اٹھایا میرا۔

کاشان کے غصے سے پوچھنے پر اس نے ایک بار بھی بھائی کے سامنے سر نہیں اٹھایا تھا۔

مرجان میں تم سے مخاطب ہوں جواب دو کہاں تھے تم کیا اپنے دادا جان کے پاس تھے اگر تھے تو فون کیوں رسیو نہیں کیا پتا ہے کتنے کا نقصان ہوا ہے چلو نقصان کو مارو گولی اگر ایمر جنسی ہو گئی تو کیا کرے گا کوئی تم تو ایسے ہی فون بند کر کے بیٹھے رہو گئے۔

وہ اسے گھورتے ہوئے غصے سے باز پرس کر رہا تھا۔

اس نے ایک بار بھی جھکا سر نہیں اٹھایا تھا جس پر کاشان کو اور غصہ آرہا تھا

سوری بھائی۔

وہ اطمینان بھرے لہجے میں بولا تھا۔

کاشان نے گہری سانس لی مطلب وہ باز نہیں آئے گا بابا اور اسکے لاڈ پیار نے اسے تھوڑا لاپرواہ بنا دیا تھا کیا کیا جا سکتا تھا۔

ادھر آؤ۔

اسے گلے لگاتا وہ اب کی دفع نرم لہجے میں بولا تھا۔

جہاں جانا ہوتا ہے بتا کر جایا کرو مرجان مجھے پریشانی ہوتی ہے یا پھر فون اٹینڈ کر کے بندا خیریت کی ہی اطلاع کر دیتا ہے جب تم فون نہیں اٹھاتے تو مجھ سے پوچھو میں کتنا پریشان ہو جاتا ہوں۔

اسے ہنوز سینے سے لگائے وہ محبت و شفقت سے بول رہا تھا۔

اس نے آج تک مرجان کو ایک باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی وہ اسکا باپ بھائی دوست سب کچھ تو تھا کوئی اس سے اسکے کالے رنگ کی وجہ سے خاص دوستی نہیں کرتا تھا

اور مرجان کو اپنے بھائی کے ہوتے ہوئے دوستوں کی کوئی خاص ضرورت بھی تو نہیں تھی۔

دروازے کے پاس کھڑی پناہ حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی بھلا کہاں آج کل بھائیوں میں اتنی محبت دیکھنے کو ملتی ہے انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے ایک باپ اور بیٹا ہوں۔

سینے پر ہاتھ باندھے انہیں دیکھ کر وہ وہاں سے چلتی بنی کاشان نے چونک کر اسکے لہراتے پیلے دوپٹے کو دیکھا تھا۔

اسے نیند نہیں آرہی تھی شاید نئی جگہ ہونے کی وجہ سے۔

وہ جھنجھلا کر اٹھ کر بیٹھی۔

زیرو واٹ کا بلب جلا کر وہ اٹھی کھڑکی کو ہلکا سا کھولا باہر چاندنی رات کا آفسوں تھا۔

چاندنی رات میں دور تک ویران سڑک پر چلنا اسے بہت پسند تھا لیکن یہ خواہش ادھوری ہی تھی ابھی تک۔

کھڑکی بند کر کے وہ اپنا بیگ کھول کر کپڑے کبڈ میں رکھنے لگی۔

برائیڈل سوٹ والا ڈبہ اس نے اشتیاق سے کھولا تھا۔

کیا یہ ایسے ہی پڑا رہ جائے گا۔

گلابی سوٹ پر ہاتھ پھیرتی وہ مایوسی سے بولتی چونکی تھی۔

کچھ سوچ کر وہ مرر کے سامنے آئی تھی دوپٹہ کھول کر سر پر اٹکایا تھا۔

گلابی کامدار دوپٹہ اسکی سفید رنگت پر بہت جچا تھا۔

پلٹ کر لہنگے والا ڈبہ دیکھتی وہ کچھ سوچ کر لہنگا کرتی اٹھاتی ہوئی واش روم میں چلی گئی۔۔

پہن کر باہر آتی وہ سیدھا مرر کے آگے آئی تھی۔

بنا کسی میک جیولری کے صرف لہنگا پہن کر ہی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ہلکی مسکان سے خود کو دیکھتی سر پر دوپٹہ اٹکا کر وہ سنجیدہ ہوئی تھی۔

چہرے پر بے رونقی سی چھا گئی۔

نا بھائی نا بہن ناماں باپ ایک دادا ہیں وہ بھی دور ہو گئے ہیں کتنی اکیلی ہوں نا میں۔

آفسردگی سے سوچتی وہ چونکی تھی۔

اسکے کمرہ کا ڈور ہلکا سا نوک ہوا تھا۔

وہ گھبرا کر پلٹی تھی۔

اس ٹائم کون ہو سکتا ہے۔

وہ پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔

ماوی آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟

نہیں تو!

اسکی دھیمی آواز پر وہ بے ساختہ بول بیٹھی تھی۔

پھر لبوں پر ہاتھ رکھ گئی،

ماوی کیا ضرورت تھی بولنے کی تم ہو ہی ڈفر۔۔

ایک منٹ کے لیے دروازہ کھولیں زرا۔

اسکی دھیمی آواز پر لب کاٹتی وہ ششش وپنج میں پڑ گئی اب لہنگے میں تو وہ اسکے سامنے نہیں آسکتی تھی نا۔

آپ کو کیا کہنا ہے میں اصل میں لیٹی ہوں تو دروازہ نہیں کھول سکتی سردی لگ رہی ہے۔

وہ دھیما سا بولی تھی۔

او میں آپکے لیے چائے لایا تھا آپ نے شام کو پی نہیں تو اس لیے لے آیا۔

وہ چائے کے نام پر بھاگ کر روازے کے پاس آئی تھی۔

پھر رک گئی۔

بیڈ پر پڑے کمبل کو دیکھ کر اسے فٹ سے ایک پلین آیا تھا۔

کمبل اٹھا کر اچھے سے اپنے ارد گرد لپیٹتی ہوئی وہ تیار تھی دروازہ کھولنے کے لیے۔

جی۔۔

تھوڑا سا ڈور کھولے وہ تقریباً دروازے کے پیچھے تھی صرف چہرہ تھا تھوڑا سا جو مرجان علوی کو دیکھا تھا۔

اس نے آئی برو اچکا کر اسے دیکھا۔

کیا آپکو زیادہ سردی لگ رہی ہے۔

اس نے تشویش سے پوچھا۔

اس نے جلدی سے سر ہلا دیا۔

ہیٹر آن کر دوں۔

وہ پوچھ رہا تھا لیکن اسکی تو جان پر بنی ہوئی تھی۔

آپ چائے دے دیں پھر مجھے سردی نہیں لگے گئی۔

اس نے پریشانی سے چائے کے لیے کہا جو تقریباً ٹھنڈی ہو چکی ہو گئی۔

مرجان نے سر ہلا کر ٹرے اسکی طرف بڑھایا۔

گہرا سانس لے کر ٹرے لے کر ڈور بند کر دیا۔

اف بچ گئی یار۔

ریلکس سی سانس خارج کر کہتی وہ اپنے دھیان میں چلی تھی جب اسکا پیر کمبل سے الجھا تھا اور وہ منہ کے بل نیچے گری تھی یہ اتنا اچانک ہوا تھا کہ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نا ملا۔

وہ چیخ اٹھی تھی۔

چائے کا کپ اسکا ہاتھ جلا گیا تھا ابھی چائے اچھی خاصی گرم تھی۔

مرجان جو ابھی دروازے سے تھوڑا ہی دور ہوا تھا اسکی چیخ پر پریشانی سے وہ بھاگ کر اسکے کمرے میں آیا تھا اس نے ڈور بس بند کیا تھا لاک نہیں۔

وہ سرعت سے جھک کر اسے اٹھانے بیٹھا تھا۔

وہ شرم اور تکلیف سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

ماوی تم ٹھیک ہو کیسے گری تم۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے پریشانی سے بول رہا تھا لیکن پر چونکا کہ کمبل اسکے وجود سے ہٹ چکا تھا۔

گلابی لہنگے کرتی میں ملبوس وہ لڑکی سرخ چہرے سے اسے ہی دیکھ رہی تھی جو حیرت بھری نظروں سے ماوی کے ڈریس کو دیکھ رہا تھا۔

ماوی یہ ڈریس؟

وہ چونک کر حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔

ماویٰ دوپٹہ ٹھیک سے سر پر لیتی ہوئی جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی۔

یہ سمجھے گا مجھے دلہن بننے کا کتنا شوق ہے افففف ماوی کیا ضرورت تھی پہننے کی تم ناڈفر ہی رہو گئی۔

وہ دل ہی دل میں خوب خود پر غصہ ہوئی تھی۔

وہ یہ میں نے پہننا نہیں ہے۔

وہ بھوکھلا کر بولی تھی جس پر مرجان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکان رقص ہوئی تھی۔

تو پھر کیا آپکے بھوت نے پہنا ہے۔

وہ اسے کھڑا کرتا ہوا پہلی بار شرارت سے بولا تھا۔

نہیں میرا مطلب تھا بس سائز وغیرہ چیک کر رہی تھی واپس کرنا ہے نا تو اس لیے۔

جو منہ میں آیا وہ بول گئی تھی۔

لیکن پچھتا بھی خوب رہی تھی۔

واپس کیوں کرنا ہے آئی تھنک اسکی پیمنٹ تو ہو چکی ہے نا۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

اسے کیسے پتا اسکی پیمنٹ ہو چکی ہے۔

اسے دیکھتی وہ سوچ کر رہ گئی۔

مجھے نیند نہیں آرہی تھی تو میں نے سوچا اسے ٹرائے کرلوں۔۔

وہ گہری سانس لیتی سچ کہہ ہی گئی تھی۔

وہ اسکا ہاتھ تھامتا مسکرایا۔

ماوی اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکے لمس سے دل عجیب سا دھڑکا تھا۔

ماوی یہ آپکا تھا آپ جب چاہیں اسے پہن سکتیں ہیں اس میں شرمندگی یا وضاحت دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

اسکے سپیڈ ہاتھ ہاتھوں میں لیے انہیں دیکھتا وہ دھیمے سے بول رہا تھا۔

ماوی ریلکس ہوتی اسکے ہاتھ سے ہاتھ کھینچ گئی۔

جس پر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔

ماوی سر جھکا گئی۔

ماوی آپکو کہی چوٹ تو نہیں لگی تھی۔

وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

نہیں وہ کمبل بھاری تھا نا تو اس لیے چوٹ نہیں لگی آپ پریشان نا ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں۔

وہ اسے ریلکس کرتی ہوئی ٹھٹھکی تھی۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔۔

ماوی نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

وہ اسے پریشان دیکھ کر ہنسی پر بن باندھ گیا۔

آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔

ماوی نے حیرت سے پوچھا۔

وہ اسے دیکھتا اسکے قریب آیا تھا۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اسے اپنے اتنے قریب دیکھا تھا۔

ایسے ہی ایک جوک یاد آگیا تھا۔اب وہ کیا کہتا کہ ماوی مجھے تم پر ہی ہنسی آئی تھی تمہارے جھوٹ پر تمہاری دلچسپ حرکات پر وہ کہہ نہیں سکا لیکن شاید ماوی سمجھ گئی تھی اسکی مسکراہٹ کا مطلب۔۔

مجھے نیند آرہی ہے۔

وہ دو تین قدم پیچھے ہوتی ہوئی بولی تھی۔

وہ چمکتی آنکھوں سے اسکا سراپا دیکھتا سر ہلا گیا۔

ماوی نے ضبط سے اسے دیکھا۔

کیونکہ وہ سر ہلانے کے بعد بھی وہاں سے ایک قدم نہیں ہٹا تھا اور تو اور نظریں اسکے خوبصورت سراپے پر تھیں۔۔

تو پھر آپ جائیں۔

وہ جھنجھلائی تھی۔

گڈ نائٹ۔

وہ گھمبیر آواز میں کہتا اس پر ایک الودعی نظر ڈالتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔

بھاگ کر دروازہ بند کرتی دھڑکتے سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ خود کو ریلکس کرنے لگی۔

کیا ضرورت تھی یہ پہننے کی کیا سوچ رہا ہو گا وہ میرے بارے میں۔۔

وہ ڈریس کو دیکھتی خود پر غصہ ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسی ڈریس سمیت سو گئی تھی اسے لگا اب تو کوئی نہیں آئے گا۔

کھڑکی کھلی تھی۔

وہ دھیرے سے کھڑکی کے راہ اسکے کمرے میں آتا اسکے بیڈ کے قریب آیا تھا۔

وہ دوپٹہ خود پر اچھے سے اوڑھے سو رہی تھی ہونٹ نیم وا تھے گہری سانسوں کا شور مرجان علوی کے ہونٹوں پر دلکش تبسم لے آئی تھی۔

صبح ناشتے پر ملازمہ اسے بلا لائی تھی وہ جھجھکتے ہوئے ناشتے پر آئی تھی۔

کاشان علوی، پناہ، اور لبہ ہی تھے مرجان ابھی نہیں آیا تھا .

السلام علیکم !

وہ کاشان سے بولی تھی،

وعلیکم السلام بیٹھو ناشتہ کرو،

وہ کرسی کی جانب اشارا کرتا ہوا بولا۔

وہ پناہ کو دیکھتی بیٹھ گئی تھی۔

پناہ نے ایک صاف پلیٹ پکڑی اس میں ہاف پراٹھا سبزی، بوائل ایگ اور تھوڑا سا سلاد رکھنے لگی۔

کاشان نے حیرت سے بھری پلیٹ کو دیکھ کر اسے دیکھا جو ابھی بھی چیزوں کا جائزہ لے رہی تھی شاید کچھ اور تلاش کر رہی تھی وہ۔

یہ لو!

کاشان نے اسکی طرف دہی کا پیلہ بڑھایا تھا شاید اسی کی کمی تھی۔

اس نے مسکرا کر دہی سرعت سے اسکے ہاتھ سے لیا جبکہ ماوی نے اسے گھور کر دیکھا پر وہ کونسا کسی کی گھوری دیکھ رہی تھی .

کاشان سنجیدگی سے بریڈ کا پیس منہ میں رکھتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

یہ لو اور ڈٹ کر کھاو تم کمزور ہو گئی ہو اپنا خیال رکھا کرو۔

اُفل بڑی پلیٹ کو دیکھتی وہ حیرانی سے پناہ کو دیکھ رہی تھی جو اسے پلیٹ پکڑنے کا اشارا کر رہی تھی۔

جبکہ کاشان حیرت سے پناہ اور ماوی کو دیکھ رہا تھا ان دونوں میں ایک ہی رات میں اتنی گہری دوستی کیسے ہو گئی۔

کافی کا سپ لیتا وہ اپنی بیگم کو دیکھ رہا تھا جو زبردستی روٹی کا ٹکڑا دہی میں ڈبو کر ماوی کے منہ میں ڈال رہی تھی۔

افففف یہ لڑکی کیا چیز ہے۔

وہ دانت پیس کر رہ گیا لبہ بھی باپ کی طرح پناہ کی پھپھے کٹنیاں دیکھ رہی تھی۔

بابا اور مجھے تو کبھی زبردستی نہیں کھلایا۔

وہ منہ بسورے سوچ رہی تھی۔

گڈ مارننگ ایوری ون۔

وہ فریش ساڈائننگ ہال میں آتا ہوا بولا تھا۔

وہ بھائی کو دیکھتا مسکرایا۔

گڈ مارننگ!

کاشان نے محبت سے جواب دیا۔

اس نے ایک نظر ماوی کو دیکھا اور ماوی نے اسے وہ دونوں دوسرے ہی لمحے ایک دوسرے سے نظر ہٹا گئے۔۔

آفس پہنچو جلدی

کاشان کہتا ہوا عجلت میں کوٹ پکڑتا پناہ پر ایک نظر ڈالتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

پناہ نے اسکے جانے کے بعد سکھ کا سانس لیا تھا۔

چہرے سے ماسک ہٹاتی وہ کھانے پر ٹوٹ پڑی تھی۔

چاچو مجھے اپنے ہاتھ سے کھلائیں نا۔

لبہ نے چاچو سے فرمائش کی۔

اس نے مسکراتے ہوئے لبہ کو گود میں بٹھایا۔

کیا کھانا ہے میرے بچے نے۔

وہ دیکھ ماوی کو رہا تھا پوچھ لبہ سے رہا تھا۔

دہی میں پڑا اٹھا ڈپ کر کے کھلائیں نا۔✿۔

پناہ کو چِڑاتی نظروں سے دیکھتی وہ چاچو سے بولی تھی۔

اوکے مائے بی بی۔

وہ پراٹھا اسے کھلاتا خود کافی پینے کی کوشش کرنے لگا۔

آو میں آپ کو کھلا دوں۔

پناہ نے آخرکار اسکی طرف ہاتھ بڑھا ہی دیئے تھے۔

لبہ کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

لبہ آو میں کھلاوں۔

اس نے لبہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

ماوی مسکرائی اسکی دوست کو خیال آہی گیا تھا اس معصوم بچی کا، وہ دل کی بری نہیں تھی بس غصہ جانے میں زرا ٹائم لگتا تھا۔

لبہ جھٹ سے اسکی گود میں بیٹھی تھی۔

ماوی کیا آپ داد جان سے ملنا چاہتیں ہیں۔

کافی ختم کرتا وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

ماوی سر ہلاتی کھڑی ہوئی تھی۔

میں بھی چلو ماوی۔

پناہ نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تم لبہ کے ساتھ وقت گزارو اسے آج چھٹی ہے نا تم کل چلی جانا۔

ماوی کہتی ہوئی اسکے پیچھے لپکی جو دروازے تک پہنچ چکا تھا۔

پناہ نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں مسلسل بیل بج رہی تھی۔

اس ٹائم کون ہو سکتا ہے بھلا۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔

کون ہو بھائی صبر کرو زرا کیا اب دروازہ توڑو گئے!

دروازہ کھولتی وہ ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔

لیکن سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی تھی۔

تم!

وہ حیرت سے بڑبڑائی تھی۔

دادا جان کو دیکھ کر انکے پاس کچھ دیر بیٹھ کر وہ مرجان کے ساتھ ہی وہاں سے نکل آئی تھی۔

اسکی کی سرخ آنکھیں دیکھ کر مرجان نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔

ماوی آپ کو ایک خاص جگہ لے کر جانا چاہتا ہوں میں کیا آپ چلیں گئی۔

گاڑی ریورس کرتا وہ اس سے دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

ماوی کچھ نہیں بولی۔

وہ اسکی خاموشی کا مطلب ہاں سمجھتا گاڑی ایک مخالف سمت جاتی سڑک پر ڈال گیا تھا۔

ماوی کھڑکی سے باہر دیکھتی اداس سی تھی۔

ماوی باہر آئیں!

گاڑی روکتا اسکا ڈور کھولے وہ اس سے مخاطب تھا۔

ماوی گہری سانس لیتی باہر آئی۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی چونکی تھی۔

دور دور تک کوئی انسان کوئی آبادی نہیں تھی صرف ایک ہی اکلوتا گھر تھا جو کافی پرانا لگ رہا تھا جیسے کئی سالوں سے اس پر توجہ ہی نا دی گئی ہو۔

گھر کی دیواریں سیلن سے کالی پڑ چکا تھیں لکڑی کے دروازہ اس پر بہت بڑا تالہ لگا ہوا تھا اس دروازے کو تو ایک ٹانگ رسید کرنے کی دیر تھی دروازہ ٹوٹ کر دور جا پڑتا پھر، اتنے بھاری تالے کا مطلب وہ سمجھ نا سکی۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔

وہ اسے تالہ کھولتے دیکھ کر حیرت سے پوچھنے لگی تھی۔

ایسے ہی بس آپکے ساتھ کچھ وقت سپینڈ کرنا چاہ رہا تھا میں۔۔۔

اسکے بھرے آرام سے کہے فقرے ماوی کے چھکے چھڑا گئے تھے۔

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو اسے اندر آنے کا اشارا کر رہا تھا۔

آو ماوی۔

وہ ہاتھ سے اسے اندر آنے کا اشارا کر رہا تھا۔

ماوی پلیز کم ان۔

اب کے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

ماوی نے گہری سانس لی اور اندر کے لیے قدم بڑھا دیئے تھے۔

اندر آ کر وہ حیرت زدہ ہوئی گھر میں ہر جگہ جالے دھول مٹی وافر مقدار میں تھی۔۔

سارا گھر سیلن زدہ تھا عجیب سی سمیل آ رہی تھی۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

ایسے ہی جب میں زیادہ پریشان ہوتا ہوں تو یہاں چلا آتا ہوں۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا بولا فون مسلسل وائبریٹ ہو رہا تھا لیکن وہ اگنور کر رہا تھا کہ فون منت علی کا تھا۔

ماوی نے ناک چڑھا کر ارد گرد دیکھا عجیب ڈراونی جگہ تھی۔

وہ جو منہ بنا کر ارد گرد دیکھ رہی تھی اسے دیکھ کر چونکی کہ اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

وہ حیرانی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جو کافی پاس کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مرجان مجھے نہیں رہنا یہاں چلو یہاں سے۔

اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ باہر کی طرف جاتے راستے کی طرف بڑھی تھی لیکن پھر رکی کہ اسکا ہاتھ کافی سرد تھا ایسے جیسے برف ہو وہ وہی کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں عجیب سے ویرانی تھی۔

مرجان مجھے یہاں سے جانا ہے۔

وہ ڈرے سہمے سے لہجے میں بولی تھی۔

جواباً وہ مسکرایا تھا۔

کہاں جانا ہے۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

گھر!

وہ پیچھے کی طرف کھسکتے ہوئے بولی تھی۔

وہ بنا کچھ بولے مسکرایا۔

ماوی پریشان ہوئی۔

مرجان!

اس نے زور سے اسکا کندھا ہلایا تھا۔

وہ اسکے لمس پر چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

کیا ہوا !

وہ بے تاثر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

یہاں سے چلو۔

وہ گھبراتے ہوِے بولی تھی۔

لیکن اگر تمہیں یہاں رہنا پڑے تو!

وہ سپاٹ سے لب و لہجے میں بولتا ماوی کا دل دھڑکا گیا تھا۔

ماوی حیرت سے اسے دیکھتی پیچھے پیچھے ہوتی ایک دم پلٹتی ہوئی باہر کی طرف دوڑی تھی۔

جبکہ وہ مضبوط چال چلتا ہوا اسکے پیچھے چلنے لگا دروازہ لاک کر کے وہ گاڑی کی طرف آیا۔

ماوی گاڑی میں بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

ماوی کیا تمہیں یہ گھر پسند نہیں آیا۔

وہ گاڑی ریورس کرتا ہوا بڑے آرام بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

نہیں!

وہ سیفٹی بیلٹ باندھتی ہوئی بولی۔

وہ مسکرا دیا۔

وہ اسکی عجیب سی مسکراہٹ پر ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی۔

کیا یہ نارمل ہے۔

وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی تھی۔

جبکہ وہ گاڑی کو گھر جاتے راستے پر ڈالتا اسے دیکھ کر عجیب سا مسکرایا تھا۔

______''''''______''''''______''''''______

عنیزہ تم۔

پناہ حیرت وصدمے سے بولی تھی۔

عُنیزہ روتی ہوئی ایک دم سے اسکے گلے لگی تھی۔

پناہ نے حیرت سے اسے اپنے گلے لگا دیکھا۔

پناہ مجھے معاف کر دو یار میری وجہ سے تمہاری زندگی خراب ہوئی تمہیں کیا کیا نہیں سہنا پڑا۔

وہ اس سے الگ ہوتی ہوئی روتے ہوئے بولی تھی۔

پناہ نے ایک دم سے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

اب کیا لینے لینے آئی ہو یہاں شرم نہیں آئی یہاں آتے ہوئے ہمت ہے تمہاری عنی۔

وہ غصے بھرے لہجے میں بولی تھی۔

دیکھو پناہ میں جانتی ہوں سب سے زیادہ تمہیں سہنا پڑا ہے ایک انجان شخص سے شادی کر دی گئی بنا تمہاری مرضی کے سب کی ڈانٹ بھی تمہیں سہنا پڑی اسی لیے تو میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں ۔

وہ دوبارہ اسکے ہاتھ تھامتی ہوئی بولی تھی۔

پناہ نے زور سے ہاتھ کھینچے۔

دیکھو غنی کاشان آنے والے ہوں گئے بہتر یہی ہے کہ تم چلی جاو۔

وہ کہتے ہی اسکے منہ پر دروازہ سے بند کر چکی تھی۔

وہ دروازہ کھٹکانے لگی تھی لیکن پناہ سر جھٹکتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

اُفف یہ کیوں آ گئی ہے اب۔

وہ پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔

________''''''________'''''''________'''''''________

ماوی گھر آ کر بھی پریشان ہی رہی تھی مرجان کو کیا ہو گیا تھا۔

وہ بے چینی سے ادھر ادھر گھومتی ہوئی سوچ رہی تھی۔

وہ گھر کس کا تھا مرجان کیوں لے گیا تھا مجھے وہاں افففف مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا اسکی آنکھیں چمک رہیں تھیں اور چہرے کے تاثرات بھی تو عجیب تھے۔

بیڈ پر بیٹھتی وہ بالوں میں انگلیاں پھنساتے ہوئے بڑبڑائی تھی۔

تب ہی وہ چونکی تھی،

باہر سے کسی کے اونچا اونچا بولنے کی آواز آ رہی تھی۔

دوپٹہ سر پر ٹھیک سے جماتی وہ گیلری میں آئی تھی۔

نیچے کوئی بہت ہی ماڈرن لڑکی کھڑی کاشان سے باتیں کر رہی تھی پاس ہی مرجان ہاتھ سینے پر باندھے سپاٹ نظریں سامنے کی طرف جمائے کھڑا تھا۔

یہ تو وہی ریسٹورینٹ والی گرل ہے۔۔

ماوی اس لڑکی کو غور سے دیکھتے ہوئے خود سے بولی تھی۔۔

وہ لڑکی ڈارک براون بال آگے کندھوں پر ڈالے گلابی ٹائٹس نیلی ڈھیلی ڈھالی شرٹ میں ملبوس وہ لڑکی دیکھنے لائیک تھی۔

مرجان منت سچ کہہ رہی ہے۔

کاشان نے اس سے پوچھا۔

بھائی یہ جھوٹ بول رہی ہے۔

وہ سرد مسکان ہونٹوں پر جماتا ہوا بولا۔

منت اور کاشان نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔

ماوی بھی الجھی نظروں سے انکی گفتگو سننے کی کوشش کر رہی تھی۔

مرجان باز آجاو وہ تمہاری فیانسے ہے تمہیں چاہئیے اسکے ساتھ زیادہ سے زیادہ ٹائم سپینڈ کرنا اور تم ہو کہ اسے اگنور کرتے ہو وہ تمہارے لیے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں آئی ہے اسکی قدر کرو مرجان اب نا میں سنوں تم منت کو اگنور کر رہے ہو جاو چینج کر کے آو اور منت کو ڈیز کرو کر لاو۔

کاشان کے تیکھے لہجے پر وہ ہنوز ہاتھ ہاتھ سینے پر باندھے سر جھکائے کھڑا رہا۔

مرجان آئی تھنک میں نے کچھ کہا ہے تم سے۔

کاشان کے درشت لہجے پر وہ انہیں دیکھتا اوپر کی طرف دیکھنے لگا جہاں ماوی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

مجھے بھوک نہیں۔

وہ دیکھ ماوی کو رہا تھا لیکن سنا ان دونوں کو رہا تھا۔

کاشان نے لب بھینچے جبکہ منت نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا۔

تو تم نہیں جاو گئے۔

کاشان نے سرد لہجے میں پوچھا۔

وہ جواباً چپ رہا نظر پھر ایک بار وہاں گئی جہاں اب وہ نہیں تھی۔

مرجان جواب دو تو کیا تم منت کو ڈینر پر نہیں لے کر جاو گئے۔۔

انہوں نے آخری بار پوچھا۔

نہیں!

انہیں دیکھ کر کہتا وہ وہاں سے تیزی سے نکلا تھا پیچھے کاشان اور منت کو ہکا بکا چھوڑ ئے۔

اسے کیا ہو گیا ہے۔

کاشان پریشانی سے بڑبڑایا تھا۔

دیکھ رہیں ہیں آپ یہ مجھے میری غلطی کی سزا اگنور کی موت مار رہا ہے ہاں ہوَئی غلطی

تو کیا اب مجھے یہ معافی مانگنے پر بھی معاف نہیں کرئے گا ۔۔

کاشان سے بھرائے لہجے میں کہتی منہ پر ہاتھ رکھے وہ وہاں سے بھاگ گئی تھی۔

کاشان نے ہونٹ بھینچے تھے وہ لڑکا عجیب بیہیو کیوں کر رہا تھا پہلے تو اس نے ایسا ریئیکٹ کبھی نہیں دیا تھا۔

وہ سوچتا ہوا اسٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔

ماوی نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ اسکے قدموں میں بیٹھا تھا۔

ماوی نے حیرت سے اسے دیکھا جو اسکے قدموں میں بیٹا اسکے ہاتھ تھام گیا تھا۔

تم مجھ سے ناراض ہو۔

وہ اسکی ہاتھ کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھاتے ہوئے مدھم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

وہ اسکے کوکے پر نظریں جمائے ہوئے تھا ماوی کا چہرہ اسکی اس قدر محویت پر سرخ پڑا تھا۔

گلابی سوٹ پر سبز دُوپٹہ سر پر لیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ماوی نے سرعت سے سر نفی میں ہلا کر ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی جب کہ وہ اور مضبوطی سے اسکی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھا گیا تھا۔

ماوی نے پریشانی سے اسے دیکھا جسے شاید بخار تھا کہ ہاتھ اسکے بہت گرم تھے۔

مرجان تم ٹھیک ہو!

اسکی انگلی کو اپنی کلائی پر دیکھتے ہوِے وہ اس سے لرزتے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

ماوی آپکو وہ گھر پسند آیا۔

وہ سر اٹھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔

ماوی نے ہونٹ بھینچے پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

کیوں!

اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

ماوی نے الجھی نظروں سے اسے دیکھا۔

ماوی آپ جانتیں ہیں آپ کیوں مجھے اچھی لگنے لگیں ہیں اچھی ہی کہوں گا محبت نہیں ہے ابھی اور مجھے جھوٹ بولنا پسند نہیں۔

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہا تھا۔

ماوی کو وہ پہلے سے کافی بدلا بدلا لگ رہا تھا۔

اب وہ اسکی گردن میں موجود براون تل کو دیکھ رہا تھا۔

ماوی نے بھی اسکے سیاہ نقوش کو بہت غور سے دیکھا تھا،

اسکی براون آنکھیں بجھی سی تھیں خوبصورت ستواں ناک نیچے کٹا والے ہونٹ اس لڑکے میں کچھ تو خاص تھا لیکن اس میں خاص کیا تھا ماوی کو ایسے لگا اسکا وجود اسے خود میں کھینچ رہا ہو۔

ماوی کو خود کو غور سے دیکھتا دیکھ کر وہ کھڑا ہوتا سرعت سے وہاں سے نکلا تھا پیچھے ماویٰ ساکت سی بیٹھی رہ گئی۔

خالی آنکھوں سے اپنی انگلیاں کو دیکھنے لگی جو کچھ سیکنڈ پہلے اسکی انگلیاں میں ایسے تھیں جیسے ان انگلیوں میں پروئی ہوئی ہوں۔۔

پناہ کچن کی لائٹ بند کرتی ڈور کی طرف بڑھی تھی جب کاشان کے چوڑے سینے سے وہ زور سے ٹکڑائی تھی۔

لائٹ بند تھی اور پناہ کے منہ پر نقاب بھی نہیں تھا۔

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے بھوکھلا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

جبکہ وہ اندھیرے میں نظر آتے اسکے دھندلے دھندلے نقوش کو دیکھ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے اس لڑکی کو اس نے کہی دیکھا ہے۔

اس سے پہلے وہ پیچھے ہوتی کاشان نے سرعت سے اسکے ہاتھوں پر دباوّ ڈال کر روکا۔

کیوں چہرہ چھپاتی ہو مجھ سے۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ گلہ تر کرتی اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی لیکن اس نے اسے اور اپنے پاس کیا

کہ پناہ کی جان ہوا ہوئی تھی۔

کچھ پوچھا ہے میں نے۔

وہ تیکھے لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

مجھے آپ اچھے نہیں لگتے۔

وہ آنکھیں میچے ایک ہی سانس میں بھول گئی تھی پھر سرعت سے زبان کو لگام بھی دی

لیکن کیا فائدہ منہ سے الفاظ نکلے چکے تھے۔

او سیریسلی!

وہ آئی برو اچکائے طنز سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں میرا مطلب تھا کہ آپ۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ پھر کچھ الٹا سیدھا بولتی کاشان نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔

پناہ نے حیرت سے نظریں جھکا کر ہونٹوں پر دھری انگلی دیکھی تھی۔

چپ ایک دم چپ تمہاری ٹرٹر سننے کے لیے میرا پاس فالتو دماغ نہیں ہے اور یاد رکھو میں تمہارا شوہر اور تم میری بیوی ہو تو میرے کچھ تم پر حقوق ہیں جن سے تم بھاگ نہیں سکتی مائے ڈیئر نقاب پوش وائف۔

اسکی کمر کے گرد پکڑ مضبوط کرتا ہوا وہ چالاکی سے بولا تھا کہ پناہ کا وجود اسکی بانہوں میں ساکت ہوا تھا۔

مجھے نیند آرہی ہے سونا ہے۔

وہ اسکی بانہوں کا حصار توڑنے کی کوشش کرتی ہوئی بھوکھلاتے لہجے میں بولی تھی۔

وہ جواباً چپ رہا اور اسے دیکھتا رہا یہ بھی ٹورچر کرنے کا ایک نیا اسٹائل ڈھونڈا تھا اس نے۔۔

تو سو جاو۔

اس نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

لعنت ہے پناہ تم پر کیا ضرورت تھی اس ٹائم کچن میں آنے کی دور فٹے منہ تیری بے وقت بھوک پر۔۔

وہ جی بھر کر خود پر غصہ ہوئی تھی۔

کیا میں کھڑی کھڑی سو جاوں معاف کیجئے گا یہ کوالٹی مجھ میں نہیں ہے۔

وہ تنک کر بولی تھی۔

وہ پہلی بار مسکرایا تھا پناہ نے اندھیرے میں اسکی مسکان نہیں دیکھی تھی۔

تم آج میرے کمرے میں سو جاو۔

وہ اسکے بال چہرے سے پیچھے کرتا ہوا بولا تھا۔

پناہ کو رج کر غصہ آیا اللہ کیسا ٹھرکی شوہر ملا ہے مجھے اففف میں نے تو آج تک کبھی ٹھرک نہیں جھاڑا تھا کسی پر پھر شوہر کس پر چلا گیا میرا مطلب ہے مجھے کیوں ملا گیا یہ۔۔

وہ دل ہی دل میں خوب جھنجھلا رہی تھی۔

جاو لیکن کل سے تم بالوں کی چوٹی کرو گئی تا کہ تمہارے بال کچھ تو میرے ہاتھ میں آئیں اور نو نقاب نو جینز میں تمہیں شلوار قمیض پہنے ہی دیکھوں اور ہاں میری کافی چائے تم بناو گئی مجھے کہنے کی ضرورت نا پڑے سمجھی۔

وہ اسے ہنوز بانہوں میں لیے ہی اسے وارن کر رہا تھا جبکہ وہ حیرت سے پورا منہ کھولے اسے تکتی جا رہی تھی۔

اور اگر نا مانی بات تو!

وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

تو تم کل سے میرے روم میں سو گئی۔

وہ سنجیدگی سے بولتا اسے بانہوں سے آزاد کر چکا تھا۔

پناہ حیرت کی زیادتی سے اسے دیکھتی تین چار قدم پیچھے ہوئی تھی پھر جو دوڑ وہاں سے لگائی تو کمرے میں آ کر ہی رکی تھی۔

افففف باندر کہی کا اسے میں شریف سمجھ بیٹھی تھی اگر میرے شوہر نا ہوتے تو مار مار کر قیمہ بنا دیتی قسم سے شرم سے پانی پانی کر دیا ہے بے شرم انسان نے۔

بیڈ پر دھڑم سے بیٹھتی وہ خوب جل بھن رہی تھی۔

__________"""__________"""__________"""__________

ماوی داداجان کے پاس کافی دیر بیٹھی رہی تھی۔

پھر تائم دیکھتی وہ گھر جانے والے راستے کی طرف نکل گئی وہ پیدل ہی چل رہی تھی کہ گھر تھوڑے ہی فاصلے پر تھا آج وہ اکیلی آئی تھی مرجان کسی کام کے سلسلے میں رات سے آوٹ آف سٹی تھا۔۔

سینے پر ہاتھ باندھے وہ ناک کی سیدھ پر چل رہی تھی ناک کا کوکا آج بجھا ہوا سا تھا۔

براون سٹالر سے نقاب کیے وہ وجود پر بڑی سے بلیک چادر اوڑھے ہوئے تھی ۔

سر درد سے پھٹا جا رہا تھا گھر جا کر تیز پتی والی چائے بنا کر پیتی ہوں شاید تب ہی آرام آجائے۔

خود سے بڑبڑاتی ہوئی وہ چونک کر رکی تھی ایک بلیک گاڑی ایک دم سے اسکے سامنے آئی تھی اس سے پہلے وہ چیختی یا چلاتی دو آدمی بھاگ کر اسکی طرف آئے تھے ایک نے اسے پکڑا تھا تو دوسرے نے اسکے ناک اور ہونٹوں پر بھیگا ہوا رومال رکھا تھا۔

یہ اتنا آنا فانا ہوا تھا کہ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا وہ پورا زور لگا رہی تھی لیکن بے مقصد تھا کچھ ہی دیر میں وہ اپنے حواس چھوڑ گئی تھی اسے گھسیٹ کر گاڑی میں ڈالتے وہ مخالف سمت گاڑی دوڑا گئے تھے۔۔

''______''______''''______''''______''''______

مرجان میٹنگ میں بیٹھا بے چین سا تھا اچانک ہی دل گھبرانے لگا تھا۔

وہ اوپر والے بٹن کھولتا ماتھے پر آئے پسینے کے قطرے صاف کرنے لگا جو سردی میں بھی اسکے ماتھے کا حصہ بن چکے تھے۔۔

بہت کوشش کے باوجود بھی وہ دھیان میٹنگ پر نہیں لگا پا رہا تھا۔

ہونٹوں پر مٹھی رکھے وہ پریشان ہو چکا تھا۔

ماوی تو ٹھیک ہیں نا۔

وہ دل ہی دل میں سوچتا ایک ہاتھ سے اسکے نمبر پر کال کرنے لگا تھا۔

کال جا رہی تھی لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔

ویران سڑک پر چھوٹی چھوٹی اگی گھاس پر موبائیل وائبریٹ کرنے لگا تھا موبائیل اسکے

ہاتھ سے چھوٹ کر وہی جا گرا تھا۔

افف یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہیں آئی ہوپ وہ ٹھیک ہوں۔

خود سے الجھتا وہ میٹنگ کے بارے میں خود سے بات کرتے کلائنٹ کو دیکھنے لگا تھا لیکن اسے

کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔

اسکی نظر اچانک ہی اپنی خالی انگلی پر پڑی تھی جو کے سرخ نگینے والی رنگ سے آزاد تھا۔

رنگ کہاں گئی۔

وہ اب صحیح معنوں میں پریشان ہوا تھا اس رنگ کے بغیر وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔۔

وہ ایک دم سے وہاں سے اٹھتا خارجی دروازے کی طرف دوڑا تھا۔۔

وہ بنا اپنا کوٹ اتھائے باہر کی طرف اتنی تیزی سے دوڑا تھا کہ کلائنٹ سمیت سب حیرت سے کھڑے ہوتے اسے پیچھے سے پکارتے رہ گئے تھے۔۔

گاڑی میں عجلت سے بیٹھتا وہ گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑ گیا تھا اسکی فلائٹ آج سات بجے کی تھی، اتنا ویٹ نہیں کر سکتا تھا وہ،

بائے روڈ ہی نکل چکا تھا وہ چہرے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔

ہونٹ بھینچے وہ گاڑی کو ہواؤں میں اوڑا رہا تھا۔۔

ماوی کو پرانی سی چیئر پر اسکی چادر کے ساتھ ہی مضبوطی سے باندھا ہوا تھا۔

اسکا سر ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا وہ ابھی بھی ہوش و حواس سے پیدل تھی۔

ناک کا کوکا ناک سے غائب تھا وہ اس کوکے کے بغیر سوٹ نہیں کر رہی تھی وہ چھ سال کی تھی جب اسکی ماں نے اسکا ناک چھدوا کر اس میں ریان کے نام کا کوکا ڈالا تھا وہ چہرہ اس کوکے کے بغیر ویران تھا۔۔

یہ ایک کھلا سا ہال تھا جس میں بجری سمنٹ وغیرہ پڑا ہوا تھا وہ شاید ابھی تکمیل کے مراحل میں تھا اس اکلوتی چیئر کے علاوہ اس کمرے میں فقط ایک لکڑی کی ٹوٹی پھوٹی سی چارپائی پڑی ہوئی تھی۔۔

مرجان!

اسکے ہوش سے بیگانہ ہونٹوں پر اسکا نام اچانک سے آیا تھا وہ شاید اسے خواب و خیال کے شعور میں دیکھ رہی تھی۔۔

چائے۔۔

اس نے چائے اسکے آگے رکھتے ہوئے مخاطب کیا۔

وہ فائل ایک طرف رکھتا اسے تیکھی نظروں سے دیکھنے لگا جس نے نا نقاب ہٹایا تھا، نا چھوٹے بالوں کی چوٹی کی تھی نا کپڑے بدلے تھے وہ لڑکی واقعی حد سے زیادہ ڈیٹھ تھی۔۔

اس نے اسے گھورتے ہوئے چائے کا گھونٹ لیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے چائے فر سے منہ سے باہر بھی آگئی تھی۔

وہ دل میں کمینگی سے مسکراتی ہوئی چہرے پر مصنوعی پریشانی والے تاثرات لے آئی تھی۔

کیا ہوا چائے پسند نہیں آئی میں نے اتنی محبت میرا مطلب ہے اتنی محنت سے بنائی تھی۔

وہ منہ بسورتی ہوئی بولی تھی۔

وہ کپ پٹختا ہوا اٹھا تھا۔

یہ چائے ہے اسے تم چائے کہتی ہو۔

وہ اس معصوم شکل والی بلا پر پھنکارا تھا۔

مجھے تو ایسی ہی چائے بنانی آتی ہے میں نا بہت لاڈلی ہوا کرتی تھی کسی کام کو ہاتھ کیا انگلی تک نہیں لگاتی تھی مجھے کیا پتا چاۓ کیسے بنتی ہے۔

سر جھکائے وہ جھوٹ بولنے کی حد کراس کر گئی تھی۔

شٹ اپ بنائی نہیں تھی تو پی تو تھی نا اب تم اتنی بھی ننھی کاکی نہیں ہو جسے ایک کپ چائے نا بنانا آئے فولش گرل۔

وہ پانی ہونٹوں سے لگاتا خوب غصہ ہوا تھا اس پر۔

وہ ہونٹ بھینچتی مسکراہٹ کو اس سے چھپا گئی تھی۔

چائے میں ننھی کاکی نے کالی مرچ گرم مصالحہ ،پتی اور نمک ہی ڈالا تھا، شاید چینی ڈالنا بھول گئی تھی وہ معصوم سی ننھی کاکی۔

چکھ کر دیکھو تم نے کیا بنایا تھا۔

وہ ایک دم سے اسکے سامنے آتا ہوا بولا تھا۔

کیا مطلب میں جھوٹی چائے پیوں۔

وہ حیرت سے بولی تھی۔

جبکہ اس نے غصیلی نظروں سے اسے گھورا تھا۔

پیو۔۔

وہ غصے سے بولا تھا۔

میں شاید غلطی سے ایسی چائے بنا گئی تھی آپ فکر نا کریں نیکسٹ ٹائم ریسٹورینٹ جیسی چائے بنا کر پلاوں گئی ۔

وہ دو تین قدم پیچھے کی طرف سرکتی ہوئی بولی تھی ۔

جبکہ وہ اسے تاسف سے دیکھ کر رہ گیا۔

وہ لڑکی ایک نمبر کی چالاک تھی خیر وہ نمٹ لے گا اس چالاک لومڑی سے۔۔

جاو اور دوبارہ سے چائے بنا کر لاو ریسٹورینٹ جیسی اور اس دفع چائے ہو نا کہ شوربہ۔

وہ دوبارہ بیٹھتا ہوا طنز سے بولا کہ وہ بھی کاشان علوی تھا جانتا تھا میڈیم نے جان بوجھ کر بنائی تھی کہ آئندہ وہ کہے ہی نا۔۔

جی؟؟؟

وہ اب صیحیح معنوں میں پریشانی سے بولی تھی۔

ہاں جی کوئی اعتراض ہے مس نقاب پوش!

وہ اخبار کھولتا ہوا طنز سے بولا۔

نہیں جی۔

غصے سے پیر پٹخ کر کہتی وہ کچن کی طرف چلی گئی۔۔

جبکہ وہ سر جھٹکتا ہوا نیوز پیپر کی طرف متوجہ ہونے والا ہی تھا جب اسکا فون رنگ کرنے لگا

۔

فون پر جانا پہچانا نمبر دیکھتا وہ کال رسیو کر گیا۔

کاشان علوی سپیکنگ۔

وہ سنجیدگی سے بولا تھا لیکن آگے سے جو کہا گیا تھا وہ اسے ٹھٹھکا گیا تھا۔

واٹ ربش کہاں گیا میرا بھائی تم اسکے پیچھے کیوں نہیں گئے تھے کتنا وقت ہوا ہے اسے نکلے

۔

وہ باہر کی طرف دوڑتا ہوا غصے سے بولا تھا۔

ہیں یہ کہاں گئے مجھ سے اتنی محنت سے چائے بنوا کر۔

وہ ہال میں آتی ہوئی حیرت سے بولی۔

پھر مسکرا دی۔

خود پی لیتی ہوں۔

صوفے پر بیٹھتی وہ خوش ہوتے ہوئے بولی تھی۔

یہ ماوی کیوں نہیں آئی صبح کی گئی ہوئی ہے،اور اب تین بج رہے ہیں۔

وہ چائے کا سپ لیتی حیرت سے بڑبڑائی پھر جلدی سے فون نکال کر اسکا نمبر ڈائل کیا۔

بیل تو جا رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں رہی تھی۔

شاید دادا جان کے پاس بیٹھی ہو،

اور فون سائلنس پر لگا دیا ہو۔۔

وہ خود سے بولتی ہوئی اٹھ کر کمرے کی طرف چلی گئی کہ وہاں وہ ٹی وی لگا کر آرام سے چائے انجوائے کر سکتی تھی یہاں تو مسٹر کھڑوس کا ہی ڈر لگ رہتا تھا ۔

وہ مسلسل گاڑی ڈرائیور کرتا ہوا تھک چکا تھا طبیعت خراب ہونے لگی تھی ایسے لگ رہا تھا جیسے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا ہو۔

دو تین بار اسکا شدید ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔

گاڑی ایک طرف کھڑی کرتا وہ سٹیرنگ پر سر رکھے گہرے گہرے سانس لینے لگا کہ اب اسکی ہمت جواب دے گئی تھی وہ اب اور نہیں ڈرائیو کر سکتا تھا۔

وہ اپنے شہر کی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ہوش کھونے لگ تھا چہرے کا رنگ پیلا پڑنے لگا تھا۔

چہرے کا رنگ ایسے ہو گیا تھا جیسے ؟

آپ !

آنکھیں کھولتے ہی جس کا چہرہ اسے نظر آیا تھا وہ اسے چونکانے کے لیے کافی تھا۔

کیا ہوا چونک کیوں گئی۔

اسفندیار ملک اسکے قریب آتا ہوا طنز سے بولا۔

وہ بنا کچھ بولے انہیں حیرت سے دیکھے گئی۔

سوری ڈی ٔر تمہیں کڈنیپ کرنا پڑا لیکن اگر نا کرتا تو تم نے کونسا ہاتھ میں آنا تھا ۔

وہ اسکے سامنے بیٹھتا ہوا بولا تھا جبکہ وہ حیرت سے انہیں دیکھتی جا رہی تھی سے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اسفندیار ملک ایسے بھی کچھ کر سکتے ہیں۔

کیسا لگا تمہیں میرا سپرائز کیا لگا تھا مائے ڈیئر تم اس مرجان کے گھر چلی جاؤ گئی اور بچ جاؤ گئی نہیں میرے بندے تو

اسی دن سے مرجان علوی کے گھر کے باہر پہرہ دے رہے تھے اور دیکھو آج موقع بھی مل ہی گیا تمہیں اپنا بنانے کا۔

انکی باتیں حیرت سے سنتی وہ آخری والی بات پر بری طرح چونکی تھی۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔

وہ بندھی کلائیاں آذاد کرنے کی کوشش ترک کر چکی تھی انکی آخری بات پر۔

یہی کہ اب تمہارا نکاح مجھ سے ہو گا یعنی اسفندیار ملک سے دوواد ملک سے نہیں وہ سالا تو لوزر ہی رہے گا ساری عمر۔

اسفندیار نے غصے سے سر جھٹکا۔

وہ حیرت وپریشانی سے انہیں دیکھے گئی۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں دیکھیں مجھے جانے دیں۔

وہ کلائیوں آذاد کرانے کی کوشش کرتی ہوئی بھرائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

ہاہاہا۔۔۔۔

ارے اس کلوٹے کے ساتھ کیسے رہو گئی مجھے دیکھو مجھ سے شاندار تمہیں کوئی شخص نہیں ملے گا اس لیے چپ چاپ ان پیپرز پر سائن کردو میں نے تو پہلے سے ہی بنوا کر رکھے تھے جانتا تھا تم بہت جلد ہاتھ آنے والی ہو۔

پیپیرز اسکی جھولی میں پھینکتا ہوا وہ سرد لہجے میں اس بار اس سے مخاطب تھا۔

ماوی آنسوں سے گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگی تھی۔

پوچھو گئی نہیں ان پیپرز میں کیا لکھا ہے۔

اسکے قریب جھکتا وہ پر اسریت سے بولا تھا۔

وہ چہرہ دوسری طرف موڑ گئی۔

خلع نامہ ہے ان پر تمہارے اور اس مرجان کے سائن لے کر تم دونوں کو ہمیشہ کے لیے الگ کر دوں گا۔

اور پھر تم میری بنو گئی تم اب اچھی لگنے لگی ہو اور تمہارے نام میرا بھائی (چچازاد ریان کے والد)

جائیداد بھی تو بہت ساری کر گیا ہے جو شادی کے بعد تمہارے شوہر کی ہو گئی۔

اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا وہ آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتی جارہی تھی کیا کیا سننے کو مل رہا تھا اس کا دل کر رہا تھا کاش وہ بھی مر چکی ہوتی ریان کے ساتھ۔

چلتا ہوں سوچ لو کیونکہ اب رہنا تو تمہیں یہی ہے بہتر ہوگا حلال رشتے میں رہو۔۔

وہ مسکراتے لہجے میں کہتا ہوا جانے کے لیے پلٹا تھا۔

مرجان آپکو نہیں چھوڑے گا۔

وہ بھرائے لہجے میں انہیں اسکی دھمکی دے گئی تھی جو اس وقت ہسپٹل میں ایڈمٹ تھا۔

اس جگہ کے بارے میں پتا لگائے گا تو پکڑے گا نا۔

وہ جاتے جاتے مسکرا کر اسکا خون خشک کر گیا تھا۔

مرجان پلیز آجاؤ۔۔

وہ زار و قطار روتی ہوئی اس سے دل ہی دل میں مخاطب تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

کاشان کے آدمی مرجان کو ڈھونڈ کر ہسپتال لے آئے تھے وہ بھی وہی اِدھر سے اُدھر کے چکر لگاتا سخت پریشان تھا۔۔

"پتا نہیں کیا ہوا تھا انہیں، سب کچھ تو مارنل ہے۔

ڈاکٹر حیرت کا اظہار کر کے جا چکا تھا۔

وہ تیزی سے اسکے پاس آیا تھا جو آنکھیں کھولے سخت تکلیف میں تھا۔

مرجان تم ٹھیک ہو۔

اسکا ماتھا چھوتا وہ پریشانی سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

وہ جواباً تکلیف کو سہتا سر ہاں میں ہلا گیا تھا۔

کیا ہوا تھا تمہیں ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں تم نارمل ہو پھر اچانک ہی بے ہوش کیسے ہو گئے۔

وہ اسکے گھنے بالوں کو چھوتا پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

بھائی رنگ کھو گئی ہے۔

وہ صرف اتنا ہی بولا تھا۔

جبکہ کاشان حیرت سے اسے دیکھتا سیدھا ہوا تھا۔

کیا کہہ رہے ہو تم مرجان وہ رنگ کیسے کھو سکتی ہے۔

کاشان نے پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

آئی ڈونٹ نو بھائی۔

وہ بہت مشکل سے بولا تھا۔

تم نے آخری بار وہ رنگ کب اپنے ہاتھ میں دیکھی تھی۔

اس نے اِدھر اُدھر کے چکر لگاتے ہوئے پوچھا تھا۔

شاید کل۔۔

وہ بولتا ہوا آنکھیں میچ گیا یاد کے پردوں پر وہ سیلن زدہ پرانا گھر لہرانے لگا تھا۔

او شٹ تو رنگ کیا وہاں گری تھی۔

وہ اس گھر کا اچانک سے ہی آنکھوں کے سامنے آنا سمجھ چکا تھا تو کیا اس لیے اسکے ہاتھ سرد ہوئے تھے اور رات کو بخار بھی تو چڑھا تھا او نو وہ رنگ اس گھر میں داخل ہوتے ہی گر چکی تھی شاید تب جب میں وہ تالہ کھول رہا تھا۔

بھائی پرانے فارم ہاوس چلیں۔

وہ اچانک ہی اٹھ کر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

وہاں کیوں۔۔

کاشان نے حیرت سے پوچھا۔

کیونکہ رنگ کل وہی گری تھی۔

وہ بیڈ سے نیچے اترتا ہوا بولا تھا۔

کیا مطلب وہاں گری تھی کیا تم وہاں گئے تھے۔

کاشان نے کافی سرد لہجے میں اس سے باز پرس کی تھی۔

وہ جواباً سر جھکا گیا تھا جس کا مطلب کاشان سمجھ گیا تھا۔

دل کر رہا ہے کھینچ کر تمہارے منہ پر تھپڑ ماروں چلواب۔

غصے سے کہتا وہ دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

وہ بھی انکے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ چلنے لگا تھا۔

گاڑی کاشان خود ڈرائیو کر رہا تھا۔

وہ خاموشی سے باہر دوڑتے مناظر کو دیکھ رہا تھا۔

بھائی ماوی گھر پر ہیں۔

وہ کچھ یاد آنے پر بولا تھا۔

ہاں گھر پر ہی ہے۔

کاشان کو لگا وہ گھر پر ہی ہو گئی اس نے کہا جانا تھا بھلا۔

وہ گہری سانس لیتا سر سکون سے سیٹ سے ٹکا گیا۔

گاڑی کے رکتے ہی کاشان سرعت سے اس گھر کی طرف آیا وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا لیکن رنگ نہیں مل رہی تھی۔

مرجان چابی دو شاید وہ رنگ اندر گری ہو۔

کاشان نے دور سے ہی اسے آواز لگائی۔

وہ سر ہلاتا ہوا باہر نکل کر پاکٹ سے کیز نکال کر کاشان کی طرف پھینکی تھیں۔

کاشان کیچ کرتا ڈور کھولنے لگا۔

دروازہ کھلتے ہی وہ سرعت سے اندر آیا ہر طرف دیکھ لیا لیکن رنگ کو نہیں ملنا تھا وہ نہیں ملی تھی۔۔

مرجان رنگ یہاں نہیں ہے۔

کاشان نے پریشانی سے اسے مخاطب کیا۔

وہ تیز قدموں سے اندر آیا سب جگہ چھان ماری لیکن دھول مٹی اور گند کے علاوہ وہاں اور کچھ نہیں تھا۔

اب کیا ہو گا؟

کاشان نے اس سے پوچھا۔

وہ مسکرایا۔

بھائی ڈونٹ وری وہ رنگ بھی زیادہ دیر کہی اور رہ نہیں سکتی وہ میری ہے اور اسے میرے پاس ہی لوٹنا ہے۔

وہ عجیب سی مسکان ہونٹوں میں لیے بولا تھا۔

کاشان نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

چلو گھر چلتے ہیں شاید وہی کہی تمہارے کمرے میں ہو۔

مرجان بنا کچھ بولے گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔

چہرے پر سپاٹ تاثرات تھے۔

گھر آتے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا تھا جب پناہ کی آواز لگانے پر وہ رکا تھا۔

مرجان ماوی دادا جان سے ملنے گئی تھی لیکن ابھی تک نہیں لوٹی فون بھی نہیں اٹھا رہی وہ۔

--

پناہ بھاگ کر اسکی قریب آتی ہوئی بولی تھی۔

واٹ اور آپ اب مجھے بتا رہی ہیں۔۔

مرجان پریشانی سے بولتا ہوا باہر کی جانے بھاگا تھا۔

کہاں جا رہے ہو اب، ریسٹ کرو جا کر۔

کاشان نے راستے میں ہی اسکا بازو پکڑتے ہوِے غصے سے کہا۔

بھائی ماوی گھر نہیں لوٹی ابھی تک پلیز مجھے جانے دیں۔

وہ پریشان ہوتا ہوا بولا تھا۔

تم پاگل ہو مرجان اپنی کنڈیشن دیکھو زرا، پھر باہر نکلنا تم۔

کاشان کے تیکھے لہجے پر وہ پریشان ہوا تھا۔

بھائی میں انہیں لے کر آجاتا ہوں پلیز جانے دیں۔

آنکھوں کے آگے چھاتے اندھیرے سے وہ نظریں چرُاتا ہوا بھینچے ہوئے لہجے میں بولا تھا

۔

مرجان کنٹرول یور سیلف میں ڈرائیور کو بھیجتا ہوں وہ لے آتا ہے تم روم میں چلو۔

وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا باہر کی طرف بڑھا تھا۔

جبکہ وہ ایک ہاتھ سے آنکھیں مسلتا دوسرے سے سینے میں ہوتی جلن پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔

بھائی وہ ٹھیک نہیں ہیں میرا دل پریشان ہے یہ اس بات کی گواہی ہے۔

وہ خود سے بڑبڑاتا ہوا قدم گھسیٹتا کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

جس سے سیڑیاں تک چڑھی نہیں جارہیں تھیں اس نے ماوی کو خاک ڈھونڈنا تھا۔۔۔

سر وہ ہسپٹل میں نہیں ہیں۔

وہاں پتا کیا تھا انہوں نے کہا وہ تو دوپہر ایک بجے کی نکل چکی ہیں اب تو رات کے آٹھ بج رہے ہیں۔۔

کاشان نے چونک کر ڈرائیور کی بات سنی تھی۔

جا سکتے ہو تم۔

ڈرائیور سر ہلاتا باہر نکل گیا۔

وہ لڑکی ہسپتال نہیں تو پھر کہاں ہے وہ؟

وہ بیرڈ پر ہاتھ پھیرتا پر سوچ انداز میں بڑبڑایا تھا اگر مرجان کو بتایا تو وہ اپنی کنڈیشن کی پرواہ نہیں کرےِ گا نکل پڑے گا اسے ڈھونڈنے جبکہ اسکا باہر نکلنا خطرے سے خالی نہیں۔

وہ بیڈ پر بے ہوش پڑے مرجان پر نظریں جمائے فکرمندی سے بولتا ماتھا مسلنے لگا۔

کہاں گئی وہ رنگ کہی کسی کو مرجان کے بارے میں پتا تو نہیں چلا گیا کہ یہ!

نہیں کسی کو کیسے پتا چل سکتا ہے۔۔

وہ پریشانی سے بڑبڑاتا ہوا باہر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا تھا .

راستے میں پناہ سے اسکی ٹکر شدید ہوئی تھی۔

آپ۔۔۔

وہ جو اس سے کچھ کہنے لگی تھی اسکے ایک دم سے پرا ں کرنے پر وہ شدید غصہ ہوئی تھی۔

وہ تیزی سے دوڑتا باہر نکل چکا تھا۔۔

انہیں کیا ہوا ہے پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں خود کو ۔

وہ اسکی عجلت کو پر سوچ نظروں سے دیکھتی حیرت زدہ ہوئی تھی۔۔

ایک تو ماوی کا کچھ پتا نہیں چلتا بند افون کر کے خیریت سے ہی آگاہ کر دیتا ہے لیکن اسے

پرواہ کب ہے میری۔۔

مسلسل اسکا فون ٹرائے کرتی وہ جھنجھلا بھی رہی تھی۔

ماوی نے حیرت سے اپنے دوپٹے کے پلے کی طرف دیکھا تھا۔۔

اندھیرے کمرے میں اسکی چادر کے ساتھ لٹکتی کوئی چیز خوب چمک رہی تھی۔

وہ حیرت سے بندھے ہاتھوں سے اس چیز کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھی لیکن ہاتھ پہنچ نہیں رہا تھا۔۔

لب بھینچے وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی جیسے کوئی چیز تلاش کر رہی تھی۔

لیکن اسکے مطلب کی وہاں کوئی چیز نہیں تھی۔

افف یہ ہے کیا آخر۔۔

وہ ہنوز ہاتھ چادر کی طرف بڑھاتی ہوئی بڑبڑائی تھی۔۔

مسلسل کوشش میں وہ چیئر پر بیلنس برقرار نہیں رکھی سکی تھی جس کے نتیجے میں وہ کرسی سمیت فرش پر گر چکی تھی۔۔

فرش پر پڑی بجری اسکی بازوں اور پیٹ پر بہت زور سے چبی تھی۔

لب بھینچے وہ بہت مشکل سے سیدھا ہونے کی کوشش کر رہی تھی جب وہ چمکتی ہوئی چیز اس سے کچھ فاصلے پر جا گری تھی۔۔

وہ چونک کر اس نگینے کو دیکھنے لگی تھی۔۔

آدھی رات کا وقت تھا جب اسکے سر پر کسی نے ہاتھ رکھا تھا۔

اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر وہ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔

بابا۔۔

وہ بہت مشکل سے بول پایا تھا۔

کیسے ہو تم۔

وہ اسکے بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نرم لہجے میں بولے تھے۔

میں ٹھیک نہیں ہوں بابا میری رنگ کھو گئی ہے جو آپ نے دی تھی۔

وہ بہت مشکل سے بولتا انکے ہاتھوں کو تھام گیا تھا۔

تو اسے ڈھونڈو سوکیوں رہے ہو۔

انہوں نے سنجیدگی سے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

بابا میری ساری ہمت ختم ہو چکی ہے۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتا بول کر ہانپنے لگا تھا۔

میرا بیٹا اتنا کم ہمت تو نہیں تھا۔

وہ کچھ غصے سے بولے تھے۔

مرجان نے سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

جاو اور رنگ ڈھونڈو مرجان اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو۔

وہ سنجیدگی سے بولے تھے۔۔۔

لیکن بابا وہ رنگ کہاں ہو گئی۔

وہ پریشانی سے بولا تھا۔

جو چیز تمہیں زیادہ عزیز ہو گئی رنگ تمہیں وہی ملے گئی۔۔

انہوں نے سنجید گی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔

بابا۔۔۔

وہ کہتے ہوئے نیند سے ایک دم سے اٹھا تھا چہرہ پسینے سے تر تھا۔

وہ بیڈ پر اکیلا ہی تھا۔

وہ کچھ دیر ایسے ہی بیٹھا رہا پھر پیروں میں جا گرز شوز پہن کر باہر نکلنے لگا تھا،

لیکن آنکھوں کے آگے مسلسل چھاتا اسے تکلیف سے دوچار کر رہا تھا وہ لب بھینچے واش روم کی طرف چلا آیا نل کھول کر آنکھوں میں لگاتار کئی پانی کے چھپکے مارے

۔

پھر کہی جا کر اسکی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئیں تھیں۔۔

وہ دھیمی چال چلتا ہوا ماوی کے کمرے کی طرف آیا تھا اسے چیک کرنے کے وہ آئی ہے یا نہیں۔

اسکے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔

وہ دروازہ کھولتا ہوا اندر آیا۔

وہ بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن ماوی تو تھی نہیں پھر ملتی کیسے۔

ماوی کہاں ہیں؟ کیا ہسپٹل ہیں وہ۔۔۔

پریشانی سے بولتا وہ کمرے سے جانے لگا تھا جب ایک ڈائری اسے کبڈ کے پاس گری ہوئی ملی تھی۔

اسکے قدم بے ساختہ اسے ڈائری کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

ڈائری کو تجسس سے کھولتا وہ چونکا تھا کہ اس میں ایک چھوٹی سی لڑکی سر پر پنک برائیڈل دوپٹہ لیے کیمرے کی طرف منہ بسورے دیکھ رہی تھی۔

وہ لڑکی ماوی تھی۔

وہ اگلا صفحہ کھولنے کا ارادہ ترک کرتا ڈائری پاس پڑے ٹیبل پر رکھ کر وہ باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

قدم اٹھانے سے انکاری تھی لیکن چلنا اسکی مجبوری تھی۔۔۔

کاشان کے کمرے کی کھڑکی سے دیکھا وہ کمرے میں نہیں تھا۔

وہ تشویش سے سٹڈی روم گیا وہ وہی چیئر پر پڑا بے آرام آنکھیں موندے سو رہا تھا۔

انہیں دیکھ کر سکھ کی سانس لیتا وہ دبے قدم باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

راستے میں کئی بار وہ گرتے گرتے بچا تھا۔

گاڑی وہ اندازے سے ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔

کیونکہ اسے چکر سے آرہے تھے سر گھوم رہا تھا وہ ہسپٹل بہت مشکل سے پہنچا تھا آدھے گھنٹے کا سفر اس نے گھنٹے میں کیا تھا۔

وہ دادا جان کے کمرے میں آیا وہ اسی طرح آنکھیں موندے پڑے ہوئے تھے اپنے وجود سے غافل اپنی پوتی کے وجود سے غافل وہ آرام کی نیند سو رہے تھے۔

ماوی یہاں نہیں تو پھر کہاں گئی۔۔۔

پریشانی سے سوچتا وہ سیدھا ریسپشن پر آیا۔

ایکسیوزمی کیا آپ بتا سکتیں ہیں جو پیشنٹ خشمت صاحب کی پوتی ہیں اسنہیں کہی دیکھا آپ نے وہ ہسپٹل ہی آئیں تھیں۔

اس نے بے چینی سے پوچھا۔

جی میری ڈیوٹی تو شام کو شروع ہوتی ہے اور میں نے اس لڑکی کو اج نہیں دیکھا یہاں وہ شاید ماوی سے آگاہ ہو چکی تھی وہ اسکی خوبصورتی سے کافی امپریس تھی۔

کیا!!!!۔

وہ لڑکھڑا کر دو تین قدم پیچھے ہوا تھا پھر وہ گرتا لڑکھڑاتا ہوا باہر کی طرف دوڑا تھا۔۔

اس لڑکی نے تشویش زدہ نظروں سے اس لڑکے کی حالت دیکھی تھی جو شکل سے کافی بیمار لگ رہا تھا۔۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر وہ گہرے گہرے سانس لیتا گاڑی کو ماوی کے گھر جاتے راستے کی طرف ڈال چکا تھا۔۔۔

گاڑی ڈولتی ہوئی اینٹوں کے ڈھیر پر جا بجی تھی۔

اسکا سر زور سے سٹیرنگ ویل پر بجا تھا۔۔

کافی دیر وہ ایسے ہی پڑا رہا پھر وہ سر جھٹکتا ہوا سیدھا ہوا تھا۔

گاڑی کو پیچھے کی طرف ریورس کرتا وہ فل سپیڈ پر چھوڑ چکا تھا۔

ماوی کے گھر پر لگا تالہ اسے ٹھٹھکا گیا تھا۔

وہ لب بھینچتا داود ملک کے گھر کی طرف آیا تھا لیکن وہاں بھی لگا تالہ اسکا خون خشک کر گیا تھا۔

ماوی۔۔۔۔

وہ پنجوں کے بل نیچے گرتا ہوا چلایا تھا۔۔

______________________''''''''''''''''''''''______________

ماوی خود کو گھسیٹتی ہوئی اس لال نگینے والی رنگ کی طرف ہاتھ بڑھا گئی۔۔

دو انگلیوں کی مدد سے اس رنگ کو پکڑتی ایسے ہی وہ نیچے اس کرسی کے ساتھ باندھی ہی لیٹی گئی کہ وہ کافی تھک چکی۔۔

وہ رنگ چمکنا ترک کر چکی تھی۔۔

وہ اب عام سی لال نگینے والی انگھوٹھی لگ رہی تھی۔۔

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس رنگ کو دیکھ رہی تھی۔

اس رنگ کو کہاں دیکھا ہے میں نے۔۔

وہ پریشانی سے اس رنگ جو دیکھتی دماغ پر زور ڈال رہی تھی لیکن سمجھ نہیں آرہا تھا اس نے یہ رنگ کس کے ہاتھ میں دیکھی ہے۔۔

یہ پہلے تو چمک رہی تھی اب ایک دم سے بجھ کیسے گئی۔

وہ پریشانی سے رنگ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی تب ہی وہ چونکی دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی وہ جھٹ سے اس رنگ کو ہتھیلی میں ہی بھینچ گئی۔

آنے والے دونوں باپ بیٹا تھے۔۔۔

اوڈیڈ لگتا ہے جنتِ ماوی بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی اور اسی نتیجے میں بے چاری کو زمین کی خاک چاٹنا پڑ گئی۔

داود ملک قہقہ لگاتا ہوا اسکا صاف مزاق اوڑا رہا تھا۔۔

وہ لب بھینچے سیدھا ہونے کی کوشش کر رہی تھی جب اسکی بھینچی ہوئی مٹھی پر داود ملک نے سرعت سے پاؤں رکھا تھا۔۔

آہہہہہ

وہ تکلیف سے چیخ اٹھی تھی۔

پاوں پیچھے کرو یہ تمہاری بیوی نہیں ماں بنے گئی سمجھے تم۔۔

اسفندیار ملک نے بیٹے کو سنجیدگی سے پیچھے کیا تھا۔

واٹ! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ،

آپ ہوش میں تو ہیں۔۔

داود اسکے ہاتھ سے پیر ہٹاتا حیرت سے باپ کی طرف پلٹا تھا۔

بکواس نا کرو جو کہا ہے وہ بس سنو تمہاری ماں نے کبھی بیوی والا سکھ مجھے نہیں دیا اور ویسے بھی اسکی شکل سے میں اب کافی اکتا سا چکا ہوں۔

وہ کافی غصے سے بولا تھا جبکہ داود ملک غصے وہاں سے نکل گیا۔

وہ آنکھوں میں آنسوں لیے سیدھا ہونے کی کوشش کر رہا تھا جب اسفندیار نے اسے سیدھا کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔

خبردار اگر مجھے ہاتھ لگایا تو۔

وہ تکلیف سے چیختی اپنا بازو پیچھے کر گئی تھی۔

مرضی ہے تمہاری مجھے یہ پوچھنا تھا کیا سوچا ہے پھر۔

وہ اسکے پاس ہی نیچے بیھٹتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

کس بارے میں۔۔

وہ کہنیوں پر دباو ڈال کر تھوڑا پیچھے ہوتی ہوئی بولی تھی۔

مرجان علوی سے خلع کے متعلق۔

وہ طنزیہ مسکان سے اسکے حسین چہرے کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔

تم ہزار بار بھی پوچھو گئے تو یہی کہوں گئی کس بارے میں۔۔

وہ تمسخرانہ مسکان سے بولی تھی۔۔

تم شاید ابھی مجھے نہیں جانتی تمہیں ایسی جگہ دفن کروں گا کہ مرجان علوی تمہاری خاک بھی نا پا سکے ہلکا مت لینا مجھے۔۔

اسکے گالوں کو انگلیوں میں دبوچتا وہ اتنے زہریلے لہجے میں بولا تھا کہ ماوی کو پہلی بار اس سے ڈر محسوس ہوا تھا۔

صبح مجھے مثبت فیصلہ سنانا ورنہ دوسرا روپ تمہیں میرا کچھ خاص پسند نہیں آئے گا۔۔

اسے پیچھے کی طرف دھکا دیتا وہ رکا نہیں تھا۔۔

جبکہ وہ سر فرش پر ہی اٹکائے رونے لگی تھی۔

مرجان تم کہاں ہو؟

ہاتھ میں بند انگوٹھی ایک دم سے چمکنے لگی تھی لیکن وہ آنکھیں میچے بس روئے جا رہی تھی

۔

۔۔

کاشان کی اچانک ہی آنکھ کھولی تھی۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔۔

وہ آنکھوں پر انگلیوں سے دباو ڈالتا اٹھا تھا۔۔

سٹڈی روم کی لائٹ آف کرتا وہ مرجان کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

اسکے کمرے کی بجھی لائٹ دیکھ کر وہ اندر جانے ک ارادہ ترک کرتا اپنے کمرے کی طرف

بڑھ گیا۔۔

اپنے کمرے کی طرف جاتا وہ ٹھٹھکا تھا۔۔

سیڑیوں پر بیٹھا وجود اسے چونکا گیا تھا۔

تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو۔۔

وہ سرد لہجے میں اس سے بولا تھا۔

۔۔

وہ ایک دم سے کھڑی ہوتی اسکی طرف پلٹی تھی۔۔

آآپ۔۔

وہ ہکلا کر رہ گئی تھی اسے یوں سامنے دیکھ کر۔

وہ تو شکر تھا کہ اندھیرا تھا ورنہ آج تو پردہ فاش ہو ہی جاتا۔

اس وقت یہاں کی کر رہی ہو۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھے اسکے قریب آتا ہوا بولا تھا۔

میں وہ یہاں ہوا کھانے آئی تھی۔

وہ جانے کے پر تولتی ہوئی بولی تھی لیکن جانتی نہیں تھی کہ کیا کہہ گئی ہے وہ۔

او آئی سی تو یہاں کونسی آپکے لیے ہوا پک رہی ہے اور دوسری بات آپکے کمرے میں اے سی چل رہا ہے تو پھر ہوا کھانے کا کیسے موڈ بنا۔۔

وہ جاتی پناہ کی کلائی ایک ہاتھ میں جھکڑے اسکے چہرے کو پر سوچ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

پناہ نے چونک کر اپنی کلائی پر اسکی انگلیاں دیکھیں تھیں۔

چھوڑیں!

مجھے نیند نہیں آ رہی تھی تو چلی آئی باہر بس یا کچھ اور سننا ہے کیا باہر بیٹھنے پر پابندی ہے کیا۔۔

وہ کلائی چھڑانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔

وہ پہلی بار اسکی کسی بات پر مسکرایا تھا۔

وہ ایک دم سے اسکی کلائی چھوڑتا ہوا اسکی کمر جھکڑ گیا تھا۔

وہ جو کلائی آزاد ہونے پر ابھی خوش بھی نا ہو پائی تھی کہ کمر پر مضبوط پکڑ دیکھ کر وہ جھنجھلا اٹھی تھی۔

تمہاری زبان پہلے ہی اتنی لمبی تھی یا اب ہوئی ہے۔

نیم اندھیرے میں مدھم نظر آتے اسکے نقوش کو دیکھتا وہ خمار آلود آواز میں بولا تھا۔۔

پناہ کی تو جان پر بن آئی تھی اسکی قربت اسکی مدھم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی اسکے حواس جواب دینے لگے تھے۔

جواب دو مس نقاب پوش۔۔

اسکے ساکت ہونٹوں پر انگلی پھیرتا وہ گھمبیر آواز میں بولا تھا۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں اپنی عمر دیکھیں اور اپنی حرکتیں دیکھیں۔۔۔۔

وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرتی جھنجھلا کر بولی تھی۔

آر یو سیریس مس نقاب پوش کیا بوڑھے رومینس نہیں کر سکتے کہاں لکھا یہ۔

اسکے کان میں جھکتا وہ مدھم سرگوشی کر گیا تھا۔

پناہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

دونوں کے نقوش دھندلے دھندلے سے تھے اندھیرا جو تھا۔

کاشان کے ناک کی نوک پناہ کی گال سے مس ہو رہی تھی۔

تپتے گالوں لیے وہ پورا زور لگا کر سیڑیوں کی طرف دوڑ گئ۔

ہاہاہا آئی ایم شیور اب تم کبھی رات کو مجھے باہر نہیں دیکھو گئ۔

وہ جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا مسکراتے لہجے میں بولا تھا۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وہ کمرے کا دروازہ کھولتی ہوئی پھنکاری تھی۔۔

وہ سنجیدگی سے لاونج کی طرف بڑھا تھا۔

اس نے ایک آدمی کو ماوی کو ڈھونڈنے پر لگایا ہوا تھا اس نے ابھی تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔

وہ لب بھینچے صوفے پر بیٹھتا مرجان کی حالت کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔

وہ اکفی پریشان تھا مرجان کو لے کر۔

_____؛؛؛؛؛؛_____؛؛؛؛؛؛________؛؛؛؛؛______؛؛؛؛؛________

مرجان!

وہ جو سڑک پر گرا تقریباً بے ہوش ہی تھا ماوی کی مدھم سی پکار اسکے کانوں میں گونجی تھی۔۔

وہ بامشکل آنکھیں کھولتا ہوا اٹھا تھا۔

ماوی!

وہ کھڑا ہوتا چلایا تھا۔۔

دائیں طرف جاتی سڑک پر وہ دوڑا تھا اسکا دل کہہ رہا تھا ماوی کی آواز اس طرف سے آئی تھی۔۔

ماویٰ۔۔۔۔

ماویٰ۔۔۔

وہ بھاگتا ہوا چلا رہا تھا۔

وہ کتنی بار گرا تھا وہ نہیں جانتا تھا چہرے ہاتھوں کہنوں پر ان گنت زخم آئے تھے لیکن پرواہ کسے تھی۔۔

وہ ہانپتا ہوا رکا تھا۔۔

سامنے ہی ایک اونچی پہاڑ کی چوٹی پر ایک گھر بنا اسے نظر آیا تھا۔۔

اس سے چلا نہیں جا رہا تھا آنکھوں میں چھاتا مسلسل اندھیرا لیکن اسے ماوی کو ڈھونڈنا تھا اس تک پہنچنا تھا صبح ہونے والی تھی اسے ماوی کا پتا لگانا تھا پتا نہیں وہ کس حال میں تھی۔

وہ قدم گھسیٹتا ہوا اس پہاڑ کی طرف بڑھا تھا۔

وہ آواز ماوی کی نہیں ماوی کے ہاتھ میں قید انگوٹھی کی تھی جو اسے اپنی طرف بلا رہی تھی

کیا ماوی واقعی سامنے نظر آتے گھر میں تھی یا پھر کہی اور تھی۔۔

مرجان پاکٹ سے رومال نکال کر آنکھوں پر باندھتا ٹوٹی پھوٹی سیڑیوں کی طرف بڑھا تھا۔۔

اب اسکی چال میں پہلے جیسی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔۔

وہ اسی ٹوٹے پھوٹے فرش پر سر اٹکائے سو گئی تھی لیکن اسکے سونے کے بعد اسکے ناک اور

ہونٹوں پر کلوروفوم سے بھیگا رومال رکھ کر اسے مدہوش کر دیا گیا تھا۔

کہ وہ دور سے مرجان کو سیڑیاں چڑھتا دیکھ چکے تھے۔۔

وہ جلدی سے اسے وہاں سے لے کر نکلے تھے۔۔

رنگ ہنوز اسکی مٹھی میں قید تھی۔

"وہ چوٹی کے اوپر آ چکا تھا۔

قدم آگے بڑھنے سے انکاری تھے لیکن وہ

آنکھوں سے رومال اتارتا وہ بھاگتا ہوا اسے نو تعمیر شدہ گھر کی طرف بھاگا تھا۔۔

اسکی ویران آنکھیں پورے گھر کا جائزہ لیتیں ماوس ہو چکیں تھیں۔۔

کیونکہ وہاں کوئی ہوتا تو ملتا نا۔

وہ پلٹتا ہوا ٹھٹھکا تھا۔۔

ماوی کی چادر وہی گر گئی تھی وہ شاید اسے کھول کر اسکی چادر اٹھانا بھول گئے تھے۔

وہ تیز قدموں سے اسکی چادر کی طرف بڑھا تھا۔

چادر اٹھا کر وہ ناک کے قریب لے گیا تھا۔

ماوی کی مہک اسکے ناک کے نتھوں میں تیزی سے گھسی تھی۔

ماوی!

چادر پکڑے وہ اس گھر میں ارد گرد بھاگتا ہوا چلایا تھا۔۔

تب ہی اسکے سر سے نکلتا خون اسکے سیاہ نقوش کو بھیگونے لگا تھا۔

اسکے پاس شاید وقت بہت کم رہ گیا تھا ۔

وہ مرنے سے پہلے اسے ڈھونڈنا چاہتا تھا وہ اسے ہر صورت ڈھونڈنا چاہتا تھا ورنہ وہ کبھی بھی خود کو معاف نا کر پاتا۔۔

وہ چمکتی براون آنکھوں سے وہاں سے بھاگا تھا اس میں ایک انجانی سے طاقت نظر آنے لگی تھی کہ وہ تیزی سے پہاڑی کی پچھلی سائیڈ کی طرف دوڑا رہا تھا۔

دور جاتی سفید گاڑی اسے نظر آگئی تھی۔

ماوی!

وہ بڑبڑاتا ہوا چوٹی سے تیزی سے اترتا اس گاڑی کی طرف دوڑ تھا

ماوی!!!!

وہ چلاتا ہوا تیزی سے بھاگنے لگا تھا شاید رنگ نزدیک تھی اس لیے اس میں اتنی طاقت آچکی تھی۔۔

وہ پیچھے آرہا ہے داود گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑو۔۔

اسفند یار بیٹے پر چلایا تھا۔

ماوی کا سر اسفند یار کے کندھے پر تھا جبکہ ہونٹ ہلکی آواز میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔

مرج۔۔۔

وہ شاید مرجان کا نام لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

۔

مرجان ایک دم سے روڈ پر گرا تھا پیچھے آتی گاڑی جو کہ فل سپیڈ میں تھی وہ اسے ہٹ کرتی ہوئی تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔

ٹانگ پکڑتا وہ کراہ کر رہا گیا تھا۔

بائیں ٹانگ سے پینٹ تیزی سے خون کے رنگ سے رنگنے لگی تھی۔۔

وہ روڈ پر گرا کراہنے لگا تھا لیکن نظریں گھم ہوتی سفید کار پر تھیں۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ہوش و خرد سے بیگانہ پڑا ہوا تھا گاڑیاں آتی جاتی اسکے قریب سے گزر رہیں تھیں لیکن کوئی بھی رکی نہیں تھی۔

پناہ نے تیکھی نظروں سے اس لومڑی کی شکل والی کو دیکھا تھا۔

آپ جواب نہیں دے رہی میں پوچھ رہیں ہوں کاشان اور مرجان کہاں ہیں۔

منت نے بھی اس بار کچھ تیکھا لہجہ اپنایا تھا۔

بات سنو بی بی کاشان تم سے کافی بڑے ہیں انکل یا بھائی کہہ لیا کرو اور رہی مرجان کی بات تو اسے تم جو مرضی کہو وہ تمہاری مرضی ہے ویسے کیا کام تھا ان دونوں سے۔

صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے ایپل کے مسلسل بائٹس لیتی وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

مرجان میرا منگیتر ہے اور کاشان کو میں بھائی بولوں یا انکل یہ میرا پرسنل معاملہ ہے آپ بیچ میں نا ہی بولیں تو بہتر ہو گا سمجھی آپ اور اگر اتنی ہی اہمیت ہوتی نا تمہاری اس گھر میں تو اس دن کاشان علوی اتنے اہم موقعے میں تمہیں ضرور بلاتا لیکن تمہیں تو شاید یہ بھی نہیں پتا کہ میں مرجان کی منگیتر ہوں۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی تمسخر سے بولتی آپ سے تم پر آچکی تھی۔

پناہ نے اسے کینہ توز نظروں سے گھورا۔

اے لڑکی تم ابھی جانتی نہیں مجھے میں ڈون ہوں ڈون،

تم جیسیوں کو تو میں مٹھی میں ہی مسل دیتی ہوں اور ہاں آپ کہو گئی تو پناہ کاشان علوی کو اچھا لگے گا ویسے تم مجھے دیورانی کے روپ میں پسند نہیں آئی اس لیے بس منگنی کرا کے ہی خوش ہوتی رہو شادی نہیں ہونے دوں گئی تم تو سر کی جوں ہو جسے جتنا ماریں پھر بھی کہی نا

کہی سے ٹپک ہی پڑتی ہے اس لیے کسی اور کو پھنساو میرے معصوم دیور کو معاف کرو منت صاحبہ۔

اپیل، فروٹ باسکٹ میں پٹختی وہ منت چوہدری کے ہوش ٹھکانے لگاگئی تھی۔

تمہیں تو سیدھا اب کاشان بھائی ہی کریں گئے۔

منت غصے سے کہتی ہوئی وہاں سے نکلی تھی۔۔

کیوں تم ڈر گئی پناہ دی ڈون سے۔

وہ دوبارہ اپیل اٹھاتی اونچا بولی تھی۔

وہ آج ہسپتال جارہی تھی ماوی کی خبر گیری کرنے۔۔

کاشان علوی مجھ پر تھانددار لگے ہوئے ہیں نا مجھے سیدھا کریں گئے کہی خود ہی نا ہو جائیں ڈون کے ہاتھوں۔

وہ کہتی ہوئی پلٹی تھی نقاب بھی چڑھا گئی تھی لیکن سیڑیوں پر کھڑے کاشان علوی کو دیکھ کر اسکے چودہ طبق روشن ہوِے تھے۔۔

وہ سلیوز موڑتا خشمگیں نظروں سے اسے دیکھتا اسکے قریب آیا تھا۔

"منت سے کیوں الجھ رہی تھی کمرے سے نکلتے میں تمہاری سب باتیں سن چکا ہوں،

کیا گھر آئے مہمان کے ساتھ ایسے پیش آتے ہیں۔

وہ تیکھی نظروں سے اسکے نقاب میں قید نقوش کو دیکھتا ہوا پھنکار رہا تھا۔

ہمارے ہاں تو ایسے ہی پیش آیا جاتا ہے۔

وہ سر جھکائے منمنائی تھی۔

کاشان ابھی اسکی اور کلاس لیتا جب فون میں آیا میسج ریڈ کرتا وہ وہاں سے بدحواسی سے بھگا تھا۔۔

انہیں کہی کرنٹ ورنٹ تو نہیں پڑتی جب دل کرئے باہر کو دوڑ لگادیتے ہیں خیر میری لیے اچھا ہی ہے۔

پناہ اسے بھاگتے دیکھ حیرت سے بولتی ہوئی آخر میں کندھے اچکا گئی۔

مرجان آنکھیں کھولے ساکت سا بیٹھا رہا لیکن جب اس نے ہلنے کی کوشش کی تو وہ ہل نا سکا اسکا سارا وجود رسیوں سے جھکڑا ہوا تھا۔

ایک پٹی سر پر تھی تو دوسری گھٹنے پر۔

بھائی۔۔

وہ چلایا تھا۔

لیکن وہاں خاموشی چھائی رہی۔۔

بھائی میں جانتا ہوں آپ نے مجھے یہاں قید کیا ہے بھائی کہاں ہیں آپ۔

وہ مضبوطی سے بندھی رسیوں کو ہلانے کی کوشش کرتا ہوا چلایا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ڈور کھلا تھا۔

کاشان سنجیدگی سے اسے دیکھتا ہوا اسکے قریب آیا تھا۔۔

بھائی کھولیں مجھے۔

وہ انہیں دیکھتا ہانپتے ہوئے بولا تھا۔

کھولوں تاکہ تم پھر سے سڑکوں پر مرتے پھرو آج اگر میرا آدمی تمہیں نا دیکھتا تو کوئی گاڑی کچل کر جا چکی ہوتی کیا ہوتا میرا تمہارے بنا کون ہے میرا تمہارے سوا !

کیا جواب دیتا میں بابا کو کہ آپ کا بیٹا اپنے بھائی کو سڑکوں پر مرنے کے لیے چھوڑ چکا ہے

جواب دو مجھے۔

کاشان علوی تیش سے اس پر چلایا تھا۔

وہ درد برداشت کرتا گہرے گہرے سانس لینے لگا تھا۔

بھائی ماوی پتا نہیں کس حال میں ہیں میرا فرض ہے انہیں ڈھونڈنا۔

وہ درزیدہ لہجے میں بولتا کاشان کو غصہ چڑھا گیا تھا۔

پہلے خود کو بچالو پھر اس لڑکی کو بھی ڈھونڈ لینا۔

وہ غصے سے کہتا ہوا وہاں سے نکلا تھا۔

بھائی پلیز انڈرسٹینڈ می انہیں میری ضرورت ہے مجھے ڈھونڈنے دیں انہیں پلیز بھائی۔۔

وہ دکھتے گلے سے چلایا تھا لیکن کاشان جا چکا تھا آج اگر وہ اسکی سن کر اسے آزاد کر دیتا تو بھائی کی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا، جو اسے کسی صورت منظور نا تھا۔۔

بھائی !

وہ چلاتا ہوا رسیاں جھٹکنے کی کوشش کرنے لگا تھا لیکن وہ ایک بہت موٹا رسا تھا جس سے نجات آسان نہیان تھی۔

بھائی میرا دل کہہ رہا ہے وہ تکلیف میں ہیں۔۔

وہ درزیدہ لہجے میں دھیمے سے بڑبڑایا تھا۔۔

ماوی روئے چلی جارہی تھی وہ کبھی کسی غیر کو اپنا چہرہ نہیں دیکھاتی تھی لیکن اب وہ بغیر دوپٹے کے خالی وجود لیے، رونے کے سوا اور کیا کرسکتی تھی وہ بھلا۔

کل سے اسے کچھ کھانے کو نہیں دیا گیا تھا سوائے پانی کے۔

بخار سے اسکا چہرہ تپ رہا تھا،

اسفندیار زبردستی اس سے خلع کے پیپرز پر سائن لینا چاہ رہا تھا،

پر اسکے سائن نا کرنے پر اسفندیار نے اسے بیلٹ سے بے دردی سے مارا تھا۔

داداجان دیکھ لیں آپ وہ نہیں آیا کیا وہ مجھے ڈھونڈ نہیں سکتا تھا۔

ٹھنڈے فرش پر لیٹی وہ داداجان سے اس شخص کا شکوہ کر رہی تھی جو اس سے زیادہ اذیت میں تھا جس کا وجود ختم ہو رہا تھا لیکن اسے صرف ٹینشن تھی تو ماوی کی۔

کیا سوچا ہے پھر مسز مرجان نے خلع کے بارے میں ویسے تمہیں اس سے خلع لے لینی چاہیئے دیکھو تمہیں غائب ہوئے تین دن ہو چکے ہیں اور تمہارا شوہر تمہیں ڈھونڈنے میں ناکامیاب ثابت رہا خیر اگر وہ تمہیں ڈھونڈتا تو شاید تم اسے مل ہی جاتی وہ تو بزنس میٹنگ کے سلسلے میں آوٹ آف سٹی ہے اس لیے کہتا ہوں اس بے حس شخص سے پیچھا چھڑا کر میرے ساتھ آجاو عیش کروگئ عیش۔

ملک اسفندیار اسکے پاس بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

وہ ٹانگیں سمیٹتی اپنے سینے سے لگا گئی کہ وہ اور کس سے خود کو چھپاتی۔

وہ چپ رہی۔

سن رہی ہو یا گونگی ہو گئی ہو اس بد بخت شوہر کی محبت میں۔

وہ اسکا سر جھٹکتا بہت غصے سے بولا تھا۔

اسکے سر جھٹکنے پر وہ پیچھے کی طرف گری تھی۔

لیکن بولی کچھ نہیں۔

لگتا ہے واقعی گونگی ہو گئی ہو۔

وہ مسکراتا ہوا اس پر طنز کر گیا تھا۔

ماوی بی بی یہ رہے پیپرز رات کو ان پر سائن کر دینا اور انکی ایک اور کاپی میرے پاس ہے تو پھاڑنے کی کوشش بھی مت کرنا سمجھی اور اگر سائن نا کیے تو آج تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا کوئی نہیں سمجھی۔

اسے پیچھے کی طرف دوبارہ سے دھکا دیتا وہ بولا تھا۔

وہ لرزتا وجود لیے خاموش رہی،

پیپرز اسکے منہ پر غصے سے مار کر وہ رکا نہیں تھا۔

پیپرز کو سپاٹ نظروں سے دیکھتی وہ چپ رہی اسکے سامنے دو راستے تھے یا تو ان پیپرز پر سائن کر کے اپنی عزت بچا لیتی یا پھر عزت گنواہ دیتی آخر کیا کرنا چاہیئے تھا اسے اسکا دماغ خالی ہو چکا تھا ہر احساس سے۔۔

پناہ نے حیرت سے نرس کو دیکھا۔۔

لیکن وہ تو پرسوں آئی تھی مجھے لگا وہ دادا جان کے پاس ہی رک گئی ہوگئی۔

وہ پریشانی سے نرس کو کہہ رہی تھی جو دادا جان کو اٹینڈ کرتی تھی۔

وہ تقریباً دو گھنٹہ ہی بیٹھیں تھیں پھر چلی گئی اس دن ایک شخص بھی آیا تھا جو حشمت صاحب کو یہاں لائے تھے وہ بھی انکے بارے میں پوچھ رہے تھے۔

نرس نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بتایا۔

او میرے اللہ ماوی یہاں نہیں گھر نہیں تو پھر کہاں گئی اگر وہ اپنے گھر جاتی تو بتا دیتی وہ آخر گئی کہاں ؟؟؟

وہ پریشانی سے خود سے کہتی ہوئی روڈ کی ایک سائیڈ پر چل رہی تھی ۔

وہ بلیو اینڈ وائٹ سوٹ میں تھی بیگ کی لمبی سٹریپ کندھے پر رکھے وہ پہلے جیسی پناہ نہیں لگتی تھی جو لڑکا ٹائپ خلیے میں رہتی تھی۔

ایک بار اسکے گھر جا کر دیکھ لینا چاہیئے مجھے۔۔

وہ قطعیت سے کہتی رکشہ رکوانے لگی تھی لیکن کوئی رکشہ خالی ہوتا تو رکتا نا،

دن کے تین بج رہے تھے وہ ایسے ہی تیز تیز قدموں سے گاڑیوں کے اڈے کی طرف بڑھنے لگی تھی وہاں سے اسے ضروری کوئی نا کوئی کنوینس مل جاتی۔

ہیلو میڈیم کہاں جانا ہے کہیں تو ہم آپکو لفٹ دے دیں۔

دو اباش بائیک سوار اسکے ساتھ ساتھ بائیک سلو کیے چلنے لگے تھے۔

اپنی شکل گھم کرو خبیثو ورنہ اچھا نہیں ہو گا تم دونوں کے لیے۔

وہ انگلی سے انہیں وارننگ دیتی پھر سے تیز قدموں سے چلنے لگی تھی۔

ہائے آپ تو جان مانگے وہ بھی خاظر کر دیں گئے ایک بار مانگ کر تو دیکھیں۔

پیچھے والا کمینگی مسکان سے اسکے سراپے کو حوس زدہ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

وہ پوری کی پوری انکی طرف گھوم گئی تھی۔

جان دینے کا بہت شوق ہے تجھے چل دے جان نکال جان بغیرت انسان۔

اسکے منہ پر تھپڑ مارتی اسکا گریبان پکڑے وہ اس پر پھنکاڑی تھی۔

وہ حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگا تھا۔

دور رکتی گاڑی میں بیٹھا انسان حیرت سے گلاسز آنکھوں سے ہٹاتا ہوا اسکی جرات پر حیران ہوا تھا وہ گاڑی سے نکلتا اسکی طرف بڑھا تھا اسے لگا لڑکی کو اسکی مدد کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

دے جان اب یہ آنکھیں کیوں آسمان کو لگ گئے ہیں۔

اسکا گریبان جھنجھوڑتی ہوئی وہ پھنکاڑ رہی تھی وہ جوابی حملہ لازمی کرتے لیکن گاڑی سے سوٹ بوٹ پہنے انسان کو نکلتا دیکھ کر وہ وہاں سے عجلت سے بھاگے تھے۔۔

پناہ نے گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کیا پھر وہ چونکی حیران ہوئی اور پھر آخر میں پریشان ہوئی کہ اسکی طرف کوئی اور نہیں کاشان علوی چلا آرہا تھا۔

بھاگ پناہ یہ کہی پہچان نا لے۔۔

وہ بیگ کی سٹریپ پر پکڑ مضبوط کرتی وہاں سے بھاگی تھی اور ایسے بھاگی تھی جیسے ریس میں حصہ لے لیا ہو میڈیم نے اور پھر جو بھاگی تھی تو پلٹ کر نا دیکھا کہ وہ کھڑا ہے یا چلا گیا ہے۔

مرجان نے ہزار کوشش کر لی لیکن خود کو ان رسیوں سے آزاد نا کروا سکا اسے آج اس رنگ کی اہمیت کا احساس ہوا تھا ورنہ پہلے تو وہ کاشان کے کہنے پر پہنتا تھا آج وہ ہوتی تو اسکی یہ حالت نا ہوتی وہ ماوی کو جلد ڈھونڈ لیتا اسکی بیوی تین دن سے غائب تھی اور وہ بے بس سا پڑا ہوا تھا۔

آنکھیں آنسوں سے بھرنے لگیں تھی پہلی بار اسکی آنکھیں آنسوں سے بھریں تھی ورنہ آج تک چاہے وہ کتنی تکلیف میں کیوں نا ہو اسکی آنکھ سے آنسو کا قطرہ تک نہیں گرا تھا لیکن آج وہ رو دیا تھا۔

ماویٰ!!! !

وہ شدت سے چلایا تھا اتنے زور سے چلایا تھا کہ گلے میں خراشیں سی پڑنے لگیں تھیں۔

بھائی پلیز کھولیں مجھے، مجھے اپنی بیوی کو ڈھونڈنا ہے۔

وہ رسیاں جھٹکتا بہت بسی سے بولا تھا آواز بیٹھ گی تھی اسکی چلا چلا کر۔

وہ چونکا سامنے ہی فروٹ باسکٹ میں چاقو پڑا ہوا تھا۔

چاقو دیکھ کر اسکیں آنکھیں چمکیں سی تھیں۔

وہ لاونج میں بیٹھے کاشان کو دیکھ کر چونکی تھی۔

وہ ماوی کے گھر گئی تھی پھر وہاں سے اپنے گھر چلی گئی اس سب میں کافی ٹائم بیت چکا تھا ماوی کی الگ ٹینشن وہ آخر کہاں جا سکتی تھی، سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹنے لگا تھا۔

کاشان نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے غور سے اسکے سراپے کو دیکھا تھا۔

وہ اسکی نظروں سے بچتی ہوئی جلدی سے اوپر جاتی سیڑیوں کی طرف بڑھی تھی۔

پناہ !

اسکی سرد آواز پر اسکے قدم بے ساختہ رکے تھے۔

ادھر آو۔

"وہ سامنے کی طرف اشارا کرتا ہوا بولا تھا۔

وہ میں امی کی طرف چلی گئی تھی۔

وہ وہی کھڑی پریشانی سے بولی تھی۔

سامنے !

وہ بنا اسکی بات پر کوئی رئیکٹ کیے ہنوز سامنے کی طرف اشارا کر رہا تھا۔

یہی کہہ دیں جو کہنا ہے میں تھک۔۔۔۔۔

پناہ تم نے سنا نہیں میں نے جو کہا ہے۔

وہ چائے پیتا ہنوز سرد لہجے میں بولا تھا۔

پناہ کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بے لچک انداز پر۔

وہ پریشانی سے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتی ہوئی اسکے سامنے آئی تھی۔

وہ چائے پیتا بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

پناہ کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔

اف یہ کیوں دیکھ رہا ہے کہی پہچان تو نہیں لیا ارے میں نے تو کوئی سامان بھی نہیں پیک

کیا یہاں سے مجھے نہیں لگتا یہ مجھے سامان لینے دے گا کہی مار کر لاون میں ہی ناد فنا دے یا

پھر کتوں کے آگے ناڈال دے پناہ بھاگ جا اگر زندگی کی ضرورت ہے تو،

یہ تو خطبی ہے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔

اسکی نظروں کو خود پر جما دیکھ کر وہ پریشانی سے بڑ بڑائے جا رہی تھی۔

اونچا بڑ بڑاو۔

وہ چائے فنش کرتا ہوا سنجیدگی سے بولتا پناہ کے چھکے چھڑا گیا تھا۔۔

نہیں میں بڑبڑا تو نہیں رہی تھی میں تو گانا گنگنا رہی تھی اصل میں میری آواز بہت زبردست ہے مجھے تو سنگر بننا تھا لیکن کسی نے بننے نہیں دیا تو اب ایسے ہی دھیما سا گا کر شوق پورا کر لیتی ہوں کیونکہ دل تو بچہ ہے جی تھوڑا کچا ہے جی۔۔

وہ سٹارٹ ہو گئی تھی پھر سے اور آخر کی دو لائنیں میڈیم نے گنگنا بھی دیں تھیں۔۔

شٹ اپ آخر تم اتنا بول کیسے لیتی ہو تمہاری زبان درد نہیں کرتی تمہارے جبڑے نہیں دکھتے ماحول دیکھ لیا کرو پہلے جب دل کرتا ہے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو جاتی ہو تم، لڑکیوں والی کوئی ایک بات ہے تو بتاؤ اور سب سے اہم بات منت سے کیوں اتنی بدتمیزی کی ہے، تم جانتی ہو وہ میرے بھائی مرجان کی پسند ہے وہ کتنا روئی ہے عدیل کے سامنے کتنی شرمندگی ہوئی مجھے عدیل سے آج صرف تمہاری وجہ سے۔۔

وہ ایک دم کھڑا ہوتا اس پر چڑھ دوڑا تھا پناہ دبک کر تین چار قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

اس نے بھی بد تمیزی کی تھی۔

وہ منمنائی تھی دھیمے سے۔

اوپلیز ززدماغ مت خراب کرواور آئندہ کے لیے دھیان رکھو منت سے بد تمیزی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سمجھی۔

وہ انگلی اسکے سامنے لہراتا غصے سے بولا تھا ایک اسے بھائی کی تھوڑی ٹینشن تھی جو یہ لڑکی اسکا سر درد بنی ہوئی تھی۔۔

پناہ کو جی بھر کر غصہ آیا بیوی کی کوئی اہمیت ہی نہیں سرکار جی کے آگے واوا جی۔

لیکن بیوی شاید بھول رہی تھی آج تک اس نے کونسا فرض نبھایا تھا بیوی ہونے کا۔۔

بات سنیں میں کوئی ڈرنے والی بیویوں میں سے نہیں ہوں اس منت کی اتنی ٹینشن ہے تو اسے گود میں کیوں نہیں لے لیتے اور دوسری بات جس پر غصہ ہے اس پر چلائیں مجھ پر نہیں جاکر منت پر چلائیں اسی کی وجہ سے غصہ آیا ہے نا اور تیسری بات اگر کوئی اور چلاتا نا مضح پر ایسے تو اب تک اسکے بتیس کے بتیس دانت توڑ دیتی،

میں ڈون ہوں اپنے محلے کی میرا مطلب ہے پوری سوسائٹی کی میں خود بہت ٹینشن میں تھی لیکن میں نے آپ پر غصہ اتارا نہیں تو آپ کیوں مجھ معصوم پر غصہ چڑھا رہے ہیں حد ہوتی ہے ویسے کسی بات کی بھی کوئی مجھ جیسا بے بس بھی نا ہو ۔

وہ بولتی ہوئی رکی تھی کہ کاشان آستین چڑھاتا اسکی طرف جارحانہ قدموں سے بڑھا تھا۔۔

امی جی بچائیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے سیڑیوں کی طرف بھاگتی ہوئی چلائی تھی۔

کاشان بھی اسکے پیچھے غصے سے دوڑا تھا لیکن پناہ دی ڈون کی دوڑ زیادہ تھی وہ تیزی سے اپنے کمرے میں داخل ہوتی ڈور کے دونوں لاک چڑھا چکی تھی۔

باہر نکلو زرا پھر کرتا ہوں میں تمہیں سیدھا تم کچھ زیادہ ہی بگڑتی جا رہی ہو۔

اسکے دروازے پر زور سے ہتھیلی مارتا وہ پھنکارا تھا۔۔

آپ خود بہت بگڑے ہیں کہی خود ہی نا سیدھا ہو جائیں مجھ سے۔

وہ لائٹ بند کرتی بڑبڑائی تھی۔۔

مرجان نائف کی مدد سے بہت آسانی سے خود کو اس موٹے رسے سے آزاد کروا چکا تھا۔

وہ دروازہ کھولتا کافی غصے سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں ہم آپکو باہر نہیں جانے دیں گئے۔۔

دو تین ہٹے کٹے مرد اسکی طرف بڑھے تھے۔

وہ تیکھی نظروں سے انہیں دیکھتا باہر کی طرف بڑھا تھا لیکن وہ تینوں آگے آ چکے تھے۔

سوری سر لیکن آپ اس گھر سے باہر نہیں جا سکتے۔

وہ اس کے آگے دیوار بنی کھڑے ہوتے بولے تھے۔

اس نے باری باری تینوں کے منہ پر بہت زور سے مکہ ریسد کیا تھا۔

آج مجھے کوئی نہیں روک سکتا سمجھے۔

خونخوار لہجے میں کہتا وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔۔

ان میں سے ایک فرش سے اٹھتا جلدی سے کاشان کا نمبر ڈائل کرنے لگا تھا۔

بیل تو جا رہی تھی لیکن وہ فون رسیو نہیں کر رہا تھا شاید وہ سو گیا تھا یا فون اسکے پاس نہیں تھا۔۔

وہ تیز تیز چلتا کافی دور نکلا آیا تھا چال میں لڑکھراہٹ تھی لیکن اس نے رکنا نہیں تھا آج اس نے اپنی بیوی کو ڈھونڈنا تھا ہر صورت میں ۔۔۔

وہ چلتا چلتا ایک گھنے جنگل میں پہنچ چکا تھا وہ بس اندازے سے چلتا جا رہا تھا اسے اسکا دل جس طرف کہہ رہا تھا وہ اس طرف چل رہا تھا بنا رکے۔۔

وہ ننگے پاؤں تھا دونوں پاؤں کافی زخمی ہو چکے تھے لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی وہ آج بیوی کو ڈھونڈ کر مر بھی جاتا تو اسے غم نہیں تھا۔

وہ چلتا چلتا رکا تھا سامنے ہی ایک عام سا گھر تھا بالکہ کافی سارے گھر تھے جو عام سے تھے مطلب اینٹوں کے نارمل بنے گھر تھے۔۔

وہ تیز نظروں سے ان گھروں کو دیکھتا رہا پھر ایک گھر پر اسکی نظر ٹھہری تھی رات کا سماں تھا ماحول میں عجیب سی ویرانی تھی سنسان سماں اوپر گہری رات وہ چمکتی نظروں سے درمیان میں بنے گھر کی طرف گیا تھا۔

کیا سوچا ہے پھر پیپر ز پر سائن یا پھر میرے ساتھ۔

وہ نیچے پڑے وجود کو تمسخر سے دیکھتا ہوا اسکے پاس بیٹھتا معنی خیزی سے بولتا ماوی کا خون خشک کر گیا تھا۔

وہ اب شرٹ کے بٹن کھولنے لگ تھا۔

پین کہاں ہے میں سائن کرنے کے لیے تیار ہوں۔

وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھتی ہوئی بولی تھی انداز میں بدحواسی سی تھی۔۔

وہ مسکرا دیا۔

میں تو سوچ کر آیا تھا تمہارے ساتھ حسین وقت گزاروں گا چلو خیر ہے اب تو خلع ہونے کے بعد پکی تم میری ہی ہوگئی پھر کچھ دنوں کی دوری سے کیا فرق پڑتا ہے ہاں۔۔

وہ کمینگی سے بولتا پنسل اسکی طرف بڑھا گیا۔

ماوی نے کانپتے ہاتھوں سے پنسل پکڑی تھی آنکھوں میں پانی سا جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔

وہ رشتہ جو اس نے زبردستی دادا جان کے کہنے پر اپنایا تھا آج پھر وہی رشتہ اس سے زبردستی چھڑوایا جا رہا تھا وہ تین دنوں میں مرجھا کر رہ گئی تھی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پپڑی زدہ ہونٹ ۔

سائن مائے ڈیئر۔۔

اسفندیار اسے ساکت بیٹھا دیکھ کر بولا تھا۔۔

آنسو لڑھک کر ان پیپرز پر گرے تھے۔

آنکھیں میچتی وہ خود پر جبر کرتی انداز سے سائن کرنے لگی تھی۔

سائن کر کے اس نے پنسل دور پھینکی تھی۔

وہ مسکراتا ہوا اس سے پہلے کچھ بولتا اسکا فون رنگ کرنے لگا تھا۔

اسفندیار نے بدمزہ ہوتے ہوئے فون رسیو کیا کہ فون گھر سے تھا۔

کیا!! کہاں ہے وہ اس وقت میں آرہا ہوں کونسے ہسپٹل اوکے میں پہنچ رہا ہوں پانچ منٹ میں۔۔

وہ بنا پیپرز اٹھائے بدحواسی سے باہر کی طرف دوڑا تھا۔۔

ماوی کے سامنے پیپرز پھڑ پھڑانے لگے تھے۔

وہ ساکت بیٹھی ان پیپرز سے نظریں چرا گئی تھی۔

گھٹ گھٹ کر روتی وہ اللہ سے فریاد کناں تھی۔۔

ماویٰ۔۔۔۔

فرش سے سر اٹکائے لیٹی ہوئی وہ چونکی تھی اس پکار پر اس دھیمی آواز پر۔۔

وہ سرعت سے اٹھتی ہوئی دروازے میں کھڑے وجود کو دیکھنے لگی تھی۔۔

بلیک پینٹ شرٹ میں کوئی اور نہیں مرجان تھا۔۔

بکھرے بال جو ماتھے پر بے ترتیب تھے شرٹ کے آدھے سے زیادہ بٹن کھلے ہوئے تھے

سیاہ نقوش میں نقاہت لیے وہ بھی اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔

مرجان

مرجان۔۔

وہ شدت سے چلاتی ہوئی اسکی طرف دوڑی تھی۔۔

مرجان بھی لنگڑا کر چلتا اسکے بے حد قریب آچکا تھا۔

اسکے سامنے کھڑی وہ شدت سے رودی ہچکیوں سے روتی وہ اسے ابھی بھی بے یقینی سے دیکھ رہی تھی ۔

ماوی آپ ٹھیک ہیں۔۔

اسکا ہاتھ تھامتا وہ درزیدہ لہجے میں بولا تھا۔

نہیں ہوں ٹھیک میں مرجان تم اب زرانا آتے تو جان نکل جاتی میری تم نے کیوں اتنے دیری کردی وعدہ کیا تھا نادادا جان سے تو کیوں نہیں نبھایا اپنا وعدہ کیوں نہیں ڈھونڈ سکے مجھے۔۔

اسکے ہاتھوں پر سر رکھے وہ روتے ہوئے اس سے سخت ناراض تھی شاید۔۔

ماوی میں آپ سے اور داداجان سے شرمندہ ہوں آپ جو سزا دیں گئی مجھے دل سے منظور ہو گئی۔

وہ اسکے آنسوں کی تکلیف دل میں محسوس کرتا ہوا بولا تھا۔

ماوی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

وہ سیاہ نقوش کا حامل شخص اسکا مخافظ سکا محرم اسکا آخری سہارا تھا وہ کیسے نا اس سے امید لگاتی۔

ڈونٹ ویپ ماوی۔

اسکے آنسو شہادت کی انگلی سے چنتا وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔

مرجان مجھے یہاں سے لے جاو وہ لوگ بہت برے ہیں وہ واپس آجائیں گئے۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی پریشانی سے بولی تھی۔

کوئی اب نقصان نہیں پہنچا سکتا ماوی آپکو۔

وہ سرد لہجے میں بولتا اسکے خالی ناک کو دیکھنے لگا تھا۔

ماوی آپکے ناک کا کوکا کہاں ہے کیا کہی گر گیا ہے۔

وہ ارد گرد دیکھتا ہوا پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

ماوی آنسو سے چمکتی آنکھیں جھکاتی سر ہلا گئی وہ کتنے خطرناک تھے وہ جان گئی تھی وہ مرجان کی جان کسی مشکل میں نہیں ڈال سکتی تھی وہ اسے لے کر وہاں سے بس نکلنا چاہتی تھی۔

چلیں۔

وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں!

وہ ارد گرد دیکھتا ہوا بولا تھا ماوی آنسو صاف کرتی آگے بڑھ گئی جبکہ وہ سفید پھڑ پھڑاتے کاغذ کو جھک کر اٹھا گیا اسے لگا شاید اس سے ان دشمنوں ک پتا لگا سکے وہ کاغذ لپیٹ کر پاکٹ میں رکھتا،

اسکے پیچھے چلتا ارد گرد چوکنا نظروں سے دیکھ رہا تھا باہر دو ہٹے کٹے مرد نیچے پڑے کراہ رہے تھے وہ بھلے زخمی تھا لیکن وہ اسکا مقابلہ پھر بھی نہیں نہیں کر سکتے تھے۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر جنگل کی طرف بڑھا تھا۔۔

رات کا سماں گہرے کالے بادل ماوی کا دل دہلا رہے تھے۔

مرجان تم ٹھیک ہو۔

مرجان کا آنکھیں مسلنا اور گہرے گہرے سانس لینا اسے بہت پریشان کر گئے تھے۔

وہ لب بھینچے سرہاں میں ہلا گیا۔

ماوی آپ گھر چلی جائیں میں صبح آجاوں گا۔

وہ چوڑے درخت سے ٹیک لگاتا ہوا مدھم لہجے میں بولا تھا۔

میں کیسے کیلی جاوں گئ تم میرے ساتھ چلو کیا تمہاری طبیعت بہت خراب ہے ہم پہلے ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے فکر مندی سے بولتی مرجان کو آگے چلنے پر مجبور کر گئ تھی وہ اسکے ساتھ چلتا جیسے ابنارمل تھا وہ بار بار گر جاتا جس پر ماوی پریشان ہونے لگی تھی اسے نظر آرہا تھا کہ وہ بہت بیمار ہے۔۔

وہ جیسے ہی سڑک پر آئے سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھ کر ماوی مضبوطی سے مرجان کا ہاتھ تھام گئی تھی۔

.

مرجان!

گاڑی سے نکلتا کاشان اسکی طرف دوڑا تھا۔۔

بھائی۔۔

وہ ایک دم سے کاشان کے گلے لگا تھا۔

بھائی میں اب اور نہیں چل سکتا بھائی کچھ کریں میں مر رہا ہوں مجھے بچا لیں بھائی۔

بھائی کے گلے لگا وہ اتنے آہستگی سے بول رہا تھا کہ کاشان بمشکل سن پایا تھا۔

ماوی الجھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اسکی سمجھ سے باہر تھی اسکی حالت۔

میں ہوں نا تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا مجھ پر بس بھروسہ رکھو اس رنگ تک ہم جلد پہنچ جائیں گئے ڈونٹ وری۔

وہ اسکا سر چومتا بہت پریشانی سے بولا تھا۔

بھائی تب میں شاید زندہ نا رہوں آپ وعدہ کریں ماوی کا خیال رکھیں گئے اس تک کوئی پریشانی مشکل نہیں آنے دیں گئے۔

وہ ہنوز دھیمے درزیدہ لہجے میں بولتا کاشان کا دل چیر رہا تھا۔

وہ چونک کر ماوی کو دیکھتا بھائی کو دیکھنے لگا اسے بھائی کے لہجے میں شدت بھرا احساس ہوا تھا کہی مرجان نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

وہ سر جھٹکتا اسے لیے گاڑی میں بیٹھا تھا اسے پیچھے بٹھا کر خود آگے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا تھا۔

ماوی مرجان کے ساتھ پیچھے تھی۔

مرجان آنکھیں موندے گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جب ماوی نے اسکے ہاتھ کی پشت پر بے ساختہ ہاتھ رکھا تھا۔۔

مرجان کو ایک دم سے جھٹکا لگا تھا آنکھوں کے گرد سیاہ خلقے کم ہوئے تھے کمزور وجود میں ایک دم سے طاقت آئی تھی ۔۔

وہ حیرت سے ماوی کو دیکھنے لگا تھا جبکہ ماوی کی نظریں اسکے ہاتھ کی پشت پر تھیں۔۔

جس کی نسیں ابھری ہوئیں تھیں۔

آپ کون؟

پناہ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر ایک خوبصورت سی خاتون سے حیرت سے پوچھا۔

تم کون ہو؟

وہ خاتون الٹا اسی سے پوچھ رہی تھی جانچتی نظروں سے اسکا جائزہ بھی لے رہی تھی۔

میں اس گھر کی مالکن اور ہاں آپ آئیں ہیں ہمارے گھر تو آپ بتائیں کس سے ملنا ہے آپکو۔

وہ اس عورت کو لاپرواہی سے دیکھتی ہوئی کندھے اچکا کر بولی۔

مجھے لبابہ سے ملنا ہے۔

وہ عورت تیکھی نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ تو سکول گئی ہے لیکن آپ کو اس سے کیوں ملنا ہے اور آپ اسے جانتی کیسے ہیں۔

وہ اس بار کچھ تیکھا انداز اپنائے ہوئے تھی۔

میں اسکی ماں شہزین ہوں۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ہوئی طنز سے بولتی صوفے پر بیٹھی تھی۔

ہائے اللہ اتنی سوکنیں۔

وہ حیرت سے بے ساختہ چیخی تھی۔۔

جبکہ مرجان کی نظریں اسکے انگوٹھے میں ڈولتی اپنی رنگ پر تھیں وہ کافی کھلی تھی تو ماوی نے انگوٹھے پر فٹ کرنی چاہی تھی،

یہ رنگ ماوی کے پاس کیسے ہیں۔

وہ حیرت سے رنگ کو دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا۔

ماوی پلیز گومی آر نگ۔۔

وہ رنگ کی طرف اشارا کرتا ہوا بولا تھا۔

ماوی نے حیرت سے اسے دیکھ کر رنگ کو دیکھا جو خوب چمک رہی تھی۔

کیا یہ آپکی ہے۔

وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

وہ فقط سر ہلا گیا۔

ماوی نے دھیرے سے رنگ اتاری اور اسکی طرف بڑھائی۔

وہ رنگ کو پکڑتا جلدی سے شہادت کی انگلی میں چڑھا گیا تھا۔

وہ ایک جھٹکا کھاتا سیدھا ہوا تھا۔

ماوی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو کچھ دیر پہلے تو بہت بیمار اور نڈھال لگ رہا تھا لیکن

اب وہ پہلے جیسا ہی لگ رہا تھا۔۔

ماوی آپکو یہ رنگ کہاں سے ملی۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

یہ مجھے میرے دوپٹہ سے الجھی ہوئی ملی تھی۔

وہ یک ٹک اسے دیکھتی ہوئی نرمی سے بولی تھی۔

وہ سیٹ سے پشت اٹکاتا ہوا سر ہلا گیا۔

بھائی رنگ مل گئی ہے۔

وہ کاشان سے بولا تھا۔

کاشان اسکی بات سنتا سرعت سے اسکی طرف گھوما تھا۔

کہاں سے،

وہ اسکی انگلی میں سجی رنگ دیکھتا ہوا حیرت سے بولا تھا۔

بس مل گئی!

وہ چمکتی آنکھوں سے بولا تھا۔

کاشان نے الجھ کر اسے دیکھا جبکہ ماویٰ نے بھی اسے دیکھا تھا۔

اسنے بتایا کیوں نہیں کہ رنگ ماوی کے پاس سے ملی ہے۔

وہ حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔

اس رنگ میں ایسا کیا ہے جسے پہن کر وہ ایک دم سے ٹھیک ہو گیا تھا۔

وہ سمجھ نہیں سکی تھی الٹا الجھ گئی تھی۔

بھلا ایسے کیسے ہو سکتا تھا۔

وہ باہر کی طرف دیکھتی ہوئی حیرت زدہ سی تھی۔۔

جبکہ مرجان کا وجود دھیرے دھیرے اپنی حالت پر آنے لگا تھا۔

سوکنوں سے کیا مطلب ہے تمہارا۔

وہ عورت اسے دیکھتی ہوئی حیرت سے بولی تھی۔

کچھ نہیں اور ہاں آپ چائے پی کر جائیے گا لبہ سے تو آپ مل نہیں سکتی کیونکہ وہ سکول ہے پھر وہاں سے ٹویشن پھر اسلامی درس میں پھر وہاں سے وہ تھوڑی تفریح کرنے جائے گئ پھر گھر آئے گئ اور ان سب میں اُسے رات کے نو بج جاتے ہیں تو آپ نہیں مل سکے گئیں دیکھیں نا ابھی ایک بجا ہے اور نو ہونے میں کتنے گھنٹے ہیں کیا آپ اتنا ویٹ کر لیں گئ یقیناً نہیں ظاہر ہے آپکو بھی گھر میں بہت سارے کام ہوں گئے ہے نا۔۔

وہ پھر سے بنا فل سٹاپ لگائے سٹارٹ ہو چکی تھی۔

شہزین غصے سے کھڑی ہوتی اسکی طرف آئی تھی۔

کیا تم کاشان کی بیوی ہوا گر ہو تو حیرت ہے، کاشان نے انتخاب میں بہت غفلت سے کام لیا ہے اسے کم بولنے والے لوگ پسند ہیں اور تمہاری زبان توٹرین سے بھی زیادہ تیزی سے دوڑتی ہے۔

شہزین کافی تیکھے لہجے میں اسکی بے عزتی کر گئی تھی۔

پُناہ نے اسے گھورا۔

آپ کے ساتھ تھے نا اس وقت اس لیے اصل میں آپکی آواز کافی بے سری ہے جبکہ میری سریلی تو میں جتنا مرضی بولوں وہ خوش ہی ہوتے ہیں نا کہ غصہ اور ہاں اکیلی مجھے شاپنگ پر جانا ہے تو۔۔۔۔!

وہ طنز سے مسکراتی ہوئی آخر میں چپ ہوئی کہ وہ جو کہنا چاہتی تھی شہزین بی بی سمجھ چکی تھی ۔

وہ چھوٹا سا بیگ پکڑتی غصے سے ٹک ٹک کرتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

بڑی آئی مجھے سنانے والی۔

چھوٹا سا ناک چڑھا کر کہتی ہوئی وہ بیگ پکڑتی باہر چلی گئی کہ اسکے اس موسم والے تو سارے کپڑے تو اُس گھر میں تھے اسلیے آج وہ اپنے لیے شاپنگ کرنے جا رہی تھی۔۔

وہ کافی خوش تھی کہ شاپنگ کا تجربہ وہ پہلی بار کرنے جا رہی تھی،

ماوی گھر آ چکی تھی وہ خود پر کمبل اوڑھے گہری نیند میں جا چکی تھی کچھ ہی دیر بعد وہ اسکے کمرے میں آیا تھا،

اسکی نیند کا یقین کرتا ہوا وہ اسکے سراہنے بیٹھ گیا تھا۔

اسنے آہستہ سے کمبل اسکے وجود سے ہٹایا تھا وہ چادر کو سینے پر پھیلائے گہری نیند میں تھی کہ مرجان کے ہاتھ کا نرم لمس بھی اسے جگا نہیں سکا تھا،

وہ گہری سانس لیتا ماوی کی کروٹ دوسری طرف بدل گیا تھا،

ماوی دوسری طرف کروٹ لیتی ہوئی سو گئی وہ اتنے دنوں سے جاگ رہی تھی کچھ مرجان نے بھی شاید اسکے دودھ کے گلاس میں کچھ ڈالا تھا جس سے وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔۔

مرجان نے آنکھیں بند کر کے اسکی کمر سے قمیض ہٹائی تھی کمر پر سرخ نشان کافی واضع تھے۔

اسکا سیاہ چہرہ غصے سے اور سیاہ ہوا تھا وہ اسکی قمیض ٹھیک کرتا اس پر کمبل اچھے سے اوڑھتا اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔

ماوی کو ہلکا ہلکا بخار تھا۔

اسکا دل پریشانی سے دھڑک اٹھا تھا۔

وہ آہستہ سے اٹھ کر اس طرف آیا تھا جس طرف اس نے کروٹ لی تھی کچھ دیر اسکے نقوش کو گیری نگاہ سے دیکھتا رہا،

اس نے آہستہ سے ماوی کی کلائی کی ابھری ہوئی ہری نس پر انگلی رکھ کر آنکھیں میچیں تھیں۔

ماویٰ کی چیخیں اسے اب واضع سنائی دی تھیں،

ماوی کی چیخیں ابھی بھی اسکے کانوں میں گونج رہی تھیں وہ اتنی تکلیف میں رہی اور وہ بس اسے ڈھونڈنے کی کوشش ہی کرتا رہا کاش وہ پہلے ماوی تک پہنچ جاتا تو اسے شاید اس تکلیف سے نا گزرنا پڑتا کیا جواب دے گا وہ دادا جان کو کہ یہ خیال رکھا ہے اس نے ماویٰ کا۔۔۔

اسکی نظریں اب اسکے ناک پر تھیں وہاں ابھی بھی کوکے کا نشان بہت واضع تھا۔

ماوی کا خالی ناک اسے بہت ادھورا سا لگا تھا وہ کوکا شاید بنا ہی ماوی کے ناک کے لیے تھا۔۔

آہ آہ آہ۔۔۔

ماوی کی دردناک چیخیں اسے پھر سے سنائی دیں تھیں۔

وہ لب بھینچتا ہوا اٹھتا باہر کی طرف دوڑا تھا قدموں میں بجلی سی تیزی تھی۔۔

پناہ شاپنگ کرنے کے لیے پہلی کیش نکلوانے بینک چلی آئی تھی۔

بینک میں کافی رش تھا آج وہ لائن میں لگ کر اپنی باری اک انتظار کرنے لگی تھی۔۔

اس سب میں اسے کافی وقت لگا تھا پیسے لیتی وہ باہر کی طرف بڑھنے لگی تھی جب بہت سارے اسلحہ مین سکیوڑٹی گاڑدز کو اپنی بندقوں کی نوک انکے سروں پر رکھے انہیں اندر لائے آئے تھے۔۔

ٹھاہ ٹھاہ۔۔

جس جس کو جان پیاری ہے وہ اپنی جگہ سے ان ہلے ورنہ بھون کرر کھ دیں گئے۔

انہوں نے دو تین فائر اوپر کی طرف چھوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

وہ خطرناک چور تھے جو صرف بینک ہی لوٹتے تھے۔

سب لوگوں میں ڈر و خوف سا پھیل گیا تھا لوگ چیخیں مارتے ایک دوسرے کہ اوپر گرنے لگے تھے۔

پناہ بھی ڈر چکی تھی ان آدمیوں سے۔۔

وہ بھی پیچھے پیچھے ہونے لگی تھی۔

وہ اندر آتے ہی ایک آدمی کو اپنے فائر سے اوڑا چکے تھے جس سے لوگ ڈر اور دہشت سے کانپنے لگے تھے۔۔

وہ آتے ہی بینک سے سارا پیسے اپنے بیگوں میں بڑھنے لگے تھے سب لوگوں نے خوف سے انکے کہنے پر ہاتھ اوپر کر رکھے تھے۔۔

پیچھے پیچھے ہوتی وہ دیوار سے لگ چکی تھی موبائیل وہ چھین رہے تھے ابھی پناہ تک وہ پہنچ نہیں سکے تھے کہ لوگ کافی زیادہ تھے۔

پناہ نے فون پر تیزی سے کچھ لکھ کر کاشان کے نمبر پر سینڈ کر دیا تھا۔

چہرے سے پسینہ صاف کرتی وہ اور کچھ بھی لکھتی کہ ایک آدمی نے موبائیل اسکے ہاتھ سے جھُپٹ کر دور دیوار پر پھینکا تھا۔

وہ لرزتے وجود سے اپنے فون کے ٹکڑے دیکھنے لگی۔

کیوں بہت ہوشیار سمجھتی ہے خود کو ہاں۔۔

اسکا بازو پکڑ کر اسے درمیان میں لاتا وہ آدمی پھنکارا تھا اس پر وہ ڈر کے مارے اچھل کر رہ گئی تھی۔

بوس یہ لڑکی کسی کو فون ملا رہی تھی یا پولیس کو۔

اس کالے آدمی نے دور کھڑے اپنے آدمی کو بتایا جو لگاتار بیگ میں پیسہ ڈال رہا تھا۔

اوڑادو سے۔۔

وہ ہنوز پیسے رکھتا درشت لہجے میں اپنے آدمی کو حکم دے گیا۔

پناہ کی جان لبوں پر آر کی۔۔

نہیں بھائی جی مجھے مت ماریئے گا میں تو فلم دیکھ رہی تھی۔

اپنی طرف ہوتے ہسٹل کو دیکھ وہ بے ساختہ بولی تھی۔

اس آدمی سمیت سب ہی حیرت سے اس لڑکی کو دیکھنے لگے۔

پاگل سمجھا ہے تیرے جیسی لڑکیوں کو اچھے سے جانتا ہوں میں پولیس کو فون کرنا چاہ رہی تھی سالی جھوٹ بول رہی ہے تو۔

وہ اسکی کلائی مڑوڑتا ہوا چیخا تھا۔

نہیں آپکی قسم کھاتی ہوں میں م م میرا مطلب ہے خود کی، جھوٹ نہیں بول رہی تھی وہ تو میں آپکے آنے سے پہلے ہی مووی دیکھ رہی تھی آپ لوگ آئے تو فون بند کرنے کا ٹائم نہیں ملا اصل میں نا مووی میں بڑا کلائمیکس چل رہا تھا تو اس میں ہی محو رہی آپ لوگوں کو تو میں نے اب دیکھا ہے آپکی قسم میرا مطلب ہے میری قسم۔۔

وہ پسینے سے تر چہرہ لیے تیز تیز بول رہی تھی لیکن قسم پر جب وہ گھورتا تو وہ جلدی سے بھوکھلاتے ہوئے تصیح کر لیتی۔

کافی ہوشیار ہے تو لیکن توں ہم جیسوں کو نہیں جانتی اس لیے ٹرٹر کرتی جا رہی ہے ایک پڑی نا میری تو سارے دانت باہر کو گریں گئے سمجھی۔

اسکے ماتھے پر پسٹل کا دباو ڈالتا وہ سرد لہجے میں اس پر برسا تھا۔

پناہ کی جان ہوا ہوئی دل ہی دل میں چار قل پڑھ کر خود پر پھونک ڈالے۔

چل نذیر دیر ہو رہی ہے پولیس آنے والی ہے ہمیں نکلنا ہے۔

پیسوں سے بڑے بیگ کندھوں پر رکھتا انکا سرنگا اپنے ساتھیوں سے مخاطب تھا۔

باقی سب لوگ ہاتھ اوپر کیے سہمے سے کھڑے تھے۔

پناہ،

کاشان کو دیکھ کر چونکی تھی۔

جو بہت ساری پولیس لیے باہر والے دروازے پر کھڑا تھا وہ اسکے میسج پر دوڑا چل آیا تھا کہ اسکی پہلی ترجیع اسکی بیوی کی سیوٹی تھی۔

پناہ نے چونک کر دور شیشے کے پار کھڑے وجود کو دیکھا پہلی بار اسے اسکے ہونے سے ڈھارس ملی تھی اسکا دل ریلکس ہوا تھا۔

اوشٹ پولیس آچکی ہے۔

انکا سینئر پریشان ہوا تھا۔

سر پریشانی کیسی ان میں سے ایک دو کو اپنی ڈھال بنا کر باہر نکل جاتے ہیں۔

انکے دوسری ساتھی نے تجویز پیش کی۔

ہمم اب یہی کرنا ہوگا کوئی اور چارا ابھی تو نہیں ہے۔

وہ ارد گرد دیکھتا بولا۔

اسی لڑکی کو لے آ اسے بڑا شوق ہے نا موویز دیکھنے کا آج اسے رئیل مووی دیکھاتے ہیں مجھے تو لگتا ہے پولیس کو بھی اسی نے انفارم کیا ہے۔

نذیر نے تیکھے لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔

ہاں ٹھیک ہے یہاں سے نکلتے ہی اسے اوڑا دیں گئے گولی سے۔

پناہ نے ساکت وجود سے انکی گفتگو سنی پھر چلائی تھی۔

کاشان مجھے بچائیں پلیززززز۔

وہ زور سے چلائی لیکن دیواریں سونڈ پروف تھیں اسکی آواز اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔

چل کاشان کی بے بے بڑی زبان چلتی ہے تیری۔

اسے کھینچتے ہوئے لے جاتے وہ بولا تھا۔

نہیں بھائی جی مجھے چھوڑ دیں اللہ آپکی جلدی سے شادی ہو جائے آپکے بچے ہوں وہ بھی کالے میرا مطلب ہے سفید ہوں اور آپکی ٹنڈ میں بال نکل آئیں پلیز چھوڑ دیں مجھے۔

وہ انکے گھسٹینے پر نیچے بیٹھ چکی تھی لیکن بولنے سے باز نہیں آرہی تھی کہ وہ بے بس تھی اپنی زبان کے ہاتھوں۔

چل اسے اسی طرح گھسیٹ لا۔

اسکے دوسرے ساتھ نے دوسری پسٹل لوڈ کرتے ہوئے کہا۔

باہر سے پولیس وارننگ پر وارننگ دے رہی تھی لیکن وہ کونسا اس کام میں نئے تھے پولیس سے نمٹنا وہ اچھے سے جانتے تھے۔

مرجان علوی کی آنکھیں سیاہ تھی رات کے اندھیرے سے بھی زیادہ سیاہ وہ تیز تیز چلتا روڈ پر نکل آیا تھا۔

اسکا رخ بائیں طرف جاتی سڑک پر تھا۔

بلیک سوٹ میں بلیک ہی سیاہ رنگت لیے وہ کوئی انسان نہیں لگ رہا تھا اگر کوئی انسان اسے دیکھتا تو یقیناً ڈر جاتا۔۔

یہ ایک عجیب سا منظر تھا۔

ریان تھا وہ تھی اور اسکے دادا جان تھے۔

ریان یہ تمہاری دلہن ہے ماوی پسند آئی۔

دادا جان اشتیاق سے ریان سے پوچھ رہے تھے۔

ریان نے سرہاں میں ہلا دیا۔

اور ماوی تمہیں کیسا لگا تات اپنا دلہا۔

اب وہ ماوی سے پوچھ رہے تھے جو اسی پنک لہنگے میں ملبوس ناپسندیدگی سے ریان کو دیکھ رہی تھی۔

ریان ایک خوبصورت سادس سال کالڑکا تھاجبکہ وہ جوانی کی دہلیز پر تھی وہ اسکے سفید چہرے میں شاید کسی اور کی پرچھائی ڈھونڈ رہی تھی۔

مجھے نہیں پسند مجھے کوئی اور دلہا لادیں جو کالا ہو۔۔

وہ منہ بسورے بولی تھی جبکہ داداجان مسکرادیئے اور ریان حیرت زدہ ہوا یہ گھر وہی تھا جہاں مرجان اسے اس دن لے کر آیا تھا۔

ماوی کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی تھی۔

چہرے سے پسینہ صاف کرتی وہ ارد گرد دیکھنے لگی تھی جیسے ابھی بھی اسی خواب کے زیر اثر ہو۔

یہ کیسا خواب تھا!

وہ پریشان ہوا ٹھی تھی۔

ماوی خواب ہی تو تھانا جیسٹ ریلکس۔

وہ خود کو ریلکس کرتی پانی کا بھرا گلاس منہ سے لگا گئی۔۔

لیکن زہن ابھی بھی اسی خواب کے زیر اثر تھا۔

کیا پھر سے کچھ ہونے والا تھا۔

وہ دل میں خوف سے سوچ کر رہ گئی۔

خبردار اگر کسی نے ہمیں پکڑنے کی کوشش کی یا فائر کیا ہم بھی اسی وقت اس لڑکی اور اس لڑکے کو بھون ڈالے گئے کیا آپ لوگوں کو منظور ہے دو معصوم لوگوں کی جان گنوانا اگر منظور ہے تو پھر ٹھیک ہے ہم بھی تیار ہیں لیکن زمے دار آپ لوگ ہوں گئے۔

نقاب پوش آدمی پولیس کو وارننگ دے رہا تھا۔

چھوڑ دو انہیں ورنہ انجام برا ہو گا تم لوگوں کا۔

ایک پولیس آفسران پر پسٹل تانے چلایا تھا۔

دیکھ انسپکٹر اگر ان دو کی جان گئی تو اسکے زمے دار ہم نہیں تم لوگ ہو گئے اس لیے بہتری یہی ہے ہمیں جانے دے۔

وہ خارجی دروازے کی جان بڑھتے ہوئے طنز سے بولا تھا۔

کاشان کی نظریں اندر کی طرف تھیں جیسے اپنی بیوی کی تلاش میں ہو جبکہ پناہ کی اس پر۔۔

وہ اسے اشارے کر رہی تھی آنکھوں ہونٹوں سے لیکن کاشان نے ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ نہیں دیکھا تھا۔

افف یہ لڑکی ہمیشہ خود بھی پھنستی ہے اور دوسروں کو اپنے ساتھ لے ڈوبتی ہے کیا ضرورت تھی بینک آنے کی۔۔

وہ اس پر خوب غصہ تھا۔

ہائے اللہ یہ مجھے کیوں نہیں دیکھ رہے بیوی کو ایک غیر آدمی بانہوں میں لیے کھڑا ہے اور انکی غیرت شاید کہی سو گئی ہے پسٹل سے ڈر گئے ہیں شاید۔

وہ غصے سے بڑبڑا کر رہ گئی۔

افف افف ہاتھ تو ہلکا رکھ چمگادڑ کہی کے تمہاری تو کبھی شادی نا ہو اللہ کرے ٹنڈ پر بھی بال نا آئیں اور اگر بد قسمتی سے شادی ہو جائے تو بچے کالے کلوٹے ہوں میری بدعا بہت جلد لگتی ہے اگر نہیں لینی تو مجھے جانے دے۔

اپنے بازو پر اسکی مضبوط پکڑ وہ بلبلا کر کہہ اٹھی تھی۔

منہ بند رکھ ورنہ منہ کے اندر گولی ماروں گا۔

وہ آدمی غصے سے بولا۔

خالہ جی کا وار اسے کیا مار کر تو دیکھا وہ جو دور بہت ہی خوبصورت بلیک ٹو پیس سوٹ میں کھڑے ہیں نا وہ میرے شوہر ہیں بہت سخت ہیں تمہاری تو بوٹی بھی نظر نہیں آئیں گئیں اتنے فائر کریں گئے تمہارے اس ٹیڑی میڑی ٹنڈ پر۔

وہ غصے سے تپی تھی آخر کو وہ اب کیوں نرم پڑتی اب اسکا شوہر سامنے تھا لیکن میڈیم کیا جانتی نہیں تھی کہ کونسی بیوی آج تک شکل تو اسنے اسے دیکھائی نہیں تھی شوہر کیا خاک پہچانتا۔۔

بندر کھ اپنی زبان تیرے گھر والے کیسے برداشت کرتے ہیں تجھے ہاں اور وہ تیرا شوہر ہوتا تو بھاگ کر تیرے پاس آتا وہ تو تجھے دیکھ بھی نہیں رہا پاگل سمجھ رکھا ہے کیا اور ہاں اب تیری آواز آئی تو میں نہیں جانتا میں تیرے ساتھ کیا کر دوں میرے دماغ کی چٹنی کر دی ہے تیری ٹر ٹر نے۔

وہ آدمی کہاں تک برداشت کرتا تپ اٹھا تھا وہ اسکی بچکانہ باتوں پر۔

وہ اپنے نقاب کو کوس کر رہ گئی۔۔

وہ لوگ دھیرے دھیرے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے

آخر یہ لڑکی گئی کہاں۔

وہ اندر بھی دیکھ آیا تھا لیکن پناہ اندر ہوتی تو ملتی نا۔۔

وہ پریشانی سے کمر پر ہاتھ رکھتا غصہ ہوا تھا اس آفت پر

اسفندیار کی بیوی کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا بیوی سے زیادہ ٹینشن اسے ماوی کی تھی جو بھاگ چکی تھی وہ ڈھونڈ آیا تھا لیکن وہ اب اسے نہیں ملنے والی تھی کیا مرجان اب اسے گھم ہونے دیتا ؟

لائٹس آن کرتے وہ دونوں باپ بیٹے ہال میں آتے ٹھٹھکے تھے۔

سامنے ہی ریولنگ چیئر پر کوئی سر جھکائے بیٹھا تھا۔

وہ دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کو دیکھتے اسکی طرف بڑھے تھے۔

کون ہو تم اور اندر کیسے آئے ؟

اسفندیار نے درشت لہجے میں پوچھا۔

تمہارا باپ !

وہ سرد لہجے میں بولتا ہوا اٹھا تھا۔

وہ سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے تھے۔

جو قہر بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے گھر آنے کی۔۔

اسفندیار درشت لہجے میں چلایا تھا۔

وہ جواباً ہونٹ بھینچتا ہوا انکے قریب آیا تھا۔

جیسے تمہاری ہمت ہوئی تھی میری بیوی کو کڈنیپ کرنے کی اسے ٹوڑچر کرنے کی اور ادھار

تو مرجان علوی کبھی نہیں رکھتا سمجھے تم۔

دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالتا وہ سرد لہجے میں بولتا ہوا آخر میں مسکرایا تھا۔

کیا مطلب،،،

داور ملک پریشانی سے بولا کہ وہ کوئی پراسرار انسان لگ رہا تھا جسکے نقوش اسکی سیاہ رنگت نے کافی حد تک خود میں گھم کر لیے تھے۔۔

مطلب یہ تم دونوں کو سزا ضرور ملے گئی اور مرجان علوی جب بدلہ لینے پر آجاتا ہے تو دوسرے کا کچھ نہیں بچتا اسفندیار ملک بیٹی کہاں ہے تمہاری جاو اسے ڈھونڈو اگر ملے تو مجھے ضرور بتانا لیکن اس دے پہلے تھوڑا سا اور حساب جو تم دونوں کو لازمی دینا ہے۔۔

ہنٹر ہاتھوں میں گھماتا وہ سرد لہجے میں دونوں کا خون خشک کر گیا تھا۔

وہ جو اسکی پہلی بات پر اٹکے ہوئے تھے اسکے ہنٹر والی بات پر وہ دونوں نفرت سے اسکی طرف بڑھے تھے۔۔

مرجان علوی تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے سمجھے تم۔۔

اسفندیار ملک نے درشت لہجے میں اسے للکارتے ہوئے پسٹل کا رخ اسکی طرف موڑا تھا۔

وہ مسکرا دیا جیسے کوئی بچہ جلتی ہوئی آگ کو اشتیاق سے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

اور ئیلی تمہیں لگتا ہے تم مجھے اس گولی سے مار سکتے ہو۔

وہ انکے قریب آتا ہوا بولا تھا اب کی بار انداز میں قہر سا برپا تھا۔

وہ دونوں باپ بیٹا حیرت سے اسے دیکھنے لگے تھے۔

جس نے ہنٹر ایک دم سے گھما کر ان پر وار کرنا شروع کر دیا تھا۔

اسفندیار کے ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر دور جا گری۔

یو بچ۔۔

داود ملک کہتا ہوا اسکی طرف بڑھا تھا جب اسکے ہاتھ کا تھپڑ اسکا سارا جسم پوری طرح ہلا گیا

تھا۔

وہ چیختا ہوا دور جا گرا تھا۔

اب اگر بیچ میں آئے تو انجام بہت برا ہو گا سمجھے وہی پڑے رہنا اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو!

وہ درشت انداز میں ہنٹر اسفندیار پر برساتا ہوا داود کو ختمی وارنگ دے گیا تھا۔

اسفندیار ملک کی چیخیں سارے ملک ہاوس میں گونجنے لگیں تھیں۔۔۔

داوّد۔۔۔۔

اسفندیار مار سے نڈھال بیٹے کو پکار گیا تھا۔

وہ ہنٹر نیچے پھینکتا اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتا مسکرایا تھا۔

چاہوں تو تمہیں ابھی جان سے مار دوں لیکن مجبور ہوں مار نہیں سکتا تمہیں لیکن ماوی کا

بدلہ تو لے سکتا ہوں نا۔

وہ سرد لہجے میں مسکراتے ہوئے بول رہا تھا اسنفید یار اور داود خوف سے اسے دیکھ رہے تھے جو انسان نہیں انسان کے بھیس میں کوئی درندہ ہی لگ رہا تھا۔

بس اتنی سزا کافی نہیں تم لوگوں کے لیے جاو لیٹومت اپنی لاڈلی پیاری بیٹی کو ڈھونڈو اور اذیت سہو جب کوئی اپنا غائب ہوتا ہے تو کیسا لگتا ہے آئی ہوپ اچھے سے محسوس کر و گئے گڈ بائے ابھی کے لیے آئی تھنک اتنی سزا کافی ہے آگے کی سزا بعد میں طے ہو گئی۔

سرد لہجے میں کہتا آخر میں مسکراتا وہ وہاں سے ایک دم سے جیسے غائب ہوا تھا۔۔

ڈیڈ ماہم کہی کڈنیپ تو نہیں کر لی اس نے۔۔

داود نے ساکت بیٹھے باپ کو ہلایا تھا۔

پتا کرواسکے ہوسٹل جاکر۔۔۔

وہ چلایا تھا۔۔۔

اسفند یار ایک دم سے وہاں سے اٹھتا باہر کی طرف دوڑا تھا۔۔۔

مرجان تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا میں دیکھ لینا تم۔۔۔۔

اس نے پاکٹ سے کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن پاکٹ میں چھوٹا ساخاکی پاکٹ

خالی

تھا۔

کوکا کہاں گیا۔

وہ حیرت سے چلایا تھا۔

ماوی سو کر اٹھی تو وہ اسکے پاس رکھی چیئر پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ ایک دم سے سیدھی ہوتی چادر کو اچھے سے خود پر اوڑھ گئی تھی۔

آپ !

وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔

وہ کھڑا ہوتا دھیمے لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا نظریں ماوی کے خالی ناک پر تھیں۔۔

ماوی اسکی نظروں سے پزل ہوتی سر جھکاتی سر ہلا گئی۔

کچھ کھائیں گئی۔

وہ اسکے قریب آکر کھڑا ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ سر اوپر اٹھاتی ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

کیا کھانا ہے آپکو !

وہ دلچسپی سے اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص دیکھتا ہوا گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

دال چاول !

وہ اتنا کہہ کر اسکے ہاتھ کو دیکھنے لگی جس میں موجود سرخ نگینہ چمک رہا تھا وہ سرخ تھا لیکن وہ جب چمکتا تھا تو اسکی روشنی سفید ہوتی تھی جیسے اسکا کوکا چمکتا تھا۔۔

دال چاول تو نہیں بنے بریانی بنی ہے۔

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

جس پر وہ ناک سکوڑ گئی۔

مجھے بریانی نہیں پسند مجھے ابلے ہوئے چاول اور چنے کی دال پسند ہے میرا یہی کھانے کا موڈ ہے مجھے یہی کھانے ہیں کہی سے لادیں آپ نہیں تو میں خالی پیٹ ہی سو جاتی ہوں۔۔

وہ منہ بسور کر بچوں سی ضد سے بولی تھی۔

وہ مسکرایا آنکھیں بھی مسکرا اٹھیں تھیں اسکی، اسکی خوبصورت مسکان پر۔

اوکے جیسے آپکی مرضی میں یہی پاس ہی ہوٹل ہے وہاں سے لے آتا ہوں بس پانچ منٹ ویٹ اوکے۔۔۔۔

کہتے ہی وہ وہاں سے تیزی سے نکل گیا تھا۔

وہ دھڑکتے دل سے خالی دروازے کو دیکھتی مسکرادی۔۔

اپنے گندے کپڑے دیکھ کر اس نے منہ بسورا پھر اٹھ کر کبڈ سے سادا سا سوٹ نکالا۔

شاور لے کر وہ جیسے ہی باہر آئی وہ ٹھٹھکی۔۔

سامنے ہی وہ ٹیبل پر کھانا رکھ رہا تھا۔

ابھی تو پانچ منٹ ہی ہوئے تھے اور ہوٹل یقیناً اگر گاڑی سے جایا جائے تو پندرہ منٹ لگتے تھے اور اگر پیدل جایا جائے تو آدھا گھنٹہ پانچ منٹ میں کیسے وہ آگیا تھا۔۔۔

وہ اسے دیکھتا چونکا تھا۔

گیلے بکھرے بال کندھوں پر پڑے ہوئے تھے بنا دوپٹے کے اسکا سراپا بڑا جان لیوا تھا۔

وہ لڑکی واقعی انتہا سے زیادہ حسین تھی دلفریب نقوش سے سجا چہرہ کسی کو بھی بہکا سکتا تھا۔

اسکی نظروں کے ارتکاز پر وہ پزل ہوتی جلدی سے بیڈ پر پڑا اپیلا دوپٹہ اپنے گرد اچھے سے اوڑھ گئی۔

جبکہ اسکی آنکھیں اپنی بیوی کی اختیاط پر چمکیں تھیں۔۔۔

کھانا کھالیں ماوی ٹھنڈا ہو جائے گا۔

وہ گھمبیر لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

وہ سر ہلاتی جھجھکتی ہوئی سنگل صوفہ پر بیٹھی تھی۔

پلیٹ میں تھوڑے سے چاول ڈالے اوپر چاول سے زیادہ دال ڈال کر وہ رغبت سے کھانا چاہتی تھی لیکن خود پر جمی اسکی نظریں کھانے سے روک رہیں تھیں۔

ماوی پلیز سٹارٹ کریں میں آپکو نظر نہیں لگاوں گا آئی سویئر۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولتا دوسرے صوفے پر بیٹھا تھا۔

ماوی نے پلیٹ گود میں رکھی اور کھانے لگی تھی۔

وہ نظریں اپنے موبائیل پر جما گیا۔۔۔

لیکن ماوی کی نظرِیں کبھی بے ساختہ اوپر کو اٹھ کر اسکو دیکھ لیتیں جو موبائل میں انگلیاں چلاتا شاید بزی ہونے کا تاثر دے رہا تھا۔

اسکے دلفریب نقوش اس سیاہ شخص جو دیکھ کر کھلنے سے لگے تھے دل دھڑکنے لگا تھا۔۔

وہ سر جھکاتی مسکرادی۔۔

جبکہ موبائل میں بزی ہونے کا تاثر دیتا وہ شخص بھی مسکرایا تھا وہ جانتا تھا ماوی اسے ہی دیکھ رہی اور مسکرا بھی رہی ہے۔۔۔

عشق کی اک نئی داستان رقم ہونے والی تھی شاید۔۔۔۔

کاشان!

وہ زور سے چلائی تھی۔

وہ چونک کر اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سے آواز آئی تھی۔

لیکن کیا فائدہ تب تک وہ اسے گاڑی میں زبردستی بٹھا چکے تھے۔

یہ توپناہ کی آواز تھی آخر یہ لڑکی ہے کہاں۔

وہ خود سے بڑبڑاتا ہوا ارد گرد پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔۔

لیکن پھر وہ ٹھٹھکا اور چونکا تھا۔

گاڑی کے شیشے پر اسکی کلائی بجی تھی وہی چوڑیاں جو اسکی خاندانی تھیں اسکی کلائی میں تھیں،

توکیا پناہ ان لوگوں کے قبضے میں تھی۔۔

وہ حیرت سے بڑبڑاتا ہوا گاڑی کی طرف دوڑا تھا۔۔

لیکن تب تک وہ لوگ گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھا گئے تھے پیچھے پولیس کی بھی بھاری نفریاں حرکت میں آئیں تھیں۔۔

پناہ! !

وہ گاڑی کے پیچھے بھاگتا زور سے چلایا تھا۔

پناہ جو ڈور کھولنے کے لیے ان سے جھگڑ رہی تھی اسکی پکار پر ساکت ہوئی تھی۔

وہ اسکی طرف مڑنا چاہتی تھی لیکن اسی موٹے انسان نے اسے ایسا کرنے نہیں دیا تھا۔

خدا کرے تم رنڈے ہی مر و اور ہاں تمہاری ٹنڈ میں جوئیں تو ضرور پڑیں گئ ایسا ہو سکتا ہے پناہ کسی کو بد عادے اور وہ پوری نا ہو۔

وہ خود ہی اپنی شان میں بولی تھی۔

تمہارا شوہر کیسے برداشت کرتا ہے تجھے۔

وہ آدمی جھنجھلا کر بولا تھا۔

میرا شوہر بہت ناز نہرے سے رکھتا ہے مجھے اور ہاں تم لوگوں نے اگر مجھے آزاد نہیں کیا تو وہ تم لوگوں کو زندہ جلادیں گئے بہت خطرناک ہیں وہ کسی کو بخشتے نہیں۔

وہ پھر سے سٹارٹ ہوتی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

بوس اسے کہی اتار دو تمہاری بڑی مہربانی ہو گئی ورنہ میں اسے یا خود کو شوٹ کر لوں گا۔

وہ آدمی پاگل ہوتا اپنے ساتھی کی منت کرنے لگا تھا۔

پناہ مسکرائی۔

بس اسے کہی بھیڑ والی جگہ چھوڑ کر بھاگتے ہیں رکو دو منٹ۔

وہ بھی لگتا تھا اس باتوں کی مشین سے سخت بیزار تھا۔

ہائے اللہ مجھے معاف کر دے میں تم لوگوں کو ایسے ہی بد عائیں دے رہی تھی تم لوگ تو اتنے اچھے ہو اللہ کرے تم چاروں کی جلد شادی ہو اللہ کاروبار میں برکت ڈالے بیوی بچے دے اور ایک بہن اچھی دعا کے سوا اور کیا دے سکتی ہے تم لوگوں کو۔۔

وہ شاید کچھ زیادہ ہی ایموشنل ہو گئی تھی تو طے تھا اس نے کسی صورت چپ نہیں کرنا تھا

۔۔۔۔

جبکہ وہ چاروں اپنا سر پیٹ کر رہ گئے تھے۔۔

وہ اچھے لوگ تھے لیکن حالات کے ستائے لگتے تھے کہ کسی ایک نے بھی اسے میلی نظر سے نہیں دیکھا تھا۔۔

وہ چاروں ایک بھیڑ والی جگہ اسے اتارتے آگے جا کر کدی دوسری گاری میں سوار ہوتے پیچھے آتی پولیس کی گاڑیاں سے اوجھل ہوئے تھے۔۔

کاشان گاڑی لے کر انکے پیچھے گیا تھا لیکن گاڑی پلک جھپکتے آنکھوں سے اوجھل ہوئی تھی

۔

وہ کافی دیر مختلف سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا لیکن انکا نشان کہی نا ملا۔۔

پھر وہ وہاں سے پولیس اسٹیشن آیا وہاں کافی سختی سے اس نے اپنی بیوی کی بازیابی کے لیے کہا تھا۔

ان لوگوں نے یقین دلایا تھا کہ ایک گھنٹے تک وہ ان مجرموں کو پکڑ لیں گئے ۔۔

وہ برے دل سے وہاں سے نکلتا گھر آیا تھا لکن اب اسے ٹھٹھکنا پڑا تھا۔۔

کاشان نے گلاسز اتار کر حیرت سے لبہ کے ساتھ باتیں کرتی اپنی بیوی کو دیکھا۔

وہ تیز قدموں سے اسکی طرف دوڑا تھا۔

ایک جھٹکے سے اسکی کلائی اپنی طرف کرتا وہ اسے بے ساختہ تھپڑ مار چکا تھا۔

پناہ نے گال پر ہاتھ رکھ کر شاک سے اسے دیکھا۔۔

میں وہاں پاگلوں کی طرح تمہیں ڈھونڈتا رہا اور تم گھر میں مزے سے کھیل رہی ہو کیا تم مجھے بے وقوف سمجھتی ہو کیا مجھے اور کوئی کام نہیں تھا۔

وہ درشت لہجے میں اس پر چلا رہا تھا۔

جبکہ وہ گال پر ہاتھ رکھے اسے غصیلی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

آپ نے مجھے مارا۔

وہ حیرت کی زیادتی سے چلائی تھی۔

تمہارے کرتوت تھپڑ کھانے والے نہیں مار کھانے والے ہیں سمجھی اگر وہ تمہیں لے گئے

تھے تو چھوڑ کیوں دیا کیا تم انکے مامے کی بیٹی تھی اور اگر چھوڑ بھی دیا تو مجھے فون کر کے بتایا کیوں نہیں تمہارے اس ماسک کی وجہ سے میں تمہیں وہاں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا یو امیجن اٹ کتنا بڑا الگ رہا تھا مجھے لڑکیوں کو گھور گھور کر دیکھنا۔

وہ بھی اسکے قریب آتا درشت لہجے میں اس پر برسا تھا۔۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی غصے سے گھورتی پیر پٹخ کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

اچھا ہوا نہیں ملی میں بڑے آئے تیس مار کہی کے۔

وہ بڑبڑ کرتی ہوئی غصے اندر بھاگ گئی۔

لبہ نے باپ کا ہاتھ کھینچا۔۔

بابا آپ نے کیوں مارا نئی مما کو۔

لبہ نے خفگی سے باپ سے پوچھا۔

بیٹا آپکی نئی مما کی حرکتیں ہی مار کھانے والیں ہیں ڈونٹ وری آپ جاو جا کر کھیلو۔

بیٹی سے نرم لہجے میں کہتا وہ بھی اندر کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔۔

آج اسے سخت غصہ آیا تھا اپنی نقاب پوش بیوی پر۔۔۔

ماوی تم کہاں تھی کتنا ڈھونڈا میں نے تمہیں۔۔

پناہ نے کچن میں اسے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔

وہ اسے بتانا چاہتی تھی لیکن پھر وہ پریشان ہوتی اس لیے سر جھٹکتی ہوئی اسکی طرف پلٹی۔

کہیں نہیں بس چاچی کی طرف رہنے چلی گئی تھی۔

وہ دیگچی میں چمچا ہلاتی ہوئی بولی۔

وہ تمہاری موٹی چاچی وہ تو تمہیں پسند نہیں کرتی پھر تین دن کیسے رکھ لیا۔

وہ فریج سے کیک نکالتی ہوئی حیرت سے بولی۔

چھوڑو تم ان باتوں کو بتاؤ زرا میں آج کیا بنا رہی ہوں۔

وہ آئی بروا چکاتی مسکرا کر اس سے پوچھ رہی تھی۔

وہ بھی مسکرائی۔

یقیناً تم کھیر بنا رہی ہو وہ بھی گڑ والی دادا جان کو بہت پسند تھی ہے نا۔

وہ کیک کا پیس پلیٹ میں رکھتی ہوئی بولی۔

ماوی کے مسکراتے ہونٹ ساکت ہوئے۔

ہاں دادا جان کو بہت پسند تھی لیکن میں انکی ذیابطیس کی وجہ سے بہت کم بناتی تھی ابھی لیٹے ہوئے اچانک ہی خیال آیا تو بنانے چلی آئی۔

وہ چولہے کی آنچ کم کرتی ہوئی پھیکی سی مسکراہٹ سے بولی۔

پناہ نے اسے پیچھے سے بانہوں میں بھرا۔

یار ڈونٹ ایموشنل دادا جان ان شاءاللہ بہت جلد ہمارے بیچ ہوں گئے۔

وہ اسکا ستواں ناک کھینچتی ہوئی بولی۔

ماوی سر ہلا گئی۔

اچھا چھوڑو منہ کھولو اور میرے ہاتھ کا بنا ہوا کیک کھاو۔

کیک کی بائٹ اسکی طرف بڑھاتی ہوئی وہ شرارت سے بولی۔

ہاں جیسے میں تو جانتی نہیں ہماری پناہ کو صرف بتاتیں بنانا اور لڑائی جھگڑا کرنا ہی تو آتا ہے۔

وہ کیک کی بائٹ لیتی ہوئی جواباً گویا ہوئی تھی۔

کام کریں میرے دشمن یار مجھے کیا پڑی ہے چولہے کے آگے اپنا رنگ کالا کرنے کی میں تو بنی ہی نہیں کام کرنے کے لیے میں تو بنی ہوں صرف۔۔۔

لوٹ لوٹ پھرنے کے لیے۔۔۔

ماوی نے اسکا فقرا شرارت سے اچکا تھا،

پناہ دانت پیستی اسے مارنے کے لیے لپکی تھی ماوی کھلکھلاتی ہوئی دوڑی تھی ،

سامنے سے آتے مرجان کے سینے سے اسکا سر بہت زور سے لگا تھا۔

اس کے سینے سے اٹھتی خوبصورت مہک ماوی کے ناک کے نتھوں میں گھسی تھی۔

وہ دھڑکتے دل سے سر اوپر اٹھا گئی تھی۔

وہ چمکتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ماوی کا سر اسکے سینے پر تھا اور مرجان کا دل ساکت ہوا تھا اسکی قربت پر۔

وہ یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے۔۔

ماوی کے خوبصورت نقوش میں اسکی محویت سے سرخی سے گھلنے لگی تھی پلکیں تھڑ تھڑ

کانپنے لگیں تھیں۔

آپ ٹھیک ہیں۔

وہ گھمبیر لہجے میں دو تین قدم پیچھے کو سرکتا ہوا اس سے بولا تھا۔

ماوی ایک دم سے پیچھے ہوتی سر ہلا گئی۔۔۔

وہ فون کان سے لگاتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

کیا چکر ہے یہ۔

پناہ نے اسے کندھا مارتے ہوئے مشکوک نظروں سے اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر پوچھا۔

وہ ہڑبڑا گئی تھی۔

ک کونسا چکر وہ تو بھاگتی ہوئی ان سے ٹکرا گئی تھی نا۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی بولتی اپنے کمرے کی طرف دوڑ گئی تھی۔

جبکہ پناہ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

ماوی کو تو کالے لوگوں سے کراہیت آتی تھی پھر اس کے چہرے پر شوخ رنگ کیسے۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھتی ہوئی پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔

پناہ نے سرعت سے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

وہ اسے پکڑ چکا تھا ۔۔

وہ شاور لینے گیا تھا تو اسے موقع مل چکا تھا تھپڑ کا بدلہ لینے کا۔

وہ اسکا موبائیل پکڑ کر بھاگنے لگی تھی جب وہ بھاگتی پناہ کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔

وہ شرٹ کے بغیر تھا۔

پناہ کو ڈھیر و شرم آئی تھی اسے ایسے دیکھ کر۔

کیا کرنا چاہ رہی تھی میرا موبائیل خراب کرنا چاہ رہی تھی ہے نا۔۔

وہ تیکھے لب و لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

نہیں تو!

وہ غصے سے کہہ رہی تھی۔

تو پھر میرا فون اٹھا کر بھاگنے کا مطلب۔

وہ اسے اپنی طرف کھینچتا ہوا بولا تھا۔

مجھے فون کرنا تھا اپنی امی کو میرا فون ہینگ ہو گیا ہے تو کیا کرتی شوہر کی چیزوں پر بیوی کا بھی اتان ہی حق ہوتا ہے جتنا اسکا اپنا ہوتا ہے میں چاہوں تو توڑ دوں اور اگر ٹوٹ جائے گا تو نیا آجائے گا اتنے امیر ہیں نیا لینے میں کونسا پیٹ دکھے گا۔

فون ہاتھ میں سختی سے پکڑے وہ ڈیٹھ لب و لہجے میں بولتی اسے غصہ چڑھا گئی تھی۔

تو تم میرا فون توڑنا چاہ رہی تھی اپنے تھپڑ کا بدلہ مجھ سے لینا چاہ رہی تھی۔

وہ ایک جھٹکے سے اسے خود سے قریب کرتا غصیلہ لہجے اپناتے ہوئے دھاڑا۔

وہ گھبرائی۔

نہیں بس ایک مثال دے رہی تھی آپ تو غصہ ہو گے ہیں آپ چاہیں تو دوسری گال پر بھی تھپڑ مار سکتے ہیں آخر کو بیوی ہوں میں آپکی۔

وہ بوکھلاتے لہجے میں کمر کے گرد اسکی تنگ ہوتی گرفت دیکھ کر وہ بے رتب سا تھی۔

شکر ہے تمہیں خیال تو آیا کہ تم میری بیوی ہو۔

وہ اسکے نقاب کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولا۔

پناہ کا دل ساکت ہوا تھا اپنے نقاب کی طرف بڑھتے اسکے ہاتھ کو دیکھ کر ۔۔

لیکن اس نے نقاب اتارا نہیں بس اوپر سے ہاتھ پھیرا تھا۔

پناہ کا دل دھڑکنا بھول چکا تھا۔

وہ بنا آنکھیں جھپکے اسکی انگلیوں کی حرکت کو دیکھ رہی تھی۔

م مجھے جانا ہے۔

وہ بھوکھلاتے ہوئے اسکی گرفت میں مچلی تھی۔

کہاں جانا ہے۔

وہ اسکے چہرے سے اپنے نقوش مس کرتا خمار آلود لہجے میں بولا تھا۔

وہ سانس روک گئی اور خود کو دل میں کوس کر رہ گئی بھلا کیا ضرورت تھی اس جلاد کے کمرے میں آنے کی۔

کیا خیال ہے آج بیوی کو اپنا احساس دلا ہی نا دوں۔

وہ بالکل اسے اپنے ساتھ جوڑے اسکی جان لینے پر تلا ہوا تھا۔

کیا مطلب ہے آپکا میں بہت غصے والی اور لڑاکی ہوں اگر کوئی کام میری مرضی کے خلاف ہو تو میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔

وہ مچل اٹھی تھی اسکی سخت ہوتی گرفت میں پھر کوئی چارا نا پا کر غصیلے لہجے میں بولی۔

جاو اور اپنا سامان اس کمرے میں لے آو تم بیوی ہو میری تمہیں وہاں رہنا ہے جہاں میں رہتا ہوں اب تمہیں دوسرے کمرے کے لیے تو نہیں لے کر آیا تھا میں۔

وہ آج شاید اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

اللہ پناہ تمہارے پیروں میں کیڑے پڑیں کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی یہ صاحب تو کافی رنگین مزاج ہیں۔

"وہ لب بھینچتی ہوئی دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔

کیا خیال ہے آج تمہارا نقاب اتار دیا جائے میں بھی تو دیکھوں کتنا حسین چہرہ چھپائے بیٹھی ہے مائے ڈیئر وائف۔

وہ اسکا نقاب اسکے ناک سے کسکاتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولتا پناہ کے ہاتھ پاوں پھولا گیا تھا

اف اللہ اتنی جوانی میں بیوہ نہیں ہونا چاہتی میں، کہی میرا خوبصورت چہرہ دیکھ کر یہ ہارٹ اٹیک سے اوپر ہی نا پہنچ جائیں۔۔

لب کچلتی وہ جلدی سے کوئی ترکیب سوچنے لگی تھی۔

لبہ تم!

وہ ایک دم سے بولی تھی کاشان کا نقاب سرکاتا ہاتھ ساکت ہوا تھا وہ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا ہوا پیچھے ہوا تھا۔

پناہ موقعے کا فائدہ اٹھاتی بجلی سی تیزی سے دروازے کی جانب دوڑی تھی

اسے کچھ اور سمجھ میں نہیں آیا تو لبہ کے نام کا سہارا لے لیا۔۔۔

کاشان مڑا تھا دروازے کی طرف لیکن وہاں کوئی ہوتا تو دیکھتا نا۔

وہ اسکی شرارت سمجھ چکا تھا۔

تم لگو زرا ہاتھ میرے۔۔

وہ کافی غصے سے بولا تھا۔

جبکہ وہ کھلکھلا اٹھی تھی۔

اپنے کمرے کی طرف دوڑتی پناہ کا دل آج پہلی بار کسی نئی لے میں دھڑک رہا تھا۔۔۔

ماوی پناہ اور لبہ ایک دوسرے کے ساتھ پکڑن پکڑائی کھیل رہیں تھیں۔

وہ کافی پیتا اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا مسکراتی آنکھوں سے ماوی کو دیکھ رہا تھا اس نے دوپٹہ کمر کے گرد باندھا ہوا تھا دراز بالوں کی لمبی چوٹی کمر پر جھولتی اسکا دل دھڑکا رہی تھی۔

کاشان نے اسکی نظروں کا مرکز دیکھا تو لب بھینچے۔۔

وہ اسے تیکھی نظروں سے دیکھتا رہا لیکن وہ ماوی کو دیکھنے میں اتنا مگن تھا کہ کاشان کی موجودگی وہ پہلی بار فراموش کر گیا تھا۔

اونہہ!

وہ کھنکارا تھا۔

وہ چونک کر اپنے عقب میں کھڑے کاشان کو دیکھتا ہوا سیدھا ہوا۔۔

بھائی آپ!

منت تمہارے اگنور کرنے کی شکایت کر رہی تھی آج جاوا سے ڈیتز کرواو میں سوچ رہا تھا تم دونوں کا نکاح کروادوں رخصتی ایک دو ماہ بعد بہت دھوم دھام سے منعقد کریں گئے۔

وہ سامنے کی طرف دیکھتا ہوا بولا پناہ کا چہرہ کسی بھی ماسک سے خالی تھا لیکن اسکی پشت کاشان کی طرف تھی۔۔

وہ سر جھکائے لب بھینچ گیا۔

بھائی اتنی جلدی کیا ہے ابھی مجھے سیٹل تو ہو لینے دیں اور ویسے بھی میں ابھی شادی وغیرہ کا کوئی جھنجھٹ نہیں پالنا چاہتا۔

کپ کے کنارے انگلی پھیرتا وہ دھیمے لہجے میں بھائی سے ڈھکے چھپے لفظوں میں انکار کر رہا تھا شاید۔

تم جانتے ہو نا تم منت کے علاوہ اور کسی شادی نہیں کر سکتے کیا تم بھول رہے ہو تم کون ہو؟

وہ تیکھے لب و لہجے میں اسے ڈانٹ رہا تھا۔

وہ درزیدہ نظروں سے بھائی کو دیکھنے لگا پھر کپ فرش پر پھینکتا وہ وہاں سے بھاگا تھا۔

کاشان نے لب بھینچے پھر چونکا دوڑتی پناہ کا چہرہ اسکے سامنے تھا اور جو چہرہ اسے دیکھنے کو ملا تھا اسے ساکت کر گیا تھا۔

یہ لڑکی!

وہ دو تین قدم پیچھے ہوتا ہوا شاک سے بولا تھا۔۔

وہ لڑکی جو اس بے ایک آنکھ نہیں بھای تھی وہی لڑکی اسکی بیوی بن کر اتنے دنوں سے اسکے ساتھ رہ رہی تھی۔

وہ اتنا عرصہ چہرہ اس لیے چھپاتی رہی مجھ سے اور میں بے وقف اسکا بچپنا سمجھتا رہا۔۔

وہ الٹے قدموں سے پیچھے ہوتا ہوا بڑبڑا رہا تھا چہرے پر سپاٹ تاثرات رقم ہو چکے تھے۔۔

اسکے ساتھ اتنا بڑا دھوکا ہو چکا تھا وہ لڑکی سب جانتی تھی لیکن اسے دھوکا دیتی رہی اپنا چہرہ چھپا کر اسے گمراہ کرتی رہی۔

وہ کمرے کی ہر چیز تہس نہس کرتا ہوا چلایا تھا۔۔

وہ لڑکی جو باہر اپنے عاشق سے ملتی تھی اسے خط پہنچاتی تھی وہی لڑکی میری بیوی بن گئی

نہیں یہ سب جھوٹ ہے فراڈ ہے یہ وہ کیسے ہو سکتی ہے۔

وہ بیڈ پر بے جان ہوتے وجود سے بیٹھتا جیسے خود سے بولا تھا۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتا اسکے ساتھ بیتا یا ہر لمحہ سوچنے لگا وہ لڑکی کیسے آسانی سے اسکی زندگی میں چلی آئی اور وہ آنکھیں بند کیے انجان بیٹھا رہا۔

سر ہاتھوں میں تھامے وہ غصے سے سوچ رہا تھا۔

تم کہی مجھے جو نئی لڑکی تمہارے گھر آئی ہے اسکی وجہ سے تو نہیں اگنور کر رہے۔

منت اسکے ساتھ بیٹھتی ہوئی تیکھے لہجے میں بولی۔

وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتا مسکرایا۔

تم ہو کہاں جو میں تمہیں اگنور کروں گا،

منت صاحبہ تم میری زندگی سے کب کی نکل چکی ہو اور جو ایک بار میرے دل سے اتر جائے پھر کبھی وہ اس دل پر چڑھ نہیں سکتا تم سے شادی اور میں ہاہاہا کیا مزاق ہے یار۔۔۔

وہ کھڑا ہوتا سپاٹ لہجے میں بولتا آخر میں قہقہ لگا گیا تھا۔

منت نے ہونٹ بھینچے اسکے کی براون آنکھیں سرعت سے کالی ہوئیں تھی ناخن اپنے مدار سے کافی بڑھ چکے تھے چہرے کے خدوحال عجیب سی بناوٹ میں ڈھلنے لگے تھے خوبصورت بال انتہا سے زیادہ لمبے ہوتے اسکے گھٹنوں تک پہنچ چکے تھے۔۔

تم میری جگہ کسی کو نہیں دے سکتے سمجھے ہاں مجھ سے غلطی ہو گئی چلی گئی تمہیں چھوڑ کر لیکن آ بھی تو گئی نا۔۔

وہ اسکے قریب آتی بے انتہا میٹھی آواز میں بولی۔۔

وہ مسکرایا۔

منت نے ٹھٹھک کر اسکی گہری مسکان دیکھی۔

تم بھائی کو اپنی باتوں میں الجھا سکتی ہو مجھے نہیں کیونکہ میں تمہاری رگ رگ سے واقف

ہوں اس لیے یہ ایکٹنگ میرے سامنے نہیں چلی گئی۔

وہ پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا ہوا سرد لہجے میں بولا۔

منت نے ہونٹ بھینچے۔

مرجان تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ تمہاری شادی صرف منت سے ہو سکتی ہے اور کسی سے نہیں اگر تم نے کسی اور کے بارے میں سوچا تو میں اسے جان سے ماردوں گئی سمجھے اور اگر وہ لڑکی۔۔۔۔

وہ جو مشتعل ہوتی غصے سے بول رہی تھی۔۔

مرجان کی سخت گرفت میں بولتی بند ہو چکی تھی اسکی۔

اسکی گردن کو پکڑ کر وہ اسے زور سے دیوار اسے لگا چکا تھا۔

کوئی میری زندگی میں نہیں آیا اور اگر اس لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو تمہیں ایسی مار ماروں گا کہ خود کہی کی نہیں بچو گئی اس لیے اس سے دور رہنا۔

پھنکار کر عجیب سی آواز میں کہتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔

منت گردن پر ہاتھ رکھے نیچے فرش سے اٹھی۔

مرجان تم میرے نہیں تو کسی کے نہیں اور اس خوبصورت لڑکی کے تو کبھی نہیں ہو سکتے

اس لڑکی کو تو میں دیکھ لوں گئی بعد میں جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا تم اس سے نکاح کر کے بیٹھے

ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے پتا نا چلے,

تم اس لڑکی کو چاہنے لگے ہو لیکن بھول رہے ہو تمہارا ملن صرف مجھے سے طے ہے نا کہ

اس انسان سے۔۔۔۔

وہ ایک دم سے مشتعل ہوتی چلائی تھی اسکی زوردار آواز نے دورودیوار ہلا دیئے تھے۔۔۔

وہ گود میں رکھی کتاب کے ورق ادھر ادھر کر رہی تھی جب وہ ہتھیلی اسکے سامنے پھیلا گیا

تھا۔۔

وہ چونک کر اسکے ہتھیلی میں دھڑی وہ سفید روشنی والا کوکا دیکھے گئی جیسے یقین نا کر رہا ہی ہو

۔

اسے وہ لمحہ یاد آیا تھا جب اسفندیار نے کس بے دردی سے اسکے ناک سے وہ کوکا کھینچا تھا

وہ تو اس کوکے کی امید ہی چھوڑ چکی تھی جو بچپن سے اسکی زندگی کا حصہ تھا۔

ماوی پک یور نوز پن۔۔

وہ ہتھیلی ہنوز اسکے سامنے پھیلائے بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

وہ اسے دیکھتی ہوئی کوکا پکڑ گئی اور حیرت سے کوکا دیکھے گی۔

یہ آپکو کہاں سے ملا۔

وہ آنکھوں میں حیرت سموئے ہوِئے اس سے بولی تھی۔

وہ مسکرایا۔

وہی سے جہاں سے چھینا گیا تھا۔

وہ اسکے چہرے کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

اسکی آنکھیں جھلملانے لگیں تھیں۔

آپ کو پتا ہے یہ مجھے کتنا عزیز ہے سات سال کی تھی جب یہ میرے وجود کا حصہ بنا تھا کبھی نہیں اسے اتارا اب جب یہ میرے ناک میں نہیں تھا تو مجھے میرا وجود خالی خالی لگنے لگا تھا جیسے کوئی بہت اہم مجھ سے بچھڑ گیا ہو کھو گیا ہو۔

وہ چمکتے کوکے پر نظریں جمائے ہوئے بولتی جا رہی تھی جبکہ مرجان کی نظریں اسکے حرکت کرتے لبوں پر تھیں خوبصورت کٹاؤدار گلابی ہونٹ ناک کی نوک پر چھوٹا سا بلیک تل وہ

لڑکی اسے خود سے باندھنے لگی تھی تیکھی سی تھی میٹھی بھی تھی لیکن مرجان کے دل کو وہ لڑکی بھانے لگی تھی اور بہت بری طرح بھانے لگی تھی جس سے ابھی وہ خود بھی انجان تھا.

میں پہنا دوں !

اسے کوکے سے طب آزمائی کرتے دیکھ وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماوی صوفے پر تھی جبکہ وہ اب اسکے ساتھ نہیں اسکے قدموں میں ایک گھٹنے پر بوجھ ڈالتا ہوا بیٹھا تھا۔۔۔

ماوی کا وجود ساکت ہوا تھا۔

ماوی اگر آپکو کوئی پریشانی نا ہو تو میں پہنا دوں۔

وہ ابھی بھی بہت سلیقے سے اس سے اجازت مانگ رہا تھا۔

ماوی اسکے وجود کے سحر میں گھم ہوتی کوکا اسکے سامنے کر گئی۔۔

وہ آہستگی سے کوکا اسکی ہتھیلی سے پکڑتا اسکے ناک کی طرف ہاتھ بڑھا گیا تھا۔

ماوی کی سانس رکی تھی ناک پر اسکی ٹھنڈی انگلیوں کے لمس سے وہ ساکت بیٹھی رہ گئی

مرجان کا چہرہ ایک دم سے اسکے چہرے کے بہت قریب ہوا تھا کہ ماوی کو لگا اگر اسکے

ہونٹوں نے زرا بھی حرکت کی تو اسکے ہونٹ مرجان کے گال سے مس ہو جاتے۔۔

وہ دھڑکتے دل سے اس شخص کو دیکھتی رہ گئی۔

جو کوکا پہنا کر ایک دم سے کھڑا ہوا تھا۔

ماوی بھی ایک دم سے کھڑی ہوئی،

اور جلدی سے اسکے پہلو سے نکلتی واش روم کی طرف بھاگ گئی تھی۔

وہ آنکھیں میچے جیسے ماوی کی خوشبو کو محسوس کرنے لگا تھا۔

ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولتا وہ باہر کی طرف دوڑا تھا۔۔

یہ کیا ہوتا جا رہا تھا اسے وہ ان چکروں میں کیوں پڑنے لگا تھا جب جانتا تھا کہ وہ زیادہ عرصہ

زندہ نہیں رہے گا ماوی سے اسکا کوئی میل نہیں تھا پھر کیوں وہ اپنے دل سے بندھنے لگا تھا

کیوں آخر وہ خود کو فراموش کرنے لگا تھا آخر یہ سب کیا تھا۔۔

سنسان سڑک پر وہ تیز تیز پیدل چلتا جیسے خود سے لڑ رہا تھا بارش بھی شروع ہو چکی تھی
لیکن اندر لگی آگ یہ بارش کبھی نہیں بجھا سکتی تھی،

وہ خود پر اچھے سے کمبل اوڑھے سو رہی تھی خواب میں وہ ایک بہت امیر شہزادی بنی ہوئی تھی جو اپنے ملازموں پر ٹھاٹ سے حکم پر حکم چلا رہی تھی جب ایک جھٹکے سے اسکا خواب چکنا چور ہوا تھا،

کسی نے ایک جھٹکے سے اسکا بازو پکڑ کر کھینچا تھا۔

گستاخ تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارا بازو پکڑنے کی تمہیں اسکی سزا ضرور ملے گئی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں اس بدبخت ک۔۔۔۔۔۔

وہ نیند میں ہی بول رہی تھی جب وہ اسے واش روم لے جا کر پانی والے ٹب میں پھینک چکا تھا۔

شہزادی کی جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں.

یہ کیا حرکت ہے اگر یہ آپکا گھر ہے تو اسکا مطلب جو مرضی کریں گئے آپ، حد ہے ایسے بھلا کون کرتا ہے۔

پانی کے ٹب سے ایک دم سے کھڑی ہوتی وہ غصے سے چلاتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی

آنکھوں میں واضع غصہ تھا جبکہ مقابل کا دل کر رہ تھا اسے کچا چبا جائے۔

وہ جواباً بنا کچھ بولے مقابل کو تیش بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔

لگتا ہے دماغ پر پیسے کی چربی چڑھ چکی ہے کچھ دیکھتا نہیں صاحب بہادر کو۔

پانی سے شرابور کپڑے جھاڑتی ہوئی وہ غصے سے بڑبڑا رہی تھی۔

پھر اسکے ہاتھ ساکت ہوئے ھھر وجود بھی ساکت ہوا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی

مسکرائی۔

یہ میں تو نہیں ہوں۔

وہ بے ساختہ بنا نقاب والے چہرے پر ہاتھ مارتی اس سے بولی تھی۔

وہ بنا کچھ بولے اسے دیکھتا رہا، بھینچے ہوئے ہونٹ اسکے غصہ کا پتا دے رہے تھے۔

بہت سردی ہے۔

وہ اسکے قریب سے گزرنے کے لیے قدم اٹھاتی مصنوعی مسکان سے بولی۔

لیکن مقابل نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے سامنے کیا تھا۔

وہ بھوکھلا کر رہ گئی۔

افففف اللہ کہاں پناہ ڈھونڈوں۔

وہ دل میں ہی دل میں سخت پریشان تھی۔

تمہاری ہمت کیسی ہوئی میری بیوی بننے کی۔

وہ درشتگی سے اسکی کلائی مڑوڑتا یوا پھنکارا۔

وہ گھبرائی۔

دیکھیں جس کی چاہے قسم لے لیں مجھے آپکی بیوی آپکے چچا نے بنایا تھا مجھے کہاں شوق تھا کسی شادی شدہ اور ایک بچی کے باپ سے نکاح۔

پناہ ہو اور جواب نا آئے یہ ناممکن سی بات تھی۔

شٹ اپ جانتا ہوں میں اسے جس میں تمہیں انٹرسٹ تھا لیکن مجھے اگر پتا یوتا چاچو میری شادی تم سے کروادیں گئے تو دو خرف بھیج کر چلا آتا لیکن تمہارا وجود کبھی اپنی زندگی میں برداشت نا کرتا۔

وہ درشتگی سے اسے اپنے سامنے کرتا غصے سے چلایا تھا۔

وہ کلائی سہلاتے ہوئے اسے گھورنے لگی۔

ارے تم جیسی لڑکی کو تو میں دیکھنا نا پسند کروں لیکن چاچو نے تم سے نکاح کروا دیا اور میں پاگل ایک بار یہ نا سوچا جسے خود سے جوڑنے والا ہوں اسکی شکل ہی دیکھ لوں سارا قصور تو میرا ہے جو تم جیسی کریکٹر لیس لڑکی کو اپنی بیوی کا درجہ دے دیا۔۔

وہ اپنے سر کے بال مٹھیاں میں بھینچتا وخشت سے چلایا۔

خبر دار اگر مجھے کریکٹر لیس کہا تو آپ خود ہوں گئے تب ہی آپکو دوسرے بھی اپنے جیسے لگتے ہی۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔

وہ مارنے کے لیے اٹھایا ہاتھ ہوا ہی م

یں روک گیا۔

وہ ڈر کر چپ ہوئی تھی۔

تم بدزبان لڑکی کیا جانتی نہیں تم کس سے مخاطب ہو تم کاشان علوی سے مخاطب ہو سمجھی دل تو کر رہا ہے قتل کر دوں تمہارا۔۔

وہ سے کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔

پناہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

جائیں جا کر کسی نیک کردار والی سے شادی کریں میری اجازت ہے آپکو جان چھوڑیں میری

۔

وہ شدید جھنجھلائی تھی۔۔

تم سے اجازت کا طلبگار کون ہے مجھے تم اپنی بیوی کے روپ میں ہر گز قبول نہیں جا سکتی ہو

تم میرے گھر سے۔

وہ کافی بے حس لہجے میں بولا تھا۔

پناہ اسے دیکھے گئی۔

نہیں نکلتی جائیں جو کرنا ہے کر لیں عدالت میں جاوں گئی کیس کروں گئی آپ پر تشدد کا

جہیز کی مانگ کا گھر سے نکل جانے کا تیسری شادی کا مجھے کوئی عام لڑکی نا سمجھیں اس گھر کی

اینٹ سے اینٹ بجا دوں گئی۔

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ بھی عجیب ڈیٹھ پن لیے بولی تھی۔

جبکہ کاشان حیرت سے اسے دیکھتا ہوا اسکے قریب آیا تھا۔۔

کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ کاشان علوی نے تم پہ تشدد کیا ہے۔

وہ تیکھے لہجے میں بولا انداز میں کوئی رحم نہیں تھا بیوی کے لیے۔

بڑے طریقے آتے ہیں مجھے بھی ابھی بازو کا کپڑا اپھاڑ کر تھانے چلی جاوں تو آپ پر سخت سے سخت کیس بنے گا۔۔

وہ تیش میں آتی چلائی تھی۔

تم اتنا گر جاو گئی آئی کانٹ بلیو دس۔

وہ اسکا بازو دبوچتا ہوا سرد لہجے میں بولا۔۔

اگر میں ابھی تمہیں ماروں یا تمہارے کپڑے پھاڑ دوں تو دیکھتا ہوں کیسے مجھ پر کیس بنتا ہے۔

وہ اسے ایک دم سے اپنے قریب کھینچتا ہوا عجیب سرد لہجے میں بولا تھا۔۔

پناہ کی ریڑ کی ہڈی میں سنسنی سی لہر دوڑ گئی تھی۔

مرجان علوی کی موت میرے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے اس نے میری بیٹی کو قید میں کر لیا ہے اور ہم کچھ پتا بھی نہیں لگا پا رہے۔۔

اسفندیار نے داود سے غصے سے کہا جو خود پریشان حال بیٹھا تھا باپ کو دیکھ رہا تھا۔

ڈیڈ جب تک رانیہ نہیں مل جاتی ہم اسے نہیں مار سکتے۔

داود نے باپ سے غصے سے کہا۔

تم ایسا کرو اسکے پیچھے تین چار آدمی لگا دو وہ کہاں جاتا ہے کیا کرتا ہے پل پل کی خبر مجھے چاہئیے اور رہی بات ماوی کی تو وہ اب میں اسکی ہر گز نہیں ہونے دوں گا۔

وہ عجیب سے مسکراتے لہجے میں بولا

ڈیڈ آپ کیا کریں گئے !

داود نے اچنبے سے پوچھا۔

اسے مرنا ہوگا اس سے ہمیں دگنا فائدہ ہوگا ایک تو رایان کی ساری جائیداد ہماری ہو گئی دوسری صورت میں مرجان علوی سے بدلہ بھی پورا ہو گا۔

وہ بیٹے کو دیکھتے ہوئے ہلکی مسکان سے بولا۔

داوّد نے فخر سے باپ کو دیکھا واااا کیا پلین تھا اسکا۔

آپ ایسا بھی کر سکتے ہیں،

وہ صدمے سے پوچھ رہی تھی۔

میں کچھ بھی کر سکتا ہوں پناہ جہانگیر!

اسے ایک جھٹکے سے پیچھے کرتا وہ پھنکارا تھا۔

اپنا سامان لو اور نکلو میرے گھر سے۔

وہ غصے سے بول رہا تھا۔

پناہ نے کافی غصے سے اسے دیکھا۔۔

مجھے بھی یہاں رہنے کا کوئی خاص شوق نہیں اور نا ہی آپ کو اپنے شوہر کے روپ میں

دیکھنے کا کوئی شوق تھا وہ تو آپکے چاچو ہی ہمارے ترلے منت کرنے لگے تھے تو میرے بابا

کو ترس آگیا آپکے چاچو پر ورنہ ہمارے گھر کے دروازہ کے

آگے تو میرے لیے آئے رشتوں کی لائینیں لگی ہوتی تھیں آجکل میں میری جیسی نایاب

لڑکی ملتی کہاں سے ہے بھلا

وہ تو میرے نصیب مارے جو آپکے ساتھ رشتہ جڑ گیا ورنہ میں کہاں اور آپ کہاں۔۔

وہ بھی آخر پناہ تھی کمر پر ہاتھ رکھ کر فخر سے غصہ نکال باہر مارا جو اندر جمع ہونا شروع ہو گیا تھا کاشان کی باتوں سے۔۔

وہ لب بھینچے خود پر ضبط کرنے لگا۔

نکل جاوا بھی کہ ابھی یہاں سے تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا میں دوبارہ۔

وہ آخر میں چلا اٹھا تھا۔

نہیں جاوں گی جائیں جو کرنا ہے کر لیں۔

وہ بھی ڈِیٹھ تھی آخر کیسے نکل جاتی اسکے کہنے پر ۔

دیکھتا ہوں کیسے نہیں نکلتی تم یہاں سے۔

اسکی کلائی مضبوط گرفت میں لیتا وہ برسا تھا اس پر۔

اسے کھینچتا ہوا باہر لے جانے لگا ۔

پیچھے وہ بھی بنا کوئی احتجاج کیے کھینچتی چلی گئ۔

تمہاری جگہ اس گھر سے باہر ہے اندر نہیں !

اسے باہر کرتا وہ سرد لہجے میں بولا۔

وہ آنکھوں میں چنگاڑیاں لیے اسکے قریب آئی تھی۔

طلاق بھجوادیجئے گا میں بھی اس قید خانے میں رہنا نہیں چاہتی ورنہ خلع لے لوں گئی اچھا ہوا آپکی پہلی بیوی آپکو چھوڑ گئی آپ اسی لائیک تھے آپ تو کوئی بیوی ڈیزور کرتے ہیں ہی نہیں۔

وہ بھی دانت پیس کر بولی۔۔

گیٹ آوٹ !

وہ باہر کی طرف اشارا کرتا پوری شدت سے چلایا تھا۔

جا رہی ہوں اور آہستہ بولیں آپ بہرے ہوں گئے میں نہیں میں آہستہ ہی سنتی ہوں سمجھے آپ۔

غصے سے کہہ کر وہ پلٹ گئی۔

کاشان کو زرا رحم نا آیا کہ رات کا وقت تھا اوپر سے بارش کی رجم جھم وہ جوان لڑکی بھلا کیسے گھر جائے گئی۔۔

میں یقین نہیں کر پا رہا میں اتنے دن اس لڑکی کے ساتھ رہا۔

وہ شاکس سے بڑ بڑاتا ہوا اپنے روم کی طرف بڑھا تھا۔

ماوی نے صبح سارا گھر ڈھونڈ لیا لیکن پناہ اسے کہی نہیں دیکھی۔

وہ اکتا کر اسکے نمبر پر کال کرنے لگی تیسری کال پر میڈیم کی سوئی ہوئی آواز اسے سنائی دی تھی۔

کہاں ہو تم! گھر تو میں نے سارا چھان مارا ہے۔

ماوی نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

اپنے گھر ہوں مطلب اپنے ماں باپ کے اس کھڑوس علوی نے مجھے گھر سے دھکے مار کر نکال دیا ہے ناس مارا کہی کا۔

وہ پھٹ پڑی تھی ماوی کے پوچھنے پر۔

کیا لیکن کیوں تم نے ایسا کیا کر دیا تھا۔

ماوی پریشانی سے بولی۔

وہی پرانی دشمنی یاد آگئی اسے اور نکال دیا صرف نکالا ہی نہیں تھپڑ مارا اور کلائی مروڑی پھر دھکا مار کر کہا گیٹ لوسٹ!

وہ دانت پیس کر بولی جیسے دانتوں کے نیچے کاشان علوی کی انگلی دبا بیٹھی ہو۔۔

ماوی حیرت سے سن رہی۔۔۔

آج جاوں گئی عزیر علوی کے گھر پوچھنے کہ کیسا شوہر ڈھونڈا ہے آپ نے میرے لیے۔

وہ لیٹے سے اٹھ کر بیٹھتی ہو شروع گئی تھی۔۔

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا یار وہ شکل سے تو بہت سو بر لگتے ہیں۔

ماوی پریشان ہوا ٹھی تھی۔

چھوڑو یار تم تم اپنا خیال رکھنا اور ہاں یہ دنوں بھائی ہی ایک جیسے ہیں دور رہنا ان سے دوسرا انکو کھانا بنا کر دینے کی کوئی ضرورت نہیں تیسرا ان سے بات بھی مت کرنا میں کل پرسوں تک تمہیں بھی اپنے گھر لے آوں گئی دونٹ وری۔

وہ بکھرے بالوں کو چہرے سے پیچھے کرتی بہت سینخانی بن کر ماوی کو سمجھا رہی تھی۔۔

ماوی مسکرا دی۔

اوکے اماں جی کوئی نیا حکم۔

وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں جو کہا ہے بس انہی کو فالو کرو پھر تو میں تمہیں وہاں سے نکال لوں گئی نا۔

پناہ کہتے ہی دوبارہ لیٹ گئی کہ وہ ساری رات کہاں سو پائی تھی۔

ٹھیک ہے بعد میں بات ہو گئی تم ریسٹ کرو۔

ماوی نے کہتی ہی فون بند کر کے پاس پڑ ے ٹیبل پر رکھا ۔

وہ خقیقتاً پریشان ہو چکی تھی پناہ کے لیے اسے یقین نہیں ہو رہا تھا چہرے سے ڈیسنٹ دیکھنے والا کاشان ایسی حرکت بھی کر سکتا ہے ۔

ائے کیا ہو رہا ہے۔

وہ چمکتی آنکھوں سے اسکا دلکش چہرہ دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ اسے دیکھ کر چونکی پھر سنبھل کر بیٹھی۔

آپ اس وقت تو آفس ہوتے ہیں نا۔

وہ چادر پیشانی پر کھینچتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

بس آج کوئی خاص میٹنگ نہیں تھی میری، بھائی کی میٹنگ کراچی تھی وہ وہاں چلے گئے ہیں اور میرے ایک دو اہم کام تھا وہی نمٹا کر گھر چلا آیا کیا آپکو برا لگا میرا آپکے پاس آنا۔

وہ نظریں جھکائے اس سے تفصیل سے بات کرتا آخر میں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

نہیں تو آپکو ایسے کیوں لگا۔

وہ حیرت سے بولی۔

بس ایسے ہی کیا آپ شاپنگ کرنا چاہئیے گئی میں دیکھ رہا ہوں آپکے پاس سردیوں والے کپڑے کم ہیں آپ نے کاٹن یا کوئی اور پتلا سا سوٹ پہنا ہوتا ہے۔

لگتا تھا وہ اسکا جائزہ کافی باریک بینی سے لیتا رہا تھا۔

ماوی ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

کیا ہوا آپ اتنا حیران کیوں ہیں دادا جان نے آپکی زمے داری مجھے سونپی ہے تو میرا فرض ہے آپکی ہر ضرورت کا کیا خیال رکھوں۔

وہ کافی سنجیدگی سے بولا تھا۔

جس پر ماوی سر ہلا کر سر جھکا گئی۔

وہ شخص صرف شکل کا ہی سیاہ تھا دل تو اسکا کسی سفید کپڑے کی طرح شفاف اور اجلا تھا۔

آجائیں باہر میں اپکا ویٹ کر رہا ہوں۔

وہ کہتے ہوئے باہر نکل گیا۔

ماوی کتنے ہی منٹ ساکت بیٹھی رہ گئی۔۔

دل میں کوئی بے نام سی ہلچل مچنے لگی تھی۔

گاڑی کا ہارن کافی زور سے گونجا تھا جس پر وہ ہڑ بڑا کر اٹھتی جلدی سے چپل پہنی بالوں کو پن اپ کر کے اچھے سے چادر ارد گرد اوڑھ کر باہر کی طرف دوڑی تھی۔۔

کپڑے اس نے ابھی چینج کیے تھے سرخ لمبی بلیک پٹی والی قمیض نیچے سرخ کیپری اوپر وہ بڑی سے بلیک کڑھائی والی بلیک چادر اوڑھے ہوئے تھی جس میں اسکی صرف آنکھیں ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

سوری لیٹ ہو گئی۔

اسکے ساتھ بیٹھتی وہ دھیمے لہجے میں معذرت کر گئی تھی۔

نو نیڈ!

گاڑی کو باہر نکالتا وہ بھی دھیمے سے لہجے میں جوابا گویا تھا۔

وہ باہر دوڑتے مناظر دیکھنے لگی۔

ماوی مال آچکا ہے۔

وہ باہر نکلتا ہوا بولا جبکہ ماوی شاید کسی گہری سوچ میں تھی کہ سے پتا ہی نہیں لگا تھا گاڑی

رکنے کا۔

سر ہلاتی بیگ کندھے پر ڈال کر وہ بھی جلدی سے باہر نکلی تھی۔۔

وہ اسے فرسٹ فلور لے آیا تھا کہ اس فلور پر صرف لیڈیز کی ہی ورائٹی ملتی تھی

ماوی پہلی بار اتنے بڑے مال میں آئی تھی۔

مرجان کے ساتھ چلتی وہ حیرت زدہ سی تھی۔۔

لے لیں آپکو جو جو لینا ہے۔

وہ پیچھے تھوڑا ہٹتا ہوا بولا۔

ماوی لب بھینچتی ارد گرد لٹکے ملبوسات کو دیکھنے لگی۔

جبکہ وہ سینے پر ہاتھ باندھے ماوی کی پشت کو دیکھے جا رہا تھا۔

تین چار سوٹ لے کر وہ اسکی طرف آئی تھی۔

لے لیے!

وہ پر شوق نظروں سے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھتا ہوا بولا۔

ہاں۔

وہ اسے دیکھ کر بولی۔

وہ مسکرایا۔

اسکی خوبصورت مسکان دیکھ کر ماوی کا دل اپنے اختیار سے باہر آنے لگا تھا۔

ماوی میں آپکو دو تین سوٹ لینے کے لیے تو نہیں لایا تھا پلیز دل کھول کر شاپنگ کریں تا کہ میری بھی جیب کچھ ڈھیلی ہو ۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تھا۔

وہ حیرت سے اس شخص کو دیکھنے لگی جو ہمیشہ دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈال کر ایک سٹائل سے کھڑا ہوتا تھا۔

لیکن اتنے کافی ہیں نا بعد میں پھر لے لوں گئی۔

وہ منمناتے ہوئے بولی تھی۔

ایک منٹ یہی رکیں آپ۔

اس سے کہتا وہ اندر چلا گیا تھا ماوی بھی اسکے پیچھے ہی بڑھی تھی۔

اندر ڈمی پر لٹکے خوبصورت ڈریسز کو غور سے دیکھتا، اسے جو جو ماوی کے لیے ٹھیک لگتا وہ لیتا جارہا تھا ماوی حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھتی رہی۔

دس بارہ سوٹ لے کر وہ ایک سیلز مین کو پیک کرنے کا شارا کر گیا۔

یہ کون پہنے گا۔

وہ حیرت سے پوچھنے لگی۔

وہ جواباً زیرے لب مسکرایا۔

آپ؛

گھمبیر لہجے میں کہتا وہ کاونٹر پر بل جمع کروانے لگا۔۔

بل پے کر کے وہ ساکت کھڑی ماوی کی کلائی تھام کر وہ آگے بڑھ گیا۔

اسکے ساتھ چلتی وہ اس شخص کے سحر میں گھم ہونے لگی تھی۔

پھر اپنے ہاتھ کو دیکھا جو سیاہ ہاتھ میں کافی نمایاں لگ رہا تھا آج اسے وہ ہاتھ زرا برے نہیں لگے تھے بلکہ اسکے ہاتھ کا زرا سا لمس اسکی دھڑکنوں کو تیز کر گیا تھا۔

بیگز گاڑی کی پچھلی سیٹوں پر رکھتا وہ آگے آیا ماوی کو بٹھا کر وہ گاڑی کو فل سپڈ پر چھوڑ گیا۔

ماوی کیا کھائیں گئی آپ۔

گاڑی کا موڑ کاتتے ہوئے اس نے نرمی سے پوچھا۔

سینڈوچز اور کولڈ کافی وہ بھی گاڑی میں بیٹھ کر کھاوں گئی۔

وہ موبائیل پر کوئی ڈرامہ دیکھتی ہوئی بولی۔۔

اوکے۔

وہ سیوٹی بیلٹ ہٹا کر باہر نکل گیا۔

پانچ منٹ بعد وہ اس مشہور ہوٹل سے باہر آ گیا تھا۔

ماوی نے اسے چونک کر دیکھا پھر ایک نظر ہوٹل کو دیکھا۔

اتنی جلدی وہ کیسے اتنی ڈھیر ساری چیزیں پیک کرو کر لے آیا۔

وہ بس حیرت سے سوچ کر رہ گی۔۔

سینڈوچز والا چھوٹا سا پلاسٹک کا بیگ وہ ماوی کی گود میں رکھ گیا تھا۔

۔

ماوی نے ایک سینڈوچ نکال کر اسکی طرف بڑھایا۔

وہ جواباً سر نفی میں ہلا گیا۔

ماوی گہری سانس لیتی آہستہ آہستہ کھانے لگی نظریں اس سیاہ شخص پر تھیں جو پر اسرار سا لگتا تھا اسکی شخصیت میں کچھ تو تھا جو وہ دیکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔

وہ مسکرایا۔

ماوی کی جمی نظریں وہ بہت اچھے سے خود پر محوس کر رہا تھا۔

آپ کچھ نہیں کھائیں گے۔

وہ سینڈوچ کی بائٹ لیتی ہوئی اس سے پوچھنے لگی۔

آپ نے کھالیا تو سمجھیں مرجان علوی نے کھالیا۔۔

اسکے گھمبیر تا لیے لہجے میں کہے الفاظ ماوی کے دل کو دھڑ کا گئے تھے۔

تب ہی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔

لگتا ہے گاڑی میں کوئی فالٹ آگیا ہے۔

وہ اس سے کہتا باہر نکل آیا۔

گاڑی کا بونٹ کھول کر وہ ایسے ہی نظریں اِدھر اُدھر پھیر تا رہا ہاتھ نہیں لگایا اس نے۔

بونٹ بند کرتا وہ ماوی کی سائیڈ آیا۔

ماوی لگتا ہے گاڑی میں کوئی خرابی ہو گئی ہے گھر نزدیک ہے ہم پیدل چلے چلتے ہیں کیا خیال ہے آپکا۔۔

وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

ماوی سر ہلاتی بیگ کندھے پر رکھ کر سینڈوچ والا شاپر ہاتھ میں پکڑتی باہر نکل آئی۔۔

وہ دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا تھا جبکہ وہ ایک ہاتھ میں سیڈوچ تو دوسرے میں ڈرنک پکڑے ہوئے چل رہی تھی،

مرجان سامنے کی طرف دیکھتا ہوا چل رہا تھا۔

تب ہی ایک تیز رفتار فراری انکے قریب سے زن سے گزری تھی مرجان نے سرعت سے ماوی کو پکڑ کر اپنی طرف کیا ورنہ وہ گاڑی کے نیچے آگئی ہوتی۔

وہ فراری رکی تھی جس میں تیز گونجتا میوزک دوسروں کو کوفت سے دوچار کر دے۔

ماوی پھولی ہوئی سانسین درست کرتی اس گاڑی کو دیکھنے لگی جو اب پیچھے کی طرف ریورس ہوتی آ رہی تھی شاید ان بے وقوف لڑکوں کے برے دن سٹارٹ ہونے والے تھے۔

وہ براون آنکھوں میں سپاٹ تاثرات لیے اس گاڑی کو دیکھے گیا۔۔

وہ پانچوں لڑکے انکے قریب آچکے تھے وہ لڑکے بہت کمینگی سے ماوی کے برقعے میں قید وجود کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ماوی نے سرعت سے کانپتے ہاتھوں سے نقاب کو ناک کے اوپر اٹکایا۔

اوئے لنگوڑ کے پہلوں میں انگوڑ والی کہاوت آج سچ ہوتی دیکھی ہے۔

یار اتنی خوبصورت لڑکی اور اتنا کالا لڑکا جوڑی کچھ جچتی نہیں۔۔

یار اسکی جوڑی تو تمہارے بھائی کے ساتھ ہی جچے گئ۔

نہیں یار اسکی تو ہم سے کسی کے ساتھ بھی جوڑی جچے گئ سوائے اس بلیک پرسن کے جو جن لگ رہا ہے۔

ہے بی بی تم اس جن سے ڈرتی نہیں اس میں کیا دیکھا ہے تمہیں ایسا کرو ہمارے ساتھ آجاو مزے کرائیں گئے مزے۔

وہ پانچوں ہی نیچے اترتے اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے تھے۔

ماوی نے سرعت سے انکی نظروں سے بچنے کے لیے مرجان کی پشت پر پناہ لی تھی۔۔

اگر وہ مرجان کا غضب لیا چہرہ دیکھ لیتے تو یقیناً بولنے سے پہلے سوچتے۔

کم ان بی بے!

ایک نے تو حد ہی کر دی تھی اس نے سرعت سے ماوی کا ہاتھ تھاما تھا جب ایک سخت گرفت نے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔

گرفت اتنی سخت تھی کہ اس لڑکے نے تکلیف کے احساس سے مرجان کو دیکھا تھا۔

چھوڑ میرا ہاتھ۔

وہ لڑکا مچل اٹھا تھا مسلسل تنگ ہوتی گرفت پر۔

وہ بنا کچھ بولے اس لڑکے کو دیکھتا رہا سخت گرفت میں وہ اسکا ہاتھ توڑ چکا تھا۔

آہہہہ۔۔۔۔

وہ لڑکا تکلیف سے چیختا رہ گیا لیکن گرفت ڈھیلی نہیں ہوئی۔

چھوڑ اسے رک زرا تیری تو۔۔۔۔

وہ چاروں اسکی طرف لپکے تھے جب وہ دوسرے ہاتھ سے سب لڑکوں کو اپنے تھپڑ سے دور اچھال گیا تھا۔

ماوی نے حیرت سے اسکی پشت دیکھی۔

وہ لڑکے حیرانی سے اٹھتے ہوئے پھر سے اسکی طرف لپکے تھے۔

جب وہ اس لڑکے کو ان پر اچھالتا ہوا ان پر چڑھ دوڑا تھا۔

ان پانچوں کی چیخوں کی گونج ماوی کو کان ڈھانپنے پر مجبور کر گئی تھی۔

وہ کسی کا ہاتھ کسی کی ٹانگ کسی آنکھیں کسی کا کندھا توڑ چکا تھا۔۔

ماوی نے ساکت وجود سے ان لڑکوں کو دیکھا جو زمین پر پڑے درد سے چیخ رہے تھے اس

سے معافی مانگ رہے تھے لیکن وہ جیسے گونگا بہرہ بن بیٹھا تھا وہ بس وخشت سے انہیں

مارے جا رہا تھا اور مار بھی عجیب بے رحم طریقے سے رہا تھا۔

ماوی جب اور نا دیکھ سکی تو اس نے بھاگ کر مرجان کا کندھا پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔

وہ ماوی کے ٹھنڈے لمس پر ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔

ان کو چھوڑ کر وہ ماوی کی طرف لپکا تھا۔

ماوی کی آنکھیں میں آنسو دیکھ کر اس نے بے ساختہ ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا۔

جب وہ ڈر کے مارے وہاں سے بھاگی تھی۔

ماوی!

وہ بڑبڑاتا ہوا ماوی کے پیچھے دوڑا تھا بنا ان کراہتے اور چیختے لڑکوں کو دیکھے۔۔۔

ماوی بات سنیں۔

وہ اسکی کلائی تھام کر اسے روک چکا تھا۔

وہ ٹھٹھک کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی جو حد سے زیادہ سیاہ ہو چکا تھا جیسے گہری کالی رات ہو۔

وہ لرزتے وجود سے اپنے ہاتھ کو اسکی نرم گرفت میں دیکھنے لگی۔

ماوی انکو سزا دینا ضروری تھا آج انہوں نے آپکو چھیڑا تھا کل کو وہ کسی اور کو چھیڑتے یا اسکے ساتھ کوئی برا افعال انجام دیتے انہیں سزا دینا لازمی تھا۔

وہ نرم لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا وہ جان گیا تھا وہ ڈر چکی تھی ان لڑکوں کی حالت دیکھ کر۔۔

آپ انہیں پولیس میں دے دیتے یا بس تھپڑ مار دیتے۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

انہوں نے اپکو چھیڑا تھا آپکو گندی نظروں سے دیکھا تھا آپ پر فقرے کسے تھے آپکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی تھی وہ ہمارے مجرم تھے پولیس کے نہیں انہیں سزا مجھے ہی دینی تھی

۔

وہ عجیب جنونی لہجے میں بولا تھا تب ہی بارش زوروں سے برستی ان دونوں کو بری طرح بھیگونے لگی تھی۔

ماوی ہونٹ بھینچے اسے دیکھے جارہی تھی۔۔

جبکہ وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جن کی خوبصورتی بڑھ گئی تھی ہاتھ کی پشت پر مہندی کی چھوٹی چھوٹی ٹکیاں بنی ہوئیں تھیں جو اسے اور پناہ کو لبہ نے کل زبردستی سے مہندی لگائی تھیں اسے بہت شوق تھا مہندی لگانے کا۔

مرجان وہ اگر مر جاتے تو۔

وہ نقاب اتارتی ہوئی سہمے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگی۔

آئی ڈونٹ کیئر انہیں مر ہی جانا چاہئے تھا۔

وہ لاپرواہی سے عجیب بے حس لہجے میں بولتا ماوی کا دل دھڑکا گیا تھا۔

مرجان!

وہ حیرت سے چلاتی وہاں سے جانے لگی تھی جب وہ اسکا ہاتھ تھام کر دوبارہ اسے اپنے سامنے کر گیا۔

ماوی آپ مجھ سے ناراض ہیں۔

وہ سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

اسے وہ پہلے جیسے مرجان سے کافی مختلف لگا تھا۔۔

عنیزہ پناہ کی شادی کہ دو ہفتے بعد ہی اپنے گھر لوٹ آئی تھی عزیر علوی نے اسے گھر میں گھسنے نہیں دیا تھا وہ بہت روئی گرگڑائی لیکن انہوں نے اسے دھکے مار کر گھر سے نکال دیا۔

لیکن جب وہ شازیہ بیگم کے بہت منتیں ترے کرنے پر بھی نا مانے تو شازیہ نے بیماری کا بہانہ بنایا تب جا کے انہوں نے اسے گھر میں گھسنے دیا تھا لیکن انہوں نے اسے مخاطب کرنا تو کیا کبھی دیکھنا تک گوارہ نہیں کیا تھا۔

وہ شازیہ بیگم کی سپورٹ پر اس گھر میں آ تو گئی تھی لیکن عزت اور محبت وہ گنواہ بیٹھی تھی

--

شایان نے اسے محض تین دن ہی اپنے پاس رکھا چوتھے دن اسے ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ کر لاپتا ہو گیا عنیزہ نے اسے بہت ڈھونڈا جب پیسے ختم ہو گئے تو واپس گھر کے

دروازے پر آگئ ابھی بھی اسکا غرور اور غصہ کم نہیں ہوا تھا۔

اسے پناہ پر بے پناہ غصہ تھا آخر وہ کیسے اسکی چھوڑی ہوئی جگہ پُر کر سکتی تھی وہ اس دن سے جل جل کر مر رہی تھی۔

پناہ کو اپنے لاؔونج میں بیٹھا دیکھ کر وہ دروازے کے پیچھے ہو گئ کیونکہ لاونج میں عزیر۔پناہ، اسکے بابا اور اسکی ماں بھی تھی باپ سے ڈرتے ہوئے وہ وہی کھڑی رہی۔

آپ پر بھروسہ کر کے میں نے اپنی بیٹی کا شان علوی کے عقد میں دی تھی اور اسنے کیا کیا میری بیٹی کو دھکے مار کر اپنے گھر سے نکالا وہ بھی رات کے اندھیرے میں اِیسا تو کوئی اپنے دشمن کے ساتھ بھی نہیں کرتا جو اس نے میری معصوم بیٹی کے ساتھ کیا ہے۔

جہانگیر صاحب پھٹ پڑے تھے جبکہ معصوم بیٹی جوس کے سپ ایسے لے رہی تھی جیسے گفتگو اسکے متعلق نہیں کسی دوسرے شخص کے متعلق ہو ۔

وہ بہت سمجھدار ہے وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے میں پوچھتا ہوں اس سے۔

عزیر صاحب نے کافی سنجید گی سے کہا۔

بیٹا آپ سے اسکا رویہ کیسا ہے۔

انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

جی ایک بار تھپڑ مارا اور دوسری بار کوشش کی حلانکہ میں تو انکے سامنے ہی کم آتی تھی پھر مجھے گھر سے نکال دیا دھکا مار کر کلائی بھی مڑوڑی اور تو اور گیٹ لوسٹ بھی بول دیا آپ بتائیں کیا میں اس سلوک کی حقدار تھی۔

وہ بہت ایموشنل ہو چکی تھی شاید۔۔

جہانگیر اور عزیر علوی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

کرتا ہوں میں اس سے بات بھلا یہ کیسا طریقہ ہے بیوی سے پیش آنے کا۔۔

عزیر صاحب کافی غصے سے بولے تھے۔

رہنے دیں اب مجھے بس ان سے خلع لینی ہے میں اس سائیکو کے ساتھ کیوں رہوں۔

یہ وہ آیستہ بولی تھی جو صرف عزیر صاحب ہی سن سکے تھے کیونکہ وہ دونوں ایک صوفے پر تھے۔

آپ پریشان نا ہوں میں ابھی نکلتا ہوں اسکی طرف۔۔۔

عزیر صاحب سنجیدگی سے بولے تھے۔

پناہ گلاس خالی کر کے میز پر رکھتی شوں شوں کرنے لگی جبکہ شازیہ بیگم کافی خوش تھی اسکی حالت پر۔۔

ههههههههههههههههههههههههههههههه

لاونج میں خوبصورت لڑکی کو بیٹھا دیکھ کر وہ اسکی طرف بے ساختہ آئی تھی۔

جی آپکو کس سے ملنا ہے۔

وہ نیپکن سے ہاتھ پونچھتی ہوئی اس سے نرم لہجے میں مخاطب تھی۔

منت کی لینز لگی آئز میں اچانک ہی غصہ نمودار ہوا تھا۔

وہ کھڑی ہوتی اسکے قریب چلی آئی تھی۔

وہ بلیک تنگ جینز پر پرپل کلر کا خوبصورت ٹاپ پہنے ہوئے تھی لانگ بلیک شوز اونچی پونی بڑی بڑی بالیاں وہ لڑکی بہت خوبصورت لگ رہی تھی ماوی کو وہ بہت خوبصورت لگی تھی

۔۔۔۔۔۔

تم شاید جانتی نہیں میں کون ہوں چلو بتادیتی ہوں میں اس گھر کی آدھی مالکن ہوں۔۔

سینے پر ہاتھ باندھ کر اسکے بے حد قریب کھڑی ہوتی وہ تیکھے لہجے میں بولی۔

جی؟

وہ حیرت سے بولی۔

ہاں جی، مرجان کی فیانسی منت شجیل ہوں میں شاید تم انجان ہوں کیونکہ گھر کی ساری باتیں پرائے لوگوں کو تھوڑے نا بتائی جاتیں ہیں ۔۔

کیا مطلب۔

اسے اپنی آواز کسی گہری کنواں سے سنائی دی تھی جیسے۔

مرجان اور میری منگنی کو تو ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ بیت چکا ہے جنتِ ماوی علی۔۔

وہ طنز سے بولی۔

ماوی کے چہرے پر شاک بھرے تاثرات آئے تھے ۔

کیا ہوا تم تو ساکت کیوں ہو گئی ہو کیا میرا حوالہ پسند نہیں آیا تمہیں۔۔۔

وہ مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔۔

ماوی کا وجود جھٹکوں کی زد میں تھا وہ بے ساختہ تین چار قدم پیچھے ہوئی۔

پھر ایک جھٹکے سے پلٹتی وہ وہاں سے سیڑیوں کی طرف بھاگی تھی۔

ہاہاہا۔۔

وہ زور سے قہقہ لگا کر رہ گئی۔۔

چہرے کے نقوش تبدیل ہونے لگے تھے اسکا شفاف گندمی رنگ سیاہ رنگت میں ڈھل چکا

تھا۔

وہ ایک بے انتہا سیاہ رنگت کی لڑکی بن چکی تھی جس کے خوبصورت نقوش سیاہ رنگ نے

اپنے اندر کہی قید سے کر لیے تھے ۔۔

ماوی بی بی تم کبھی مرجان کی نہیں ہو سکتی نکاح تو ہو گیا لیکن تم دونوں کبھی ایک نہیں ہو

سکتے۔

وہ دوبارہ اپنی گندمی رنگت میں آتی ہوں مسکراتے لہجے میں بولی تھی۔

آپکے لیے۔

وہ ساری دوپہر سخت پریشان رہی تھی مرجان نے اسے کیوں نہیں بتایا تھا اپنے اور منت

کے رشتے کا ایک بار وہ بتاتا تو،

کیا وہ لڑکی سچ بول رہی تھی لیکن وہ جھوٹ کیوں بولے گئی مجھ سے۔۔

سوچ سوچ کر اسکا سر دکھنے لگا تھا وہ لب بھینچے ہوئے بیٹھی تھی جب مرجان نے اسکی

طرف اسکی فیورٹ چائے پیش کی تھی۔۔

وہ چونک کر ایک نظر چائے کو دیکھ کر اسے دیکھنے لگی نگاہوں میں غصہ بہت نمایا تھا۔

ماوی کیا آپ پریشان ہیں ۔

وہ دھیمے لہجے میں اسکے قریب بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

نہیں میں کیوں آپ سے ناراض ہوں گئ۔

وہ اٹھ کر کھڑکی کے قریب آتی ہوئی بولی۔

ماوی کچھ تو ہے آپ کا چہرہ مجھے بتا رہا ہے آپ پریشان ہیں۔

وہ اسکے ارد گرد دیکھتا ہوا بولا تھا۔

کچھ نہیں ہوا اور برائے مہربانی آپ مجھے اکیلا چھوڑ دیں میرا ویسے ہی موڈ آف ہے آج۔

۔

وہ ہنوز تیکھے لہجے میں بولی تھی۔

مرجان کچھ دیر اسکی پشت کو جانچی نظروں سے دیکھتا رہا پھر ہلکے سے اسکے بالوں کو چھوا تھا

کہ ماوی کو پتا بھی نہیں لگا تھا۔۔

وہ اسکے بالوں پر انگلی رکھے آنکھیں موند گیا تھا پھر جو اسے پتا چلا تھا وہ اسے پریشان کر گیا تھا

۔

وہ دو تین قدم پیچھے ہوتا وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔۔

ماوی ایک دم پلٹی تھی لیکن کمرہ اس شخص کے وجود سے خالی تھا۔۔

وہ خالی خالی آنکھیں سے خالی کمرے کو دیکھتی بھاپ اڑاتی چائے کے کپ کے قریب آئی۔

گاڑھی دودھ پتی والی چائے۔

ایسے ہی نیچے میز کے پاس بیٹھتی وہ نظریں کپ سے نکلتے دھواں پر اٹکا گئی۔

چائے کو دیکھتی وہ میز پر سر رکھے ہی سو گئی تھی کہ وہ زہنی اور جسمانی بہت تھک گئی تھی

لیکن وہ اگر غور کرتی تو ڈر جاتی کے چائے سے آدھا گھنٹہ بعد بھی دھواں نکل رہا تھا جیسے

ابھی ابھی بنائی ہو ۔۔

وہ سوئی ہوئی منت کی گردن ایک جھٹکے سے پکڑتا اسے دیوار سے لگا گیا تھا۔

تم سے کیا کہا تھا میں نے ، میری بیوی سے دور رہنا کیا کہا تھا ہاں تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسکے

آس پاس جانے کی۔

اسے دیوار سے پٹختا وہ اتنی زور سے چیخیا تھا کہ دیواریں ہل کر رہ گئیں تھیں۔

منت کے آنکھیں باہر آنے لگیں تھیں اسکی سخت ہوتی گرفت پر۔

چھوڑو مجھے۔۔

وہ اپنا پورا زور لگا کر بھی اسکی گرفت سے آزاد نہیں ہو پائی تھی۔

کیوں بتایا تم نے اسے۔

وہ اب اسکا منہ اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں لیتا آنکھوں میں غصے کی چنگاڑیاں لیے بولا تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے اسکی گرفت سے نکلی تھی۔۔

ہاہاہا۔میری بیوی کیا اپنی بیوی کے ساتھ قربت کے دو پل گزار سکتے ہو اسے شوہر والی محبت دے سکتے ہو اسے اپنی حقیقت بتا سکتے ہو ان میں سے ایک کام بھی تم نہیں کر سکتے بیوی کہاں سے ہو گئی وہ تمہاری جس دن اسے تمہارے بارے میں پتا چلے گا تمہاری پڑ چھائی سے بھی کانپے گئی وہ قربت تو بہت دور کی بات ہے۔

منت گلے کو دباتی بہت تمسخرانہ لب ولہجے میں بولی تھی۔۔

مرجان ساکت ہوا تھا اپنی جگہ مٹھیاں بھینچ کر وہ اسے قہر سے دیکھنے لگا۔

شکر کرو تمہاری بیوی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا یا ورنہ وہ تو میرے ایک ہاتھ کی مار۔۔

وہ اس سے کتنے ہی قدم دور ہوتی ہوئی بولی تھی۔

خبردار اگر اسے کبھی نقصان پہنچانے کا سوچ بھی تو تمہیں جان سے مارنے میں مجھے ایک منٹ نہیں لگے گا۔۔

وہ تیزی سے اسکے قریب آتا ہوا وہ بولا کہ منت کو اپنا فقرا ادھورا چھوڑنا پڑا۔

ہاہاہا شاید تم بھول رہے ہو تم کسی کو جان سے نہیں مار سکتے چاہے وہ انسان ہو یا پھر جن۔۔

وہ اسکے کان کے قریب جھک کر کہتی فٹ سے وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے ارد گرد دیکھنے لگا جو کہ اب وہاں نہیں تھی۔

وہ وہاں سے غصے سے نکلتا ماوی کے روم آتا اسکے قریب آیا تھا جو ابھی بھی میز پر سر اٹکائے گہری نیند میں بے آرام سی سو رہی تھی۔

وہ ہارا ہوا وجود لیے اسکے قریب بیٹھا تھا۔۔

آنکھیں بے انتہا سرخ تھیں جیسے وہ کسی گہرے غم سے دوچار ہوں۔

چائے سے ابھی بھی بھاپ نکل رہ تھا۔۔

ماویٰ!

اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتا وہ دھیمے سلگتے لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

وہ بنا کوئی حرکت کیے سوتی رہی۔

وہ بے ساختہ اسے تھام کر اپنے سینے سے لگا گیا تھا جلتے سینے میں ٹھنڈ سی پڑنے لگی تھی اسکے نرم وجود سے کاش یہ قربت کے لمحے امر ہو جائیں۔

وہ اسے خود میں بھینچتا ہوا بولا تھا۔

ماوی اسکی قربت میں شاید سکون میں تھی لیکن مرجان کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات پھیلنے لگے تھے اسے ایسے لگ رہ تھا جیسے کوئی اسکے وجود کو آگ سے جلا رہا ہو یہ شاید اس لیے تھا کہ وہ ماوی کو سینے سے لگا بیٹھا تھا اتنی تکلیف میں بھی وہ سی نہیں کر پایا تھا اور نا ہی ماوی کو دور دھکیل پایا۔۔۔۔

جب تکلیف حد سے بڑی تو وہ ماوی کو سینے سے لگائے ہی اٹھا تھا اسے بڑے آرام سے بیڈ پر ڈالا گلابی سلک کا کمبل اس پر ڈال کر وہ ایک دو قدم اسکے بے خبر وجود سے پیچھے ہوا۔۔۔

ماوی!

آنکھ سے ایک آنسو گر کر ماوی کے ہاتھ کی پشت پر گرا تھا۔۔۔

وہ پلٹ کر وہاں سے بھاگا تھا۔۔

ہاتھ کی پشت جس پر اسکا آنسو گرا تھا وہاں سے دھواں سا اٹھا تھا۔

سی!

ماوی جلن کے احساس سے ہی نیند میں کراہی تھی۔

اتنی گہری نیند بھی کسی کی دی ہوئی مرہون منت تھی۔

پناہ نے حیرت سے دروازے میں کھڑی عنیزہ کو دیکھا۔

کیا مسلہ ہے کس سے ملنا ہے۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کافی غصے سے بولی تھی۔۔

مجھے تم سے کام تھا پناہ پلیز میری بات سن لو اگر میں نے تمہارے ساتھ کچھ غلط کیا تھا تو مجھے اسکی سزا بھی مل چکی ہے۔

وہ آنکھوں میں نمی لاتے ہوئے بولی۔

پناہ نے تاسف سے اسے دیکھا پھر اندر آنے کا راستہ دے دیا۔

یار میں تم سے بہت شرمندہ ہوں اور مجھے قدرت سزا بھی دے چکی ہے پھر شایان نے جو جو اسکے ساتھ کیا وہ سب پناہ کو بتاتی چلی گئی۔

چچچچ

پناہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔

تم کہو تو میں کاشان کو بتادوں گئی کہ تم کتنی باکردار ہو۔

عنی نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

کوئی ضرورت نہیں اس سے ملنے کی اسے خود یقین کرنا پڑے گا ورنہ رہے دور مجھے کونسا رشتوں کی کمی ہے۔

کاشان کے زکر پر وہ دانت پیس کر بولی تھی۔

عنیزہ نے حیرت سے۔اسے دیکھا پھر سر ہلا گئی۔۔

تم نے مجھے معاف کر دیا نا۔

وہ اسکے ہاتھ تھامے لجاجت سے پوچھ رہی تھی۔

پناہ نے سرہاں میں ہلا دیا کہ چلو معاف کرنے سے ہی اللہ خوش ہوتا ہے۔۔

عنیزہ آنسو پونچھتی مسکرا دی۔۔۔

جبکہ پناہ اس کٹھور دل انسان کے بارے میں سوچ رہی تھی اس نے خبر تک نہیں لی تھی اسکی کیسا بے رحم شوہر تھا ملا تھا اسے۔۔

وہ جلے دل سے سوچ کر رہ گئی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ماوی فقط سات سال کی تھی اور ریان دس سال کا تھا۔۔

ماوی کے دادا اور ریان کے دادا آپس میں بہت گہرے دوست تھے۔

ریان کے صرف دادا ہی تھے جب وہ تین سال کا تھا تب اسکے ماں باپ اپنے بیڈروم میں مردہ حالت میں پائے گئے بعد میں پتا چلا کہ وہ انہیں ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا تھا۔

ارشد بخش نے ریان کو اپنے بیٹے سے بھی بھر کر پیار دیا۔

وہ راتوں رات امیر ہوئے تھے جو ئی نہیں جانتا تھا کیسے۔

حشمت صاحب نے پوچھا تو انہوں نے۔ کہا۔

اپنی ابائی زمینیں بیچ دیں تھیں اس لیے وہ اتنا پیسہ جمع کر پائے تھے۔۔
کوئی نہیں جانتا تھا انکی زمینیں تو ہیں ہی نہیں تھیں۔

انکے سوتیلے رشتے داروں کی نظرِیں انکی جائیداد پر تھیں وہ جانتے تھے اس لیے انہوں نے ریان کا نکاح ماوی سے کروادیا ماوی کے والدین رضامند تو نہیں تھے لیکن حشمت صاحب کی خاطر مان ہی گے وہ۔

ارشد بخش نے اپنی آدھی سے بھی زیادہ جائیداد ماویٰ کے نام کردی تھی پتا نہیں کیوں یہ تو وہی جانتے تھے۔

ریان بہت ہی خوبصورت بچہ تھا۔

ماوی کو رایان کے نام کی گلابی چادر اور ایک کوکا پہنایا گیا تھا۔۔۔

تب سے لے کر اب تک وہ کوکا ماوی کے ناک میں ہی رہا تھا۔۔

وہ صبح اٹھ کر نیچے چلی آئی کاشان علوی کو چائے بنا کر دی وہ چائے پی کر آفس چلا گیا، کہ انکی ایک بہت اہم میٹنگ تھی آج،

وہ مرجان سے بھی نہیں مل پایا تھا وہ رات کو ہی آیا تھا تب مرجان سو رہا تھا اس لیے اس نے اسے جگایا نہیں تھا۔

لبہ کو ناشتہ کروا کر سکول بھیجوا کر وہ کتنی دیر اسکے کمرے کو دیکھتی رہی اسکے کمرے میں آج تک وہ نہیں گئی تھی۔۔

باقی کمروں کے دروازے سکن کلر کے تھے جبکہ صرف مرجان کے کمرے کا دروازہ پیور بلیک کلر کا تھا ۔

خود کو مضبوط کرتی وہ آہستہ سے اسکے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔

کمرے میں گہرا سیاہ اندھیرا تھا رات کی تاریکی سے بھی زیادہ گہرا،

کمرے میں کوئی کھڑکی کوئی روشن دان نہیں تھا جہاں سے سورج کی روشن کرنیں اندر آ سکیں۔۔

وہ اندازے سے دروازے والی سائیڈ دیوار پر ہاتھ مارنے لگی آخر کار اسکا ہاتھ الیکٹرک بورڈ سے ٹکرا ہی گیا تھا۔

سوئچ پر دباو ڈالا کمرہ ہلکی سی روشنی سے ہمکنار ہو چکا تھا۔۔

اسکی نظریں پورے کمرے میں گھومنے لگیں تھیں۔۔

وہ حیرت زدہ ہوئی کمرے کا سارا فرنیچر بلیک کلر کا تھا حتیٰ کہ بیڈ شیٹ اور کمبل بھی بلیک ہی تھے۔

اسکی نظریں بیڈ پر اوندھے پڑے وجود پر پڑیں وہ تیزی سے اسکی طرف آئی تھی۔

اسے دیکھ کر وہ چیختی ہوئی پیچھے ہوئی تھی مرجان کی برہنہ پشت زخموں سے چوڑ چوڑ تھی۔

مرجان بے ساختہ اٹھ کر بیٹھا تھا۔

چہرے پر ماوی کو دیکھ کر شادابی سی پھیلی تھی

مرجان تمہیں کیا ہوا ہے یہ اتنے زخم کیسے آ گئے۔

وہ اسکے قدموں میں بیٹھتی روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

جبکہ اسکی براون آنکھیں ماوی کے سفید چہرے پر تھیں۔۔۔

تم بول کیوں نہیں رہے ہو۔

وہ اسکا ہاتھ ہلاتی ہوئی پریشانی سے بولی۔

وہ اذیت سے مسکرا دیا ۔۔

ماوی کو اسکی مسکراہٹ بہت زخمی لگی تھی۔

ایک خوبصورت غلطی کی سزا ملی ہے ماوی آپ فکر نا کریں رات تک ٹھیک ہو جاوں گا

ڈونٹ وری۔

اسکے ہاتھ کی انگلی میں انگلی پروتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

یہ اتنے گہرے زخم ایک دن میں ہر گز ٹھیک نہیں ہوں گے ٹھہرو میرے پاس ایک ٹیوب ہے وہ لے کر آتی ہوں اس سے تمہارے زخموں میں ٹھنڈک پڑے گئ۔

وہ آنسو صاف کر کے کہتی ہوئی باہر کی طرف دوڑی تھی۔

جبکہ وہ پھر سے اذیت سے مسکرایا۔

ماوی کتنی بار آپ ان زخموں پر مرحم رکھیں گئ آپ جب جب میرے پاس آئیں گئیں یہ ایسے ہی رسے گئے۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

وہ بھاگ کر ٹیوب لے آئی تھی۔

مرحم کو ہاتھ پر نکال کر اسکے پیچھے بیڈ پر چڑھی وہ بھول چکی تھی وہ اس سے کل سے بات نہیں کر رہی تھی وہ ناراض تھی اس سے اس وقت اسے صرف مرجان کے زخم تکلیف دے رہے تھے۔

وہ بہت آہستہ سے اسکے زخموں پر مرحم لگانے لگی تھی۔

مرجان نے ضبط سے آنکھیں موندیں۔

اسکے ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس مرجان کو دنیا جہاں کی ٹھنڈک پہنچا گیا تھا۔۔

وہ اتنی تکلیف کے باوجود مسکرا دیا وہ نادان لڑکی شاید جانتی نہیں تھی،

اسکے لمس سے یہ زخم کبھی ختم نہیں ہوں گے ہاں بڑھیں گئے ضرور۔

مرجان یہ کیسے آئے ہیں تمہاری پشت پر۔

وہ آنسوں آنکھّوں میں ہی کہی روکتی ہوئی اس سے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگی۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسے سامنے کر گیا۔

ماوی سی کر کے رہ گئی۔۔

مرجان نے چونک کر اسکے ہاتھ کی پشت پر وہ گہرا زخم دیکھا جس پر اس نے خود بھی مرحم

لگایا ہوا تھا۔

ماوی یہ کیسے آیا۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

پتا نہیں کیسے آیارات کو ٹھیک تھا صبح جب دیکھا تو یہ بنا ہوا تھا میں خود حیران تھی بہت تکلیف ہو رہی اس چھوٹے سے زخم کی اور تم اتنے زخم لیے کیسے ریلکس بیٹھے ہو۔۔۔

وہ اسے دیکھتی ہوئی حیرت سے پوچھنے اسے لگی۔

جبکہ وہ ہونٹ بھینچے بس اسکے زخم پر نظریں جمائے بیٹھا رہ گیا اسے اتنی تکلیف تو اپنے زخموں کی نہیں ہوئی تھی جتنی ماوی کے چھوٹے سے زخم نے اسکے دل میں تباہی مچائی تھی رنگ گہرا سیاہ پڑ گیا تھا۔۔

اس نے آہستہ سے جھکتے ہوئے ماوی کے اس زخم پر اپنے سلگتے ہونٹ نرمی سے رکھے تھے۔

ماوی نے دھڑکتے دل نیم وا ہونٹ لیے اسے دیکھا وہ مر جان سے بھلا یہ کب ایکسیپٹ کر رہی تھی۔۔

ٹھیک ہو جائے گا تھوڑی دیر میں۔

وہ درزیدہ لب و لہجے میں بولا۔

ماوی اسے دیکھے گئی دیکھے گئی بنا پلکیں جھپکائے وہ سیاہ شخص اسکے دل میں گھسنے لگا تھا بنا اسکی اجازت لیے وہ ماوی کو اپنا اسیر کر گیا تھا ماوی جسے کالا رنگ سخت زہر لگتا تھا اسے کالے

رنگ سے عشق ہونے لگا تھا آخر انکے عشق کی کوئی منزل تھی بھی یا نہیں۔۔

ریان کے دادا جان کالا جادو کرتے تھے لیکن اس بات کا علم کسی کو نہیں تھا انہوں نے کالے جادو سے بہت سا پیسہ کمایا جبکہ انکے باقی رشتے دار بہت غریب تھے وہ بہت جلن سے انکے گھر کاروبار دیکھتے تھے خاص کر اسفندیار صاحب کے بابا لوگ وہ بہت حسد کی نگاہ سے ارشد بخش کا پیسہ دیکھتے تھے۔۔

اپنے کالے جادو سے انہوں نے بہت سے جن اپنے قبضے میں قید کیے ہوئے تھے۔ انہیں ایک جن سے وہ سرخ نگینے والی چمکتی انگوٹھی ملی اس رنگ کے بیچ میں چار سفید چھوٹے چھوٹے نگینے لگے تھے انہوں نے اس ایک نگ سے اپنی بہو کے لیے کوکا بنایا تھا کہ ماوی بھی انہیں عزیز تھی آخر کو وہ انکے اکلوتے پوتے کی منکوحہ تھی۔۔۔

کاشان علوی رات کو جیسے ہی گھر آیا لاونج میں عزیر علوی کو بیٹھا دیکھ کر وہ رکا تھا پھر اسلام کرتا انکے سامنے بیٹھا۔

ماوی نے نفاست سے انکے آگے چائے کا کپ رکھ کر انہیں اسلام کیا تھا۔

وہ ماوی کو دیکھ کر چونکے پھر سوالیہ نظروں سے کاشان کو دیکھا۔

یہ ماوی ہیں انکے دادا ہسپٹل لائزڈ ہیں اور مرجان کا انکے دادا سے بہت میل جول تھا تو یہ تب سے یہی پر رہتیں ہیں دادا کے ٹھیک ہونے کے بعد چلی جائے گئ ۔۔

ماوی کے جانے کے بعد کاشان ٹائی کی نوٹ ڈھیلی کرتا ہوا انہیں بتانے لگا۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے سر ہلا گئے۔

پناہ کو بے عزت کر کے گھر سے کیوں نکالا۔۔

وہ اس بار کافی تیکھے لب ولہجے میں بولے تھے۔

وہ آئی برو اچکاتا ہوا انہیں دیکھنے لگا۔

مجھے وہ لڑکی بیوی کے روپ میں منظور نہیں۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولتا عزیر علوی کو غصہ چڑھا گیا تھا۔

کیوں اور یہ خیال شادی کے دو ماہ بعد آیا ہے تمہیں۔

وہ ہنوز غصے سے پوچھ رہے تھے۔

آپ جانتے ہیں میں ایک بار جو بات کہہ دوں تو پھر کہہ دوں مجھے وہ لڑکی اب اس گھر میں نہیں چاہئیے۔

وہ نظریں سامنے لگی پینٹنگ پر جماتا ہوا بولا۔

کاشان سنبھل جاو پہلی بیوی کو تم اپنے بھِائی کی وجہ سے چھوڑ چکے ہو اب دوسری کو کس وجہ سے چھوڑنا چاہتے ہو ریزن بتاو مجھے تاکہ میں اس لڑکی کے باپ کے سامنے شرمندہ تو ناہوں۔

وہ بلند آواز میں بولے تھے۔

یہاں پر میرے بھائی کا کہاں سے زکر آگیا وہ لڑکی اس گھر کے لائق نہیں تھی تو چھوڑ دیا اسے میں نے، مرجان کا نام کوئی انو لونا کرئے رہی پناہ کی بات تو وہ بہت امیچیور ہے میرے لائق نہیں وہ

۔

وہ سنجیدگی سے کہتا پناہ کو بدکردار نہیں کہہ سکا تھا نجانے کیوں۔۔

عزیر نے لب بھینچ کر اسے گھورا۔

جبکہ ماوی نے بے ساختہ کاشان کو دیکھا تھا وہ انکی گفتگو سن رہی تھی۔

کیا چاہتے ہو!

وہ جانتے تھے اس سے زبردستی ناممکن سی بات تھی۔

کچھ نہیں فلحال تھک گیا ہوں فری ہو کر بات کروں گا آپ چائے پیئیں۔

وہ لاپرواہی سے کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ماوی نے لرزتے دل سے پناہ کے لیے بہتری کی دعا مانگی۔

اسے صرف مرجان ہی منا سکتا ہے بیٹا تم مرجان سے بات کرنا۔

عزیر علوی اچانک ہی اسکے پاس آتے ہوئے بولے تھے ماوی نے چونک کر انہیں دیکھا۔

وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر چلے گئے۔

ماوی نے لب بھینچ کر کچھ سوچا پھر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

ریان کے دادا کے پاس بہت سی کالی طاقتیں آچکی تھی لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ انکے پاس کالا علم ہے۔

انہوں نے بہت سے جنات سے دشمنیاں لے لیں تھیں۔۔

انہوں میں سے ایک کالا جن تھا جن کی طاقت والی انگھوٹھی انہوں نے زبردستی ہتھیالی تھی وہ جن بہت بار انہیں نقصان پہچانے کی کوشش کر چکا تھا لیکن وہ ناکام رہا۔۔۔

پھر اسکی نظر انکے پوتے پر پڑی جو بہت خوبصورت اور معصوم تھا بس یہی سی اسنے کچھ سوچا اور پھر انکے پوتے پر نظر رکھنی شروع کر دی تھی۔

رت کے کھانے پر وہ سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے لیکن مرجان بس کھانے پر نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا۔۔

کاشان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

مرجان طبیعت ٹھیک ہے۔

اس نے چاول کا چمچ بھائی کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

اسنے منہ کھول کر نوالہ منہ میں لیا اور سرہاں میں ہلا دیا۔

ماوی سر جھکائے بس چاول میں چمچ ہلا رہی تھی۔

خوش رہا کرو اور رہاں منت کے بھائی کو شادی کی تاریخ دے دی ہے میں نے تم بھی اب اپنی اور منت کی شاپنگ شروع کر دو تو بہتر ہو گا ورنہ دن کم ہی رکھیں ہیں میں نے۔۔

وہ نیپکن سے منہ صاف کرتا ہوا سمجید گی سے بولا۔

جبکہ اسکی نظریں فوراً ماوی پر گئیں تھیں۔

ماوی ہنوز سر جھکائے کھانے کی پلیٹ کو دیکھ رہی تھی۔

بھائی مجھ سے پوچھ تو لیا ہوتا آپ نے ایسے کیسے ڈیٹ رکھ دی آپ نے مجھے نہیں کرنی اس سے کوئی شادی ۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں چیئر سے کھڑا ہوتا ہوا بولا تھا۔۔۔

کاشان اور ماوی نے بیک وقت اسے دیکھا تھا جسکے چہرے پر سرد سے تاثرات چھا چکے تھے

۔

مرجان بیٹھ کر کھانا کھاو،

اور رہی بات شادی کی تو کان کھول کر سن لو تمہاری شادی صرف منت سے ہی ہو گئی ادر وائز کسی سے نہیں۔

وہ بھی اسکے مقابل کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

ماوی نے پریشانی سے ان دونوں کو دیکھا۔۔

مرجان نے کھانے کی پلیٹ کو ہاتھ مار کر نیچے گرایا اور باہر کی طرف دوڑا تھا۔

کاشان بھی غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا ۔۔

ماوی اسکے جانے کے بعد جلدی سے اٹھ کر اسکے پیچھے بھاگی۔۔

وہ باہر نکلتا سڑک پر آچکا تھا۔

مرجان!

اسکی آواز پر اسکے قدم ساکت ہوئے تھے۔

وہ واپس پلٹا تھا۔

ماوی بھاگ کر اسکے قریب آئی تھی۔

تم پریشان ہو۔

اسکے گال پر ہاتھ رکھے وہ محبت سے پوچھ رہی تھی۔

مرجان کا وجود ساکت ہوا تھا۔

اسکے نرم گرم لمس پر اسکا دل اندر کہی پھڑ پھڑانے لگا تھا۔

ماوی آپ مجھ سے کبھی ناراض مت ہوییۓ گا۔

وہ بہت ہی دھیمے لہجے میں اس سے التجا کر رہا تھا ماوی کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے لگی تھیں۔

مرجان تم کاشان بھائی کی بات مان لو کر لو منت سے شادی۔

وہ اسکے ساتھ چلتی ہوئی بولی تھی لیکن وہ رکا تھا ماوی بھی تھمی۔

آپ ہوش میں تو ہیں آپ جانتی ہیں کیا کہہ رہی ہیں آپ۔

وہ پہلی بار اس پر غصہ ہوا تھا۔۔

ہاں جانتی ہوں لیکن میں تم دونوں بھائیوں میں کوئی لڑائی جھگڑا ناراضگی نہیں چاہتی پلیز تم مجھے سمجھو اور کردو اس منت کے لیے ہاں۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھام گئی تھی۔

مرجان کی آنکھیں ایک دم سیاہ ہوئیں تھی لیکن ماوی دیکھ نہیں سکی تھی ورنہ ڈر جاتی۔

ایسا ناممکن ہے۔

وہ عجیب سی آواز میں کہتا واپسی کے لیے پلٹا تھا۔

مرجان آپ میرے لیے ہاں کردیں۔

وہ اسکے پیچھے آتی ہوئی بولی تھی

مرجان کے قدم اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے۔

وہ کچھ دیر بنا پلٹے رکا رہا پھر بہت دقت سے وہاں سے جانے کے لیے قدم آگے بڑھا دیئے ۔۔

ماوی سڑک پر اکیلی ہاری ہوئی کھڑی رہ گئی وہ جانتی تھی وہ کبھی ہاں نا کرتا وہ کیسے بہت پیار کرنے والے بھائیوں میں پھوٹ ڈلوا سکتی تھی وہ اپنی وجہ سے کچھ خراب نہیں کرنا چاہتی۔

پناہ نے چونک کر اپنے لاونج میں بیٹھے مرجان علوی کو دیکھا۔

آپ!

وہ حیرت سے اسکے قریب آئی۔

کیسی ہیں آپ!

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔

وہ بھی سنجیدگی سی بولی۔

شاہین بیگم پاس ہی بیٹھیں ہوئی تھیں مرجان کے۔

آپ اپنا سامان لے آئیں تو گھر چلیں۔

وہ کھڑا ہوتا اس سے دوبارہ سے مخاطب تھا۔

کس گھر؟

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ہوئے بے تاثر لہجے میں بولی شاہین بیگم نے اسے گھورا پر اس پر آج تک کسی کی گھوری کا آثر ہوا تھا جواب ہوتا۔۔۔۔

بھائی کی طرف سے میں آپ سے معذرت خواں ہوں آپ پلیز گھر چلیں باقی مسلے وہی بیٹھ کر نبٹائے جائیں گئے۔

وہ ارد گرد دیکھتا ہوا بولا۔

اور ایک نظر پناہ کو دیکھا۔

پناہ نے اسے دیکھا پھر کچھ سوچا بھلا کاشان علوی سے بدلہ اسکے گھر جا کر ہی تو لیا جا سکتا تھا یہاں رہ کر تو وہ صرف خود کو ہی جلا سکتی تھی۔

میں سامان لے آوں۔

وہ مصنوعی سنجیدگی سے کہتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ شاہین بیگم نے حیرت سے بیٹِی کی پشت کو دیکھا بھلا اتنی آسانی سے انکی ڈِیٹھ بیٹی کیسے مان گئی ضرور دال میں کچھ کالا ہے وہ اچھے سے جانتی تھی اپنی بیٹی کو۔۔

بیٹا بیٹھو نا چاے تو پی لو۔

شاہین بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے شفقت سے کہا۔

نہیں انٹی جی پھر کبھی ابھی تھوڑا جلدی میں ہوں۔۔

وہ بہت شائستگی سے معذرت کر گیا تھا۔

بیٹا شادی شدہ ہو۔

انہوں نے ایسے ہی پوچھ لیا۔

ہاں جی الحمداللہ۔۔

وہ ہلکی مسکان سے بولا جبکہ سیڑیاں اترتی پناہ نے اسے حیرت سے دیکھا بھلا اسکی شادی کب ہوئی تھی۔

مرجان نے اسکے ہاتھ سے سامان لیا الوداعی نظرّوں سے شاہین کو دیکھ کر باہر کی طرف

بڑھ گیا۔

خبردار اگر کوئی نیا تماشا کھڑا کیا تو۔

شاہین نے گلے لگتی بیٹی کو وارنگ دی تھی۔

وہ جواباً تپا دینے والی مسکراہٹ سے انہیں دیکھتی ہوئی باہر نکل گئی۔۔

جبکہ شاہین پریشان ہو اٹھی تھی۔

کاشان چائے پی رہا تھا ساتھ منت تھی جب چائے کا کپ اسکے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا

تھا۔

السلام علیکم۔۔

وہ اندر آتی خوش اخلاقی سے بولی تھی۔

کاشان کپ رکھتا گیرت سے پکھڑا ہوا تھا پیچھے آتے مرجان کو دیکھ کر وہ بھونچکار کر رہ گیا۔

ہائے میں سا گئی۔

وہ فل مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجاتی ہوئی بولی تھی دیکھ وہ منت کو رہی تھی لیکن سنا وہ

جسے رہی تھی وہ شدید حیرت میں تھا۔

بھائی کچھ مت کہیئے گا انہیں میں لے کر آیا ہوں۔

مرجان اسکا سامان ملازم کو پکڑاتا ہوا سنجید گی سے بولا کاشان نے ہونٹ بھینچے جبکہ وہ ملازم کی طرف پلٹی۔

دانی میرا سامان میرے اصلی کمرے میں پہنچانا میرا مطلب ہے کاشان صاحب کے کمرے میں۔

وہ ملازم سے کہتی ہوئی کاشان کو دیکھنے لگی جو سخت نظروں سے زبردستی کی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔

ماوی ریلنگ تھامے گہری سانس خارج کرتی مسکرائی تھی اس شخص کو دیکھ کر جو اسکی ہر بات کو ماننا شاید اپنا فرض سمجھتا تھا۔

وہ بھی اوپر کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا وہ ناراض تھا شاید اس سے

--

منت نے غصیلی نظروں سے اوپر کھڑی ماوی کو دیکھا تھا پھر مسکرائی پتا نہیں اس نے آنکھوں سے کیا کیا تھا کہ اپنے کمرے کی طرف جاتی ماوی کی ٹکڑ بہت زور سے دیوار سے لگی تھی۔

ماوی تکلیف سے سر تھام کر پیچھے ہوئی اسے ایسے لگا جیسے کسی نے اسے دیوار کی طرف دھکا دیا ہو۔

ماتھا تھامے وہ حیرت سے ارد گرد دیکھنے لگی تھی۔۔۔

اب تک کے لیے اتنا ہی آگے آگے دیکھو تمہارے ساتھ ہوتا کیا ہے۔

وہ زہریلی مسکان سے بڑبڑاتی ہوئی کاشان سے جانے کی اجازت لیتی باہر کی طرف بڑھ گئی

۔

وہ ابھی دروازے کے ساتھ لگے پلڑ کے قریب پہنچی تھی جب اسنے اسکے سر کو تھام کر زور سے پلڑ پر دے مارا تھا۔

آہ۔۔۔

منت نے چیخ کر اسے دیکھا پلڑ پر بنا نوکیلا ڈیزائن اسکے ماتھے پر بہت زور سے چبا تھا۔

کیا کہا تھا دور رہنا میری بیوی سے تم باز نہیں آوگئی تو میں بھی مرجان ہوں تمہیں زندہ جلا دوں گا سمجھی۔

وہ بھینچے ہوئے اتنے سخت لہجے میں اس سے مخاطب تھا کہ منت کانپ کر وہاں سے فوراً سے غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ لب بھینچے پلٹا تھا جب پیچھے کھڑے کاشان کو دیکھ کر ساکت ہوا تھا۔

کاشان بیوی لفظ نہیں سن پایا تھا لیکن اسکی ٹکر پلڑ سے مارتا وہ دیکھ چکا تھا۔

یہ کیا پاگل پن تھا۔

وہ غصے سے بولا۔

بھائی غصہ آگیا تھا۔

وہ گردن کو جھٹکا دیے کر سیدھی کرتا ہوا بولا۔

مرجان!

وہ تنبیہی لہجے میں بھائی سے بولا تھا لیکن پھر ساکت ہوا اسکے خوبصورت کٹیلے ہونٹوں پر رقصاں کرتی مسکان دیکھ کر۔

بھائی غصے میں تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں یو نو نا۔

کاشان کے کان کے پاس جھک کر مسکراتے لہجے میں کہتا اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

پیچھے کاشان سخت پریشان ہوا اسکے رئیکشن سے وہ آج صبح ہی منت کے لیے ہاں کر چکا تھا

اور اب یہ سب وہ جانتا تھا اسکا بھائی اسے تپانا چاہتا تھا۔۔

ارشد بخش پوتے کو ان چیزوں سے دور ہی رکھتے تھے لیکن انہونی کو کون ٹال سکتا ہے

بھلا۔۔

وہ حشمت صاحب سے تو آگاہ تھا لیکن انکی پوتی سے وہ اتنا واقف نہیں تھا ریان سارا سارا

دن کمرے میں رہتا اسے کمرے سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی اسکے کمرے پر ہمیشہ باہر

سے تالہ لگا ہوتا تھا۔۔

وہ بہت ہی خاموش بچہ تھا ارشد صاحب کی جان تھا وہ۔۔

انہوں نے اس جادوئی انگوٹھی میں دھاگہ باندھ کر ریان کو پہنا دی تھی۔

وہ بہت سی جائیداد اپنے پوتے کے نام سے خرید چکے تھے اور آدھی سے زیادہ جائیداد وہ

ماوی کے بھی نام کر چکے تھے۔۔

اسفندیار کے والداور اسکی نظر ہمیشہ سے ارشد بخش کی جائیداد پر تھیں۔۔

ارشد بخش اسے چھوٹی والے دن باہر گھمانے پھرانے لے گے تھے کہ وہ اندر رہ کر بہت کم گو ہو چکا تھا۔

لیکن وہ کالا جن انکے تعاقب میں ہی تھا۔

ریان تم یہاں رکو میں آتا ہوں اور ہاں یہ انگوٹھی مت اتارنا۔۔۔

وہ کہتے تھوڑا دور کھڑے ایک آدمی کے پاس آئے جس کو ان سے بہت ضروری کام تھا وہ کب سے ان سے ملنے کا خواں تھا۔۔

ریان سنجیدگی سے بہت گہری کھائی کو دیکھ رہا تھا لب بھینچے وہ ہٹنے لگا تھا جب ایک آدمی اچانک سے ہی اسکے سامنے آیا تھا ۔۔

بچے یہ رنگ جلدی سے میرے حوالے کرو۔

ریان نے اس آدمی کو دیکھ کر پھر اپنی رنگ کو دیکھا۔

لیکن یہ تو میرے دادا جان نے مجھے گفٹ کی ہے۔

وہ حیرت سے بولا۔

بیٹا یہ میری ہے تمہاری نہیں تمہارے دادا جان نے زبردستی مجھ سے چھین لی ہے مجھے

واپس کردے ورنہ تجھے یہاں سے نیچے گرادوں گا۔۔

وہ آدمی آخر میں چیخ کر بولا تھا۔۔

ریان سہم سا گیا تھا دادا جان کی تلاش میں نظریں دوڑائیں لیکن وہ کہی نہیں دیکھے۔

دے ورنہ،

وہ اپنی خوفناک شکل میں آتا ہوا غرا کر بولا تھا۔

دادا جی

ریان ڈر کر چیخا تھا۔۔

ارشد بخش چونک کر پہاڑی کی طرف دیکھنے لگے پھر اس طرف بھاگے تھے۔

مرجان انگوٹھی مت دینا اسے یہ زبردستی نہیں کرسکتا تمہارے ساتھ۔

دادا جی پہاڑی پر آتے ہوئے پریشانی سے بولے تھے پوتے کی جان مشکل میں دیکھ کر وہ

سارے جادو شادو بھول چکے تھے۔

ہاہاہا۔۔۔۔

وہ خوفناک قہقہہ لگاتا ریان کو ایک ہاتھ میں ہوا پر اٹھا گیا تھا۔

داداجان کی خوف سے آنکھیں باہر آئیں جبکہ دس سال کا ریان بے ہوش ہو چکا تھا اس جن کی دہشت سے۔۔

لے لو اپنی انگوٹھی لیکن اسے مت مارنا۔ داداجان خوف زدہ ہوئے تھے۔

وہ ایک جھٹکے سے انگوٹھی اسکی انگلی سے کھینچ چکا تھا۔۔

پھر زہریلے لہجے میں مسکراتا انکے ہوتے کو کھائی کی گہرائی کی طرف پھینک چکا تھا۔

ریان۔۔۔۔۔

داداجان وہی دل کو تھامتے ہوئے گرے تھے وہ پوتے سے پہلے خود اس جہاں سے رخصت ہو گے تھے۔۔

برے کام کا ہمیشہ برا ہی انجام ہوتا ہے۔۔

وہ چونک کر کبڈ میں لٹکے کپڑے دیکھنے لگا پھر اسے دیکھا جو کھل کھلاتی ہوئی موبائیل میں کوئی کامیڈی مووی دیکھ رہی تھی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے کپڑوں کے ساتھ اپنے کپڑے رکھنے کی۔

وہ وہی سے اس پر چیخا تھا۔

جیسے اس گھر میں آنے کی ہوئی۔۔

وہ ہنوز مووی میں مگن اسے جواب بھی دے گئی تھی مطلب دھیان اپنے شوہر نامدار کی طرف ہی تھا۔

خبردار اگر میرے کپڑے باہر پھینکنے کی کوشش کی تو چیخ چیخ کر سارا گھر سر پر اٹھالوں گئی اور ہاں آپکے سارے کپڑے واش روم میں پھینک دوں گی بڑا سا بڑا کیا کریں گے ماریں گے کیونکہ گھر سے باہر نکالیں گے تو بھی نہیں جاوں گئی میں اس لیے شرافت سے میرے کپڑے وہی چھوڑ دیں۔۔۔

بنا اسے دیکھے موبائیل پر ہی نظریں جمائے وہ بے خوفی سے بولی تھی۔

شٹ اپ دفع ہو جاو میرے روم سے۔

وہ ایک جھٹکے سے اس سے موبائیل لے کر دور اچھالتا ہوا پھنکارا تھا۔

پناہ نے موبائل کے ٹکڑے دیکھے،

پھر سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔

آپ نے میرا اتنا مہنگا فون توڑ دیا۔

وہ بہت ہی دھیمے لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

شکر کرو فون توڑا ہے تمہیں نہیں توڑا اور نہ دل تو کر رہا ہے۔۔۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا جوابا غصے سے بولا تھا ۔۔

اوکے۔۔

کہتے ہی وہ اسکا چارجر پر لگے فون کی طرف دوڑی ایک جھٹکے سے موبائل کھینچتی وہ کھلی کھڑکی سے نیچے پھینک چکی تھی۔۔

موبائل کی کرچیاں دیکھتی وہ مسکرائی۔

جبکہ کاشان کے تو چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔

وہ شاک سے اسے دیکھے گیا بولا کچھ نہیں کہ وہ ساکت رہ گیا تھا اسکی حرکت پر۔۔

کیا ہوا نظر آ گے نادن میں تارے میں نے کمیٹیاں ڈال کر فون لیا تھا آپکی طرح امیر تو

تھی نہیں کہ جب دل کرئے جو دل کیا خرید لیا اب اگر نیا فون لانے جائیں تو میرے لیے

لازمی لے آیئے گا وہ بھی آئی فون کا نیا ماڈل۔۔

کہتی ہوئی وہ جھپاک سے واش روم گھسی تھی اور سرعت سے لاک بھی لگا چکی تھی۔۔

کھولو دروازہ وہ چہرے پر قہر و غضب لیے بولا تھا۔

اگر نا کھولو تو۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

تمہاری چٹنی بنادوں گا سمجھی جاہل لڑکی۔

وہ دروازے کو ٹھوکر رسید کرتا پھنکارا تھا۔

جائیں نہیں کھولتی، آپ اگر کنکر ماریں گئے تو میں اینٹ سے جواب دوں گئی ڈون ہوں میں

کوئی چھوٹی بات ہے کیا۔۔

وہ آرام سے پانی والے ٹب میں بیٹھتی ہوئی بولی۔

تمہیں اسکی سزا بہت بری دوں گا۔

وہ دھمکی دیتا واش روم کے دروازے کو گھورنے لگا تھا اس لڑکی سے اسے یہ قطیعت امید نہیں تھی کہ وہ اسکا فون ہی توڑ دے گئی۔۔۔۔۔

اس کالے جن نے ارش د صاحب کو غور سے دیکھا جو شاید اپنی آخری سانس لے رہے تھے۔۔

دیدان تم میرے پوتے کو بچالو مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو میں نے تمہاری طاقتیں چھینیں تھیں مجھے معاف کر دو میرے پوتے کو بچالو تم نیک جن ہو میرے پوتے جو بچا کو تمہیں اللہ کا واسطہ۔۔۔۔۔۔۔

بہت مشکل سے بولتے وہ جا چکے تھے اُس جہاں میں جہاں کی عدالت بہت سخت ہے وہاں کے امتحان بہت سخت ہیں اور کالے جادو کرنے والے کا نا اس جہاں میں بھلہ ہے ان اس جہاں میں۔۔

دیدان لب بھینچے اڑتا ہوا اس کھائی کی گہرائی میں جانے لگا تھا۔۔

کافی دیر دیکھنے کے بعد اسے وہ معصوم بچہ مٹی کے ڈھیر میں خون سے لت پت ملا تھا۔۔۔

بچے کی سانسیں ٹوٹ رہیں تھی جب اسنے ایک جھٹکے سے وہ رنگ اس بچے کی انگلی میں پہنائی تھی۔۔

بچے کی ایک دم سے آنکھیں کھلیں تھیں۔

مرجان شرٹ بدل رہا تھا جب وہ نوک کرتی اسکے کمرے میں آئی تھی۔

مرجان نے اسے دیکھ کر بھی اندیکھا کرتے ہوئے بالوں کو جیل سے سنوارنے لگا ۔۔

مرجان آپ مجھ سے ناراض ہیں۔

وہ اسکے پیچھے کھڑی ہوتی بہت ہی نرم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

نہیں میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا۔

وہ اسکی طرف پلٹتے ہوئے بولا تھا۔

تو پھر آپ مجھے کل سے اگنور کیوں کر رہے ہیں۔

وہ تھوڑا سا غصے سے بولی تھی۔

اسکی ستواں ناک پر دھڑا غصہ مرجان علوی کو بہت پسند آیا تھا۔

نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتا وہ تھوڑا سا اسکے قریب آیا تھا۔

ماوی سانس روکے اسے دیکھے گئی۔۔

لیکن پھر اسکا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔

وہ آہستہ سے اسے سینے سے لگا چکا تھا۔

ماوی کا سر اسکے سینے پر پڑا تھا۔

ماوی پلیز تھوڑی دیر۔

ماوی ہلکا سا کسمسائی تھی جب وہ گھمبیر اور دھیمے لہجے میں التجائیہ بولا تھا۔

تب ہی دروازہ پر کلک ہوا تھا اور وہ ایک جھٹکے سے اسے اپنی پشت پر کر گیا تھا اور ایسے کیا تھا کہ ماوی بالکل اسکی چوڑی پشت کے پیچھے دیکھی نہیں تھی اندر آتے کاشان علوی کو۔۔

کیوں لے کر آئے ہو اُسے جب سے آئی جینا حرام کر رکھا ہے اس نے کہی تم نے مجھ سے بدلہ تو نہیں لیا۔

وہ بہت تیکھے لہجے میں بھائی سے مخاطب تھا۔۔

وہ جواباً مسکرایا۔۔۔

مسکرا کیوں رہے ہو دانت توڑ دوں گا تمہارے میں سمجھے اور ہاں منت کو شاپنگ کرالاو

شادی کو دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔۔

وہ بھائی کی بات پر سنجیدہ ہوا تھا۔۔

آجاو منزت ویٹ کر رہی ہے باہر۔۔

وہ کہتے ہی کمرے سے چلا گیا۔۔

ماوی اسکے پشت سے جھانک کر دروازہ دیکھنے لگی۔

میں چلتی ہوں پناہ کچن میں ویٹ کر رہی ہو گئ۔

وہ کہتے ہوئے جلدی سے اسکے کمرے سے بھاگی تھی۔۔

لب بھینچے کافی دیر وہ ایسے ہی ساکت کھڑا رہا۔۔

پھر وہ کچھ سوچتا ہوا وہ لاونج میں آیا تھا۔

منت نک سک سی تیار بیٹھی اسی کے انتظار میں تھی۔

چلیں شاپنگ پر آخر لہنگا مجھے تمہاری پسند کا ہی تو لینا ہے۔

وہ اسکے قریب آتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

جواباًوہ مسکرایا تھا۔

پُناہ بھابھی آپ چل رہیں ہیں شاپنگ پر۔

لاونج میں چائے لے کر آتی پناہ سے وہ بڑے ریلکس بھرے انداز میں پوچھ رہا تھا جس پر منت نے اسے گھورا تھا کف لنکس بند کرتا کاشان علوی بھی نیچے آرہا تھا معصوم شکل بنائے کھڑی بیوی کو اس نے تگڑی گھوری سے نوازا تھا۔

وہ کل پورا دن روم میں نہیں گھسی تھی ورنہ وہ اسکا خشر بیگاڑ دیتا۔

نہیں شادی تم دونوں کی ہے تو شاپنگ بھی تم دونوں کو ہی کرنی چاہئے۔

وہ ٹیبل سے اپنی ضروری چیزیں اٹھاتا ہوا سرد لہجے میں بولا۔

کیوں دوسروں نے شادی پر پرانے کپڑے پہننے ہیں مجھے بھی جانا ہے اس دن گئی تو ان ڈاکوں بھائیوں نے پکڑ لیا۔

اسکے ڈاکوں بھائی کہنے پر کاشان نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔

اس دن بھی شاپنگ نہیں کر پائی تھی پھر کی ہی نہیں اب میرے دیور کی شادی ہے تو شاپنگ تو بنتی ہے ناماوی تم بھی تیار ہو جاو تم نے بھی تو کوئی کپڑے نہیں لیے شادی کے تو تمہارے اُدھر ہی تو پڑے ہیں۔۔

پناہ دی ڈون شروع کر چکی تھی اپنی زبان کے جوہر دیکھنا۔۔۔

ماوی اور مرجان نے بیک وقت ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔۔

جبکہ کاشان نے دانت پیسے۔

ٹھیک ہے بھابھی آپ اور ماوی آجائیں باہر یقیناً منت کو اچھا لگے گا ہے نا منت۔

وہ دونوں ہاتھ پاکٹ میں گھسائے ہوئے منت سے طنزیہ پوچھ رہا تھا۔

بالکل!

وہ اوپری مسکان سے بولی تھی۔

وہ سر ہلاتا باہر نکل گیا جبکہ پناہ اوپر اپنے کمرے کی طرف دوڑی تھی اور منت ماوی کو غصے بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی مرجان کے پیچھے گئی۔

وہ بیگ میں کاشان کے بہت سارے بینک کارڈ ٹھونس رہی تھی جب وہ ایک جھٹکے سے اسکی کلائی پکڑتا اسے اپنی طرف کر گیا تھا۔۔

آہ۔۔

میں تو ڈر ہی گئی ایسے بھلا کون کسی کو پکڑتا ہے اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو۔۔۔

وہ غصے سے پوچھ رہی تھی۔

تمہارا ہارٹ اٹیک کبھی نہیں ہو سکتا لیکن تمہاری وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہو سکتا ہے کیا ضرورت تھی مرجان اور منت کی ڈیٹ خراب کرنے کی۔۔

وہ اسکی کلائی کو سخت گرفت میں لیے غصے سے باز پرس کر رہا تھا۔۔۔

کونسی ڈیٹ وہ دونوں شاپنگ پر جا رہے ہیں اور مجھے بھی بہت شوق ہے شادی کی شاپنگ کرنے کا اپنی نہیں کر سکی تو دیور کی ہی سہی ویسے بھی میرا تو فرض بنتا ہے اس لومڑی میرا مطلب ہے منت صاحبہ کو شاپنگ کرواؤں آخر ایک بھابھی ہونے کے ناتے میرا یہ فرض بنتا ہے۔۔

وہ بال پیچھے کرتی کلائی چھڑانے کی تگ ودو کرتی ہوئی بولی تھی

ایک نمبر کی پکا ولڑکی ہو تم۔

وہ اسے پیچھے کرتا سٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

جبکہ وہ اسکی پشت پر اسکے کہے الفاظ کی نقل اتارتی ہوئی باہر بھاگی کہ مرحان نے ہارن دینا شروع کر دیا تھا۔۔

چلو تم ابھی تک ریڈی نہیں ہوئی۔

وہ کچن میں کھڑی ماوی کی کلائی کھینچتی ہوئی تپ کر بولی۔

یار میں وہاں جا کر کیا کروں گئی تم لوگ جاونا۔۔

وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔

بھابھی آپ لوگ آئیں گئے یا نہیں۔۔

وہ پوچھ پناہ سے رہا تھا لیکن دیکھ ماوی کو رہا تھا۔

ماوی سرعت سے سر جھکا گئی۔

ہم آرہے ہیں! بس ماوی چادر لے آئے،

جاوماوی بھاگ کر بڑی سی وہ نیلی چادر لے آوجو میں نے تمہیں گفٹ کی تھی۔

وہ اسے ٹہکامارتی ہوئی بولی۔

ماوی سر ہلاتی ہوئی کچن سے جلدی سے نکلی تھی۔

مرجان بھی باہر نکل گیا۔

گاڑی کی فرسٹ سیٹ پر وہ منت کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

منت نے غصے سے اسے دیکھا۔

کیاہوا کچھ غصے میں لگ رہی ہو تم۔

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آتا ہوا بے تاثر لہجے میں بولا۔۔

وہ اسکی طرف گھومی۔

مرجان کیوں بھول جاتے ہو تمہاری آدھی سانسیں اس انگوٹھی میں ہیں اور آدھی تمہارے اندر جس دن میں نے تم سے رنگ چھین کر توڑدی نااس دن تمہاری آخری سانسیں یوں نکلیں گئی پھر کیسے اپنی بیوی کو دیکھ سکو گئے کیونکہ پیار تو تم کر نہیں سکتے اور یہ

رنگ میں تم سے چاہوں تو ابھی لے لوں کیونکہ مجھ میں تم سے زیادہ طاقتیں ہیں بھول کیوں جاتے ہو مائے ڈیئر۔

وہ بالکل اسکے قریب آتی ہوئی اسکے ہونٹوں کو بہت شدت سے چھوتی ہوئی سرد لہجے میں اسے یاد دلا رہی تھی۔

ماوی نے ٹھٹھک کر انہیں دیکھا تھا۔

دور سے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کو کس کر رہے ہوں۔

دیکھو زرا ان بے شرموں کو۔ ۔

پناہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

مرجان نے ایک دم سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔

خبردار!

وہ انگلی سے اسے سخت لہجے میں وارننگ دے گیا تھا۔۔

وہ ان دونوں کو قریب آتا دیکھ کر سنبھلا تھا جبکہ منت مسکرائی ماوی کا زرد چہرہ دیکھ کر۔۔

گاڑی کو سڑک پر لاتا وہ گاڑی فل سپیڈ پر چھوڑ گیا تھا۔

منت نے دہل کر اسے دیکھا کہ اسے رش ڈرائیونگ سے بہت ڈر لگتا تھا۔

ماوی بھی باہر دیکھتی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

جبکہ پناہ تو خوب انجوائے کر رہی تھی۔

منت نے کھڑکی کے اوپر لگے ہینڈل پر ہاتھ ڈال کر خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

تم کیا کرنا چاہ رہے ہو؟

منت نے غصے سے پوچھا۔

تمہیں مارنا چاہ رہا ہوں۔

وہ اور سپیڈ بڑھاتا ہوا بولا۔

منت نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

تم جانتے ہو میں ایسے نہیں مر سکتی۔

وہ بھینچے ہوئے لہجے میں اس پر چڑ دوڑی تھی۔

جانتا ہوں لیکن موت ک مزہ تو چکھا سکتا ہوں نا۔۔

وہ کہتے ہوئے جواباً مسکرایا۔

منت کی رِیڑ کی ہڈی میں سنسنی سی لہر دوڑ گئی تھی۔۔

ماوی نے سپاٹ نظروں سے اسے اسکے ساتھ سرگوشیاں کرتے دیکھا تھا۔

وہ اسکی سیٹ کو تھامے ہوئے تھی کی سپیڈ اور بڑھی تھی۔

مرجان گاڑی روکو مجھے تمہارے ساتھ کہی نہیں جانا۔

وہ اس بار چلائی تھی۔

ماوی اور پناہ اسے حیرت سے دیکھنے لگیں۔۔

جس کا چہرہ پیلا پڑ چکا تھا ڈر سکے چہرے سے صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

وہ غائب بھی نہیں ہو سکتی تھی کہ ماوی اور پناہ جو اسکے ساتھ تھیں وہ اپنی حقیقت کسی پر عیاں نہیں کر سکتی تھی۔

مرجان پلیز سپیڈ سلو کر دیں۔

ماوی کے نرم خوشبو لیے لہجے پر اسکے ہاتھ ساکت ہوئے تھے پھر سپیڈ سلو ہونا شروع ہو گئی تھی۔

پناہ نے ماوی کو دیکھا اور منت نے مرجان کو قہر بھری نظروں سے دیکھا۔

تم سے بدلہ لے کر رہوں گئی مرجان علوی۔۔

وہ گاڑی سے باہر نکلتی ہوئی دل ہی دل میں پھنکاڑی تھی۔۔

شاپنگ سینٹر پناہ دل کھول کر شاپنگ کر رہی تھی جبکہ ماوی حیرت زدہ تھی اسکی شانگ کی

سپیڈ دیکھ کر،

وہ اپنے لیے ایک آئی فون بھی لے چکی تھی موبائل شاپ سے اور ماوی کو بھی دلا چکی تھی

یہ کہہ کر کہ تمہارا فون پرانا ہو چکا ہے نیا لو پرانی لڑکی۔۔

ماوی کے نانا کہنے پر بھی وہ بی بی لے چکی تھی اسکے لیے،

اور یہی نہیں اپنے لیے ایک سونے کا نیکلس اور ماوی لے لیے سونے کے جھمکے لیے تھے

اسنے،

وہ شاید کاشان علوی کو ایک ہی دن میں کنگلا کرنا چاہ رہی تھی۔

ماوی۔۔

وہ پیلا ریشمی نیلے موتیوں والا دوپٹہ سر پر لے کر دیکھ رہی تھی جب اسکے گھمبیر لہجے پر وہ چونک کر پیچھے مڑی تھی۔۔۔

وہ اسکے قریب آیا تھا۔۔

تب ہی پورے شاپنگ ہال کی لائٹ آف ہوئی تھی۔

گھپ اندھیرا چھایا تھا۔

لوگوں نے چلانا شروع کر دیا تھا کہ لائٹ آن کرو۔۔

مرجان نے پریشانی سے ماوی کو چھونا چاہا لیکن لا حاصل رہا۔۔

وہ سامنے نہیں تھی اسنے آنکھیں بند کر کے کھولیں تھیں جس سے وہ اندھیرے میں بھی دن کا سا سماں دیکھ پایا تھا۔

وہ چونک کر ارد گرد دیکھنے لگا ماوی کہی نہیں تھی۔۔

ماویٰ۔۔

وہ چلاتا ہوا ارد گرد بھاگا تھا لیکن ماوی اسے نہیں ملی۔

وہ لب بھینچے ادھر ادھر پاگلوں کی طرح ماوی کو ساکت کھڑے لوگوں میں ڈھونڈ رہا تھا۔۔

ماوی۔۔

وہ چلایا تھا۔

ڈھونڈتے رہو اپنی ماوی ڈیئر کو جب تک تم مجھ سے معافی نہیں مانگ لیتے تمہاری ماوی تمہیں کہی نہیں ملے گئی۔۔

وہ اچانک ہی پریشان حال کھڑے مرجان کے سامنے آتے ہوئے بولی تھی۔

وہ ہونٹ بھینچتا اسکی پتلی گردن اپنے ہاتھ میں جھکڑ چکا تھا۔

وہ جواباً مسکرائی۔

جان سے ماردوں گا تمہیں تم جینے کے لائق ہی نہیں ہو بلڈی وویمن۔۔

وہ اسکے گلے میں گرفت سخت کرتا وخشت سے چلایا تھا۔

منت تکلیف کے باوجود مسکرائی۔

قسم ہے تمہاری اگر تم میرے نہیں ہوئے تو اس ماوی کے بھی نہیں ہو گے یاد رکھنا یہ اب چھوڑو مجھے ماوی صیحح سلامت گھر پر ہے اگر تم نے مجھے نقصان پہنچایا تو بچا بیوی کو بھی سکو گئے۔

وہ اسکی گرفت میں آرام سے کھڑی بول رہی تھی جب مرجان علوی نے اسکا سر دیوار پر دے مارا اور پل میں وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔

دیکھتی ہوں کب تک اسے بچاتے ہو اپنی شادی والی رات تمہاری پہلی بیوی کو اس دنیا سے رخصت کروں گئی یہ منت کا خود سے وعدہ ہے اور منت کبھی خود سے جھوٹا وعدہ نہیں کرتی

وہ گردن پر ہاتھ رکھے بڑے سکون سے بولی تھی۔۔

وہ پل میں گھر آیا تھا۔۔

سارا گھر شاں شاں کر رہا تھا۔۔

وہ بھاگتا ہوا ماوی کے روم میں آیا تھا۔

جو اپنے بیڈ پر بڑے سکون سے سو رہی تھی۔۔

ماوی۔۔ا

وہ گہرے گہرے سانس لیتا آہستہ سے اسکا نام بڑبڑایا تھا۔۔

ماوی نے جیسے نیند میں ہی اسکی شدت محسوس کی تھی وہ کچھ بولتی ہوئی کرٹوٹ بدل گئی۔

وہ اسکے روم سے جانے لگا تھا جب اسکی نظر گلابی کور والی ڈائری پر پڑی۔

وہ بے ساختہ اس ڈائری کی طرف آیا تھا۔

ڈائری کو آہستہ سے کھولا اندر سے کوئی تصویر نکل کر اسکے قدموں میں گری تھی۔

اس نے جھک کر پک کو پکڑا اور سیدھا کیا تھا۔۔۔

تصویر میں کوئی لڑکی منہ بسور دلہن بنی بیٹھی تھی جبکہ چھوٹا سا دلہا بہت خوبصورت اور

سنجیدہ سا تھا۔

وہ غور سے پک دیکھتا تین چار قدم لرز کر پیچھے ہوا تھا۔

""""بیٹا کیسی لگی ماویٰ آپکو۔

اسکے دادا نے نکاح والی رات پوچھا تھا۔

دادا جان وہ مجھے اچھی نہیں لگی پتا ہے وہ رو رہی تھی اور دوسرا اسکا قد کتنا چھوٹا ہے آپ نے دیکھا وہ دو بار صوفے سے گری بھی تھی۔

وہ نوٹ بک پر کچھ لکھتا ہوا ناک چڑھا کر دادا جان سے بولا تھا۔

دادا جان قہقہ لگا کر رہ گئے ،بیٹا وہ ابھی چھوٹی ہے نا جب بڑی ہو جائے گئ تو سمجھدار ہو جائے گئ پھر وہ میرے بیٹے کے لیے کھانا بنایا کرے گئ اسکا کھانے پر ویٹ کیا کرے گئ اور آپکے روم میں رہا کرے گئ۔

دادا جان شرارت سے اسے سمجھا رہے تھے۔

وہ چونک کر انہیں دیکھتا جوابًا ناک منہ چڑھا کر رہ گیا۔۔

دادا جان مجھے وہ پسند نہیں ہے اور میں اسے اپنے روم میں نہیں رہنے دوں گا بات سمجھیں نا آپ۔۔

وہ اس بار جھنجھلایا تھا۔

وہ وادی کی سب سے خوبصورت لڑکی ہے جو میں نے اپنے پوتے کے لیے چنی ہے تم

میرے لیے بہت خاص ہو اور میں تمہارے لیے سب کچھ خاص ہی کرنا چاہتا ہوں وہ لڑکی بھی بہت خاص ہے دیکھنا تم ایک دن۔۔۔

دادا جان بہت سنجیدگی سے اسے سمجھا رہے تھے جبکہ وہ غور سے سنتا رہا پھر بنا کچھ کہے دوبارہ اپنی نوٹ بک پر جھک گیا اور ارشد بخش اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتے رہے

''''''''''''''

وہ تصویر سے نظریں ہٹائے بیڈ پر پڑے وجود کو ساکت نظروں دیکھنے لگا تھا۔
وہ تو سب کچھ بھول ہی چکا تھا وہ تو ماوی کو سرے سے ہی بھولا ہوا تھا بس دادا جان کے چہرے میں اسے اپنے دادا جان کی پرچھائی نظر آتی تھی تو وہ انکی طرف کھینچتا ہی چلا گیا تھا۔

وہ تصویر اٹھائے وہاں سے تیزی سے نکلتا ہوا لاونج میں آیا تھا جب سامنے سے آتے کاشان علوی سے اسکی ٹکر کافی شدید تھی۔

کیا ہوا اور تم تو شاپنگ کرنے گئے تھے نا باہر تمہاری گاڑی بھی نہیں تم نے پھر سے اپنے جادو کا استعمال کیا۔۔

وہ تیکھے لہجے میں پوچھ رہے تھے۔

وہ تھوک نگلتا بے ساختہ کاشان کے گلے لگا تھا۔۔

مرجان کیا ہوا کہی کوئی تکلیف تو نہیں ہے مجھے بتاو۔۔

کاشان نے پریشانی سے اسکا کندھا تھپکتے ہوئے پوچھا۔

جبکہ اسکی آنکھ سے ایک قطر پانی کا نکل کر اس تصویر میں بیٹھی لڑکی کے چہرے پر گرا تھا

وہاں سے تصویر کا کچھ حص ہ جلنے لگا تھا۔۔

بھائی آئی ایم ناٹ اوکے میرے دل میں بہت تکلیف ہے۔

وہ ان سے الگ ہوتا تصویر کو غیر محسوس انداز میں پاکٹ میں ڈالتا وہ بھرائے ہوئے لہجے

میں بولا تھا۔

کاشان نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

مرجان رنگ تو تمہارے پاس ہی ہے پھر کیوں تکلیف ہے تمہیں۔

کاشان نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

وہ گہرے گہرے سانس لے کر خود کو ریلکس کرنے لگا۔۔

بھائی ٹھیک ہوں بس تھوڑا سا ڈر گیا تھا۔

وہ بڑی مشکل سے بولتا باہر کی طرف تیز تیز قدموں سے بڑھ گیا۔

جبکہ کاشان نے لب بھینچ کر اسکے نڈھال وجود کو دیکھا تھا۔۔

وہ وہاں سے سیدھا اپنے دادا کے گھر آیا تھا اسی گھر جہاں وہ ماوی کو لے کر آیا تھا۔

گھر دھول مٹی اور جالوں سے اٹا پڑا تھا۔

وہ اندر آتا سیڑیوں کی طرف بڑھا چہرہ سیاہ سے سیاہ پڑنے لگا تھا۔۔

وہ دادا جان کے روم میں آیا۔

روم کی ہر چیز ویسے ہی پڑی ہوئی تھی جیسے اسکے دادا جان نے رکھی تھی ہر چیز چمک رہی تھی جیسے ابھی ابھی صفائی کی ہو۔۔۔

یہ کیا اتنے گندے اور پرانے گھر میں اتنا شفاف روم لیکن کیسے نا ہوتا یہ اسکے دادا کا کمرہ تھا

۔۔

وہ سیدھا پرانی کبڈ کی طرف آیا۔

بہت ساری فائلز کے پلندے پڑے ہوئے تھے۔

وہ سب سے نچلنے خانے سے کالے کور والی ڈائری نکال گیا جس میں بہت ساری پکس لگی

ہوئیں تھیں اسکے نکاح کی لیکن اس نے کبھی دلچسپی ہی نہیں لی تھی اپنی بچپن کی بیوی سے جو اس وقت چھوٹی تھی منہ بسورے ہوئے تھی بال بھی چھوٹے تھے اور صوفے سے تین بار گری بھی تو تھی۔۔۔۔۔۔

وہ لڑکی تصویر میں منہ بسورے اسے دیکھ رہی تھی جیسے اسے بھی اپنا دلہا کچھ خاص پسند نا آیا ہو۔۔۔

ماویٰ۔۔

وہ دھیمے سے بڑبڑایا تھا۔۔

میں کیسے خود کو معاف کر سکوں گا اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے ایک بیوہ کی سی زندگی گزاری ہے آپ نے، آپ مجھے یقیناً معاف نہیں کریں گئی۔۔
وہ اسکی تصویر کو سینے سے لگاتا درزیدہ لہجے میں خالی خالی نظروں سے دیواروں کو تکتا ہوا بولا تھا۔۔

ماویٰ۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

وہ گھبرا کر ارد گرد دیکھنے لگی لیکن کمرہ تو نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

کوئی نہیں تھا وہاں۔۔۔

وہ لب کاٹتی چپل پہنتی ہوئی دروازہ کی جانب آئی تھی۔۔

سارے گھر میں زیرو واٹ کے بلب جل رہے تھے رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔

باہر شاید بارش برس رہی تھی کہ بجلی کے کھڑ کھڑانے کی آواز اسکا دل دہلا گئی تھی۔۔

وہ تھوک نگلتی ہوئی نیچے ہال میں آئی۔۔

وہ نیچے بیٹھا ہوا تھا صوفے سے ٹیک لگائے وہ جیسے نیم غنودگی میں تھا۔

اسکے وجود کو دیکھ کر اس ڈھارس سی ملی تھی۔

وہ گہرا سانس لے کر اسکے قریب آئی۔

مرجان۔۔۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ دھیمے لہجے میں اسے پکار رہی تھی۔۔

وہ آنکھیں کھولتا اسے دیکھنے لگا بے تاثر نظروں سے اسے دیکھے گیا جس پر وہ تھوڑا گھبرائی لیکن اسکے قریب بیٹھ گئی تھی۔۔

تم نیچے کیوں بیٹھے ہو اور اپنے کمرے میں کیوں نہیں سوئے۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی بولی۔۔

وہ کچھ نہیں بولا بس ایک طرف پڑے دوپٹے کو اٹھا کر اسکی طرف بڑھا گیا تھا۔۔

ماوی نے چونک کر پیلے دوپٹے کو دیکھا جس پر نیلے موتی اور کڑھائی کی گئی تھی۔۔

یہ دوپٹہ تو میں نے شاپنگ مال میں دیکھا تھا لیکن لے نہیں سکی پتا نہیں کیوں تمہیں کہاں سے ملا۔۔

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

وہ زخمی مسکان ہونٹوں پر لیے اسکے چمکتے کوکے کو دیکھے گیا۔

ماوی اسکی نظریں اپنے چہرے پر دیکھ کر پریشان ہوِئی۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے۔

وہ لب دبائے بولی تھی۔

ماوی یہ دوپٹہ خود پر اوڑھ کر دیکھائیں مجھے۔۔۔

اسکی انوکھی فرمائش ماوی کو ٹھٹکا گئی تھی۔۔

ماوی نے نروس ہوتے ہوئے سر جھکایا تھا۔

کیا میں اوڑھ دوں؟

وہ اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظرانداز کرتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

ماوی نے سر جھکائے ہی سر ہلا دیا۔۔

اس نے اسکے قریب ہوتے ہوئے وہ پیلا دوپٹہ اسکے سر پر اوڑھا تھا۔

ماوی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔

دونوں کی نظریں جیسے ایک دوسرے سے ملیں تھیں برسوں سے تشنہ دل کو سکون آنے لگا تھا وہ زخمی سا مسکرایا۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اسکی مسکان دیکھی تھی۔۔۔

ماوی آپ باہر چلیں گئی۔

وہ کھڑا ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا۔۔

لیکن باہر تو بارش ہے نا۔

وہ بھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی تھی۔

ہلکی ہلکی بارش میں میرا آپکے ساتھ بھیگنے کا من ہے کیا آپ میرے ساتھ بھیگنا پسند کریں گئیں۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھتا اس سے پوچھ رہا تھا۔

ماوی نے ہلکی مسکان سے اسے دیکھا وہ سیاہ شخص اسکی تکمیل بنتا جارہا تھا اسکے جینے کا واحد سہارا ۔۔

تو پھر چلیں۔

وہ مسکراتے ہوئے کہتی آگے بڑھ گئی چادر وہی چھوڑے وہ اسکے اوڑھائے ہوئے دوپٹے میں تھی۔۔

وہ ہلکی بارش میں بھیگتے سنسان روڈ پر نکل آئے تھے۔۔

ماوی ایک بات پوچھوں اگر آپ برا نا مانیں تو!

وہ ہنوز ہاتھ پشت پر باندھے دھیمی چال چلتا اس سے درخواست خواں تھا۔

وہ سر ہلا گئی۔

کیا آپکو اپنا شوہر یاد ہے۔

اسکے دھیمے سے پوچھے گئے سوال پر ماوی کا دل رکا تھا۔۔

دادا وہ لڑکا خوبصورت تھا بہت۔

وہ ایک دن دادا جان سے کہہ رہی تھی۔

دادا جان نے مسکارتے ہوئے سر ہلا دیا۔

دادا جان وہ ہمارے گھر کیوں نہیں آتا۔

وہ انکی گود میں بیٹھی پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

دور بیٹھی سبزی کاٹتی اسکی ماں نے گھورا تھا اسے، لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔

جب وہ بڑا ہو جائے گا تو آپکو لمبی سے خوبصورت پھولوں سے سجی گاڑی میں ہمشہ کے لیے

لینے آئے گا۔۔

داداجان نے شفقت سے اسکے سر پر ہونٹ رکھتے ہوئے اسے بتایا۔

وہ تالیاں مارتی کھلکھلائی تھی۔۔

داداجان وہ دن کب آئے گا۔

وہ پریشانی سے بولی۔

ماوی جاو جا کر ہوم ورک کرو۔

ماوی کی ماں نے اپنی بے شرم بیٹِی کو ڈانٹا تھا۔۔

اس نے جواباً منہ بسورا۔۔

جبکہ داداجان ہنس دیئے۔۔

وہ روز اس مغرور شوہر کا رات کو زکر کرتی داداجان سے لیکن پھر داداجان اسکا زکر کر مسکراتے نہیں آفسردگی سے کرتے بالکہ بات بدل دیتے جس پر وہ خوب غصہ ہوتی۔۔

اور وہ پوچھ رہا تھا آپکو آپکا پہلا شوہر یاد ہے وہ بھولا ہی کب تھا ہاں اسکے آنے سے اسکی یاد کی پڑچھائی مدھم پر چکی تھی۔۔

مرجان نے اسکی آنکھوں میں گزرے دنوں کی پڑچھایاں دیکھ لیں تھیں۔

وہ آفسردگی سے مسکرادی تھی۔

میں جھوٹ نہیں بولتی مرجان آپکے آنے سے پہلے وہ مجھے ہر ہر قدم پر یاد آتے تھے اپنی ہر محرومی کا قصوروار میں انہیں ٹھہراتی تھی لیکن آپکے آنے سے میں نے اس شخص کی پڑچھائی کافی حد تک بھولا بیٹھی ہوں وہ اب تھوڑا یاد آتا ہے۔

ہوا سے اڑھتے دوپٹے کو مضبوطی سے پکڑتی وہ پھیکی سی مسکان سے بولی تھی۔۔

جبکہ مرجان علوی کا دل دکھا تھا اسکی وجہ سے وہ لڑکی کتنے سال اذیت میں رہی سہاگن ہوتے ہوئے بیوہ رہی اس لڑکی کا قصوروار تھا وہ۔۔

وہ لب بھینچ گیا۔۔

تمہیں برا لگا۔۔

وہ اسکے بھینچے ہوئے ہونٹ دیکھتی ہوئی بولی۔

آپکو ایسا کیوں لگا کہ مجھے برا لگا ہے مجھے ہر گز برا نہیں لگا آپ کا جب جب دل کرئے آپ اسکاز کر مجھ سے کر سکتیں ہیں مجھے اچھا لگے گا۔

وہ واپس گھر جانے والے راستے کی طرف مڑتا ہوا بڑے نرم لہجے میں بولا تھا۔

جبکہ ماوی نے حیرانی سے اس شخص کو دیکھا وہ دل کا بہت اچھا تھا یہ ماوی کو اعتراف تھا۔۔

۔

پناہ بور ہوتے ہوئے کھڑکی میں چلی آئی تھی وہ بارش کے قطروں کو کھڑکی پر برستے دیکھ رہی تھی جب وہ مین گیٹ سے اندر آتے دو وجود کو دیکھ کر ساکت ہوئی تھی بلکہ پریشان ہوئی تھی۔

ماوی اسے دیکھتی مسکرا رہی تھی جبکہ وہ سر جھکائے بڑا ریلکس سا چل رہا تھا۔۔

تم اس وقت کھڑکی میں کھڑی کیا کر رہی ہو۔۔۔۔

کاشان کی پاٹ دار آواز پر وہ ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔

وہ نائٹ سوٹ میں کمر پر ہاتھ رکھے اسے تیکھے چتونوں سے گھور رہا تھا۔

وہ گھبرائی۔

میں تو بارش انجوائے کر رہی تھی میرا مطلب ہے بارش برستے دیکھ رہی تھی اسکے گھورنے پر وہ جلدی سے تصدیق کر گئی۔۔

آج کتنے کی شاپنگ کی۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتا اسکے قریب اتا ہوا لاپرواہ لہجہ اپناتے ہوئے بولا تھا۔۔

وہ گھبرائی پھر لب کاٹنے لگی۔

یہی کوئی دس پندراں ہزار کی۔

وہ صوفے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

وہ اسکی کلائی پکڑ کر دوبارہ اسے اپنے سامنے کر گیا۔۔

پناہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

اور ئیلی میری بیوی ہو کر تم نے صرف دس ہزار کی شاپنگ کی چچچچ۔

وہ مصنوعی تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔

وہ جواباً ہنسی۔۔

تو اور کیا میں تو بہت ہی میانہ روی سے پیسے خرچ کرتی ہوں ارے پیسہ کوئی درخت پر تھوڑے نا اگتے ہیں۔

وہ گردن اکڑا کر کلائی چھوڑانے کی تگ ودو کرتی ہوئی بولی۔

یہ موبائل کیا پانچ ہزار کا ہے۔

وہ اسکا فون اسکے سامنے لہراتے ہوئے سوالیہ آئی برو اچکا کر بولا۔۔

پناہ نے تھوک نگل کر اپنے آئی دون کو دیکھا تھا۔

یہ تو میں نے قسطوں پر لیا ہے مہینے کا صرف پانچ دینا ہوا گا۔

وہ اپنا موبائل لینے کی کوشش کرتی ہوئی مصنوعی بڑی سے مسکان سے بولی۔

اوواو اکیا مجھے بھی ایسا قسطوں پر آئی فون مل سکتا ہے۔

وہ طنز سے پوچھ رہا تھا ساتھ ساتھ اسکا فون اوپر ہوا میں اچھالتا پھر کیچ کر لیتا لیکن پناہ کی جان خلق میں اٹک جاتی تھی اسکے موبائل اچھالنے پر۔۔۔

ہاں دلا دوں گئی۔

وہ موبائل پر نظریں جمائے رونے والے انداز میں بولی۔

یہ لو دیکھو کیا ہے اس میں۔

اسے ایک لمبی سی چٹ پکڑاتا ہوا وہ بولا تھا۔

پناہ خلق تر کرتی پیپر اسکے ہاتھ سے تھام گئی پیپر پر نظریں جمائیں جس پر پندراں لاکھ لکھا ہوا تھا۔

اس پر تو صرف 15 لاکھ لکھا ہوا ہے۔

وہ ناک چڑھا کر بولی۔

کتنے گھنٹے شاپنگ کی۔

وہ اسے خود سے قریب تر کرتا ہوا پوچھنے لگا۔۔

ایک گھنٹہ۔۔

اسکے بازو کی حرکت اپنی کمر پر محسوس کرتی ہوئی وہ بولی۔

ایک گھنٹے میں 15 لاکھ کی شاپنگ واوا۔

اس نے داد دی تھی۔

پناہ کا سارا کا سارا منہ کھلا تھا۔۔

خلق تھوک سے بھی تر نہیں ہوا تھا آنکھیں بھی پوری کھل چکیں تھیں۔

اس نے طنز سے آئی برو اچکائے۔۔

پناہ کی جان عجیب مشکل میں پھنسی تھی۔۔

دل ہی دل میں اس حسابی انسان کو خوب کوسا۔

جان کو ہی چمٹ چکا ہے کنجوس کہی کا۔

وہ ناک پھولاتی غصے سے بڑبڑائی تھی۔

جواب نہیں دیا مس میانہ روی۔۔

وہ اس بار کچھ غصے میں بولا تھا۔

پناہ نے غصے سے اسے دیکھا اگر پول کھل ہی چکا تھا تو کیوں بنتی وہ معصوم۔۔

میرا بس چلتا تو 15 لاکھ نہیں دس کروڑ خرچ کرتی اور اس انسان کو کیڑے پڑیں جس نے آپکو بتایا ہے آپ نے میرے پیچھے کہی کوئی جاسوس تو نہیں چھوڑا ہوا شرم آنی چاہی بیوی کے پیچھے پرائے مردوں کو چھوڑتے ہوئے۔

وہ خوب برسی تھی۔

جس پر کاشان علوی نے ماتھے پر ڈھیروں بل لیے بیوی کو گھورا تھا۔

اسے رنگ پہناتے ہی وہ کالا جن اس بچے کے ہونٹوں کو ہلتے دیکھنے لگا جو بہت دھیمے سے دادا جان دادا جان پکار رہا تھا۔

وہ نیک دل جن تھا جس کی ساری طاقتیں اس انگوٹھی میں قید تھیں جو دھوکے اور کالے جادو سے ارشد بخش چھین چکا تھا وہ اس رنگ کے بغیر کچھ بھی تو نہیں تھا۔۔

لیکن رنگ کے چکر میں وہ اس بچے کی زندگی سے کھیل گیا تھا۔

وہ اسکے دل پر ہاتھ رکھے کچھ پڑھنے لگا تھا۔۔

اس بچے کا سفید دودھیا رنگ تیزی سے تبدیل ہونا شروع ہوا تھا اسکا رنگ پہلے گندمی پڑا پھر کالا اور پھر سیاہ ہوا تھا اسکے خوبصورت تیکھے نقوش سیاہ رنگت میں چھپ سے گئے تھے۔

وہ بچے کو اٹھائے گھر لے آیا۔

وہ گھر جو علویز کے نام سے جانا جاتا تھا۔

وہ آدھے جن اور آدھے انسان تھے اسکی ماں ایک ڈائن تھی جس نے انسان سے محبت میں دھوکے سے شادی کی تھی اسکا باپ بعد میں جان بھی گیا لیکن بیوی کو چھوڑا نہیں کہ وہ بھی

اس سے محبت کرنا لگا تھا، اور وہ بہت اچھی تھی اپنے انسانی روپ میں رہتی کسی کو نقصان نا پہنچاتی۔۔

منت اسکے خاندان کی لڑکی تھی جسکا خاندان انسانوں کی دنیا میں انسان بن کر ہی رہ تھے۔۔

اس کالے جن کا ایک چچاز دا بھائی تھا جس کا نام عزیر علوی تھا وہ کالا جن ویسے تو سفید رنگ کا تھا لیکن اس رنگ کو پہنتے ہی اس رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا۔۔

بابا یہ کون ہے؟

کاشان نے بال دور اچھال کر انکے قریب آتے ہوِے پوچھا۔

یہ تمہارا بھائی ہے مرجان علوی۔

وہ اپنے خوبصورت بِیٹے سے بولا تھا۔

لیکن بابا آپ نے تو کہا تھا میں اکلوتا ہوں۔

کاشان حیرت سے پوچھا۔

تھے بیٹے لیکن آج سے مرجان تمہارا بھائی ہے۔

وہ بیٹے سے محبت سے بولے۔

وہ مسکرایا اسے بھائی کا بہت شوق تھا لیکن اسکی ماں اسکے باپ کو چھوڑ کر چلی گئی تھی

اسکے کالے رنگ کی وجہ سے۔۔

اس نے تو سفید چہرے والے سے شادی کی تھی جو بعد میں کالا نکل آیا تھا اور وہ بیٹے کو بھی

چھوڑ کر جا چکی تھی اپنے پہلے منگیتر کے ساتھ کاشان ایسی عورتوں سے نفرت کرتا تھا جو

کردار کی کچی ہوں۔۔

دیدان کے والد کا نام مرجان علوی تھا جو اس نے ریان کو دیا تھا۔۔

مرجان ہر وقت سہارہتا روتا رہتا اور زیادہ تر بیمار رہتا وہ کچھ ہی مہینوں میں دیدان کی زندگی

بن چکا تھا وہ بھی آہستہ آہستہ اپنے اس وجود کو قبول کر چکا تھا۔۔

کاشان کا بہت لاڈلا تھا وہ دیدان کچھ عرصے تک ہی جی سکتا تھا اس لڑکے لیے اس نے اپنی

زندگی کم کردی تھی صرف مرجان کو زندہ رکھنے کے لیے۔

مرجان بھی آہستہ آہستہ ان سے بہت محبت کرنے لگا تھا۔۔

وہ تینوں ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے مرجان کی زندگی مشکلوں سے بھری پڑی تھی کہ

ہر کوئی اس پر اسکے سیاہ رنگ کی وجہ سے فقرے کستا اسے مارتے چڑاتے ایک دن اس نے

غصے میں ایک لڑکے کی ایک جھٹکے سے گردن توڑدی تھی جس سے وہ لڑکا وہی دم توڑ گیا پھر ایک دن اس نے ایک لڑکے کو چھت سے گرادیا جس کا سر بہت بری طرح پھٹا تھا جو جو اسکا مزاق اوڑاتا وہ نا محسوس طریقے سے اسے مار دیتا اور کسی کو پتا بھی نا چلتا۔۔

لیکن دیدان کو پتا چل چکا تھا جس پر مرجان سے انہوں نے غصے سے وہ رنگ چھین لی جس پر وہ دو دن بہت بیمار رہا مرنے کے قریب پہنچ گیا تو انہوں نے وہ رنگ اسے واپس کی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ کبھی کسی کو جان سے نہیں مارے گا بھلے کیسی بھی سچویشن کیوں نا ہو۔

اس نے بابا کے گلے لگتے انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا تھا کاشان پاس ہی کھڑا اسکی حالت پر پریشان تھا دیدان کے مرنے کے دن جیسے جیسے قریب آرہے تھے وہ اور زیادہ وقت دیتے مرجان اور کاشان کو انہوں نے مرنے سے پہلے کاشان سے بھی وعدہ لیا کہ وہ ہر ہر موڑ پر مرجان کا ساتھ دے گا اسکا باپ کی طرح خیال رکھے گا اسے کبھی کسی چیز کے لیے ترسنے نہیں دے گا ہاں لیکن اسکی انسان سے شادی مت کروانا بیٹا۔

وہ کھانستے ہوِے نقاہت سے بولے۔

لیکن کیوں بابا۔

وہ پریشانی سے پوچھنے لگا۔

کیوں کہ وہ اب انسان نہیں ہے وہ اس رنگ کی وجہ سے میری طاقتیں اس میں چلی گئیں اسکی سانسیں میری سانسیں ہیں وہ ایک خطرناک حد تک طاقتور ہے جس دن اسکا جسمانی تعلق کسی انسان سے بنا وہ زندہ نہیں رہ سکے گا اسے نقصان پہنچ سکتا ہے خیال رکھنا تم اسکا وہ نا سمجھ ہے بیٹا۔۔

وہ کہتے ہوئے چپ ہو گئے اور کاشان پریشان جبکہ دروازے میں کھڑا مرجان نا سمجھی ہی رہا اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا ۔۔۔

اسکے بعد وہ ایک دن زندہ رہے اور پھر رخصت ہو گئے اس جہاں سے اپنی سانسیں وہ اس لڑکے کو دے گئے تھے جو انکا کچھ نا ہو کر بھی سب کچھ بن گیا تھا کہ وہ اپنی زندگی بھی اسے دے گئے تھے۔۔

اسکے بعد کاشان نے اسے پھولوں کی طرح پالا اسکا خود سے زیادہ خیال رکھا حتی کہ اپنی پسندیدہ بیوی تک کو کو چھوڑ دیا کہ وہ الگ گھر میں رہنا چاہتی تھی کہ اس مرجان کے وجود

سے وحشت ہوتی تھی وہ اسے برداشت نہیں کر سکتی جس کی بنا پر کاشان نے اسے یہاں سے چلتا کر دیا اور تین ماہ کی بیٹی بھی لے لی۔

لبہ کو دو ملازمہ اور مرجان علوی نے پالا تھا وہ اسے بہت عزیز تھی ویسے ہی جیسے وہ کاشان کو عزیز تھا ہاں اس میں وہ اپنے بچپن کا نکاح بھول چکا تھا لیکن تقدیر نے اسے اسکی بیوی کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔

وہ حیران تھا اپنی قسمت پر اپنی زندگی پر۔

منت کو وہ جب جوانی کی دہلیز پر آیا تو پسند کرنے لگا تھا کہ اسکا انکے گھر کافی آنا جانا تھا لیکن وہ اسکے پرپوز کرنے پر اسے برا بھلا کہتی لندن چلی گئی تھی اور اسکے دل میں وہ جو زرا سی آئی تھی وہاں سے اسی وقت نکل گی۔۔

;;

کاشان نیوز پڑھ رہا تھا جب وہ اسکے سامنے آئی تھی۔

کیا مسلہ ہے۔

وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

جو بالوں کو پونی میں جھکڑے گلابی سوٹ پر سونے کا نیا خریدا ہوا نیکلس پہنے کھڑی تھی دوپٹہ انگلیوں میں لیے وہ نئی نویلی دلہنوں کی طرح شرمانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔

جس پر اسنے غصے سے پوچھا تھا۔

امی کہتیں ہیں تمہاری نئی نئی شادی ہوئی ہے،

تو تھوڑی بنی سنوری رہا کرو کیا پتا آج دوسری کی ہے کل کو تیسری کر لے پھر چوتھی کر لے شوہر تو ویسے بھی سرہانے کا سانپ ہوتا ہے جو بیوی کا کبھی سگا نہیں ہو سکتا ہے۔

ایسا میں نہیں میری امی کہتیں ہیں۔

اسکے ایک دم کھڑا ہونے پر وہ جلدی سے صفائی پیش کر گئی تھی۔۔

جاو یہاں سے صبح صبح دماغ مت چاٹو میرا۔۔

وہ سر دباتا ہوا بولا شاید اسکے سر میں درد تھا۔

پناہ نے ناک پھولا کر اسے دیکھا۔

آپ بتا دیں میں کیسی لگ رہی ہوں پناہ کہہ رہ تھی میں چندا مہتاب لگ رہی ہوں۔

وہ بول رہی تھی جب وہ اسے غصے سے صوفے پر کھینچ چکا تھا۔

ابھی کرتا ہوں تعریف تمہاری چندا مہتاب۔

اسکے چہرے پر جھکتا وہ غصے سے بولا تھا۔۔

پناہ تو سمجھ ہی نہیں سکی تھی کہ بیچاری کیسے اچانک سے اسکی گود میں آ گری تھی۔۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو اسکے ہونٹوں پر جھک رہا تھا۔

پناہ ایک دم سے اسے پیچھے کرتی وہاں سے اتنی عجلت میں بھاگی تھی کہ پیر کی ایک چپل وہی رہ گئی تھی۔

جبکہ وہ اتنی ٹینشن میں بھی زیرے لب مسکرایا تھا۔۔

دیوار سے ٹیک لگائے وہ دل تھامے ساکت سی کھڑی تھی۔

ماوی۔۔۔

جی۔۔

مرجان کے پکارنے پر وہ اسکی طرف پلٹی تھی۔۔

مرجان کی آنکھیں حد سے زیادہ سرخ تھی جنہیں دیکھ کر وہ پریشان ہوئی تھی۔۔

کیا ہوا ہے،۔

وہ آٹے سے بھرے ہاتھ لیے اس سے فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔

وہ بنا کچھ کہے اسکے قریب آیا تھا۔

ماوی نے چونک کر اسے اپنے بے حد قریب آتے دیکھا تھا۔

اسکے چہرے کو غور سے دیکھتا وہ اسکے آٹے سے بھرے ہاتھوں کو تھام گیا تھا۔

ماوی نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے آٹے بھرے ہاتھوں کو تھام کر ہونٹوں سے لگا گیا تھا۔

ماوی نے ساکت ہوتے وجود سے اسکے ہونٹوں پر لگے آٹے کو دیکھا تھا جبکہ کھڑکی میں کھڑی پناہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

کیا مجھے بھی روٹی ملے گئ آپکے ہاتھوں کی بنی۔۔

وہ شرارت سے پوچھ رہا تھا وہ اسکے ہونٹوں پر چمکتی دھیمی مسکان دیکھتی سر میکانکی انداز میں ہلا گئی تھی۔۔

وہ شرارت سے اسکے گال پر آٹا لگاتا جا چکا تھا جبکہ وہ کسی ٹرانس سی کیفیت میں دروازے پر نظریں جمائے کھڑی رہی پھر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جو اسکے ہونٹوں کے لمس سے دہکنے لگے تھے۔۔

پناہ نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا پھر وہاں سے چلی۔۔

وہ شام کو اپنے دھلے کپڑے کبڈ میں رکھ رہی تھی جب پناہ اسکے کمرے میں آئی۔
وہ اسے دیکھ کر مسکرائی جبکہ پناہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی اسکے بیڈ پر پڑے کپڑوں کے پاس بیٹھی۔

ماوی تم درس میں پڑھی ہو مجھ سے بہتر جانتی ہو دین اسلام کو پھر تم ہی ہمشیہ نامحرم کے بارے میں بتاتی تھی کہ نامحرم سے کوسوں دور رہو پناہ یہ عارضی محبتیں ہوتیں ہیں اصلی محبت شادی کے بعد شوہر سے کرو دین میں یہ کہا ہے نامحرم کے بارے میں وہ کہا ہے پھر تم کیوں بھول گئی یہ سب۔

پناہ کے تیکھے لہجے پر ماوی ساکت سی اسے دیکھے گئی۔

مطلب کیا ہے تمہارا۔

وہ کچھ دیر بعد بولنے کے قابل ہوئی تھی۔

مطلب یہ ہے ماوی کہ تم مرجان سے کیوں اتنا اٹیچ ہو رہی ہو وہ نامحرم ہے اسکی شادی کسی اور سے ہونے والی ہے تم اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتی ہو راتوں کو اسکے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر واک پر جاتی ہو وہ تمہارے ہاتھوں کو پکڑتا ہے لبوں سے لگاتا ہے اور تم بنا کچھ کہے بس اسے دیکھتی جاتی ہو ایسی تو نہیں تھی ماوی،

تم تو

ان باتوں کے سخت خلاف تھی اور دوسری بات تمہیں کالے رنگ والے سخت زہر لگتے تھے نا پھر کیوں مرجان کو دیکھ کر تم سب بھول جاتی ہو۔

وہ تلخی سے اسکے سامنے آتی ہوئی بولی تھی۔

اسکے کمرے کے قریب سے گزرتا کاشان علوی ٹھٹھک کر رکا تھا پناہ کی باتوں نے اسکے چودہ طبق روشن کر دیئے تھے۔

ماوی لرزتے وجود سے سر جھکا گئی۔

پناہ نے اسکی آنکھوں میں جمع ہوتی نمی کو دیکھ کر گہرا سانس لیا۔۔

اسے پسند کرنے لگی ہو۔

وہ اسکا چہرہ تھامتی ہوئی اس بار نرمی سے پوچھ رہی تھی۔

ماوی آنکھوں میں آنسوں لیے اسے دیکھتی چپ رہی۔

جبکہ کاشان مٹھیاں بھینچتا وہاں سے غصے سے نکلا تھا۔۔

ماوی میری جان بولوں کچھ۔۔

وہ اسکا کندھا تھامتی بولی تھی۔

ماوی بنا کچھ کہے اسکے گلے سے لگتی رو دی۔۔

پناہ کا وجود ساکت ہوا تھا ماوی کے شدید رئیکشن پر۔

پناہ میں اس شخص کے آگے خود کو بے بس محسوس کرتی ہوں ایسا لگتا ہے اسکا وجود مجھ سے برسوں سے آشنا ہے انجان نہیں ہے وہ اس ایک شخص کے وجود سے تمہاری دوست کو بہت ڈھارس ملتی ہے اگر وہ نا ہوتا مجھے سنبھالنے والا سمیٹنے والا تو تمہاری دوست شاید آج اس دنیا میں نا ہوتی اسے میرے دادا جان نے میرے لیے چنا تھا جو مجھ ناگوار تھا لیکن

وقت کے ساتھ ساتھ مجھے پتا لگا وہ ناگوار نہیں تھا وہ میرا اپنا تھا جو ہر قدم پر مجھے پروٹیکٹ کرتا آیا تھا اس ایک شخص کا کالا رنگ مجھے دیکھتا ہی نہیں مجھے تو اسکے وجود کی نرمی نے اپنے ساتھ باندھ لیا ہے اور جب وہ مجھے آپ کہتا ہے نا پناہ۔۔

وہ کہتے ہوئے اس سے الگ ہوئی تھی اور تھوڑی دیر چپ بھی۔

جبکہ پناہ کا وجود جھٹکوں کی ضد میں تھا یہ ماوی نہیں یہ تو کوئی دیوانی تھی شاید اس شخص کی۔۔

جب جب وہ مجھے آپ کہتا ہے تو دل دھڑکنا بھول جاتا ہے مجھے اسکا آپ کہنا بے انتہا اچھا لگتا ہے پناہ۔۔

وہ کھڑکی کی جالی پر ہاتھ رکھے دھیمے سے لہجے میں جیسے خود سے مخاطب تھی۔

پناہ نے لب کاٹے پھر اسکے قریب آئی۔

ماوی کیا لگتا ہے وہ تمہارا۔

وہ اسکے ساتھ کھڑی ہوتی ہوئی پوچھ رہی تھی یا شاید کنفرم کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

وہی رشتہ جو اماں حوّا اور آدم ؑ کا تھا سب سے پاکیزہ رشتہ ہے ہمارا۔

ماوی چپ رہی پھر بولی تھی وہ اسکا اور اپنا سچ بنا کسی ڈر کے۔

پناہ نے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

دادا جان۔۔

وہ بولنے لگی تھی جب وہ سر ہلا گئی۔

پناہ بے ساختہ اسکے گلے لگتی معافی مانگنے لگی تھی۔۔

جبکہ وہ کھڑکی سے نظر آتے اس شخص پر نظریں جما گئی تھی جو لبہ کو گود میں بٹھائے شاید اسے پڑھا رہا تھا کہ لبہ کی گود میں کتاب پڑی ہوئی تھی۔۔

وہ مسکرایا تھا ماوی کی خود پر جمی نظریں محسوس کر کے وہ بنا دیکھے بھی جانتا تھا کہ ماوی اپنی کھڑکی میں کھڑی صرف اسے ہی دیکھ رہی ہے۔

یہ لڑکی میرے بھائی کو موت کے منہ تک لے جائے گئی نہیں میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا میرا واحد رشتہ ہے وہ میرے باپ نے اپنی زندگی دے کر اسے بچایا تھا کیا میں اسے

کھونے کا رسک لے سکتا ہوں ہر گز نہیں مر جان تمہیں اس لڑکی سے دور رہنا ہو گا کاشان علوی باپ کے بعد بھائی کو نہیں کھو سکتا۔

وہ کمرے کی ہر چیز کو بیگاڑتا ہوا بھینچے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

منت نے مسکرا کر ماوی کو دیکھا ماوی بھی جواباً مروت میں مسکرا دی۔

یہ رنگ دیکھ رہی ہو یہ مرجان نے مجھے پہنائی تھی اسے بہت پسند تھا یہ زرغون۔

وہ اسکے سامنے ڈائمنڈ رنگ لہراتی ہوئی مسکرا کر بولی تھی۔۔

ماوی رنگ کو دیکھ کر سر ہلا گئی دل میں زرا اس شخص کے لیے بدگمانی نہیں آئی تھی۔۔

منت نے سر جھٹکا۔

کیا تم میرے لیے چاے بنا دو گئی دراصل شادی کی شاپنگ نے مجھے کافی تھکا سا دیا ہے۔

وہ صوفے پر دراز ہوتی ہوئی بولی تھی۔

شیور وائے ناٹ۔

وہ میگ ساتھ پڑی چھوٹی سی ٹیبل پر رکھتی خوش اخلاقی سے کہتی ہوئی کچن کی طرف بڑھی

--

لانج میں ہی اوپن کچن بنا ہوا تھا۔

وہ چولہا جلاتی اوپر کیتلی رکھ رہی تھی۔

جبکہ منت کی نظریں اسکے ریشمی پیلے دوپٹہ پر تھیں جس پر نیلے موتیوں کے کام نے اس

دوپٹے کو کافی خوبصورتی بخشی ہوئی تھی۔

اور وہ مرجان کا تحفہ بھی تو تھا۔

وہ دوپٹے کو دیکھ کر زہریلا سا ہنسی پھر آنکھوں سے پتا نہیں کیا کیا کہ دودھ کیتلی میں ڈالتی

ماوی کا دوپٹہ ہوا سے اچانک ہی اوڑھ کر چولہے کی طرف لپکنے لگا تھا وہ اپنے دھیان میں

کپ نکال رہی تھی جب دوپٹہ کے خوبصورت پلو کو آگ چھو گئی تھی۔

وہ پلٹ کر جار سے چھوٹی سے شیشے کی پلیٹ میں اسکے لیے رنگ برنگے بسکٹ نکالنے لگی

اور دوپٹہ آدھے سے زیادہ جل گیا۔

ماوی تمہارا دوپٹہ --

منت نے بے تاثر چہرے سے آواز لگائی تھی اور اس نے چونک کر دھواں نکلتے دُوپٹہ کو

دیکھا تھا، پھر وہ چیختی ہوئی پیچھے ہوئی تھی لیکن ڈر کے مارے دوپٹہ کندھے سے الگ کر نیچے نا پھینک سکی۔

منت نے کھینچ کر وہ دوپٹہ نیچے پھینکا تھا جبکہ وہ روتی ہوئی بھاگ کر اس طرف آتی پناہ کے کندھے سے لگی تھی۔۔

یہ دوپٹہ کیسے جل گیا ماوی اتنی بے دھیانی سے کام کون کرتا ہے یار اگر آگ تمہارے کپڑوں کو چھو لیتی تو۔

وہ پریشانی سے بولی تھی۔

جبکہ وہ لرزتے وجود سے اس راکھ ہوتے دوپٹے کو دیکھنے لگی مرجان کو زبردستی کام کے سلسلے میں کاشان نے آوٹ آف سٹی بھیج دیا تھا کو کا حسب معمول بجھا ہو تھا۔

مجھے پتا ہی نہیں لگا۔

وہ کانپتے لہجے میں بولی تھی۔

مجھے معاف کر دو ماوی میں نے ہی تمہیں چائے بنانے کو کہا تھا۔

منت نے مصنوعی تاسف سے کہا۔

وہ بنا کچھ کہے بھیگتی آنکھوں سے اسی دوپٹے کو دیکھتی رہی کتنا عزیز ہو چکا تھا سے یہ دوپٹہ

وہ تو ہر سوٹ پر یہی لیتی تھی جس کا مزاق پناہ نے بنایا ہوا تھا۔۔

وہ کچھ دیر بعد کچن میں آئی شاپر کھولا ٹھنڈی ہو چکی راکھ کو وہ شاپر میں ڈالتی ساتھ ساتھ

آنسو بھی بہا رہی تھی شاپر بند کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی،

وہ لڑکی شاید اس سیاہ انسان کے عشق میں بری طرح غرق ہو چکی تھی پاگل جانتی نہیں تھی

کیا بھلا عشق کی بھی کوئی منزل ہوتی ہے۔۔

مرجان بے تاثر نظروں سے اپنے ہونٹوں کو دیکھا جس پر زخم سے بن چکے تھے فقط ماوی

کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے چھونے پر ہی وہ اتنی اذیت میں تھا اگر اسکے پور پور کو چھو لیتا تو

یقیناً زندہ نا رہتا۔۔

وہ بیڈ پر چت لیٹا انتہا سے زیادہ تکلیف میں تھا۔

کاش بابا آپ نے مجھے نا بچایا ہوتا کاش آپ نے مجھے آدھی ادھوری زندگی نا دی ہوتی ماوی کو

چھوئے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور جانتا ہوں ایک دن مجھے بہت اذیت ناک موت مرنا ہے

کاش بابا آپ نے مجھے نا بچایا ہوتا تو میں یہ محبت و عشق کے میں چکر میں تو نا ہوتا لیکن انکا میرے علاوہ اور کوئی ہے بھی تو نہیں۔

وہ زخمی سی مسکان سے خود سے بول رہا تھا جب اسکے بابا دیدان نے اسکے سلکی بکھرے بالوں کو چھوا تھا۔

بابا آپ۔۔

وہ ایک دم سے بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

کیوں اتنے غم میں ہو مرجان جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہو وہ ہو کر رہتا ہے میرے بچے اس لڑکی سے دور رہو۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتے پریشانی سے بولے تھے۔

جب وہ انکے ہاتھ تھام کر سسک پڑا تھا۔

بابا آئی کانٹ ٹو دس یہ میرے بس میں نہیں ہے۔

وہ انکے ہاتھوں پر سر رکھے سلگتے دل میں بولا تھا لیکن وہ اپنے بچے کی بات سن چکے تھے جیسے مرجان ماوی کے دل کی بات سن لیتا تھا شروع سے ہی جب وہ اسے دیکھ کر بیزار ہوتی تھی

دل ہی دل میں اسے خوب کوستی اور پھر جھنجھلا کر اسکی چائے میں ڈھیڑ سارا نمک ڈالنا وہ اسکی ہر عادت سے آگاہ ہوتا تھا۔۔۔

دیدان کی پریشان نظریں اسکے چہرے پر تھیں اسکے چہرے میں اس لڑکی کا عکس واضع دیکھا جا سکتا تھا۔۔۔

پناہ نے تیکھی نظروں سے گھر میں ہوتی سجاوٹ دیکھی تھی۔۔

دل کر رہا ہے ساری لائٹیں اٹھا کر کاشان کے منہ پر سجادوں میرے ہوتے آپ مرجان کی دوسری شادی نہیں کروا سکتے اور نا ہی ماوی کی کوئی سوتن بنے گئ۔

وہ رف سے خلیے میں کھرے کاشان پر نظریں جمائے ہوئے بول رہی تھی جو آج گھر پر ہی تھا اور گھر کو بہت اچھے سے ڈیکوریٹ کروا رہا تھا کہ مرجان اور منت کی شادی میں دو تین دن ہی تو رہ گئے تھے۔۔

اسکے ساتھ ماوی بھی آ کر کھڑی ہوئی تھی۔

ماوی تم کیسے اسکی دوسری شادی ہوتے دیکھ سکو گئ میں کچھ کروں گئ تم پریشان مت ہونا۔

پناہ نے اسکی طرف پلٹتے ہوئے فکر مندی سے اسکے حسین مڑ جھائے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے مسکرائی تھی۔

پناہ نے الجھن لیے نظروں سے اسکی مسکان دیکھی تھی۔

پناہ تم سے کس نے کہا میں پریشان ہوں مرجان کی دوسری شادی سے۔

وہ کسی ملازم پر غصہ نکالتے مرجان کو دیکھتی ہوئی دھیمے لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

پناہ نے حیرت سے اسے دیکھا پھر اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ خاصا غصے سے لال پیلا تھا آج شاید گھر کی ہوتی سجاوٹ اسے پریشان کر رہی تھی۔۔۔

میں ناپریشان ہوں نا دکھی میرا دل اتنا تنگ نہیں،

پناہ میں دو بھائیوں میں پھوٹ ڈلتے نہیں دیکھ سکتی اور نا ہی مرجان کو دکھی یا پریشان دیکھنا چاہتی ہوں وہ میری وجہ سے اپنے بھائی کو اگر انکار کر دیتا تو اسکا بھائی پریشان ہوتا اسے برا بھلا کہتا میں جانتی ہوں وہ پھر کبھی خوش نا رہ پاتا۔

وہ ہلکی مسکان سے اپنی طرف دیکھتے مرجان کو دیکھ کر بول رہی تھی۔

مرجان نے ہونٹ بھینچے آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں۔۔

وہ کافی دور تھا لیکن ماوی کی گفتگو وہ باآسانی سن سکتا تھا۔

لیکن خوش تو وہ اب بھی نہیں۔

پناہ نے غصے سے کہا۔

"وہ اذیت سے مسکرائی آنکھیں جھلملائیں تھیں۔۔

مجھے نیند آرہی ہے گڈ نائٹ۔

وہ آہستگی سے کہتی اپنے کمرے کی طرف تیزی سی دوڑ گئی تھی۔

پناہ نے پریشانی سے ہونٹ کچلے ۔

کیا کروں میں ایسا جس سے یہ شادی رک جائے ۔۔

وہ بیڈ پر لیٹی سوچ رہی تھی جب وہ دیر رات کمرے میں آیا۔

پناہ اٹھ کر بیٹھی اور اسکی پشت کو کاٹ دار نظروں سے گھورنے لگی۔

وہ کف کھولتا مڑ کر جوابا اُس نے اسے گھورا تھا لیکن پناہ نے گھورنا بند نہیں کیا مسلسل

گھورتی رہی ہونٹ بھینچے وہ آہستہ سے چلتی اسکے قریب آئی تھی۔

کیا ملتا ہے آپکو۔

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ غصے سے پوچھ رہی تھی۔

کیا مطلب۔

وہ کف لنکس کھولنا ترک کرتا اسکی طرف گھوم کر غصے سے پوچھ رہا تھا

لوگوں کو انگلیوں پر نچا کر بہت مزہ آتا ہے نا آپکو۔

وہ بہت غصے میں تھی آج شاید۔۔۔

واٹ ربش کیا بکواس ہے یہ۔

وہ بھنویں سکیڑے اس سے کافی روڈ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

میرا مطلب یہ ہے کاشان علوی صاحب جی مرجان کو اس کی پسند سے شادی کرنے دیں

خود کو بیچ میں مت گھسائیں تو بہتر ہو گا ورنہ ڈون کو آپ جانتے نہیں میں اس گھر کی اینٹ

سے اینٹ اور پتھر سے پتھر بجا دوں گئی اور جو آپ۔۔۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر چلا چلا کر بول رہی تھی جب اس نے کافی تیش میں آکر اسکے منہ پر ہاتھ

رکھ کر اسکی بولتی بند کی تھی۔

شٹ یور ماوتھ اتنی بکواس سننے کی عادت نہیں کاشان علوی کو سمجھی چاہوں تو ابھی تمہیں بالکنی سے لٹکا کر نیچے پھینک دوں کیونکہ کافی تنگ کیا ہوا ہے تم نے اپنی اس چیں چیں سے اب اگر منہ کھولا تو سیدھا نیچے جاوگئی سمجھی اور میرے بھائی کے میٹر میں مت بولنا ادر وائزز رالخاظ نہیں کروں گا میں تمہارا۔۔

اسکے قریب آتا وہ کافی سرد لہجے میں اسے وارن کر رہا تھا۔۔

پناہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں بالکنی سے لٹکا کر مارنے پر۔۔

ٹھیک ہے وہ آپکا بھائی ہے جو مرضی ہے کریں میں تو بس ایسے ہی بکواس کر رہی تھی۔

اسکا ہاتھ ہٹتے ہی وہ جلدی جلدی بولتی بھاگ کر بالکنی کا کھلا دروازہ بند کر چکی تھی۔۔۔

گڈ۔

وہ دوبارہ کف لنکس کھولتا ہوا سرد لہجے میں بولا تھا۔

گڈ! بڑا آیا انگریزوں کا باپ خواب میں ہی کرواتے رہئیے گا بھائی کی شادی اس ڈائن جیسی شکل والی سے کیونکہ حقیقت میں تو میری ماوی ہی بنے گئی مرجان کی لیگل وائف۔۔۔

منہ پر کمبل لیتی وہ خوب جل بھن کر بول رہی تھی۔۔۔

رات کا ایک بج رہا تھا وہ کافی کا مگ تیار کر کے باہر نکل آیا۔۔

گہری کالی رات ہر طرف جامد خاموشی اسے بہت پسند تھی۔۔

۔

اپنی بالکنی میں خاموش ساکت کھڑی ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

پھر بیڈ پر پڑی کالی چادر اٹھاتی وہ نیچے کی طرف بھاگی تھی۔

وہ کپ پکڑے تھوڑی دیر رکا رہا جب ماوی کا پیچھے ہونا کا یقین ہوا تو وہ پچھلے سنسنا حصے کی

طرف بڑھ گیا۔

ماوی بھی بنا کوئی آواز نکالے اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھی۔

وہ سیاہ چادر اوڑھے پہاڑوں کو دیکھتا کافی کے سپ لینے لگا کالی سیاہ ویران آنکھیں براون ہو

چکیں تھیں ماوی کو اپنے ساتھ کھڑا محسوس کر کے۔

مرجان جب راتوں کو نیند نا آئے تو کیا کرنا چاہیئے۔

اسکے ساتھ بڑے سے سفید تراشے ہوئے پتھر پر بیٹھتی وہ پوچھ رہی تھی۔

وہ زخمی سرد مسکان سے سے دیکھنے لگا۔

وہ بھی سامنے دیکھنا ترک کرتی اسے دیکھے گئی۔

وہ اسے کیا بتاتا وہ تو کبھی سو ہی نہیں پایا تھا۔

ماوی آپکو نیند نہیں آتی۔

کافی کا مگ نیچے رکھتا وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ اسے دیکھتی سر نفی میں ہلا گئی۔۔

وہ ہونٹ بھینچتا سامنے دیکھنے لگا وہ اس لڑکی کے ساتھ ظلم کر چکا تھا لیکن وہ کیا کرتا یہ سب اسکے بھی اختیار میں نہیں تھا۔

ماوی آپ زبردستی سونے کی کوشش کیا کریں ایسے تو آپکی طبیعت خراب ہو جائے گئی۔

وہ فکرمندی سے بولا تھا۔

وہ جوابا بنا کچھ بولے اسکے سیاہ ہاتھ کو بے ساختہ دھڑکتے دل سے انگلیوں کے پوروں سے چھونے لگی تھی۔

مرجان نے ساکت نظروں سے اسکی انگلیوں کو دیکھا۔۔

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی گود میں رکھ گئی تھی اب کی دفعہ مرجان کا دل ساکت ہوا تھا۔

اسکا وجود لرز اٹھا تھا۔

وہ اسے دیکھتی شرمیلی سی مسکان سے ہنسی تھی۔

ماوی۔

وہ بے ساختہ بولا تھا۔

میرے دل کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے مرجان یہ میرے اختیار میں نہیں ہے،،

دادا جان مجھے ہمیشہ کہا کرتے تھے،

ماوی تم خاص ہو اور جو تمہاری زندگی میں آئے گا وہ تم سے زیادہ خاص ہو گا تم اسکی قدر کرنا اور حقیقی محبت اپنے شوہر سے ہی کرنا میں نے انکی بات کو مضبوطی سے چادر کے پلو سے باندھ لیا تھا لڑکیوں کو کرش ہوتا ہے ایکٹرز پر خوبصورتی پر کرکٹرز پر سنگرز پر اور بھی

وغیرہ وغیرہ پر۔

،میں نے فلمیں دیکھنا چھوڑ دیں ڈرامے دیکھنا چھوڑ دیئے میں نے کرکٹ دیکھنا چھوڑ دیا میں نے گانے سننا چھوڑ دیا میں ڈر گئی کہ اگر میرا دل ان میں سے کسی پر آ گیا تو کسی کے لیے دھڑک اٹھا تو نیں دادا جان کو کیا کہوں گئی اپنے شوہر کو کیا جواب دوں گئی کہ میرا دل پہلی بار تمہارے لیے نہیں کسی غیر مرد کے لیے دھڑکا تھا حتیٰ کہ اپنے پہلے شوپر کے لیے بھی نہیں دھڑکا یہ دل جب تم سے میں باندھی میرا دل میرے اختیار سے نکل گیا وہ دل جسے کالے لوگ خاص پسند نہیں تھے اسے ایک ایسے شخص نے اپنے اختیار میں لے لیا جو رنگ کا تو سیاہ تھا لیکن وہ دل کا بہت شفاف تھا۔

وہ ہنوز اسکے ہاتھ پر انگلیاں پھیرتی پہلی بار اسے اپنے دل کی حکایت سے آگاہ کر رہی تھی مرجان کا دل ساکت ہو گیا تھا اسکے اظہار پر وہ خالی دل سے اسکے ہلتے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا ۔

وہ لڑکی اسے بے بس کرنا چاہتی تھی شاید۔

وہ چپ ہوئی اور سر جھکا گئی نظریں اسکی ٹھنڈی ہو گئی کافی پر جما گئی ۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا رہا آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا اس سے پہلے وہ ماوی کے ہاتھ پر گرتا وہ اپنے آنسو کو روک گیا آنسو اسکے گال پر ہی رک چکا تھا۔

ماوی مجھے نیند آ رہی ہے آپ بھی جا کر سو جائیں۔۔

وہ کچھ دیر بعد بڑی مشکل سے بولا تھا۔

وہ ستاروں کو دیکھتی سر نفی میں ہلا گی۔

نیند نہیں آ رہی مر جان۔

وہ ہونٹ کاٹتی بے بسی سے بولی تھی۔

وہ گہرا سانس لیتا ماوی کے چہرے سے نظریں ہٹا گیا۔۔

ماوی اگر مجھے کچھ ہو گیا یا میں نا رہا تو کیا کریں گئ آپ؟؟؟؟

اسکے زخمی الفاظ ماوی کی روح کو زخمی کر گئے تھے۔

وہ ساکت نظریں اسکے چہرے پر اٹکا گئی تھی۔

مرجان مسکرایا۔

ماوی مزاق کر رہا تھا۔

اسکے سر پر ہلکا سا تھپڑ مارتا وہ زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پر لیے ہوئے بولا تھا۔

ماوی کی آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا جب وہ سرعت سے ہتھیلی پر وہ قیمتی آنسو لے گیا تھا۔

ماوی نے اسے حیرت سے دیکھا۔

ماوی پلیز ڈونٹ ویپ مزاق کر رہا تھا پاگل۔

وہ اسکا آنسو اپنے سر کے بالوں میں کہی جذب کرتا دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

ماوی مسکرادی۔

مرجان نے بے ساختہ اسکا چہرہ اپنی گود میں رکھا تھا ۔

ماوی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

سو جائیں۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اسکا سر تھپکنے لگا تھا۔

ماوی گہری سانس لیتی ہونٹوں پر ہلکی مسکان سجاتی وہ بے ساختہ اپنا چہرہ اسکی گود میں چھپا گئی تھی۔۔

مرجان نے ضبط سے آنکھیں میچی۔۔
کچھ ہی دیر گزری تھی ماوی کی گرم گرم سانسیں اسے اسکی نیند کا بتا گئیں تھیں،

وہ اسے اٹھا کر اگلے حصے کی طرف بڑھا تھا۔

ماوی کو اسکے بیڈ پر لٹا کر اس پر اچھے سے کمبل اوڑھ کر اسے دیکھتا الٹے قدموں سے چلتا وہ دروازے تک پہنچ چکا تھا۔

آنکھیں اسکی دھندلانے لگیں تھیں۔۔

وہ ایک دم پلٹ کر وہاں سے بھاگا تھا۔۔

مرجان کی مہندی تھی سارے کام وہ بھاگ بھاگ کر رہی تھی جس پر پناہ خوب جل بھن رہی تھی۔۔۔

اسکی فکر میں، میں سو کھ کر لکڑی بن چکی ہوں اور اسے دیکھو ایسے کام کر رہی ہے جیسے اسکے شوہر کی نہیں اسکے بھائی کی شادی ہو پاگل لڑکی۔

وہ خوب برسی تھی۔

جبکہ مہمانوں کے لیے چائے دم پر لگاتی وہ مسکرادی۔۔

مرجان سر جھکائے ڈیٹھ بنا بیٹھا تھا اور کاشان اسے تندہی سے گھور رہا تھا۔

آخری بار پوچھ رہا ہوں تیار ہو رہے ہو یا نہیں۔

وہ اس بار خاصے غصے سے پوچھ رہا تھا۔

وہ ہمیشہ کا بت بنا بیٹھا رہا اس بار بھی کوئی حرکت نہیں کچھ نہیں بولا۔

مرجان۔

"" وہ چلایا تھا۔

بھائی مجھے وہ پسند نہیں۔

وہ دھیمے لہجے میں عذر پیش کر رہا تھا۔

تو برخودار کو کون پسند ہے۔

کاشان نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

کاشان بلیک سوٹ میں غضب کا لگ رہا تھا اسکی پرسنلٹی بھی تو زبردست تھی جو پہنتا اس پر سج جاتا۔

وہ ہلکے سے مسکرایا تھا کہ آنکھوں میں کسی کی تشبیع بڑی واضع لہرائی تھی۔

میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں کیا میرے پیارے بھائی کو وہ لڑکی پسند ہے جو اس گھر میں رہ رہی ہے کیا تم جانتے نہیں تم انسان نہیں رہے تمہاری شادی کسی انسان سے نہیں ہو سکتی کیوں مجھے اتنا ذلیل کر رہے ہو مرجان کان کھول کر سن لو بابا کو تو کھو دیا میں نے لیکن تمہیں ہر گز نہیں کھونا چاہتا۔

وہ عجیب سے سرد لہجے میں بولا تھا۔

لبہ نے باپ کو دیکھ کر چاچو کو دیکھا جس کے چہرے پر تاریک سائے لہرانے لگے تھے۔

بابا مان جائیں ناوہ کتنی پیاری اور سویٹ ہیں۔۔

لبہ منمنائی تھی۔

تم چپ رہو تم بچی ہو ابھی سمجھی۔

اسنے بیٹی کو بھی جھاڑ دیا تھا۔

وہ منہ بسور کر دوبارہ بیٹھ گئی۔۔

بھائی آپ کو کیا لگتا ہے آپ منت کی شادی مجھ سے کروا دیں گئے تو اپنے بھائی کو بچا لیں گئے جبکہ اسکا مرنا طے ہے۔

وہ اٹھ کر کاشان کے پاس آتا ہوا اذیت بھرے لہجے میں بولتا کاشان کا دل چیر گیا تھا۔

مرجان!

وہ بے ساختہ اسے سینے سے لگا گیا تھا۔

اور وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگا تھا عجیب دوراہے پر آ گیا تھا وہ ماوی جب اسکی زندگی میں نہیں تھی تو اسے اپنی زندگی سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی اور اب وہ تڑپ رہا تھا گھٹ گھٹ کر جی رہا تھا۔۔

مرجان میں مر جاوں گا میرے بھائی تمہارے بھائی میں جب تک دم ہے وہ تمہیں مرنے نہیں دے سکتا مرجان تمہاری سانسیں میرے باپ کی سانسیں ہیں تم میرے واحد رشتہ

ہو جسے میں کھو نہیں سکتا میری خاطر منت سے شادی کر لو اور اس لڑکی کو بھول جاو میری خاطر۔۔

اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتا وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بھائی سے درخواست خواں تھا۔

مرجان کاشان کی نمی لیے آنکھیں نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے سر جھکا کر مثبت انداز میں سر ہلا گیا تھا۔۔۔۔

کاشان نے اسکا سر شفقت سے چوما تھا۔۔

باہر سب مہمان ویٹ کر رہے ہیں جلدی سے تیار ہو کر آجاو۔

وہ کہتے ہی باہر نکل گیا تھا۔۔

لبہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔

وہ لبہ کے پاس پنجوں کے بل بیٹھتا اسے سینے سے لگا گیا۔۔

پناہ سی گرین میکسی میں بہت پیاری لگ رہی تھی شولڈر کٹ بالوں کو شانوں پر بکھیرے وہ غصے سے کاشان علوی کو گھور رہی تھی۔

ماوی ٹی پنک سادی سی فراک میں تھی۔

پوری طرح حجاب سے چہرہ کور کیے وہ سانس روکے سیڑیاں اترتے مرجان کو دیکھ رہی تھی

۔

جو نیوی بلیو سوٹ میں اپنے دراز قد سے ماوی کو ساکت کر گیا تھا اسنے اسے سوٹ میں پہلی

بار دیکھا تھا اور وہ بھی الگ رنگ میں ورنہ وہ تو ہمیشہ ہی بلیک کلر میں ہوتا تھا۔

کاشان نے خوش ہوتے ہوئے اسکا بازو تھاما تھا۔۔

وہ جا تو بھائی کے ساتھ رہا تھا لیکن نظریں اسی پر تھیں جو بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی

تھی۔

وہ سٹیج پر رکھے سنگل صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

نظرِیں اب ماوی کے کالی جوتی میں قید گورے پیروں پر تھیں۔۔

اور ماوی کی اس پر۔۔

دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے الجھی تھیں۔

منت وادی کی سب سے مینگی بیوٹی میک اپ آرٹسٹ سے تیار ہو رہی تھی۔

سلکی بالوں کا خوبصورت جوڑا اس میں ڈھیر و گلاب کے پھول لگائے گئے تھے،

وہ گرین اورنج میکسی میں انتہا کی حسین لگ رہی تھی۔۔

پناہ نے آہستہ سے جھانک کر دیکھا پھر مسکرائی۔

چڑیل کہی کی میرے ہوتے کبھی بھی میری سہیلی کی سوتن نہیں بن سکتی تم۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی اندر آئی چہرے پر فل مسکان سجاے وہ منت کو دیکھ کر مصنوعی واوا کا تاثر دیتی اسکی تعریف کرنے لگی تھی۔

تم سے پیاری مہندی کی دلہن میں نے زندگی میں نہیں دیکھی سچی۔

اسکی تعریف پر منت نے مغروریت سے گردن اکڑائی تھی۔۔

آو میں تمہیں باہر لے کر چلتی ہوں۔

وہ اسے کھڑا کرتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔

منت نے مغرور نظروں سے اپنے سراپے کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا۔

اسے ساتھ لے جاتی وہ تیکھی نظروں سے اسکی میکسی دیکھ رہی تھی جو پاوں تک تھی،اور نیچے ہائی ہیل۔

ہیل دیکھ کر اسکے ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

وہ کمینگی مسکان سے اسکا بازو تھام گئی تھی۔۔

پناہ اسے بڑی اختیاط سے سیڑیاں لے کر اترنے لگی تھی پیچھے تین چار اور بھی لڑکیاں تھیں۔۔۔

جب دس سیڑیاں رہ گئیں تو اس نے بڑی اختیاط سے اسکے آگے اپنا پاوں کیا تھا منت کی نظر سامنے تھی گردن اٹھی ہوئی تھی۔

پناہ کے پاوں سے اسے پہلے ٹھوکر لگی تھی پناہ نے آہستہ سے اسکا بازو چھوڑ دیا۔۔

ہائی ہیل سلپ ہوئی تھی ٹائل لگی سیڑیوں سے وہ بری طرح پھسلتی ہوئی چیختی منہ کے بل نیچے گرنے لگی تھی۔۔

باقی لڑکیاں بھی چیختی ہوئی اسکے پیچھے لپکیں تھیں۔

وہ اپنی طاقت کا استعمال لازمی کرتی اگر اسکے پیچھے لڑکیاں اور سامنے مہمان نا ہوتے تو۔۔

پناہ نے مصنوعی شاک سے منہ پر ہاتھ رکھا تھا پھر کاشان کو اندر آتے دیکھ کر وہ منت سے بھی زیادہ زور سے چیختی ہوئی منت کے پاس آئی تھی۔۔

تم کیسے اچانک کیسے گر گئی۔

عدیل منت کو اٹھاتے ہوئے فکر مندی سے بولا جس پر منت ہونٹ بھینچے سر نفی میں ہلا گئی

۔

سب مہمان اسکے ارد گرد اکٹھے ہو گئے تھے۔۔

ماوی نے پریشانی سے منت کو دیکھ کر اسے دیکھا۔۔

جس کا چہرہ سپاٹ تھا دونوں ہاتھ کرتے کی جیبوں میں گھسائے ہلکا سا مسکرایا تھا وہ جس پر ماوی نے اسے شاک سے دیکھا۔

افففف کہاں پھنس گئی میں ابھی یہ چوٹیں ٹھیک کر لیتی لیکن یہ لوگ انہوں نے میرا فنکشن سپوئل کروا دیا ایڈیٹس کہی کے۔

منت ڈاکٹر کو دیکھ کر دل میں خوب جھنجھلائی رہی تھی۔۔

مہندی کا فنکشن کینسل کرا دیا گیا تھا اب وہ منت کو ایسے ہی تو رسم کے لیے نہیں لے جا سکتے تھے نا۔۔۔

پناہ مسکراتے ہوئے کانوں میں پہنے جھمکے اتار رہی تھی۔۔

جب کاشان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

وہ ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

وہ تندہی سے لب بھینچے اسے گھور رہا تھا۔۔

کیا ہے میں نے کونسا آپکی ساری جائیداد اپنی نام لکھوالی ہے جو آپ یوں آنکھیں ٹیڑی کر کے مجھے گھورے جا رہے ہیں۔

وہ کندھا چھڑانے کی کوشش کرتی ہوئی تیکھے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

سچ بولنا کیا منت کو سیڑیوں سے تم نے دھکا دیا تھا۔

وہ اسکے کندھے پر پکڑ مضبوط کرتا ہوا سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

پناہ دی ڈون کے چہرے پر ایک دم سے بارہ پھر تیراں بجے تھے۔

ن ن نہیں تو آپ کو تو اپنی بیوی ہی ہمیشہ بری لگتی ہے اب بندا چار فٹ کا ہو تو کیا ضرورت

ہے تین فٹ کی ہیل پہنے کی گرنا تو تھا نا اسنے میرے تو فرشتے بھی اس کام سے انجان ہیں کہ کسی کو گرایا کیسے جاتا ہے۔۔

وہ پہلے تو فل بھو کھلائی تھی پھر ایک دم سے اپنی صفائی پیش کی آنکھ میں آیک آدھا با مشکل آنسو بھی لے آئی وہ بھی ایک ہاتھ سے اپنی کمر پر زور سے چٹکی کاٹ کرتا کہ وہ جھوٹی تو نا پڑے نا۔۔

اور رئیلی۔۔

وہ تیکھے لہجے میں بولا تھا۔۔

ہاں بالکل رئیلی شیلی اور۔۔۔۔

وہ سر ہلاتی پورے کانفیڈینس سے بولتی ہوئی چپ ہوئی موبائل میں چلتی ویڈیو دیکھ کر۔

کاشان کے چلتے فون میں اپنا کارنامہ دیکھ کر اسے چار سو واٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔

اب مسز ڈون جی۔۔۔۔۔

وہ غصے سے سرخ چہرے سے پوچھ رہا تھا۔

وہ تھوک نگلتی آنکھیں پھاڑے بند دروازے کو دیکھنے لگی۔

تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکا کندھا جھنجھوڑتا ہوا پھنکارا تھا۔

واوا ایڈیٹنگ کروائی گئی ہے یہ ویڈیو میرا چہرہ اس لڑکی پر لگا دیا گیا ہے میں کیوں گراوں گئی اس منت شنت کو میرے تو فرشتے بھی اس سے دور رہیں ڈروانی شکل والی کہی کی مجھے کیا پڑی تھی اسے گرانے کی میں تو کافی اوپر تھی جب یہ گری تھی،

مجھے پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا یہ ایڈیٹنگ میرے کسی دشمن نے کروائی ہے ایک تو میرے دشمن بھی بہت ہیں۔

وہ ایک دم کندھا چھڑاتی ہوئی تیز لہجے میں بولی تھی اسے کہتے ہیں ایک تو چوری اوپر سے سینازوری۔۔۔

وہ نظروں میں بنا کوئی تاثر لیے اسکے ایک دم بہت قریب آیا تھا۔۔۔

ویسے یہ ویڈیو کہاں سے ملی آپکو؟

وہ پریشانی سے پیچھے ہٹتی ہوئی تجسس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

تمہاری معلومات کے لیے بتادوں میرے گھر کے ہر کونے میں کیمرے لگے ہوئے ہیں

۔۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا غصے سے کہہ رہا تھا۔۔

کیاااااا!

وہ حیرت زدہ ہوئی۔

کیا اس کمرے میں بھی کیمرہ ہے۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی پریشانی سے پوچھنے لگی۔

ہاں۔۔

وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

تو کیا میں اب انہیں صرف دل میں ہی کوسا کروں گئ۔

وہ شدید جھنجھلائی تھی۔۔

لیکن تھی یہ ایڈیٹنگ ہی۔۔۔۔۔

وہ بول رہی تھی جب

وہ اسے ایک دم سے تھام گیا تھا۔۔

پناہ گھبرائی اسے ایک دم سے اپنے اتنے نزدیک آتے دیکھ کر۔۔

کیا تمہارا ڈریس بھی نیچے فٹ کیا گیا تھا کسی اور پر۔

وہ اسکے کندھے سے دوپٹہ اتارتا ہوا سرد لہجے میں بولا تھا۔

پناہ کی ریڑ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی تھی۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے اسکے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔۔

جو اسکی گردن ایک جھٹکے سے جھکڑ کر اپنے چہرے کے بے حد قریب کر گیا تھا۔

کیا کہا تھا میں نے تمہیں۔

وہ بے حد سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا اسکے ہونٹ پناہ کے نچلے ہونٹ پر سرک رہے تھے۔۔

پناہ کے وجود میں خوف کی ایک لہڑ دوڑ گئی تھی۔

کچھ نہیں۔۔

وہ اسکے ہاتھ کمر پر دیکھ کر جلدی سے بولی۔۔

وہ اسے اٹھا کر بالکنی کی طرف بڑھا تھا۔

پناہ کے سارے ڈیلے باہر نکل آئے تھے موت کو نزدیک دیکھ کر۔۔

دیکھیں مجھے اس بار معاف کر دیں اگلی بار میں کوئی بُرا کام نہیں کروں گئی۔

وہ اسے بالکنی کی ریلنگ پر بٹھا چکا تھا تھا جب وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔

رہنے دو اب صرف موت کا مزہ چکھو۔

وہ سرد لہجے میں بولتا پناہ کو اور خوف سے دوچار کر گیا تھا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے اسکا گریبان جھکڑے ہوئے تھی۔۔۔

جاو مرو۔۔۔

اسنے کہتی ہی اسے دھکا دے دیا تھا۔۔

پناہ کی چیخ بڑی خوفناک تھی۔

وہ چینج کر کے سینے تک کمبل اوڑھ کر آنکھوں پر بڑے بڑے گلاسز لگا کر کوئی سلامک کتاب پڑھ رہی تھی یہ گلاسز اسکے دادا جان کے تھے۔۔

وہ ہلکی سی نوک کر کے اندر آیا تھا۔

وہ اسکی آہٹ محسوس کر کے نظریں کتاب سے ہٹا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

جو کالی شرٹ کالی ہی پینٹ میں اپنی سیاہ رنگت تیکھے چبتے ہوئے نقوش سے ماوی کو اپنے دل میں گھستا محسوس ہوا تھا۔

تم!

وہ کتاب بند کر کے مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔

ہمممم!

وہ اسکے بیڈ پر جگہ بنا کر بیٹھتا ہوا دھیمے سروں میں بولا تھا۔

چائے بنالاؤں۔۔

وہ اسکے تھکے سے چہرے کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

وہ جواباً مسکرایا۔۔

ماوی بھی مسکرائی۔

مجھے چائے کے نام پر دودھ نہیں پینا جنتِ ماوی۔۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا ماوی کا دل دھڑکا گیا۔

ماوی کو اسکے ہونٹوں سے اپنا نام بہت خوبصورت لگا تھا۔۔

نہیں پانی والی بناوں گئی۔

وہ گلاسز اتارتی ہوئی بولی۔۔

ماوی آپ پر گلاسز بہت سوٹ کر رہیں تھیں۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا بولا ماوی کے چہرے پر شرمگیں مسکان کھلی تھی۔

"

مزاق تو نہیں کر رہے۔

وہ شرارت سے پوچھ رہی تھی۔

وہ جواباً مسکرایا تھا اور وہ بھی مسکرادی تھی۔۔

مرجان تم مجھے آپ کیوں کہتے ہو حلانکہ تم مجھ سے دو تین سال تو بڑے ہی ہو گئے۔

وہ پھسکڑا مار کر بیٹھتی کب سے دل میں کلبلاتا سوال اس سے پوچھ رہی تغی۔

وہ جواباً آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھے گیا۔۔

کیونکہ آپ جو مجھے آپ نہیں کہتی اس لیے اور میں آپ سے تین سال نہیں پانچ سال

بڑا ہوں۔۔۔

وہ اسکی انگلیاں اپنی انگلیاں میں لیتا ہوا بولا تھا۔۔

ماوی کا دل اسکے اختیار سے باہر نکلنے لگا تھا کسی انوکھی سی دھن میں دھڑکنے لگا تھا۔

وہ اسے دیکھنے لگی۔

اور وہ اسکے شفاف نیل پالش سے مبرا ناخنوں کو۔

ماوی نے آہستہ سے دوسرے ہاتھ سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھا تھا اور اسکے نزدیک ہوئی تھی

۔

مرجان کا دل ساکت ہوا وہ اسے دیکھنے لگا۔۔

ماوی نے آہستہ سے اسکے برہنہ سینے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

مرجان کا دل ماوی کی ہتھیلی کے نیچے پھڑ پھڑا کر رہ گیا تھا۔

ماوی اسے دیکھے گئی پھر اپنے ہونٹوں سے اسکی کشادہ پیشانی چھو گئی۔

مرجان ہونٹ بھینچے نظریں اسکے خوبصورت چمکتے چہرے سے ہٹا گیا تھا۔

وہ ماوی کا ہاتھ ہٹاتا ہوا ایک دم سے اٹھا تھا۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔

مجھے نیند آرہی ہے گڈ نائٹ آپ بھی سو جائیں۔۔۔

اس سے نظریں چرا کر کہتا وہ رکا نہیں تھا تیزی سے اسکے کمرے سے نکل گیا۔

کوریڈور میں آتا رکا تھا وہ ایک دم سے فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھتا سر فرش سے اٹکا تا رو دیا تھا۔۔

ماوی نے ساکت نظروں سے خالی کمرے کو دیکھ کر اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا۔

آنکھوں سے بے رنگ مائع بہنے لگا تھا۔

اسکی پیش رفعت پر مرجان نے اسکا ہاتھ اپنے وجود سے جھٹک دیا تھا آخر کیوں۔

وہ کیوں اسکے سامنے اتنی بے بس پڑ جاتی تھی۔

تکیے پر سر رکھتی وہ بے آواز رونے لگی تھی۔۔۔۔

منت غصے سے پاگل ہو رہی تھی کمرے کا نقشہ وہ بہت بری طرح بیگاڑ چکی تھی۔

کتنی خوش تھی میں آج کتنی پیاری لگ رہی تھی لیکن میری تیاری ساری گڑ ک گئی ۔

تم دونوں کو چھوڑوں گئی میں بھی نہیں بہت بری موت دوں گئی تم دونوں سہیلیوں کو۔

وہ ادھر ادھر چکر لگاتی غصے سے کھول رہی تھی چہرہ غصے سے سیاہ پڑ چکا تھا آنکھیں سرخ لال انگارا ہو چکیں تھیں لیکن سکون نہیں آ رہا تھا جب تک وہ پناہ کو اسکی غلطی کی سزا نا دے لیتی۔۔

۔

وہ ایک جھٹکے سے اسکی کہنی سے بازو تھام گیا تھا۔

اسکی آنکھیں آسمان سے جا لگیں تھیں اور چیخ ہنوز قائم تھی پناہ دی ڈون کی۔۔

وہ اسکا چیخنا بیزاری سے دیکھتا اسے بری طرح ہلا گیا تھا۔

آنکھیں کھولو بے وقوف لڑکی۔

وہ بھینچے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

پناہ نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔

کیا میں جنت میں ہوں۔

وہ آنکھیں کھولے آسمان پر چمکتے ستارے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

لیکن پھر نظر سامنے کھڑے وجود پر پڑی تھی جو خاصی تیکی نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں جنت میں آپ کیسے ہو سکتے ہیں تو مطلب میں مری نہیں اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے بچ لیا ورنہ ظالم دنیا نے تو مارنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

وہ دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے بولتی پھر ہاتھ چہرے پر پھیر گئی۔

بات سنو تم پاگل تو نہیں ہو۔

وہ شکی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

پاگل ہوں میرے دشمن اور اللہ کرے پاگل خانے میں انہیں کھانا بھی نصیب نا ہو۔

غصے سے کہتی وی بھاگی تھی جب وہ دوبارہ اسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنے وجود کے بے حد قریب کر گیا تھا۔۔

پناہ نے کھلے منہ سے اسکی جسارت محسوس کی جو اسکی گردن کو پیچھے سے تھامے سخت وارننگ دیتی نظروں سے اسے دھمکا رہا تھا۔

پناہ نے ٹھٹھک کر اسکے چاندنی کی سپید روشنی میں نہائے نقوش کو دیکھا تھا وہ کچھ بولتا ہوا

شاید اسے دھمکا رہا تھا لیکن پناہ کو اپنے ارد گرد چاندنی کی روشنی رقص کرتی محسوس ہو رہی تھی کانوں میں گانے گونج رہے تھے جو وہ سنتی تھی دل کی دھڑکن ہولے ہولے چل رہی تھی۔

وہ مسکرائی تھی۔

جس پر کاشان نے اسے قہر بھری نظروں سے دیکھا تھا عجیب دماغ کی لڑکی تھی وہ ڈانٹ رہا تھا اور اسکی پاگل بیوی مسکرا رہی تھی۔

تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔۔

وہ غصے سے کہتا ہوا جا چکا تھا۔

جبکہ وہ بازوں پھلاتی جھومنے لگی تھی کاشان نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ٹھٹھک کر وہی رک گیا۔

وہ لڑکی عجیب تھی جو اتنا کچھ ہو جانے پر بھی مسکرا رہی تھی جھوم رہی تھی۔

وہ وہی کھڑا اسے کافی دیر دیکھتا رہا تھا۔۔۔

صبح ناشتے پہ روٹی پاٹ رکھ رہی تھی جب وہ بلیک جاگنگ ٹریک سوٹ پہنے چہرے پر شرمندگی بھرے تاثرت لیے اس جامنی سوٹ والی کومل لڑکی کے پاس آیا تھا۔۔۔
جسکی سرخ سوجی آنکھیں مرجان علوی کا دل چھلنی کر گئیں تھیں۔۔

ماوی۔۔۔

اسکی نرم دھیمی پکار پر ماوی ہونٹ بھینچ گئی تھی۔۔

کیا مجھے ایک کپ چائے ملے گئی۔

اسکے سامنے والی چیئر ہر بیٹھتا ہوا وہ بولا تھا۔۔

ماوی بنا اسے دیکھے سرہاں میں ہلاتی کپ میں اسکے لیے چائے ڈالنے لگی تھی۔۔

چائے اسکے سامنے رکھ کر وہ بنا اسے دیکھے کچن کی طرف چلی گئی۔

مرجان نے کالی پتلی چاے کو دیکھا پھر کچن میں نظر آتے اسکے عکس کو۔۔

وہ بالوں کی رف سی چوٹی کیے جامنی سوٹ میں کافی مرجھائی سی لگی تھی اسے۔۔

مرحان سے چائے کا ایک گھونٹ نہیں لیا گیا تھا۔۔

آج رات کے لیے ہوٹل بک کروا دیا ہے میں نے رات نو بجے پہنچ جانا۔۔

کاشان نک سک سا تیار ڈائنگ ٹیبل پر آتا ہوا بولا تھا۔

وہ بنا کچھ کہے سر جھکا گیا۔

کاشان نے اسکے بکھرے بالوں کو دیکھا پھر گہری سانس لے کر اسکا کندھا تھپکتا وہ عجلت میں جا چکا تھا ۔۔

تب ہی منہ بسورے پناہ اور سکول کے لیے تیار لبہ چلی آئی۔

وہ دونوں اپنی اپنی چیئر پر بیٹھ کر ناشتے کا ویٹ کرنے لگیں۔

لبہ سلائس کترنے لگی اور وہ مرجان علوی کو دیکھنے لگی۔

جو سر جھکائے اپنی ٹھنڈی چائے پر نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا۔۔

تب ہی ماوی پلیٹ میں پناہ کے لیے مولی والا پراٹھا لیے چلی آئی۔

یہ لو تمہارا فیورٹ ناشتہ۔۔

اسکے آگے ناشتہ رکھتی وہ بولی تھی۔

تھنکس سو مچ یار ایسے ہی تو تم میرا پہلا پیار نہیں ہو۔

وہ مکھن لگاتی پراٹھے پر ٹوٹ پڑی تھی۔

ماوی نے ہلکی مسکان سے اسے دیکھا پھر نظر سامنے پڑی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ لب بھینچتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ارے ناشتہ تو کرلو۔۔۔

پناہ نے فکر مندی سے پیچھے سے آواز لگائی لیکن وہ ان سنی کیے اپنے کمرے میں جا چکی تھی

۔۔

مرجان کا خالی دل جلنے لگا تھا آنکھیں سیاہ پڑنے لگیں تھیں۔۔

ایکسیوز می۔۔

وہ کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا جس پر پناہ اور لبہ نے بے ساختہ اسکی ناشتے کی پلیٹ دیکھی جو کہ جوں کی توں ہی پڑی تھی۔۔

'

وہ تیار ہو رہی تھی جب وہ اسکے روم میں آیا۔۔

وہ بلیک سوٹ پر سکن کلر کی بڑی سے چادر سیٹ کر رہی تھی شاید وہ کہی جا رہی تھی۔۔

وہ بیگ کندھے پر رکھتی چونکی کہ وہ اسکی موجودگی کو محسوس کرتی ہوئی اسکی طرف پلٹی تھی۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ پشت پر باندھے آہستہ قدموں سے ساکت کھڑی ماوی کے پاس آیا تھا۔۔

آپ کہی جا رہیں ہیں۔۔

وہ براون آنکھوں کی پتلیاں اس کے وجود پر ساکت کیے اس سے احترام سے پوچھ رہا تھا.

دادا جان سے ملنے جا رہی ہوں۔۔

وہ سنجیدگی سے اپنا حجاب پن اپ کرتی ہوئی بولی ۔۔

کیا میں آپکو چھوڑ آوں ؟؟؟؟؟؟؟

حجاب سیٹ کرتے اسکے ہاتھ رکے تھے ایک نظر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو آس سے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ آہستہ سے سرہاں میں ہلاتی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

وہ سنجیدگی سے اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھا۔۔

تم نے کال کرنے کی زخمت کیوں کی۔۔

پناہ نے فون میں تیکھے لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔۔۔

یار تم میری دوست ہو تمہیں فون نہیں کروں گئی تو کسے کروں گئی،

ہو گئی غلطی کیا اب ساری زندگی ایسے ہی طعنے دو گئی مجھے ۔۔۔

عنیزہ نے بھرائے ہوئے لہجے میں شوں شوں کرتے ہوئے پوچھا۔

اچھا سوری اب بتاو کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔۔

وہ بیڈ پر الٹا لیٹتی ہوئی پوچھنے لگی۔

یار وہ ارشمان مجھے بلیک میل کر رہا ہے وہ مجھ سے مسلسل پیسوں کا تقاضا کر رہا ہے اور عجیب عجیب سی پکس بھیج رہا ہے وہ۔

عنیزہ کی بات پر چڑا سے غصہ گیا تھا۔

اس ناہنجار کی اتنی ہمت، نمبر دو اسکا مجھے ایسی ایسی گالیاں دوں گئی کہ یاد رکھے گا خبیث انسان بلاک کر دو اسکا نمبر۔

وہ مشتعل ہوتی بولی تھی۔

یار کئی بار اسکا نمبر بلاک کر چکی ہوں ختیٰ کہ سم بھی بدل چکی ہوں پر وہ باز نہیں آرہا کیا کروں میں کہتا ہے اگر پیسے نا دیئے تو تمہاری ساری قابل اعتراض پکچرز تمہارے بابا کو بھیج دوں گا آخر میں بے چاری کیا کروں۔۔۔

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی جس پر پناہ بہت پریشان ہوئی۔۔

فکر مت کرواسے تو میں دیکھ لوں گئی بس اس کا ایڈریس سینڈ کر دو مجھے۔

وہ تکیے پر غصے سے مکہ رسید کرتی ہوئی بولی تھی۔۔

عنیزہ نے سر ہلا کر شکر یہ بول کر فون بند کر دیا۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے لیٹنے کا سیدھا ہو کر لیٹو۔۔

کاشان کے سخت لہجے پر وہ کرنٹ سی تیزی سے سیدھی ہوئی تھی۔۔

اب بندا لیٹے بھی نا۔

وہ خفگی سے بولی جس پر کاشان نے اسے گھورا تھا۔

ایسے لیٹنے سے گناہ ملتا ہے مسز ڈون۔۔

وہ طنز سے بولتا کبڈ کی طرف بڑھا۔

وہ اسے دیکھنے لگی جو بلیو شرٹ پر بلیک کوٹ پہنے ہوئے تھا نیچے بلیک ہی پینٹ وہ شخص اپنے پہنناوے کا خاص خیال رکھتا تھا کچھ تھا بھی شکل کا وجیہہ۔۔

اففف اس کھڑوس کو کیوں دیکھے جا رہی ہوں میں مجھ سے تو کم شکل ہی ہے اور کہی میرے دیکھنے پر کوئی اور فتویٰ ہی نا لگا دے ۔

وہ بڑبڑائی تھی۔۔

کیا مرجان کی شادی کینسل نہیں ہو سکتی۔

وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔

جس پر وہ اسکی طرف پلٹتا اسے خشمگیں نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔۔

میرا مطلب تھا کہ میرے محلے میں بہت پیاری پیاری شکل کی لڑکیاں ہیں ان میں سے کسی

ایک سے شادی کرائیں گئے تو ہمارے گھر میں سکون رہے گا ورنہ آپ نہیں جانتے جٹھانی دیوارنی کی کتنی لڑائیاں ہوتیں ہیں آپ تو خاصے معصوم ہیں نا۔

وہ اسکی خشمگیں نظروں کے جواب میں اس سے تھوڑا پیچھے ہوتے ہوئے بولی تھی۔۔

اور جو تم لاؤ گئی وہ تم سے نہیں لڑے گئیں۔

وہ طنز سے آئی برو اچکا کر پوچھ رہا تھا۔۔

نہیں وہ میرے انڈر میں ہیں میری بہت دہشت ہے ان پر۔۔۔۔۔۔

وہ فخر سے گردن اکڑا کر بولی تھی۔

کاشان نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔۔

جو گلابی سوٹ میں کندھوں سے نیچے تک جاتے بال کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ اسکے قریب آتا سمجھداری سے سر ہلا گیا تھا۔۔

کیوں بولتی ہو اتنا فضول؟؟؟

وہ دونوں ہاتھ پاکٹس میں گھساتے ہوئے بڑی فرصت سے اس سے مخاطب تھا۔

پناہ بھنویں اچکا گئی۔۔

میں کہاں فضول بولتی ہوں میری امی کہتیں ہیں میری پناہ تو کبھی بنا مطلب کے بات نہیں کرتی میں تو کافی سمجھدار ہوں محلے کی انٹیاں تو ایسے ہی کہتیں تھیں۔

وہ خوامخواہ ہی بال سنوارتی ہوئی اپنی تعریف میں رطب السان تھی۔۔

اور یئلی مجھے کیوں تم میں کوئی سمجھداری دیکھائی نہیں دی ۔۔

وہ اسے اپنے قریب کھینچ گیا تھا۔۔

پناہ نے پہلی بار اسکی قربت دل سے محسوس کی تھی بلکہ دل کے تار بجنے لگے تھے۔

وہ گھبرا گئی اپنی دل کی بدلتی لے پر۔۔

بولو اب مسز طوطی۔

وہ اسکا کان کھینچتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولا۔

پناہ مسکرائی۔

آپ نا مزاق کرتے اچھے لگتے ہیں۔

وہ اسکا چہرہ دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔

لیکن میں نے کب مزاق کیا۔

وہ حیران ہوا۔۔

ابھی آپ نے مجھے طوطی بولا نامیں کوئی طوطی تھوڑی ہوں میں تواشرف المخلوق ہوں نا

۔۔

وہ چہرہ پیچھے کرتی ہوئی بولی کہ کاشان کا چہرہ اسکے چہرے کے کافی قریب آ چکا تھا۔۔

وہ سر ہلاتا پہلی بار کھل کر مسکرایا تھا۔

باہر مہمان آئے ہیں انکی خاطر داری کرو وزرارات کو شادی ہے ناتو یہ لوگ یہی سے ہمارے ساتھ ہوٹل جائیں گئے۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

ہنس کر دو باتیں کیا کرلیں معصوف نے باورچن ہی بنادیا ہے مجھے،

خاطر داری کہاں سے کروں مجھے کونسا گھر کے کاموں میں دلچسپی ہے آئیں ہیں تو ہونے والی بارات کا کھانا کھا کر چلتے بنے میں کہاں بے چاری خاطر داری کرتی پھروں۔۔

وہ تو خاصی تپ گئی تھی خاطر داری کے نام پر ہی۔۔

وہ دادا جان کے پاس کافی چپ چاپ آفسردگی میں بیٹھی انہیں دیکھتی رہی اور وہ اسے چپ چاپ دیکھتا رہا۔۔

شام کے چار بج رہے تھے جب وہ وہاں سے نکلے آج اسکی شادی تھی منت سے مرجان اور ماوی کا دل ڈوب رہا تھا۔

وہ دھندلاتی نظروں سے باہر کے دوڑتے بھاگتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

ماوی آئس کریم کھائیں گئی۔۔

وہ گاڑی روکتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ سرہاں میں ہلاتی اسے دیکھنے لگی جو اسکے ہاں کہنے پر گاڑی سے نکلتا آئس کریم پارلر میں گھس گیا تھا۔۔

پانچ منٹ بعد وہ دو آئس کریم کے ڈبے اٹھائے چلا آیا۔۔

آپکے لیے۔

اسکی پسندیدہ ونیلا فلیور اسکے آگے کرتا وہ دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

ماوی نے آئس کریم پکڑی اور آہستہ آہستہ کھانے لگی۔۔۔۔

ماوی آپ مجھ سے ناراض ہیں۔

وہ گاڑی کا موڑ کاٹتا ہوا درزیدہ لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اسکا سیاہ چہرہ دیکھا جس پر تاریک سائے بڑے واضع تھے۔

نہیں تو۔

وہ اس بار مسکراتے ہوئے بولی۔

آئی نو آپ ناراض ہیں اور ہونا بھی چاہیئے میں نے آپکو ہرٹ کیا تھا آپکا ناراض ہونا بنتا تھا

مائے لائف اینڈ ہارٹ۔

اسکا گھمبیر لہجہ ماوی کے ارد گرد خوشبو کی مانند چکرانے لگا تھا۔۔

وہ آنکھوں میں دنیا جہاں کا عشق لیے اسے دیکھتا رہا تھا۔

ماوی مسکرائی پھر سر جھکاتی اپنی آئس کریم کھانے لگی۔

ماوی۔۔

وہ اسکا نام ہلکے سے بڑبڑاتا گاڑی کی سپیڈ لو کر گیا تھا۔۔

تیار ہو جاو بینکوئٹ جانا ہے تمہاری شادی ہے مہمان سب ویٹ کر رہے ہیں اور تم سو رہے ہو آفرین ہے تم پر میرے بھائی۔

وہ کھول اٹھا تھا اسکے روم میں آکر جسکا کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور وہ خود اوندھے منہ پڑا آنکھیں موندے ہوئے تھا جس پر وہ خوب غصہ ہوا شادی کا سوٹ زمین پر پڑا ہوا تھا اسے غصہ تو آنا ہی تھا نا۔۔

وہ اٹھ کر کاشان کے سامنے آیا سر جھکا گیا تھا وہ۔۔

بھائی میں جینا چاہتا ہوں آپ کیوں مجھے مارنا چاہتے ہیں۔

اسکا تاریکی میں ڈوبا لہجہ اور الفاظ کاشان کو ساکت کر گئے۔

مر جان۔

وہ چلایا تھا۔۔

بھائی آپ خود مجھے مار دیں میں گھٹ گھٹ کر نہیں مرنا چاہتا آپ ایک ہی بار مجھے مار کر کام ختم کریں بس۔۔

چٹاخ۔۔۔۔۔

کاشان کا تھپڑ اسکے چہرے پر ہلکا سا تبسم بکھیر گیا تھا تھپڑ ہلکا سا تھا وہ غصے میں بھی اسے سخت نہیں مار سکتا تھا۔۔

تم پاگل ہو گئے ہو اور کچھ نہیں تیار ہو کر باہر آو۔

وہ غصے سے کہتا باہر کی طرف بڑھا تھا جب مرجان ایک دم کاشان کے سامنے آیا تھا وہ گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا سر بھی جھکا گیا تھا۔۔

کاشان کا جسم پتھر ہوا تھا وہ ساکت وجود سے اسکے ہاتھ دیکھ رہا تھا جو اسکے قدموں پر رکھے رو رہا تھا کہ اسکے آنسو میٹ پر گر رہے تھے اور جس جس جگہ اسکے آنسو گر رہے تھے وہاں وہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔۔

بھائی زندگی میں میں نے آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگا کبھی کوئی فرمائش نہیں کی آپ چاہتے ہیں مجھے کچھ نا ہو تو اس منت کے ساتھ مت جوڑیں مجھے زندہ رہنے دیں اپنے بھائی کو اگر

آپ نہیں چاہتے میں ماوی کے قریب جاوں نہیں جاوں گا آپ بس اسے میری نظروں کے سامنے رہنے دیں میں جی اٹھوں گا میں انہیں نہیں چھوں گا خود پر جبر کروں گا لیکن انکے پاس نہیں جاوں گا خلانکہ یہ میرے لیے کسی موت سے کم نہیں ہو گا لیکن میں صرف انکار رہنا چاہتا ہوں انہیں ہمیشہ اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں آپ جانتے ہیں وہ کون ہیں وہ میری بچپن کی بیوی جنتِ ماوی ہیں جو رشتہ میرے دادا نے جوڑا تھا بھائی وہ رگ رگ میں زندگی بن کر دوڑ رہیں ہیں انکے چہرے پر ایک سلوٹ برداشت نہیں کر سکتا آپکا بھائی۔۔۔۔

کاشان کے ہاتھ پر چہرہ رکھے وہ بہت دھیمے لہجے میں بھائی سے فریاد کناں تھا۔۔۔۔

کاشان کا وجود جھٹکوں کی زد میں تھا وہ شاک تھا مرجان کے دیوانگی پر اسکے لفظ لفظ میں کاشان کو زخمی پن محسوس ہوا تھا۔۔۔

منت نے شاک سے اپنے بھائی کو دیکھا۔

بھائی وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ہمارے ساتھ وہ کیسے عین موقع پر انکار کر سکتے ہیں۔۔

وہ دلہن بنی سیاہ رنگت لیے خلق کے بل چلائی تھی۔

عدیل نے بہن کو آفسوس سے دیکھا۔۔

کیا کر سکتے ہیں منت اب ان سے زبردستی تو نہیں کر سکتے نا۔۔

عدیل نے بہن کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔

منت نے ایک دم سے عدیل کا ہاتھ جھٹکا تھا وہ دور جا گرا تھا۔

نہیں بھائی اس خاندان کو حساب دینا ہو گا منت شدیم کو اب وقت آگیا ہے اس گھر کے لاڈلے کو ابدی نیند سلانے کا ایسے ہی منت شدیم کے دل میں ٹھنڈک پڑے گئ وہ میرا نہیں تو کسی کا نہیں بن سکتا۔۔

وہ کمرے کا ستیاناس کرتی قہر سے چلائی تھی کہ کمرے کی دیواروں میں شگاف پڑنے لگے تھے۔۔

عدیل نے اسے پریشانی سے دیکھا تھا جو عجیب سی شکل اختیار کر چکی تھی جسے دیکھ کر کوئی بھی ہوش گنوا بیٹھے۔۔۔۔

کاشان نے اسے قدموں سے اٹھا کر سینے سے لگایا تھا۔۔

وہ بھائی کے سینے سے لگا رو دیا تھا۔۔

مرجان کبھی مرنے کے بات آئندہ مت کرنا تمہارے سوا میرا کون ہے مرجان،
تم میرے باپ کی سانسیں ہو میں خود سے زیادہ تمہیں محبت کرتا ہوں اپنے باپ کی آخری
نشانی سمجھ کر نہیں بلکہ اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر اپنا واحد رشتہ سمجھ کر کرتا ہوں۔
منت ہماری برداری سے تھی میں جانتا تھا اس سے شادی کرنے پر تمہاری زندگی سکیور
رہتی لیکن تمہاری خوشی سے زیادہ عزیز کاشان علوی کو اور کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔

کاشان کا بھرایا لہجہ مرجان کو گلٹ میں ڈال گیا تھا۔

آئی ایم سوری بھائی۔

وہ سر جھکا کر بولا۔

اتنی محبت کرتے ہو اس لڑکی سے۔

وہ مرجان کا چہرہ ہاتھوں میں لیتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ زیرے لب مسکرایا ماوی کا روشن چہرہ آنکھوں کے پردے پر چھم سے لہرایا تھا۔۔

وہ سر جھائے ہی سر ہلا گیا تھا۔

کاشان نے گہری سانس لی اور اسکا سر چوم کر باہر نکل گیا۔

مرجان آنکھیں میچے مسکرایا تھا اذیت تو تھی لیکن اب اس میں کمی ہوئی تھی وجود بوجھ سے آزاد ہوا تھا۔۔

کاشان ساری رات سو نہیں پایا تھا۔۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پر اسکی کہی بات پر مرجان سمیت ماویٰ بھی شاکس سے کاشان کو دیکھنے لگے تھے۔

جبکہ پناہ کے منہ سے پیا ہوا جوس فٹ سے باہر آیا تھا۔۔

کاشان کی بات پر مرجان ایک دم سے اٹھا تھا۔

جواباً کاشان نے آگے بڑھ کر شفقت سے اسے سینے سے لگایا تھا۔

مرجان تم سے بھر کچھ بھی نہیں ہے مجھے۔

اسکے کندھے پر تھپکی دیتا وہ نرم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

ماوی اور پناہ نے حیرت سے اسے دیکھا پھر ایک دوسرے کو دیکھا انداز میں بے یقینی سی تھی ۔۔

تم دونوں آج سے شاپنگ سٹارٹ کردو کیونکہ پرسوں میرے بھائی کی شادی ہے۔

وہ اب ماوی اور پناہ سے مخاطب تھا۔۔

ماوی سرخ چہرے سے وہاں سے جلدی سے نکلی تھی۔

مرجان بھی ہلکی مسکان سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

پناہ چیئر سے کھڑی ہوتی جوس گلاس میں ڈالتے کاشان کے پاس آئی۔

پھر لب دبا کر اسکے ہاتھ پر زور سے چٹکی کاٹی تھی۔

شیییی۔۔

وہ درد سے ہاتھ پیچھے کر گیا پھر اسے سخت نظروں سے دیکھا تھا۔۔

تم وقعی میں پاگل ہو تمہارا کچھ نا کچھ مجھے جلد از جلد کرنا ہو گا۔۔۔

وہ ہاتھ سہلاتا اس پر چڑ دوڑا تھا۔

وہ ایک دو قدم پیچھے ہوئی۔

یہ کیا حرکت تھی۔

وہ چٹکی کاٹنے کی طرف اشارا کر رہا تھا وہ اب معصوم منہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ آپ اتنے اچھے تو ہے نہیں میں نے سوچا کہی خواب نا دیکھ رہی ہوں اس لیے آپکو چٹکی کاٹ ڈالی لیکن یقین کریں مجھے ابھی بھی آپ پر بھروسہ کوئی نہیں ہے، یقین ابھی بھی نہیں آیا مجھے۔۔

وہ شروع ہو چکی تھی ٹرین کی سی زبان والی۔۔

کاشان نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا پھر ایک دم سے اسکی انگلی پکڑ کر منہ میں ڈال کر کاٹی۔۔

آہہہ

پناہ کی زوردار چیخ ہلکی سے بائٹ پر کانوں کو پھاڑ دینے والی تھی۔۔

چیخنا بند کرو نالائق لڑکی۔

وہ اسکے لبوں کو ہاتھوں سے دبائے غصہ ہوا تھا اس پر۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ پیچھے کیا۔

آپ نے مجھے کیوں کاٹا میں نے آپکا کیا بیگاڑا تھا میں تو کسی کو کچھ کہتی بھی نہیں اور میری

چھوٹی انگلی آپ نے بلاوجہ کاٹ دی آخر کونسی آپکی زمینیں میں نے اپنے نام کروالیں تھیں۔۔۔

وہ تو کہتے ہوئے رونے لگ گئی تھی جس پر کاشان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

چاچا کو میرے لیے یہی پاگل بلی ملی تھی ناک میں دم کرر کھا ہے اسنے۔

وہ شدید جھنجھلایا تھا۔

اب آیا یقین کاشان علوی کی بات پر یا اب بھی خواب میں ہی ہو۔۔۔۔

وہ غصے سے بولا تھا۔

ایسے کون یقین دلاتا ہے۔

وہ مشتعل ہوئی تھی۔

جبکہ وہ اسے گھورتا ہوا وہاں سے نکل گیا کہ وہ اپنے سر میں اسر درد نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔

پناہ نے تیکھی نظروں سے اسکی پشت دیکھی پھر اس گھڑی کو کوسا جس میں وہ اسکے قریب آئی تھی اور اسے چٹکی کاٹ ڈالی تھی۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی ماوی کے کمرے کی طرف دوڑی تھی کہ خوشی جو بہت بڑی تھی اسے کیا پتا ماوی کا اصل امتحان تو اب شروع تھا۔۔،

سیاہ گھور رات تھی تاریکی کا سخت پہرہ تھا کہ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ماحول میں خنکی پیدا کر رہی تھی۔۔

وہ اسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا انتہا سے زیادہ غمگین تھا وہ کبھی اس جگہ کو دیکھتا جہاں اسکے عزیز دادا جان نے دم توڑا تھا اور کبھی اس جگہ کو جہاں سے وہ گرا تھا اور اسکی زندگی بھیانک رخ بدل گئی تھی۔

مرجان تم پریشان ہو۔

دیدان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

جی بابا پریشان ہوں میں۔۔

وہ انکی طرف پلٹتا ہوا مدھم لہجے میں بولا تھا۔

وہ مسکرائے۔۔

مرجان زندگی یہی ہے یہاں کوئی مطمئن نہیں جسے دیکھو گئے وہ کسی ناکسی غم میں تمہیں مبتلا نظر آئے گا تم ایسے جب پریشان ہوتے ہونا تو دل بہت دکھتا ہے بیٹا کاش اس وقت میں سمجھداری سے کام لیتا تو تم زندہ ہوتے عام انسان ہوتے مرجان ساری غلطی میری ہے تمہیں اپنی زبدگی دے کر بھی میں تمہیں خوش نہیں دیکھ پایا۔

دیدان کا لب ولہجہ شدید غم میں ڈوبا ہوا تھا۔۔

بابا پلیز آپ ایسے مت پریشان ہوں جو کچھ ہوا تھا وہ ایسے ہی میری زندگی میں لکھا ہوا تھا آپ کیوں خود کو پریشان کرتے ہیں۔

وہ انکے گلے لگتا فکرمندی سے بولا تھا۔

تم میرے اچھے بیٹے ہو تمہیں وہ سچ بتایا جو کاشان کو بھی نہیں بتایا کہ وہ میرا بیٹا نہیں ہے میری بیوی کے پہلے شوہر سے تھا یہ راز صرف تمہیں بتایا میرے بیٹا کہ مجھے تم پر یقین تھا تم میں مجھے میرے بابا کی پرچھائی نظر آتی تھی تم میرے اچھے والے بیٹے ہو اب جاو جا کر سو جاو رات بہت ہو چکی ہے یوں مت پریشان ہوا کرو۔

وہ کہتے ہی غائب ہو چکے تھے دھواں میں تحیل ہوتے آسمان کی طرف اٹھ گئے تھے۔

مرجان نے دھواں کو تب تک دیکھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوا۔۔

تم نے شادی کے لیے شاپنگ کرلی لیکن لہنگا نہیں لیا۔۔

پناہ نے گاڑی میں بیگز رکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

جس پر وہ مسکرائی۔۔

ایسے ہی۔۔

کندھے اچکا کر کہتی وہ گاڑی میں بیٹھی تھی۔

آج بچ کر دیکھاو۔۔

منت گاڑی کو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھ کر بڑبڑائی تھی جبکہ پناہ کیب سے اپنے گھر والوں کو شادی کا کارڈ دینے چلی گئی تھی۔

وہ گاڑی میں اکیلی ہی تھی اور ایک ڈرائیور تھا ۔۔

"""___________________

مرجان اپنے گھر تھا دادا جان والے وہ انکے کمرے میں سو رہا تھا جب اسکی سرخ نگینے والی رنگ ایک دم سے بجھ گئی تھی اور وہ ہڑبڑا کر اٹھا تھا شاید اس نے کوئی خواب دیکھا تھا ۔

وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھا تھا۔

اس نے غور سے رنگ کو دیکھا۔

جواب عام سی لگ رہی تھی لیکن اب وہ چمکی تھی لیکن پھر پانچ سیکنڈ بعد وہ بجھ گئی ۔۔

وہ لب بھیچے کچھ سوچنے لگا مطلب ماوی کی زندگی اور اسکی اپنی زندگی کو شدید خطرہ تھا لیکن کس سے۔

وہ جاگرز کے لیسز باندھتا ماوی کو کال کرنے لگا۔

ماوی آپ کہاں ہیں۔۔

وہ سیڑیاں اترتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

میں اور پناہ شاپنگ کرنے آئیں تھیں میں اب فارغ ہو کر گھر آ رہی ہوں۔۔

وہ تفصیل سے اسے بتا رہی تھی۔

بھابھی کہاں ہیں کیا وہ بھی آپکے ساتھ ہیں !

گاڑی میں بیٹھتا ہوا وہ پریشانی سے پوچھنے لگا۔۔

نہیں وہ تو اپنے امی ابو کے گھر گئیں ہیں۔

وہ عام سے لہجے میں بتاتی ہوئی، باہر دیکھنے لگی۔

مرجان نے فون بند کیا اور آنکھیں میچ کر ماوی کو دیکھا۔

جو گود میں رکھی کتاب کھول چکی تھی اور ڈرائیور مستعدی سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔

گاڑی کے چاروں ٹائر بلاسٹ ہونے والے تھے اسے نظر آگیا تھا گاڑی میں کوئی گڑبڑ ہے۔

وہ لب بھینچتا گاڑی سے نکلتا ایک دم غائب ہوا تھا۔۔

گاڑی ایک دم سے ڈھولنے لگی تھی۔۔

ماوی لڑکھڑا کر دوسری طرف گری۔

یہ کیا ہو رہا ہے ڈرائیور بھائی۔

وہ سیدھی ہوتی ہوئی پریشانی سے بولی لیکن وہ پھر سے ڈھولتی ہوئی اگلی سیٹ کی طرف گری تھی۔

میڈیم جی لگتا ہے گاڑی کے ٹائر کھل چکے ہیں ایسا ہوتا تو نہیں ہے اور گاڑی بھی نہیں رک رہی۔

ڈرائیور پریشانی سے بولا تھا۔۔۔

پھر ایک دم سے ٹھاہ ہوا تھا۔۔

گاڑی کو آگ لگ چکی تھی ماوی کی چیخ دور تک سنائی دی گئی تھی۔۔

ماوی!

وہ بھاگتا ہوا ایک دم گاڑی کے قریب آیا تھا ڈرائیور تو باہر کود گیا تھا جبکہ وہ اندر ہی تھی۔۔

رُجان نے کھینچ کر آگ لگا ڈور کھولا۔

اور اسے باہر کھینچا جو خوف سے چلا رہی تھی۔

وہ ایک دم سے اسکے سینے لگی تھی۔۔

اسکی قمیض کے دامن کو آگ پکڑ چکی تھی جب اسنے اسے ایک دم پیچھے کیا گھٹنوں کے بل بیٹھتا وہ اسکی قمیض کو ہاتھوں میں لے کر مسل کر آگ بجھا چکا تھا۔۔۔

ماوی آپ ٹھیک ہیں کہی گہری چوٹ تو نہیں لگی۔۔

وہ پریشانی سے کھڑا ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا جبکہ ماوی کی ساکت نظریں اسکے آگ لگے ہاتھوں پر تھیں۔

اسکے دونوں ہاتھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

ماوی کی نظروں کے تعاقب میں اس نے دیکھا پھر پتھر ہوا۔

ہاتھ سلامت تھے لیکن آگ ہنوز تھی بلکہ بڑھتی جارہی تھی۔۔۔

مرجان یہ ؟؟؟

وہ دور ہوتی اسکے ہاتھوں کی طرف سہمتے ہوئے اشارا کررہی تھی۔۔

آگ ایک دم سے اسکے ہاتھوں سے بجھی تھی۔

پتا نہیں۔۔

وہ گہری سانس لیتا ناسمجھی کا تاثر دیتا کندھے اچکا گیا تھا۔۔

ماوی کی نظریں اسکے ہاتھوں پر جم سی گئیں تھیں جن پر کوئی زخم نہیں آیا تھا ایسے کیسے ہو سکتا تھا بھلا۔

وہ ساکت سی کھڑی تھی جب مرجان نے اسکے نازک سراپے کو اپنی بانہوں میں لے کر

اٹھایا تھا۔

وہ اسے ایسے ہی لے کر چلنے لگا تھا ماوی کی حیران نظریں اپنی ٹانگوں پر تھیں کیونکہ اسکا ایک ہاتھ وہاں تھا۔

مرجان کے لب ہلکے تبسم میں ڈھلے تھے۔۔

مرجان تمہارے ہاتھوں کو کچھ ہوا کیوں نہیں اور آگ ایسے کیسے ہاتھوں کو لگ سکتی ہے۔۔

وہ اسکے چہرے پر نظریں جماتی ہوئی الجھن سے پوچھ رہی تھی۔

کیونکہ میں جن ہوں۔

وہ اسے سنجیدگی سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

جس پر وہ حیران ہوئی پھر تھوڑا سا مسکرادی۔

مرجان کی نظریں پیچھے جلتی کار پر گئیں تھیں۔

منت اپنی موت کو خود آواز دے رہی ہو تم چھوڑوں گا نہیں تمہیں۔۔

وہ جلتی آگ کو دیکھتا ہوا دل میں بولا تھا۔۔

منت کے گھر جہاں جہاں اسکی موجودگی کا گماں تھا وہ گیا تھا لیکن وہ اسے نہیں ملی تھی کہ وہ چھپ گئی تھی اسے پتا تھا مرجان کو پتا لگ جانا ہے پھر اسکی خیر نہیں وہ صبح کا گیا رات کو آیا تھا۔۔

مرجان غصے سے گھر آیا تھا پھر اسکے قدم وہی ٹھٹھکے تھے گھر کے لاونج میں بہت سارے افراد بیٹھے ہوئے تھے جن میں ساکت کرنے والی ہستی داداجان (خشمت صاحب) کی تھی۔۔

پناہ کے گھر والے بھی تھے۔۔

ماوی انکے سینے سے لگی ہوئی بیٹھی تھی جبکہ کاشان دوسرے صوفے پر بیٹھا فون میں بزی تھا۔۔۔

مرجان۔۔

دادجان کی اچانک ہی نظر ساکت کھڑے وجود پر پڑی تھی۔۔

سب نے داداجان کی نظروں کے تعاقب میں کھڑے شخص کو دیکھا۔

مرجان۔۔

انہوں نے اسکی طرف ہاتھ پھیلایا کہ وہ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے آج صبح چار بجے انہیں ہوش آیا تھا نو بجے ڈاکٹر نے ماوی کو بتایا تھا ماوی سنتے ہی ہسپٹل بھاگ گئی تھی مرجان کو بہت کالز کیں لیکن اسکا فون بند ہی رہا۔۔

ماوی نے پناہ کو بتایا اور پناہ نے اپنی ساری فیملی کو ہسپٹل بلا لیا تھا کچھ دیر تک دادا جان بے ہوش رہے پھر وہ ڈاکٹر کے بھرپور علاج پر ہوش میں آ چکے تھے ڈاکٹر نے انہیں پورا ہفتہ ہسپٹل رکنے کا کہا تھا لیکن دادا جان نہیں مانے وہ باضد تھے کے گھر ہی جائیں گئے انکی ایک ہی رٹ پر ڈاکٹرز نے چھٹی دے دی لیکن روز ہسپٹل لانے کا کہا تھا۔۔

ماوی انہیں اِسی گھر لے آئی تھی۔

وہ تب سے دادا جان کے کندھے سے لگی ہوئی تھی۔۔

ماوی نے مسکراتی آنکھوں سے اسے دادا جان کے گلے لگتے دیکھا تھا۔۔

مرجان نے ماوی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

وہ نہیں جانتا تھا اسکا کا ہلکا سا لمس اسکے دادا جان کو ٹھیک کر دے گا اگر دادا جان آج ان میں تھے تو مرجان شامل تھا اس کارنامے میں۔۔

دادا جان اسے پاس بٹھاتے کچھ کہہ رہے تھے لیکن اسکی نظر اپنے ہاتھ پر تھی جسکے ہاتھ کی لکیریں بہت اجلیں تھیں لیکن ان میں زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی۔

وہ اب در زیدہ نظروں سے ماوی کو دیکھ رہا تھا جسکے چہرے کی مسکان اسے کسی اور ہی دیس کی سیر کرا گئی تھی۔

مرجان کی آنکھیں دھندلانے لگیں تھیں ماوی کا چہرہ اسے ٹھیک سے نظر نہیں آ رہا تھا۔۔

کاشان نے ہونٹ بھینچ کر بھائی کے چہرے پر منڈلاتے تاریک سائے دیکھے تھے آخر اسکے بھائی کے حصے میں ہی کیوں سارے دکھ تھے کاشِ اسکے حصے کے دکھ اللہ میرے حصے میں کر دے۔۔

وہ موبائیل جیب میں رکھتا پریشان ہوا اٹھا تھا اور مرجان نے اب بھائی کو دیکھا بھائی کو دیکھ کر اسکے ہونٹ نیم تبسم ڈھلے تھے۔

رات کو مہندی تھی سارا گھر چم چم کر رہا تھا سارا گھر قمقموں سے سجایا جا رہا تھا پھولوں کی سجاوٹ جا بجا تھی اور وہ رف سی بلیک ٹی شرٹ میں لڑکوں سے کم کروا رہا تھا دادا جان نے ماوی کو کمرے سے نکلنے سے منع کر دیا تھا۔۔

وہ نہا کر نکلی تھی کھلے دراز بال کندھوں پر تھے وہ ساکت نظروں سے دور لان میں کھڑے مرجان کو دیکھ رہی تھی نازک سراپا اسکے وجود کی آہٹ سے ہی دھڑکنے لگتا تھا۔

وہ پرداتھامے اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ مرجان نے اس لڑکے کو کچھ ہدایت دی اور نظریں دور کھڑکی میں کھڑے وجود پر جمائیں جو چھپا ہوا تھا لیکن مرجان کی نظروں سے وہ چھپ نہیں سکتا تھا۔۔

مرجان مسکرایا۔

اور وہ دھک دھک کرتے دل سے جھٹ سے پیچھے ہوئی تھی۔

اف کتنی پاگل ہوں میں۔

وہ سر پر ہاتھ مارتی ہوئی شرمندگی سے بڑبڑائی تھی۔۔

مہندی کے دن وہ اور پناہ ایک جیسے ڈریس میں تھیں پیلی فراک ریڈ چنڑی میں وہ اپنی خوبصورتی میں سادگی لیے انتہا سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔

صرف ایک ٹیکے کے علاوہ باقی وہ ہر زیور سے آزاد تھی جبکہ پناہ نے سارا زیور پہنا ہوا تھا

آخر اسکے سونے کا بھاری زیور کب کام آئیں گے ان موقعوں پر ہی تو لوگ دیکھتے ہیں زیور اور کپڑے اسے اچھے سے پتا تھا سب ۔

کاشان وائٹ سوٹ پر سبز چنری گلے میں ڈالے ہوئے تھا فون مسلسل اسکے کان سے لگا ہوا تھا کام زیادہ تھا اور وقت کم۔۔

ماوی کا دل سینے میں ساکت ہوا سامنے سے آتے شخص کو دیکھ کر جو پہلی بار وہائٹ سوٹ میں اسے نظر آیا تھا۔۔

وائٹ سوٹ نیچے بلیک کھوسا پہنے گلے میں کالی شال ڈالے وہ شخص دیکھنے والوں کا خاص نہیں لگا ہو گا لیکن کوئی ماوی کی نظروں سے دیکھتا تو ساکت رہ جاتا وہ ماوی کی دھڑکن بن چکا تھا اسکے جسم میں لہو بن کر دوڑنے لگا تھا وہ سیاہ انسان جسے آج لوگ رشک سے دیکھ رہے تھے۔۔

وہ سٹیج پر چڑھا تھا جس پر ماویٰ نظریں جھکا گئی سارا جسم سماعت بن چکا تھا جو صرف مرجان علوی کی آواز سننا چاہتا تھا۔

اسلام علیکم۔

وہ داداجان کے سامنے سر جھکاتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

پناہ نے ماوی کو زور سے کہنی ماری تھی وہ سر جھکاتی مسکرادی مرجان بھی مسکرادیا۔

ماویٰ کے سجے سراپے کو دیکھ کر۔۔

تب ہی بہت سارے لڑکے میدان میں کود پڑے تھے اپنی پسند کا گانا لگوا کر وہ سب لڑکے وہاں کا روایتی ڈانس کرنے لگے تھے۔۔

تب ہی وہ چونکا۔۔

وہ لڑکے اسے ڈانس کے لیے اٹھانے لگے تھے اس نے سنجیدگی سے سر نفی میں ہلایا اور کاشان کو لیجانے کا اشارا کیا تھا۔

وہ لڑکے کاشان کو زبردستی اٹھاتے سٹیج کی طرف لے گئے تھے۔۔

پناہ نے حیرت سے اسے مسکراتے دیکھا پھر ان لڑکوں کے ساتھ ڈانس کرتے دیکھا وہ کیسے خوش نا ہوتا اسکے بھائی کی مہندی تھی۔۔

مرجان مسکرایا۔

پھر کاشان نے اسکے سر سے وار کر ہزاروں کے کئی نوٹ نیچے پھینکے تھے جسے پل میں ملازموں نے اٹھا لیے تھے۔

مرجان کے آگے پناہ نے مہندی کی تھال کی تھی کہ اپنی دلہن کو پہلی مہندی کی نشانی اسکا ہونے والا شوہر ہی لگاتا تھا۔

مرجان نے شہادت کی انگلی پر تھوڑی سی مہندی لگائی۔۔۔۔۔۔

ماویٰ نے شفاف ہتھیلی اسکے سامنے کی ۔۔۔

سر جھکا ہوا ہی تھا۔۔۔

مرجان نے اسکا جھکا سر محبت سے دیکھا پھر دور کھڑے دیدان کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے مہندی لگانے کا اشارا کر رہے تھے۔۔

مرجان اور ماوی کا دل ساتھ میں دھڑکا تھا مرجان نے جیسے ہی مہندی اسے لگائی فضا میں سیٹیوں اور گانوں کی شوخ دھن بجی تھی۔۔

ماویٰ شرمیلی سی مسکان ہونٹوں پر سجائے ہوئے تھی۔۔

مرجان تمہاری اصلیت تمہاری بیوی کو بتانی پڑے گئی مجھے ،دیکھتی ہوں پھر وہ کیسے کرتی ہے ایک جن سے شادی تمہارے سائے سے بھی دور بھاگے گئی وہ ۔

دور کھڑی منت نے نفرت سے سوچا تھا۔۔

آدھی رات کا وقت تھا جب وہ کمرے میں آئی کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔

لگتا ہے سو گئے ہیں لیکن لائٹ ساری ہی بند کر دیں ہیں بے مروت انسان نے زرا تمیز والے نہیں ہیں پتا بھی تھا میں کمرے میں نہیں ہوں۔

وہ غصے سے بڑبڑاتی ہوئی اندازے سے چل رہی تھی۔۔

گہرا اندھیرا تھا کمرے میں بھی اور باہر بھی جسکے نتیجے میں وہ میٹ سے ٹھوکر کھاتی سیدھی اوندے منہ بیڈ پر گری تھی۔۔

ہائے امی جی مر گئی میں۔۔

وہ چلائی تھی لیکن لگی تو اگلے بند کو تھی جو نیند میں تھا اور اوپر گرا وجود اسے ہلا گیا تھا پناہ کی کہنی بڑی زور سے کاشان کے سینے پر لگی تھی۔

وہ بلبلاتا ہوا اٹھا تھا اور جھٹ سے لیمپ جلایا۔۔

ٹانگوں پر گری آفت کو دیکھ کر کاشان کے ماتھے پر لاتعداد شکنیں پڑیں تھیں۔

یہ کیا طریقہ تھا بیڈ پر لیٹنے کا تم میں تمیز نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں آج صاف صاف بتادو زرا مجھے۔۔

وہ درشت لہجے اپنائے ہوئے تھا وہ بغیر شرٹ کے تھا اسے لگا آج وہ شاید ماوی کے ساتھ سوئے گئی لیکن وہ کسی بن بلائی آفت کی طرح اس پر گری اسے معصوم منہ بنائے دیکھ رہی تھی جیسے سارا گناہ کاشان علوی کا ہو اسکا کیا قصور بھلا۔۔

بات سنیں تمیز مجھ میں بہت ہے اسلیے چپ چاپ آپکا منہ دیکھ رہی ہوں ورنہ ہوتا ہمارے محلے کا کوئی ایک جھانپڑ سے اسکے بتیس کے بتیس دانت باہر ہوتے آپ کو تو اللہ کا شکر کرنا چاہئے میں آپکو آپ کہہ کر بلاتیں ہوں ورنہ تو بیویاں شوہروں کو تگنی کا ناچ نچا نچا کر بھی خوش نہیں ہوتی میں نے تو کبھی کوئی آپکا خرچا ہی نہیں کروایا میکے بھی نہیں جاتی اور کمرے میں گند بھی نہیں پھیلاتی اور تو اور سب سے اہم صفت جو صرف اور صرف پناہ میں ہے وہ یہ ہے کہ میں شاپنگ کی زرا شوقین نہیں ہوں ورنہ ہوتی کوئی اور بیوی آپکا بینک بیلنس اب

تک شاپنگ کی نظر ہو چکا ہوتا میں تو کہتی ہوں آپکو شکر کے نوافل پڑھنے چاہئے اور۔

وہ پھر سے زبان کو صرف حرکت ہی نہیں بلکہ دوڑا گئی تھی وہ بھی ٹرین سی تیزی سے۔۔

وہ اور بول کر اسکا دماغ خراب کرتی جب اسنے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچ کر اسکی بولتی بند کی تھی۔

ایک لفظ اور بولا تو زبان کھینچ کر تمہاری گردن سے لپیٹ دوں گا لڑکی ہو یا مصیبت بولے جاتی ہو بولے جاتی ہو رکنے کا نام ہی نہیں لیتی ہو ارے تمہارا سر درد نہیں کرتا یا پھر زبان نہیں تھکتی آخر کھاتی کیا ہو تم۔۔۔

وہ اسے سینے سے قریب کیے شدید جھنجھلاہٹ میں اسے ڈانٹ رہا تھا۔

جبکہ پناہ کی نظریں اسکے بازو پر تھیں جو اسکے گرد لپیٹے ہوئے تھا۔

پناہ کی نظروں کے تعاقب میں اس نے جب دیکھا تو اپنے بازو کو پورے استحقاق سے اسکے گرد بندھا دیکھ کر وہ پہلی بار ٹھٹھکا تھا پھر پناہ کا چہرہ دیکھا عام نقوش لیکن پر کشش چہرہ تھا اسکا سلکی کندھوں سے نیچے تک جاتے بال دوپٹے سے آزاد وجود وہ کاشان علوی کو پہلی بار

دل کے بہت قریب محسوس ہوئی تھی۔۔

تمہاری زبان درد نہیں کرتی۔۔

اس بار اسکا لہجہ گھمبیر تھا جو پناہ کو رات کی خاموش تاریکی میں بہت محسوس ہوا تھا۔

اسنے اسک بازو پیچھے کرنا چاہا لیکن کوشش لا حاصل رہی۔۔۔

کاشان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پناہ کا بے حد سرخ چہرہ دیکھ کر

مطلب وہ شرمانا جانتی تھی صرف ٹرٹر کرنا ہی نہیں جانتی تھی۔۔۔

غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دیں۔

وہ منمناتے ہوئے بولی تھی۔

ہاہاہاہا۔۔۔۔

اومائی گاڈ مطلب کہ تم سے اگر معافی منگوانی ہو تو تمہارے قریب آنا پڑے گا ناٹ آبیڈ

۔۔۔

وہ پہلی بار اتنا کھل کر ہنسا تھا کہ پناہ کے ہونٹوں پر بے ساختہ ہلکی سی مسکان چمکی تھی اسے وہ

پل یاد آیا جب وہ اپنے بھائی کی مہندی پر ڈانس کر رہا تھا کتنا پیارا لگ رہا تھا نا اور اس وقت اور

پیار الگا تھا جب اس نے پناہ کو اپنی طرف مسلسل دیکھتا دیکھ کر ہلکی گھوری سے نوازا تھا

۔۔۔۔

اور اب۔۔

پناہ کے دل میں ٹن ٹن کئ گھنٹیاں بجنے لگیں تھیں۔۔

اور کاشان کے دل میں بھی زبردستی کی بیوی کے لیے سوفٹ فیلنگ جاگنے لگی تھی لیکن کاش وہ بولنا کم کردے یا پھر کھانا بنانا سیکھ لے۔۔

وہ۔ سوچ کر رہ گیا۔

پناہ نے اسکی گرفت ہلکی محسوس کر کے ایک جھٹکے سے اسکی گرفت توڑی اور چھلانگ لگا کر نیچے کود گئی۔

ویسے غلطی ساری آپکی تھی کس نے کہا تھا ساری لائٹس بند کردیں یہ میرا بھی کمرہ تھا اور میں ابھی نہیں ائی تھی تو کیا تک تھی لائٹ بند کرنے کی۔۔

وہ غصے سے کہتی جھپاک سے واش روم میں بند ہوئی جبکہ کاشان ہونٹ بھینچ کر بڑبڑا کر رہ گیا کہ یہ لڑکی نہیں سدھر سکتی تھی نری پاگل تھی یہ تو۔۔

________''''__________''''_____________''''___________

ماوی لیٹی ہوئی تھی جب ہلکی سی روشنی اسکے کمرے میں نمودار ہوئی۔

وہ اس روشنی کے تعاقب میں دیکھنے لگی جہاں سے وہ اندر آرہا تھا۔۔

اسکے ہاتھ میں ایک تیز دار والا چاقو تھا جو اسنے اوپر کو اٹھایا ہوا تھا۔۔

مرجان یہ چاقو۔۔

وہ پریشانی سے پوچھنے لگی۔

وہ جو ابا اُسے دیکھے گیا دیکھے گیا پھر وہ چاقو سیدھا اپنے سینے میں گھونپ دیا۔

مرجان

مرجان۔۔

وہ چیختی ہوئی اٹھی تھی۔۔

ڈری سہمی وہ بیڈ سے اتر کر وہاں آئی جہاں وہ کھڑا تھا لیکن یہاں تو کوئی نہیں تھا۔۔

مرجان--

وہ بڑبڑاتی ہوئی ارد گرد پاگلوں کی طرح اسکا وجود ڈھونڈنے لگی پھر وہ ٹھٹھکی وہ تو خواب دیکھ رہی تھی مطلب وہ ایک بھیانک خواب تھا بھلا مرجان خود کو کیوں مارے گا۔

وہ سنبھلی چہرے سے پسینا صاف کرتی وہ بیڈ پر گرنے سے انداز میں بیٹھی تھی۔

دوپٹے سے وجود مبرا تھا۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی اس خواب کو دماغ سے جھٹکنا چاہ رہی تھی۔

شکر ہے یہ ایک خواب ہے لیکن یہ خواب کیوں آیا اسکا کیا مطلب ہے۔

وہ پریشانی سے بھیگے بال چہرے سے پیچھے کرتی بولی۔

پھر اٹھ کر ننگے پاوں باہر کی طرف دوڑی کہ اسے خالی کمرے سے بہت ڈر لگا تھا۔

لمبے سیدھے کوریڈور میں وہ بھاگتی ہوئی لاونج میں آئی جہاں دھم لائٹ جل رہی تھی۔

پورا گھر شاں شاں کر رہا تھا جامد سناٹا--

وہ کھڑی تھی جب پیچھے منت نمودار ہوئی تھی۔

اسنے غصے سے ماوی کے لمبے بالوں کو اتنے زور سے کھینچا کہ وہ چیخ بھی نا سکی کے اسنے اسکی آواز ہی بند کردی تھی ۔۔

اللہ ،

وہ شدتِ تکلیف سے بڑبڑائی تھی وہ جو بھی چیز تھی پوری طاقت سے اسکے بال کھینچ رہی تھی۔

مرجان۔۔

وہ اس بار ہلکا سا چلائی وہ اسے پیچھے نہیں پلٹنے دے رہی تھی۔

تب ہی مرجان کے کمرے کی مدھم لائٹ جلتی دیکھ کر منت وہاں سے فوراً سے غائب ہوئی تھی۔

ماوی ایک دم سے نیچے گری تھی۔

تب ہی مرجان سیڑیاں اترتا ہال میں آیا تھا۔

ماوی سر پر ہاتھ رکھے کانپ رہی تھی اس میں ایسے جیسے جان ہی نا ہو۔

ماوی۔۔

سفید سوٹ میں ملبوس نیچے بیٹھی لڑکی اسکی ماوی تھی لیکن وہ ایسے کیوں بیٹھی تھی۔

وہ بھی ننگے پاوں تھا وہ بھاگتا ہوا ماوی کے قریب بیٹھا۔

جنتِ ماوی۔۔۔

اس نے پریشانی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے مخاطب کیا۔۔

ماوی کا ہلتا وجود ساکت ہو وہ ایک جھٹکے سے اسکی طرف پلٹی۔

اپنے بے حد قریب اسے بیٹھا دیکھ کر وہ بے یقین ہوئی۔۔

مرجان نے ساکت نظروں سے اسکے بکھرے بال دیکھے۔

پھر نظر نیچے گئی۔

جہاں کافی سارے بال ٹوٹ کر گرے ہوۓ تھے اسکی سفید قمیض پر بھی ٹوٹے

بکھرے بال صاف نظر آئے تھے۔

اس نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔

جو تکلیف سے سر پر ہاتھ رکھے اسے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن کہہ نہیں پا

رہی تھی۔۔

ماویٰ!

اسے کھینچ کر سینے سے لگاتا وہ بمشکل بول پایا تھا۔۔
وہ سر پر ہاتھ رکھے اس سے لپٹ گئی تھی۔

مرجان۔۔

وہ بہت دقت سے بولی تھی اسے ایسے لگا جیسے اسکی آواز کسی نے دبا دی ہو اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

مرجان نے سر جھکا کر اسکا سر چوما پھر آنکھیں بند کر کے اسکی گردن پر ہاتھ رکھا تھا۔

ماوی کو جھٹکا لگا تھا۔

وہ ایک دم سے اس سے الگ ہوئی۔۔

مرجان نے اس جگہ کو دیکھا وہاں گزرا واقعہ اسکی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔۔

منت۔۔

ماوی کی تکلیف محسوس کرتا وہ اندر ہی کہی چیخا تھا۔۔

مرجان۔۔

وہ نیند میں جا چکی تھی۔

مرجان نے بہت نرمی سے اسے بانہوں میں لیا اور اوپر کی طرف بڑھا تھا۔۔

دروازہ اسے دیکھتے ہی اپنے آپ کھل چکا تھا۔

اندر آکر اس نے ماوی کو بیڈ پر لٹایا اسکے اوپر کمبل ڈال کر وہ کھلی کھڑکی سے باہر کی طرف کود گیا تھا۔

پھریلی سڑک پر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا منت کے گھر کے سامنے تھا،

اندر آکر اسنے پہلے عدیل کو بری طرح پیٹا آخر غصہ تھا نا پھر اسکی بھابھی کو ہوا میں الٹا دیا ماں باپ تو اسکے مر گئے تھے۔

انہیں کچھ پتا نہیں تھا منت کا۔

وہ اپنے جادو سے بھی اسے دیکھ نہیں پا رہا تھا پتا نہیں وہ کہاں چھپی ہوئی تھی۔

اسی کھڑکی سے وہ پھر سے ماوی کے روم میں تھا۔

ماوی گہری نیند میں جا چکی تھی اسکی بدولت۔

وہ اسکے پیروں کے پاس بیٹھتا ہوا تھکی آنکھوں سے اسکے ٹوٹے بال دیکھے گیا۔۔

ماوی کے سیفد پاوں پر سرخ نشان تھا شاید گرنے سے چوٹ لگی تھی اسے۔۔

وہ بہت نرمی سے اسکے پاوں پر ہاتھ پھیرنے لگا زخم پل میں غائب ہوا تھا۔

اسی جگہ وہ دل کے کہنے پر جھکا تھا نرمی سے اپنے سیاہ ہونٹ وہ اسکے پاوں پر رکھ چکا تھا۔

ماوی مجھے معاف کر دیجئے گا میری وجہ سے آپکو ہمیشہ دکھ ہی ملے ہیں کاش میرا وجود ختم ہو جاتا یہ ناسور بن کر رسنے لگا ہے یہ آپکی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے یہ آپکو کبھی جینے نہیں دے گا۔

وہ اسکے وجود پر جھکا بہت دھیمے سلگتے لہجے میں بول رہا تھا۔

ماوی کی پلکوں میں حرکت ہونے لگی تھی ہونٹ آہستگی سے نیند میں ہی کچھ بڑبڑائے تھے۔

وہ جانتا تھا ماوی کے ہونٹوں سے اسکا ہی نام نکلا تھا۔

وہ اسکی ٹھوڑی پر ماتھا رکھتا آنکھیں موند گیا وجود آگ سی تپش سے سلگنے لگا تھا لیکن پرواہ کسے تھی وہ ماوی کے پاس رہنا چاہتا تھا بہت پاس۔۔

صبح صادق کے وقت وہ جیسے ہی کچن میں آیا وہ گیلے بال پشت پر بکھرائے چولہے پر کیتلی رکھے ہوئے تھی جس میں چائے پکنے کو رکھی ہوئی تھی ایک طرف توے پر دادا جان کے لیے روٹی بن رہی تھی۔

وہ بالکل نارمل تھی بال کافی ٹوٹے تھے اسکے کیونکہ بال پہلے سے کافی ہلکے نظر آرہے تھے،

مرجان کو لگا اسکا دل

کسی نے مٹھی میں لے کر بے رحمی سے مسلا ہو۔۔

ماوئ۔۔۔

اسکی دھیمی نرم پکار پر وہ.جی جان سے دروازے کی طرف پوری کی پوری پلٹی تھی۔

تم آج اتنی جلدی جاگ گئے۔

وہ بہت خوبصورت مسکراہٹ ہونٹوں میں لیے اس سے بولی تھی۔

جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی تھوڑا سا ہنسا۔۔۔

کہ اسکی ماوی جو مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

نیند نہیں آرہی تھی آپ دادا جان کے لیے ناشتہ بنا رہی ہیں۔۔

وہ کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

وہ کچھ کہتی تب ہی پناہ کچن میں آئی تھی کمر پر ہاتھ رکھے وہ دونوں کو گھور رہی تھی۔۔

مرجان سنجیدہ ہوتا سامنے کھڑکی سے اگتے سورج کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔

یہاں کیا ہو رہا ہے ماوی تم سے کہا تھا دادا جان نے مرجان کے سامنے مت آنا پھر کیوں آئی تم۔۔

وہ اماں بی بنی تیکھی نظروں سے دونوں کو دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھی ماوی مسکرا دی اور روٹی کو لپیٹ کر پلیٹ میں رکھا اور چائے چھاننے لگی۔

مرجان کو رہنے دو اسے میں خود چائے بنا دوں گئی۔

وہ اسے دوسری کیتلی چولہے پر رکھتے دیکھ کر بولی تھی۔

جس پر ماوی نے مرجان کو دیکھا جو کرسی سے کھڑا ہوا تھا۔

سوری بھابھی آپکے ہاتھ کی چائے مجھے نہیں پینی آپ اور ماوی رہنے دیں میں جاگنگ کے

لیے جارہاہوں چائے کی مجھے خاص طلب نہیں ہے جسکی طلب تھی اسے دیکھ لیا ہے گڈ مارننگ ایوری بڈی۔۔

وہ بھرے آرام سے کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

پناہ نے کھلے منہ سے ماویٰ کو دیکھا جو زیرے لب مسکان لیے ٹرے میں دادا جان کا ناشتہ رکھ رہی تھی۔

بہت ہی میسنا ہے یہ تو میں اسے شریف سمجھی تھی۔
وہ بھڑکی تھی۔

تم جو شریف ہو اور تمہیں سارے ہی اپنے جیسے شریف ہی لگتے ہیں مائے ڈیر۔
وہ ہلکا سا طنز کرتی مسکراتی ہوئی وہاں سے جلدی سے نکل گئی۔
ہاں یہ تو ہے کیا کہا بڑی خراب ہو چکی ہو تم اس شخص کی صبحت میں۔

وہ پہلے تو سمجھی نہیں تھی لیکن جب سمجھی تھی وہ وہاں سے جا چکی تھی اور وہ غصے سے کھول کر رہ گئی تھی۔۔

~~~~~~~~~~●●●●●●●●●●●~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

اڈریس تمہیں بھیج دیا ہے میں نے اسے کہا ہے میں نے میں اپنی فرہنڈ کے ہاتھوں پیسے بھیجوا رہی ہوں۔۔

عنیزہ نے ناخنوں پر نیل پالش لگاتے ہوئے سے انفارم کیا۔

اوکے میں چلی جاوں گئی چار بجے تم اسے چار بجے کا ہی وقت دو یونو گھر میں شادی ہے سو کام ہیں جو مجھے ہی کرنے ہیں آخر کو اس گھر کی بڑی بہو جو ہوں۔

وہ مرر کے آگے کھڑی خود پر دوپٹہ سیٹ کر کے دیکھتی ہوئی اس سے بولی موبائل گردن سے کندھے پر دبایا ہوا تھا۔

بڑی بہو کے نام پر عنیزہ نے لب بھینچ کر اس گھڑی کو کوسا جب وہ اسے اپنے روم میں چھوڑ گئی تھی وہ کیا تھی اور اسکی نالائقی نے اسے کہاں پہنچ دیا تھا۔

اوکے پیسے میں نے تمہارے اکاونٹ میں بھیجوا دیئے ہیں تم نکال لینا اور اسے دھمکا بھی دینا۔

عنیزہ نے کہتے ہی فون بند کر دیا پھر جلدی سے کسی اور کو میسج کر کے فون پیچھے پڑے

صوفے پر اچھال دیا اور دوبارہ نیل پالش لگانے لگی ساتھ ساتھ وہ کچھ گنگنا بھی رہی تھی آخر کو اس نے بھی آج شادی پر جانا تھا۔۔

••

ماوی کے دونوں ہاتھوں پر پارلر والی بھر بھر کر مہندی لگا رہی تھی ماوی کو سادے ڈیزائن ہی پسند تھے لیکن پناہ کی خواہش تھی کے اسکے دونوں ہاتھوں پر پیاری سی باریک ڈیزائن بنایا جایا وہ خود ماوی سے بھی پہلے مہندی لگائے بیٹھی تھی۔

ماوی ہلکے گلابی سوٹ میں تھی فل سلیوز کہینوں تک موڑے بکھرے بالوں کا جوڑا بنائے وہ رف سی بھی بہت حسین لگ رہی تھی۔۔

ماوی کی نظرِیں اسکی متلاشی تھیں جو صبح کے بعد اسے دوبارہ نہیں دیکھا تھا۔

وہ منت کی تلاش میں تھا لیکن منت پتا نہیں کونسا ٹھکانہ ڈھونڈے بیٹھے تھی کہ وہ اسکی نظروں میں نہیں آرہی تھی۔۔

پناہ دو کپ چائے فٹافٹ ڈرائنگ روم میں بھجوا دو۔

وہ فون کان سے لگائے کسی سے بات کرتا پناہ سے مخاطب تھا جسکا ناک پھلا تھا اور ہونٹ اوپر کو اٹھے تھے صدمے سے۔

لو جی اب یہی کام رہ گیا تھا میرے حصے میں۔

وہ جھنجھلائی تھی کہ وہ صبح سے دس بار اپنی بے چاری بیوی سے آتے جاتے مہمانوں کے لیے چائے بنوا رہا تھا کہ اسے ملازموں کے ہاتھ کا پکا کھانا اور چائے نہیں پسند تھی وہ برے برے منہ بناتی اٹھی تھی جبکہ ماوی ہنس دی زور سے ہنسنے پر اسکے سر میں کھچاو لگا تھا جیسے کوئی زخم ہو۔

وہ درد سے لب بھینچ گئی تھی۔۔۔۔۔

شام کے چار بج رہے تھے جب وہ پارک میں آئی تھی۔۔۔

متلاشی نظروں سے سارے گارڈن میں نظریں دوڑائیں تھیں۔

آخر کار اسے وہ مکروانسان دیکھا تھا کولڈ ڈرنکس کے سپ لیتا وہ مسکرا کر پناہ کی طرف ہاتھ ہلا گیا تھا۔۔

وہ غصے سے اسکی طرف بڑھی تھی۔

تیرے دانتوں کی ایسی کی تیسی انکی ہمت کیسے ہوئی پناہ دی ڈون کو دیکھ کر نکلنے کی۔۔

اسکی نکلے دانتوں پر وہ مکہ تانے بھڑکی تھی۔

جب وہ ارد گرد دیکھتا اسکا ہاتھ سرعت سے تھام گیا تھا۔

پناہ نے آنکھیں پھاڑے اپنے ہاتھ کو اس کمبخت انسان کے ہاتھ میں دیکھا۔

تمہارے ہاتھوں پر مہندی اچھی لگ رہی ہے ڈارلنگ ٹھینکس گارڈ تمہیں بھی لڑکیوں والی ڈریسنگ میں دیکھا مجھے تو بڑا شوق تھا تمہیں لڑکیوں والے کپڑوں میں دیکھنے کا۔۔

وہ اسکے ہاتھ کو سخت پکڑ میں لیتا خباثت سے بولا تھا۔

پناہ نے ہاتھ کھیچنا چاہا لیکن آخر مرد کی پکڑ مرد کی ہی ہوتی ہے۔

پناہ نے غصے سے ہاتھ جھٹکا اور ارد گرد دیکھا گارڈن اس وقت عموماً خالی ہی ہوتا تھا دور دور کوئی ایک آدھ انسان ہی تھا۔

پناہ نے دوسرے ہاتھ سے تھپڑ مارنا چاہا جب وہ دوسرا ہاتھ بھی تھام گیا تھا۔

پناہ بی بی تم پر نظر بہت دیر سے تھی میری لیکن تم ہاتھ نہیں آئی آج آگئی ہو تو جانے نہیں دوں گا۔

وہ اسکے بالوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا کمینگی سے بولا۔

جب سرعت سے اسکا ہاتھ کسی نے درشتگی سے تھاما تھا۔

پناہ نے حیرت سے اپنے ساتھ کھڑے شخص کو دیکھا تھا۔۔

ماوی پتھرائی آنکھوں سے مہندی رچے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جن پر اتنے بڑے بڑے ابلے اچانک ہی پڑ چکے تھے ۔

ابھی تو ٹھیک تھے اسنے مہندی دھوئی تھی پھر ابلے کیسے پڑ گئے تھے وہ تکلیف و پریشانی سے رو دی تھی۔

مرجان۔۔

وہ ہاتھ دیکھتی چلائی تھی۔۔

ہال میں اینٹر ہوتا مرجان ماوی کی چیخ پر ٹھٹھک کر رکا تھا پھر وہ ایک پل میں ماوی کے روم میں تھا۔

ماوی کیا ہوا ہے آپکو آپ ٹھیک تو ہیں۔۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔۔

مرجان میرے ہاتھ۔

وہ اسکے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہوئی بلکی تھی۔

مرجان نے سیاہ ہوتی آنکھوں سے اسکے ہاتھوں کو دیکھا جو شفاف تھے اور مہندی کے خوبصورت رنگ سے سجے ہوئے تھے۔

اسنے ہاتھوں کو دیکھا کر ماوی کو دیکھا جو آنکھیں میچے رو رہی تھی۔

ماوی کیا ہوا ہے ہاتھوں کو۔

وہ اسکے ہاتھ تھامتا محبت سے پوچھ رہا تھا۔

ماوی نے اسکی بات پر چونک کر ہتھیلیوں جو دیکھا جو صاف تھیں اور مہندی کے ڈیزائن سے سجی ہوئیں تھیں۔

ماوی نے ساکت پتلیوں سے ہاتھوں کو دیکھا پھر مرجان کو دیکھا جو سنجید گی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مرجان میرے ہاتھوں پر چھالے تھے اتنے اتنے بڑے۔

وہ پریشانی سے اسے بتارہی تھی جبکہ وہ سنجیدگی سے لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔۔

مرجان میرا یقین کرو۔۔

وہ اسکے قریب ہوتی بے بسی سے بولی۔

جس پر وہ اسے کھینچ کر سینے میں بھینچ گیا۔

کچھ کہنے کے لیے کھلے لب وہی ساکت ہوئے وہ اسکے سینے پر سر رکھے آنسوں سے رونے لگی تھی جبکہ مرجان کو ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکا سینہ کسی نے دہکتی ہوئی آگ سے جلادیا ہو

۔

ماوی بس کچھ دن اور۔

وہ اسکا سر چومتا ہوا بولا تھا۔۔

ارشمان نے حیرت سے سوٹ بوٹ میں ملبوس اس انسان کو دیکھا جو اپنے لباس اور پرسنلٹی سے ارشمان کو حیرت میں ڈال گیا تھا۔

پناہ نے حیرانگی سے زیادہ پریشانی سے اسے دیکھا تھا جو تندہی سے آگ اگلتی نظروں سے

ارشمان کو دیکھ رہا تھا۔

کون ہو تم اور مجھے گھور ایسے رہے ہو جیسے تمہارا بہت پیسا لے کر بھاگا ہوں میں۔

ارشمان نے غصے سے پوچھا۔

جس پر اسنے ایک مکہ اسکے ناک پر مارتے ہوئے اسے زور سے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا۔

وہ ناک پر ہاتھ رکھتا بینچ پر گرا تھا درد سے اسکی آنکھوں میں آنسو آ گے تھے۔

پناہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھا تھا۔

تمہاری یہ جرات تم کاشان علوی کی بیوی کا ہاتھ پکڑو میں کاٹ نادوں تمہارے یہ گندے ہاتھ۔

وہ بھینچے ہوئے لہجے میں کہتا ایک زبردست سی لات اسکے پیٹ پر رسید کر چکا تھا۔

ارشمان سمیت پناہ نے بھی ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

بیوی؟

وہ آہستہ سے اسے دیکھتی ہوئی بڑبڑائی تھی۔۔

آپ نہیں جانتے یہ میری معشوقہ رہ چکی ہے ی۔۔۔۔

اسکا گندا جملہ کاشان نے مکہ مار کر اسکے ہونٹوں میں ہی قید کیا تھا۔۔

پناہ خود اسکے مکرو فقرے پر ساکت رہ گئی تھی وہ کاشان کو دیکھ کر سر نفی میں ہلا رہی تھی

۔۔

آہہہ۔۔

وہ چیختا ہوا اس بار درخت سے جا ٹکرایا تھا۔

ایک لفظ اور بولا نا تو زبان کاٹ دوں گا بغیرت انسان۔۔

لگاتار اسکے پیٹ میں لاتیں مارتا وہ درشتگی سے چلایا تھا۔۔

پناہ کی ہمت نا ہوئی اسے مخاطب کرنے کی یا وحشی بنے کاشان سے ارشمان کو چھڑانے کی

۔

پناہ بھاگ یہاں سے ورنہ کیا پتا وہ تجھے بھی اسی کی طرح ماریں بھاگ اگر زندگی کی مزید لور

ہے تو۔۔

وہ پیچھے پیچھے ہوتی ہوئی خود سے بولتی پل میں وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔

کاشان گاڑی سٹارٹ کرتا ٹھٹکا تھا پیچھلی سیٹ سے چوڑی کھنکنے کی آواز آئی تھی۔

وہ سب کچھ سمجھتا ہوا گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

پناہ نے دل ہی دل میں سو بار تیسرا کلمہ پڑھ ڈالا تھا۔

انہیں کیسے پتا میں اس خبیث سے ملنے آئیں ہوں کیا یہ مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہیں یا پیچھے جاسوس چھوڑا ہوا ہے لیکن جو بھی ہے اچھا ہوا آ گے لیکن یہ اب مجھے گھر میں گھسنے نہیں دیں گئے اور ماریں گئے بھی کتنا ڈشوں ڈشوں کر رہے تھے بالکل ہیرو لگ رہے تھے بس اللہ کرے انہیں تھوڑی سی عقل آجائے اور یہ مجھے ماریں یا جھڑکیں نا۔

آنکھیں میچیں سیٹ پر دراز وہ ہولے ہولے خود سے بولے جا رہی تھی اسے گاڑی رکنے کا بھی پتا نہیں لگا تھا وہ تو چونکی تب جب باہر سے آیا تیز ہوا کا جھونکا اسکے چہرے سے ٹکرایا تھا وہ آنکھیں کھولتی ساکت ہوئی پھر پریشان ہوئی اور آخر میں ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی

۔۔

کاشان گاڑی کا ڈور کھولے اسے تیکھی نظروں سے گھور رہا تھا۔

باہر آو زرا۔۔

وہ سرد لہجے میں ہونق بنی بیوی سے مخاطب تھا۔۔

وہ دل ہی دل میں عنیزہ اور ارشمان کو گالیوں سے نوازتی باہر آئی آج ہوا بہت تیز تھی نیلے

آسمان پر بھی سفید بادل چھا گے تھے۔

جی ہاتھ آگے باندھے مجرموں کی طرح سر جھکائے وہ بیزاری سے بولی تھی۔

پارک میں کیا کرنے گئی تھی۔۔

وہ گاڑی پر ہاتھ رکھتا بہت سرد لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

پناہ نے ارد گرد دیکھا سڑک اور ایریا سنسان تھا۔

کم از کم مجھے میرے گھر کے آگے تو اتارتے اب یہاں سے کیسے میں اپنے گھر جاوں گئی

میرے پاس تو کرائے کے لیے پیسے بھی نہیں ہیں۔

وہ اب اسے دیکھتی پریشانی سے بولی تھی۔

ڈیم اٹ میں پوچھ رہا ہوں پارک میں کیا کرنے گئی تھی بات کا جواب دو سیدھے سے ورنہ

یہی اسی سڑک میں کھڈا نکال کر گاڑ دوں گا تمہیں سمجھی تم۔۔۔

وہ اسکی کلائی اسکی پشت پر لگاتا اور اسکی پشت اپنے سینے سے لگاِے وخشت سے چلایا تھا۔۔

پناہ نے پریشانی سے ہونٹ کچلے اور کچھ سوچنے لگی۔

میں تو واک کرنے گی تھی کہ آج کھا بہت لیا۔

شٹ اپ مسز پناہ دی ڈون سچ سنا و جھوٹ سے سخت نفرت ہے مجھے۔

وہ اس بار چلایا نہیں تھا بالکہ بہت سرد لیکن دھیمے لہجے میں اسکے کان کے قریب بولا تھا۔

جس سے پناہ کو گدگدائی سی ہوئی تھی۔

وہ جو لڑکا تھا نا بہت خراب ہے اسی کے ساتھ آپکی کزن بھاگی تھی میں ایک بار عنی کے کہنے پر اسے خط دینے گئ تھی جب آپ نے مجھے رنگے ہاتھ پکڑا تھا میرا طلب ہے جب آپ نے مجھے اس لڑکے کے ساتھ دیکھا تھا تو میں عنی کے کام سے ہی اس سے ملی تھی کہ انکل نے اس پر نظر رکھوائی ہوئی تھی ورنہ میں ایسی لڑکی نہیں ہوں میرا تو شادی پیار محبت کی طرف سرے سے دھیان ہی نہیں تھا میں تو لوگوں کی سن گن اور لوگوں کو لڑاتی تھی میرا کیا کام بھلا پیار عشق اور محبت سے۔۔

وہ ہاتھ چھڑانے کی تگ و دو کرتی شروع سے اسے تیز تیز لہجے میں بتا رہی تھی وہ آنکھیں

سکیرڑے اسے دیکھ رہا تھا چہرہ بے تاثر تھا۔

چلو گھر۔۔

بنا کچھ اور کہتا وہ گاڑی میں بیٹھا تھا، جبکہ وہ شاک سے اسکی بات پر دوڑ کر اسکے ساتھ والی

سیٹ پر براجمان ہوئی تھی انداز میں پورا استحقاق تھا اسکے۔۔

وہ رش ڈرائیونگ کرتا دس منٹ میں گھر پر تھے۔

________________""""""______________""""________________

ماوی پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا دن تو اسکی زندگی میں یہ تیسری بار آیا تھا لیکن وہ تیار اس بار

ہوئی تھی۔

گلابی لہنگا وہی ریان کے نام کا دوپٹہ ماتھا پٹی تو اس پر انتہا سے زیادہ سوٹ کر رہا تھا اوپر سے

بڑی سے نتھ ڈارک ریڈ لپ سٹک وہ سارے ہتھیاروں سے لیس مرجان کے لیے بہت بڑا

امتحان بننے والی تھی۔

قسم سے یار کیا لگ رہی ہو، کاش میں لڑکا ہوتی تو تمہیں اس مرجان سے چرا کر کسی دور گگن

کے اس پار لے جاتی۔

پناہ نے اندر آتے ہوئے اسکا دو آتشہ روپ دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

جبکہ وہ دھیمی سی شرمیلی مسکان ہونٹوں پر سجاتی ہوئی سر جھکا گئی لیکن اسکے ہاتھ پر ہلکا سا تھپڑ مارنے سے وہ باز نہیں آِئی تھی۔۔

کاشان سے اسکا سامنا اسکے بعد سے ابھی تک نہیں ہو یا تھا وہ ہاف وائٹ فراک پہنے ہوئے تھی جس پر سلور کلر کا خوبصورت سا کام تھا گولڈ کے زیورات میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی کھلے بال کندھوں پر پڑے ہوئے تھے کاشان اسے دیکھتا تو یقیناً دنگ رہ جاتا۔۔
سب لڑکیاں اسے تھام کر وسیع ہال میں لے آئیں تھیں جہاں ڈھیر سارے مہمان جمع تھے اور اب اس پر پھولوں کی بارش کر رہے تھے۔

ماوی رک گئی کیونکہ وہ سامنے سے تیزی سے چلتا ہوا آرہا تھا بلیک ٹو پیس سوٹ میں وہ ماوی کو کسی اور ہی دیس کا لگا تھا جو اسکی دھڑکنوں کو اپنے ساتھ باندھ چکا تھا اسکے وجود میں اسکا دل بن کر دھڑکنے لگا تھا۔

ماوی نے سانس روک لی کہ وہ سب لوگوں کے سامنے گھٹنوں کے بل اسکے آگے بیٹھا تھا اور ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا۔

ماوی کی آنکھیں تیزی سے آنسوں سے بھرنے لگیں تھیں۔

وہ اپنا ہاتھ داداجان کو دیکھ کر اسکی شفاف ہتھیلی پر رکھ چکی تھی فضا میں تالیوں کی گونج کافی دیر تک بجتی رہی تھی۔۔

وہ اٹھ کر اسے لیے سٹیج کی جانب بڑھنے لگا تھا۔

خشمت صاحب کی آنکھیں بھی بھرنے لگیں تھیں کہ اس دن کو انہوں نے سجدوں میں گڑگڑا کر مانگا تھا شاید اللہ نے اسی لیے انہیں ٹھیک کر دیا تھا کہ وہ پوتی کی خوشی سے نامحروم نا رہیں۔

ماوی سر جھکائے اسکے ساتھ چلتی سٹیج پر چڑھی تھی۔

کاشان کی ساکت نظریں اپنی بیوی پر تھیں جو بھر چڑ کر آگے آگے تھی۔

عنیزہ نے ماویٰ کی طرف ایک گفٹ بڑھایا تھا ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

عنی تم۔

وہ حیرت سے بولی تھی۔

عنیزہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

تمہاری شادی میں مجھے تو آنا ہی تھا۔

اسنے پناہ کو دیکھ کر مسکرا کر ماوی سے کہا۔

پناہ نے نخوت سے اسے دیکھا تھا تمہاری تو خبر میں لیتی ہوں ذرا ٹھہر میری جان کی دشمن

۔۔

وہ دانت پیستی ہوئی بڑبڑائی تھی۔

کاشان کے کہنے پر ان کا دوبارہ نکاح ہوا تھا سارے ریتی راوجوں سے اس نے اپنے بھائی کی شادی کروائی تھی وہ باپ کی کمی اسے محسوس نہیں ہونے دینا چاہتا تھا جبکہ مرجان کی نظر ماوی کے سر پر لیے دوپٹہ پر تھیں اس یاد آرہا تھا یہ دوپٹہ۔۔۔۔

کیسا ہے؟

داداجان نے اسے دیکھاتے ہوئے پوچھا تھا کہ وہ ہر بات اس سے پوچھ کر ہی کرتے تھے،

اچھا ہے لیکن یہ دیکھا دیکھا لگتا ہے داداجان۔

اس نے دوپٹے کو نرمی سے چھوتے ہوئے داداجان سے پوچھا تھا۔

وہ مسکرائے۔۔

یہ تمہاری ماں کا شادی کا دوپٹہ ہے۔

وہ زیرے لب مسکراتے ہوئے بولے تھے جس پر اسنے حیرت سے داداجان کو دیکھا تھا
چہرے کے خوبصورت نقوش میں نخوت نمودار ہوئی تھی۔

داداجان یہ میری امی کا دوپٹہ ہے اور آپ اس چھوٹی سی منی سی لڑکی کو دینے چلے ہیں وہ
اسے سنبھال نہیں پائے گئی آپ پلیز اسے مت دیں رکھ دیں اسے سنبھال کر۔

اس نے سنجیدگی سے کہا تھا جس پر انہوں نے نسکراتے ہوئے اسکا سر چوما۔

بیٹا وہ اسے سنبھال کر رکھے گئی یقین رکھو اس پر۔

انہوں نے دوپٹہ شاپر میں ڈالتے ہوئے کہا تھا جبکہ وہ پریشان ہوا اٹھا تھا***

اسکے داداجان کتنا ٹھیک کہتے تھے ماوی کے بارے میں اسنے کتنے سلیقے سے وہ دوپٹہ سنبھال
کر رکھا تھا اسے آج پتا چلا تھا۔

ماوی نے ہلکی مسکان سے اسے دیکھا جو صرف اسی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

خشمت صاحب کی پر سکون نظریں انہیں دونوں پر ٹکی ہوئیں تھیں جبکہ کاشان کی اپنی بیوی
پر اور بیوی کی عنیزہ پر تیکھی نظریں مرکوز تھیں۔

عنیزہ جوان دونوں کو الگ الگ دیکھنا چاہتی تھی انہیں ایک ساتھ کھڑا دیکھ کر اسکا تن من

سلگ اٹھا تھا حسد کی آگ سے۔۔

‘______،،،،،،،،______،،،،،،______،،،،،،______

ادھر آو ذرا مجھے بتاو تمہارا کیا بگاڑا تھا میں نے آخر تم ہر بار مجھے ہی کیوں اپنی گیم میں الجھاتی ہو سمجھ چکی ہوں میں تمہاری ساری گیم تم نے آج مجھے اس ارشمان عرف نکلی کیڑے کے پاس کیوں بھیجا تھا تاکہ مجھے میرے شوہر کی نظروں سے گرا سکو سب جان چکی ہوں میں، اب انکار مت کرنا کیونکہ انکل عزیر مجھے سب کچھ بتا چکے ہیں وہ تمہاری انٹی سی کی گئی گفتگو سن چکے ہیں اب اپنی خیر گھر جا کر منانا پہلے مجھے زرا حساب تو دو۔

اسکا بازو دبوچے وہ سٹارٹ ہو چکی تھی بولنا لیکن اس طرف آتے کاشان علوی کے قدم وہی رکے تھے اپنی بیوی کی غراہٹ نما آواز پر ۔۔

عنیزہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر کچھ دیر اسے دیکھنے کے بعد سر ہلا دیا۔۔

دراصل بات یہ ہے پناہ کہ یہ میری جگہ ہے جو کہ تمہیں میری وجہ سے مل چکی ہے اب جب مجھے میری غلطی کا احساس ہے تو تمہیں میری جگہ چھوڑ دینی چاہئیے پناہ اسی میں میری کاشان اور تمہاری بہتری ہے ورنہ۔۔۔!

ورنہ کیا ہاں تم سے میں نرمی سے پیش آتی رہی ہوں تو خود کو کوئی اور چیز ہی سمجھ بیٹھی ہو تم خبردار اگر میرے شوہر اور میرے گھر پر نظر رکھی دراصل یہ تمہاری جگہ نہیں تھی یہ میری جگہ تھی جو کہ مجھے میرے اللہ نے دی ہے تمہارا اس میں کوئی ہاتھ نہیں سمجھی اور ہاں کسی اور کو ڈھونڈو میرے شوہر کو تاڑنا بند کرو ورنہ ڈیلے نکال کر ہاتھوں پر رکھ دوں گئی

،

تم جانتی تو ہو مجھے آئی تھنک تفصیل سے بتانا نہیں پڑے گا مجھے۔

وہ اسکے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر مڑورتے ہوئے خاصے غصے سے بول رہی تھی یا پھر شاید سمجھا رہی تھی۔

کاشان کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکان نمودار ہوئی تھی وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے فرصت سے جیسے دیکھنا چاہ رہا تھا۔۔

پناہ تم حد سے بڑھ رہی ہو۔
عنی غصے سے چلائی تھی۔

دفع ہو جاو میرے گھر سے اگر حد سے بڑھی نا تو تمہیں دھکے دے کا نکال باہر کروں گئی شکر کرو حد سے نہیں بڑھی میں۔

وہ اسے پیچھے جھٹکتی ہوئی بڑے آرام سے بولتی ہوئی وہاں سے چلتی بنی۔

جبکہ عنیزہ نے ہاتھ کو سہلاتے ہوِے کچھ بولنا چاہا جب نظر کھڑکی سے نظر آتے وجود پر پڑی۔۔

وہ وخشت زدہ ہوئی۔

کاشان نے اسے گیٹ لوسٹ کا شارا کیا تھا جو اسے اسکی اوقات دیکھانے کے لیے کافی تھا۔

وہ شرمندگی سے وہاں سے فوراً سے رفو چکر ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ آنکھیں میچے گہری سانس لیتا مسکرا دیا تھا۔۔

جیسے دل کے اندر کہی بہت سا سکون اترا ہو۔

اسے کردار کی ہلکی عورتیں سخت زہر لگتیں تھیں وہ جانتا تھا وہ اپنے باپ دیدان کی اولاد نہیں بلکہ اس عورت کے پہلے شوہر کی اولاد تھا جسنے اسکے باپ کی خوبصورتی دیکھ کر شادی کی پھر اسکے باپ کا سیاہ چہرہ دیکھ کر گھر سے بھاگ کر کسی اور سے شادی کر لی تھی وہ ہر راز سے آگاہ تھا لیکن کبھی کچھ بولا نہیں کہ اگر اسکے باپ نے پردہ ڈالا ہوا تھا تو پردہ ہی اچھا تھا

تب سے اسے ہلکے کردار کی عورتیں سخت زہر لگتی تھی اسے پناہ بہت پسند تھی لیکن اسکے

کردار کا تاریک پہلو اسے اسکے قریب نہیں جانے دیتا تھا لیکن آج وہ پر سکون ہوا تھا۔

وہ کوئی شوخ سا گانا گنگناتا ہوا اپنے روم کی طرف شرشار قدموں سے بڑھا تھا۔

__________,,,,,,,__________,,,,,,__________,,,,,,,__________

بہت خوش ہو کہ مرجان کی قربت پالوگئی اسے چھو لوگئی وہ ہمشہ کے لیے تمہارا بن چکا ہے۔

وہ بیڈ پر بیٹھی دھڑکتے دل سے اسکے انتظار میں محو تھی جب ایک تلخ اور غراہٹ نما نسوانی

آواز پر وہ چونک کر نظریں اوپر اٹھا گئی تھی۔

سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی تھی۔

پیروں تک سیاہ سوٹ میں ملبوس منت کھڑی تھی لمبے بال ہوا سے اڑاڑ کر اسکے چہرے پر

آرہے تھے۔

منت اسکے چہرے پر حیرانی دیکھ کر ہنسی تھی اور زور سی ہنسی تھی کہ اسکی آواز پورے

کمرے میں دیواروں سے ٹکڑانے لگی تھی۔

وہ جلدی سے بیڈ سے کھڑی ہوئی۔

تم یہاں کیسے۔۔

وہ حیرت و پریشانی سے بولی تھی۔۔

میں مرجان کی طرح کہی بھی جاسکتی ہوں بالکل تم میں گھس کر تمہارے اس حسین وجود کو ایک پل میں ختم بھی کر سکتی ہوں جسے مرجان بے انتہا چاہتا ہے۔

اسکے قریب آتی وہ عجیب سرد سے لہجے میں بولتی بھولی بھالی ماوی کو بے حد پریشان کر گئی تھی۔

دیکھو منت جاو یہاں سے ورنہ میں ابھی مرجان۔۔۔

اسکے باقی الفاظ اسکے ہونٹوں پر ہی رکے تھے کہ منت نے اسکی گردن ہاتھ میں جھکڑی تھی جس پر وہ تکلیف سے چیخی تھی۔

تمہری آواز اس کمرے سے باہر جا ہی نہیں سکتی۔

وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولی تھی۔

ماوی تکلیف سے گردن پر ہاتھ رکھ گئی۔

میں چاہوں تو تمہیں ایک پل میں ختم کر دوں لیکن نہیں کر سکتی کیونکہ تمہارے ناک میں چمکتا یہ کوکا میرے راہ کی بڑی رکاوٹ ہے دوسرا میں تمہیں نہیں کسی اور کو مارنا چاہتی ہوں۔

وہ پھر سے اس سے دو تین قدم پیچھے ہوتی بھاری آواز میں بولی تھی۔۔

منت میں سمجھ نہیں پا رہی تمہاری باتیں اور تمہارا بیہیو۔۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی   گردن پکڑے ہوئے ہی بولی تھی۔

وہ مسکرا دی۔۔

مرجان جانتی ہو کون ہے؟

وہ پھر سے اسکے قریب آتی ہوئی سرگوشی نما آواز میں بولی تھی۔

کیا مطلب ہے تمہارا وہ میرے شوہر ہیں اور تم ہمارے گھر کیسے آ گئی ہو اور وہ بھی مرجان کے کمرے میں۔

وہ پہلی بار زرا غصے سے بولی تھی۔۔

ہمارے گھر واوا۔۔۔

وہ طنز سے مسکرائی۔

ماوی پریشان ہوئی۔۔

ایک بات کہوں تم سن کر شاید یقین نا کرو سکو۔

منت اسکے قریب آتی ہوئی بولی تھی۔

ماوی نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔

میں اتنے دنوں سے تمہارے کمرے میں ہی تو رہی ہوں وہ بھی تمہاری کبڈ میں۔

وہ خوفناک قہقہ لگاتی ہوئی بولی تھی جس پر ماوی ساکت ہوئی تھی وہ اسکی بات سمجھ نہیں سکی تھی۔

واٹ ربش کیا بکواس کر رہی ہو تم میں ابھی مرجان کو بتاتی ہوں کہ۔۔۔

وہ تیکھے لہجے میں بولتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

جب منت نے اسکی کلائی پکڑ کر زور سے اسے دیوار کی طرف دھکیلا تھا۔

آہہہہ۔۔۔

اسکی چیخ بڑی دردناک تھی ماوی کا ناک بہت زور سے دیوار پر لگا تھا ناک سے خون آنا شروع ہو گیا تھا۔

وہ ناک پر ہاتھ رکھے نیچے بیٹھتی تھی وہ ابھی بھی چلا رہی تھی ناک سے بہتا خون ہونٹوں اور گردن تک آنے لگا تھا اسے چوٹ لگی ہی بہت سخت تھی کہ وہ درد سے چیخ رہی تھی اور وہ کہاں تھا وہ یقیناً گھر پر نہیں تھا ورنہ اب تک کمرے میں ہوتا وہ اپنے دادا کے کمرے میں بیٹھا چیخ رہا تھا وخشت سے۔

درد ہو رہا ہے ایسے ہی مجھے درد ہوا تھا جب اسنے مجھے انکار کیا اور تمہیں عام سی لڑکی کو مجھ پر فوقیت دی۔

ماوی نے اسے سرخ آنکھوں سے دیکھا کہ بولا تو جا نہیں رہا تھا درد سہا جا رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے مطلب کی بات پر آتے ہیں کیا اپنے پہلے شوہر کو جانتی ہو۔

اسکے پاس بیٹھتی وہ سنسناہٹ لیے لہجے میں بولی تھی ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

خون آنا بند نہیں ہو رہا تھا اسکی گردن اور قمیض سرخ پڑنے لگی تھی۔۔

ہونٹ خون سے بھرے ہوئے تھے۔

تمہارا پہلا شوہر زندہ ہے ماوی۔

اسکے سرد لہجے پر ماوی کو کرنٹ سا جھٹکا لگا تھا۔۔

ماویٰ کی آنکھوں میں حیرت سی اتری تھی۔

تم جھوٹ بول رہی ہو یاد رکھنا مرجان تمہیں چھوڑے گا نہیں۔

وہ غصے سے بولی تھی لیکن تکلیف سے آواز دھیمی ہی تھی۔۔

اسکے بھرائے ہوئے لہجے پر منت مسکرائی تھی۔

مرجان مرجان مرجان۔۔۔

شرم کرو تمہارا پہلا شوہر زندہ ہے اور تمہیں مرجان کی پڑی ہوئی ہے میں یہ بھی جانتی ہوں اسکا نام ریان تھا وہ تمہارے دادا کے دوست کا پوتا تھا یہ جو دوپٹہ تم نے اوڑھا ہوا ہے یہ اسکی نشانی ہے جو تم نے ابھی تک کسی قیمتی متاع کی طرح سنبھال رکھا تھا تم اب سوچو مجھے کتنا کچھ پتا ہے تمہارے بارے میں میں جھوٹ کیوں بولوں گئی اگر چاہتی ہو اپنے پہلے

شوہر کو دیکھنا تو چلو میرے ساتھ تمہیں تمہارے شوہر سے ملوالاؤں۔

وہ کھڑی ہوئی ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی تھی۔

ماوی کے دل کی دیواروں پر سناٹا سا چھانے لگے تھا وہ نیلے ہوتے وجود سے بمشکل کھڑی ہوئی تھی۔

میں کسی ریان کو نہیں جانتی میرے شوہر مرجان ہیں اور میری زندگی کی آخری سانس تک رہیں گئے مجھے نہیں جانا کہی۔۔

وہ بھاری لہجے میں بولتی دیوار سے لگی تھی۔

منت نے قہر بھری نظروں سے اسکا حسین چہرہ دیکھا تھا۔۔

اوکے جیسے تمہاری مرضی لیکن ایک راز کی بات جو تمہیں بتانے لگی ہوں اگر یقین نا آئے تو مرجان سے پوچھ کر دیکھ لینا یقیناً وہ تم سے جھوٹ نہیں بولے گا۔

وہ آنکھوں میں مکار چمک لیے اسکے پاس آتی سرسراتے لہجے میں بولتی جنتِ ماوی کو حد سے زیادہ پریشان کر گئی تھی۔۔

تمہارے پہلے پیارے شوہر کے بارے میں مرجان علوی بہت اچھے سے جانتا تھا مطلب جانتا ہے لیکن اسنے تمہیں کیوں نہیں بتایا حیرت ہے ویسے اور سوچنے کی بھی بات ہے، لیکن لگتا ہے تمہاری تو وہ عقل ہی کھا گیا ہے۔

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہتی ماوی کے ہوش حواس گنوا گئی تھی۔۔۔

وہ اپنی سماعتوں پر یقین نہیں کر پائی تھی ۔

منت نے اسکے وجود کو دیکھا اور مسکرادی تھی۔

تم جھوٹ بول رہی مجھے مرجان سے بدگمان کرنا چاہ رہی ہو تت تم کان کھول کر سن لو میں مرجان سے کبھی بدگمان نہیں ہوں گئی کیوں کروں میں تمہارا یقین تم صرف میری دشمن ہو اور وہ میرا شوہر میرا خیر خوا آخر لگتی کیا ہو تم میری کیا چاہتی ہو مجھ سے مرجان سے دور کرنا چاہتی ہو مجھے۔

وہ اس بار وخشت سے چلائی تھی۔

منت کی آنکھیں سیاہ ہونے لگیں تھی اور چہرے کے خدوخال بھی عجیب سے ہونے لگے تھے مرجان کی موجودگی کا احساس پاتے ہی وہ وہاں سے ایک دم سے غائب ہوئی تھی۔۔

ماوی نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے غائب ہوتے دیکھا تھا وہ ایک دم سے نیچے گری تھی

--

__________''''________''''________''''________''''__________

وہ کچن میں بیٹھی ڈر رہی تھی رات کے بارہ بج رہے تھے وہ روم میں نہیں گئی تھی پہلے دادا جان کے پاس بیٹھی رہی جب وہ سو گئے تو اٹھ کر کچن میں چلی آئی،

یہاں بیٹھے اسے گھنٹہ ہو چکا تھا جب بھاری قدموں کی آواز پر اسکا دل اچھل کر خلق میں آ اٹکا تھا۔

وہ جلدی سے آنکھیں موند گئی اور ٹیبل پر سر رکھ گئی --

وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھنے لگا جو نیند میں ہونے کا بہانہ بہت اچھے سے کر رہی تھی مصنوعی خراٹے بھی لینے لگی تھی خراٹے اتنے بلند تھے کہ قبر میں سوئے مردے بھی جاگ جائے---

بے چاری تھک گئی ہو گئی ایسا کرتا ہوں اٹھا کر لان میں پڑے صوفے پر لٹا آتا ہوں وہاں نیند اچھی آئے گئی مسز پناہ جہانگیر کو اور کوئی ڈسٹرب بھی نہیں ہو گا میڈیم کے خراٹوں سے۔

وہ اونچا اونچا بولتا ہوا اسکی طرف بڑھا تھا۔

پناہ کی پٹ سے آنکھیں کھلیں تھیں مطلب وہ اسے کتوں کے آگے ڈالنا چاہ رہا تھا۔

صبح ہو گئی کیا۔

جھوٹ موٹ کی انگڑائی لیتی ہوئی وہ بولی تھی جیسے نیند سے ابھی ابھی جاگی ہو۔

ہاں دن کے سوا گیارہ بج رہے ہیں۔

وہ ہنوز اسکے سر پر کھڑا بولا تھا۔

جھوٹ تو مت بولیں ابھی تو رات کے بارہ بج رہے ہیں۔

وہ خفگی سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی تھی جس پر اسنے آئی بروا چکائے چہرے پر حیرت آئی۔

تو میڈیم جی کیا آپکی نیند میں کوئی واچ لگی ہوئی جہاں سے آپ نے ٹائم دیکھا،

کیونکہ آئی تھنک کچن میں تو واچ نہیں لگی ہوئی پھر کہاں سے اتنا پرفیکٹ ٹائم نوٹ کر لیا آپ نے۔

وہ اسکے سامنے اتا ہوا بھرپور طنز سے بولا تھا وہ اب اسے کیا بتاتی اسکے آنے سے پہلے وہ موبائل میں بزی تھی ایسے ہی بس ٹائم گزار رہی تھی۔

وہ نا میرا انداز بہت اچھا ہے۔

وہ پہلے تو ہونق ہوئی تھی پھر جلدی سے جواب دے دیا کہ وہ کچھ بولے بغیر کہاں رہ سکتی تھی۔

واو تو میرے بارے میں آپکا اندازا کیا کہتا ہے مسز کاشان علوی۔

وہ اسے ایک دم بانہوں میں اٹھا کر گھمبیر لہجے میں پوچھتا پناہ کو حیران و پریشان کر گیا تھا۔

وہ آنکھیں سکیڑے اسے حیرانگی سے دیکھے گئی۔۔

میں چل سکتی ہوں میری ٹانگوں میں کوئی پانی تو نہیں پڑا مجھے نیچے اتاریں۔

وہ اسکی بانہوں میں مچلتی ہوئی چلائی تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے سیڑیاں چڑھتا رہا۔۔

میں آپ سے مخاطب ہوں ُآپکو تو میں اچھی نہیں لگتی تھی سو سو کیڑے نظر آتے تھے پھر بانہوں میں اٹھائے کیوں چل رہے ہیں۔

وہ دھڑکتے دل سے اوپر اوپر سے چلا کر بولی۔

وہ کمرے میں آتا اسے بیڈ پر بٹھا کر اسکے بالکل قریب بیٹھا تھا۔

آئی ایم سوری پناہ میں بنا کچھ جانے پرکھے صرف تمہیں ہی غلط سمجھتا رہا تمہیں ڈانٹا مارا اسکے لیے سوری مائے ڈیئر ڈون وائف۔

وہ اسکے مہندی رچے ہاتھ تھامتا ہوا گھمبیر دھیمے لہجے میں بولا تھا۔
پناہ کا دل زوروں سے دھڑکنے کی سپیڈ کراس کرنے لگا تھا۔

صرف مارا ہی نہیں گھر سے دھکے دے کر نکالا اور بالکنی سے گرا کر مجھے م

قتل کرنا چاہا اور پھر میرا موبائل توڑ دیا اور پھر مجھ سے اتنے کام کروائے کہ جیسے میں اس گھر کی مالکن نہیں کوئی نوکرانی ہوں اور پھر کل میں نے دس پندراں بار چائے بنائی بیوی ہوتے ہوئے چھڑے چھانڈوں کی طرح گھومتے رہے ارے اللہ نے پیاری سی بیوی دی ہے اسے شاپنگ کروائیں کسی ہوٹل میں کھانا کھلائیں کوئی دس پندراں سونے کے سیٹ گفٹ کر دیتے نا جی نا آپ نے تو پیسا جوڑنا ہی سیکھا ہے لگانا تو سیکھا ہی نہیں آخر کیا کیا باتیں میں آپکو یاد دلاوں اگر گننے بیٹھے تو رات سے دن اور دن شام ہو۔۔۔۔۔۔

• وہ چلتی ٹرین کا منہ بند اپنے بھاری ہاتھ سے بولتی بند کر گیا تھا۔

پناہ نے ہونٹوں پر دھرے اسکے ہاتھ کو حیرت سے دیکھے۔

ساری شکایتیں سنوں گا لیکن کل ابھی مجھے خود کو غور سے دیکھنے تو دو یار۔

وہ اس کا چہرہ تھام کر اپنے چہرے کے بے حد قریب کرتا مدھم لہجے میں بولا تھا۔

جبکہ اسے دن میں تارے نظر آئے تھے۔

وہ اس سے اپنا آپ چھڑا نا پائی تھی اور نا ہی کچھ بول پائی تھی کہ کمرے میں بکھڑا افسوں

اسے خاموش کر گیا تھا ۔۔

کاشان کی دھڑکنیں اسے واضع سنائیں دیں تھیں۔۔

ماویٰ۔۔۔

وہ فرش پر گری ماوی کے پاس دوڑتا ہوا آیا تھا۔

ماوی نے خون جمے چہرے سے اسے دیکھا آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگیں تھی اور اسکی

آنکھیں ماوی کی یہ حالت دیکھ کر خون رنگ ہوئیں تھی۔

ماوی!

یہ کیا ہوا ہے کس نے کیا ہے کیا منت نے اسے تو جان سے مار کر ہی میں رہوں گا

وہ زہریلے لہجے میں کہتا ہوا اٹھا تھا جب وہ اسکی کلائی اپنے ہاتھ میں جھکڑ گئی تھی۔

وہ پھر سے بیٹھا تھا۔

ماوی درد ہو رہا ہے۔

وہ اسے گود میں کھینچتا ہوا اس بار بھینچے ہوئے لہجے میں بولا تھا جبکہ وہ اسے دیکھتی خاموش

رہی اور اسے دیکھتی رہی تھی۔

ماوی کچھ بولیں پلیز دل پھٹ رہا ہے میرا۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتا شدت بھرے لہجے میں بولا تھا۔

مرجان۔۔

وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بلک اٹھی تھی۔

مرجان کی جان بھی آپ پر قربان ہو آپ بیڈ پر لیٹیں میں آتا ہوں ۔

وہ اسکا سر چومتا غصے سے کہتا ہوا اٹھنے لگا تھا جب وہ اسکا کندھا تھام گئی۔

مرجان ایک بات مجھے جاننی ہے کیا آپ جانتے ہیں منت ایک انسان نہیں ہے وہ کوئی اور

ہی مخلوق ہے آپ جانتے ہیں وہ اتنے دنوں سے میرے کمرے رہ رہی تھی مجھے چوٹ

پہنچانا آپ کا ٹھیک کر دینا یہ سب کیا ہے میرا سر پھٹنے لگا ہے مرجان یہ کیا چل رہا ہے آخر مجھے جاننا ہے پلیززززز۔

وہ آنسوؤں سے تر چہرہ لیے چہرہ اسکے ہاتھوں پر رکھے بہت ٹھہرے اور بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

مرجان نے ہونٹ کچلے پھر وہ ساکت سا بیٹھا رہ گیا تو کیا ماوی اس چڑیل کی حقیقت سے آگاہ ہو چکی تھی۔

منت۔

وہ دل ہی دل میں سلگا تھا۔

وہ یہ بھی کہہ رہی تھی میرا پہلا شوہر زندہ ہے ایسے کیسے ہو سکتا ہے مرجان وہ اگر زندہ ہوتا تو میں اتنے سال کیوں کھجل خوار ہوتی رہی وہ مجھے تک پہنچتے اور مجھے لے جانے کیوں نہیں آیا یہ کیسے ممکن ہے وہ میرا وجود فراموش کر دیتے یہ تو ناممکن ہے نا۔

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ وہ ٹکڑے ہوتے وجود سے اسکے زخمی الفاظوں سے زخمی ہو رہا تھا۔

آپ خاموش کیوں ہیں مجھے جواب دیں میرے کسی سوال کا تو جواب دیں نا۔

وہ چپ رہ کر آج اس بے چاری لڑکی سے جھوٹ نہیں بولنا چاہ رہا تھا۔

ماوی آئیں میرے ساتھ۔

وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا تھا۔

ماویٰ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کہاں۔۔۔

وہ دکھتے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی۔۔

ماویٰ چلیں میرے ساتھ۔

وہ اسے کھڑا کرتا ہوا بولا تھا۔

ماوی کو ساتھ لیے وہ کمرے سے باہر نکلا تھا جبکہ وہ اسکے چہرے کو دیکھتی ہوئی اسکے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔

گاڑی میں اسے بٹھا کر وہ گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑ گیا تھا۔

جبکہ وہ آنسوں بھری آنکھوں سے اپنے دوپٹے کو دیکھ رہی تھی جسکے پلو میں اسکا خون لگا ہوا تھا اس نے کتنا سنبھالا تھا لیکن وہ آج خراب ہو چکا تھا پھر اسنے اسے دیکھا جو چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے گاڑی چلائے جا رہا تھا۔۔

گاڑی اسکے گھر کے آگے رکی تھی اسکے دادا جان کا گھر سامنے وہ پہاڑی بھی تھی جس سے وہ گرا تھا اور پھر ایک تکلیف دہ سفر شروع ہو چکا تھا کاش وہ گرتے ہی مر جاتا یا وہ اس دن گھر سے باہر ہی نا نکلتا لیکن اتنی تکلیف اسکے مقدر میں لکھی گئی تھی جو اسنے سہنی ہی تھی۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اس سیلن سے کالے پڑتے گھر کو دیکھا جو اپنے وقت کا بہت خوبصورت گھر تھا شاید اسکی دیواریں ووڈن سے بنیں ہوئیں تھیں، جو کالی پڑ چکیں تھیں دیواروں پر جھڑی بوٹیاں اُگ چکیں تھی ہر طرف جھاڑیوں اور گھاس کی کافی مقدار تھی ،

رات کی سیاہ تاریکی میں وہ گھر ماوی کو بہت خوفناک لگا تھا۔

چلیں ماوی اپنے گھر۔

وہ اسکا ہاتھ تھامتا ہوا سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

ماوی کا دل لرزا تھا۔

اپنا گھر۔

وہ حیرت سے بڑبڑاتی ہوئی اسکے ساتھ کھینچنے لگی تھی۔۔

وہ اسے اس ہال میں لے آیا تھا جہاں جالے دھول مٹی بکھرا ہوا سامان تھا،

اور ایک سفید لائٹ جل اٹھی تھی انکے ہال میں آتے ہی جس نے چاروں طرف روشنی سی بکھیر دی تھی۔۔۔

وہ خوف زدہ ہوئی تھی۔

مرجان مجھے ڈر لگ رہا ہے یہاں سے چلو پلیز۔

وہ خوف سے چور لہجے میں بولی تھی۔

وہ مسکرایا۔

مسکراہٹ بڑی درد بھری تھی کاش وہ سمجھ پاتی کہ اس وجود نے اپنی زندگی میں بڑی مشکلیں دیکھیں ہیں تو شاید وہ اس سے کچھ نا پوچھتی۔۔

ماوی آج کا دن رازوں سے پردہ اٹھانے کا دن ہے آج آپکو میری سچائی بتانے کا دن ہے آج آپ کو خاموش رہنا ہے اور مجھے بولنا ہے۔

وہ سیاہ آنکھیں اسکے گلابی دوپٹے پر جماتا ہوا بولا تھا جبکہ ماوی اسکی سیاہ آنکھیں دیکھ کر خوف زدہ ہوئی کہ ایسی ہی تو منت کی آنکھیں ہوئیں تھیں جب وہ غائب ہوئی تھی۔

وہ تین چار قدم ماوی کو دیکھتا ہوا دور ہوا تھا۔

پھر وہ اس سرخ اور سفید نگینے والی بھاری خوبصورت انگھوٹھی کو دیکھنے لگا تھا جو خوب چمکنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ماوی کی ساکت نظرِیں اسی پر تھیں۔

اسنے رنگ اتار کر سامنے پڑے ٹیبل پر رکھی تھی۔

پھر آنکھیں موند کر وہ کسی سے بات کرنے لگا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک بے انتہا خوبصورت انسان کا روپ لے چکا تھا۔

مرجان۔۔۔!

ماوی چیختی ہوئی پیچھے ہوئی تھی جبکہ اوپر کھڑی منت ہنسی تھی۔

اسکے بدلتے روپ پر ماویٰ زور سے چیخی تھی وجود میں بے یقینی سی تھی۔

ماوی کی زوردار چیخ پر وہ سرعت سے آنکھیں کھولتا اسکی طرف دیکھنے لگا تھا۔

اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ پلٹ کر بھاگی تھی ساتھ ساتھ چیخ بھی رہی تھی ۔۔

وہ ایک دم سے اسکے سامنے آیا تھا۔

ماوی ڈر کر ایک دم سے رکی تھی ۔۔

مرجان،

وہ اسکا نام بڑبڑاتی ہوئی پل میں بے ہوش ہوتی ہوئی اس کے بانہوں میں گری تھی۔

مرجان نے اسے تھام کر سینے سے لگایا تھا۔

ماویٰ جان ہیں آپ میری آپکے لیے ہزار بار مرجان مر سکتا ہے اور جی سکتا ہے۔

اسے سینے میں پیوسٹ کیے وہ درد بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔

منت نے قہر بھری نظروں سے انہیں دیکھا پھر وہ وہاں سے غائب ہوئی تھی ۔۔

کہ مرجان اسکی موجودگی سے شاید آگاہ ہو چکا تھا۔

وہ سیاہ پڑتی آنکھوں سے ویران گھر کو چوکنا نظروں دیکھنے لگا تھا۔۔

وہ ماویٰ کو اٹھا کر داداجان کے کمرے کے ساتھ بنے اپنے کمرے میں لے آیا تھا آنکھوں میں وخشت سی ناچ رہی تھی۔

کمرہ بے انتہا گندا تھا لیکن اسکی ایک نظر سارے کمرے کو بے حد خوبصورت اور شفاف بنا گئی تھی۔

اسے بیڈ پر لٹا کر وہ پنجوں کے بل نیچے بیٹھا تھا۔

تب ہی وہ چونکا اسکے سامنے دیدان بیٹھے ہوئے تھے۔

بابا یہ لڑکی دیکھ رہے ہیں آپ، جنتِ ماویٰ جان ہیں میری، آپکے بیٹے کی سانسیں اسکی سانسوں میں بستی ہیں مجھے اسکی سانسیں خود میں محسوس کرنی ہیں میں جانتا ہوں یہ ٹھیک نہیں لیکن میں اس لڑکی کی قربت خود میں محسوس کرنا چاہتا ہوں باباجان۔

وہ درزیدہ لہجے میں بول رہا تھا جبکہ دیدان کی گہری سیاہ آنکھوں میں نمی تھی وہ بیٹے کو دیکھتے رہے پھر سر ہلا کر وہاں سے غائب ہو گئے۔۔

وہ ماوی کو دیکھنے لگا۔

ماوی کی نمی جڑی پلکوں میں حرکت ہونے لگی تھی۔

مرجان۔

وہ کانپتے ہونٹوں سے اسکا نام بڑبڑاتی ہوئی اٹھ بیٹھی تھی۔

مرجان نیچے بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔

ماویٰ اسے قریب بیٹھا دیکھ کر ڈر کر پیچھے ہوئی تھی۔

لب بھینچتی جھکے سر والے شخص کو دیکھتی وہ کانپتے لرزتے وجود سے وہاں سے اٹھتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

ماوی کیا ریان سے کوئی بازپرس نہیں کرنا چاہیں گئ آپ۔

اسکی بے تاثر آواز ماوی کے قدموں کی زنجیر بنی تھی۔

وہ پلٹی تھی۔

کچھ دیر اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھتی رہی۔۔

کیوں پوچھوں میں تم سے کچھ کونسا حق دیا ہے تم نے مجھے جو تم سے بازپرس کروں میں۔

وہ اس بیٹھے شخص کے قریب دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی آتی تلخ لہجے میں بولی تھی۔

وہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔

ماوی باز پرس کرنے کا صرف آپکو ہی تو حق دیا ہے اس سیاہ شخص نے۔

وہ اس بار اسکے سراپے کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔

ماوی کی آنکھوں میں سپاٹ تاثرات آئے تھے۔

کیا کہوں میں تمہیں ریان یا مرجان۔

وہ سرد لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

وہ کھڑا ہوتا مسکرایا تھا۔

جو آپکو پسند ہے وہ کہہ لیں۔

وہ ہلکی مسکان سے بولا تھا۔

ماوی نے ہونٹ بھینچے۔

میں تمہیں نہیں جانتی کیونکہ ریان ایک انسان تھا اور تم مجھے انسان نہیں لگ رہے بلکہ کوئی بہروپیا لگ رہے ہو جو روپ بدلتا ہے اور لوگوں کو اذیت دیتا ہے۔

وہ اسکے بالکل سامنے آتی ہوئی نمی بھرے لہجے میں تیکھے الفاظ بول رہی تھی۔

مرجان نے اسے دیکھا۔

مرجان نے کسی کو اذیت نہیں دی ہاں آپکو دی ہے اور آپکا مجرم ہے یہ شخص جو چاہے سزا دے لیں۔

وہ عجیب یاسیت سے بولتا اسکے بے حد قریب آکھڑا ہوا تھا ۔

لیکن اگلا لمحہ مرجان کے ہوش ٹھکانے لگا گیا تھا۔

چٹاخ،

چٹاخ،

ماوی کے ہاتھ کے دو سخت تھپڑ مرجان علوی کو ٹھنڈا کر گئے تھے۔

ریان کی بیوہ بن کر جو تکلیف میں نے سہی ہے اسکے لیے تھے یہ۔

کیا قصور تھا میرا کیوں اتنی لمبی سزا دی مجھے یہ لو اپنا دوپٹہ ختم میرے تم سے سارے رشتے ناتے خبردار اگر اب میرے سامنے آئے تو۔

کھینچ کر گلابی گوٹے والا خوبصورت پیارا سا دوپٹہ اسکے سینے پر مارتی ہوئیں وہ چلائی تھی۔

وہ جوابا دھیمے سُروں سے ہنسا تھا۔

ماویٰ نے چونک کر اسے دیکھا۔

سرخ سفید رنگت گلابی باریک ہونٹ ستواں ناک براون بال براون آنکھیں خقیقتاً ماوی کو اپنا آپ اسکے سامنے کچھ بھی نہیں لگا تھا وہ شخص کتنا خوبصورت تھا لیکن خود کو کیسے بدصورتی میں چھپائے ہوئے تھا حیرت تھی لیکن ماوی کے دل کو تو وہ سیاہ انسان ہی بھایا تھا نا ،جو اسکے دل کے دھڑکنے کی وجہ تھا جو اسے آپ کہہ کر جب جب اسے پکارتا تھا ماوی کو سینے کی ننھی ننھی دیواروں میں شگاف پڑتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔

ماوی اصولاً تو مجھے بھی آپ سے بہت ناراض ہونا چاہیئے تھا۔

وہ دوپٹہ ہاتھوں میں لیتا ہوا سنجیدگی سے بولا تھا۔

ماوی نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

وہ پلٹا تھا اور ایک دراز کو کھولنے لگا دراز سے اس نے سفید پیپرز نکال کر ماویٰ کو دیکھا تھا۔

ماوی نے الجھن بھری نظروں سے پیپرز کو دیکھے۔

یہ کیسے پیپرز ہیں۔

وہ غصے سے بولی تھی کیونکہ وہ پیپرز اسکی طرف بڑھائے ہوئے تھا۔

وہ جواباً زخمی ہنسی ہنسا تھا۔

آپ خود دیکھ لیں۔

وہ کاغذ ہنوز اسکی طرف بڑھاتا ہوا سنجیدگی سے بولا۔

ماوی نے کچھ دیر ان پیپرز کو دیکھا پھر جھپٹے اور کھول کر ان پر نظریں دوڑانے لگی تھی۔

وہ سفید پڑتے چہرے سے ہونٹ بھینچ گئی تھی۔

ماوی میں نے تو آپ سے کوئی شکایت نہیں کی خلانکہ میرا دل دکھا تھا لیکن کبھی آپ سے شکوہ شکایت نہیں کی کوئی بدگمانی دل میں نہیں آنے دی اگر وہ لوگ یہ پیپرز عدالت میں جمع کروا دیتے اور میں بھی غصے میں آکر خلع کے پیرز پر سائن کر دیتا تو۔۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

ماوی کا دل خالی ہوا اور آنکھوں سے آنسو بہے۔

نا نا ماوی رونا نہیں، جب تک میں زندہ ہوں آپکی آنکھوں میں نمی نہیں دیکھ سکتا۔

وّہ سرعت سے اسکا آنسو ہتھیلی پر لے گیا تھا۔

آہ ہ ہ۔۔۔

وہ چیختی ہوئی نیچے بیٹھی تھی اور زور و قطار رونے لگی تھی تکلیف حد سے زیادہ تھی ۔

مرجان کے چہرے پر سیاہ تاریکی چھائی۔

اسے روتے چلاتے دیکھ کر۔

وہ انکھوں میں آئی نمی پیتا اسکے قریب بیٹھا اور اسے گود میں کھینچ گیا تھا۔

ماوی نے دو تین بار اسکی بانہیں جھٹکی تھیں لیکن وہ مضبوطی سے اسے خود میں بھینچ گیا تھا

۔۔

مرجان۔۔

وہ اسکے سینے پر سر رکھے رو دی تھی۔

ماوی مرجان نہیں ریان کہیں پلیز ز۔

میں آپکے ہونٹوں سے اپنا گھم نام سننا چاہتا ہوں۔

وہ اسکا سر چومتا ہوا دھیمے لہجے میں اس سے درخواست خواں تھا۔

ماوی کے آنسو آنکھوں میں ٹھہرے تھے۔

وہ سر اٹھا کر اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔

کیسے تمہیں ریان کہوں جب اس شخص نے میرے وجود کا سوچا نہیں مجھے دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑے کسی اور دنیا میں مگن ہو گیا کیسے اس شخص کا نام لوں جسکے نام کے سہارے میں نے بیس سال بیوگی میں گزار دیئے کیسے اس شخص کا نام لوں جسے میرے وجود کے زخموں کا پتا ہی نہیں تھا ریان یہ نام میرے ہونٹوں پر کیسے آسکتا ہے جب اس ریان نے مجھے میرا کوئی حق دیا ہی نہیں ہے۔۔

وہ سر اٹھائے بہت تلخی سے اس سے پوچھ رہی تھی ساتھ ساتھ رو بھی زار و قطار رہی تھی۔

مرجان سر جھکا کر اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا جب اسنے اسے دھکا دیا اور کھڑی ہوئی۔

وہ اسے سنجیدگی سے دیکھتا رہا۔

ماوی آنسو صاف کرتی پلٹ کر باہر کی طرف چلی گئی۔

لمبے کوریڈور میں بھگ رہی تھی وہ،

ریان نے نیچے گرے گلابی دوپٹے کو تھاما اور کھڑا ہوا تھا۔۔۔

وہ ہتھلیوں سے آنسو کرتی ہوئی سیڑیاں اترنے لگی تھی جب وہ سفید لائٹ ایک دم بجھی تھی۔۔

اور وہ سرخ نگینے والی انگوٹھی چمکنے لگی تھی۔

مرجان نے وہ رنگ تھام کر انگلی میں پہنی تھی وجود کو جھٹکا لگا تھا اور وہ ریان سے پھر سے

مرجان علوی بن چکا تھا۔

ماوی اسے سرخ پڑتی نظروں سے دیکھتی رہی۔۔

ماوی آپکو ریان کا وجود نہیں پسند نا تو مرجان علوی کبھی ریان کا وجود نہیں اپنائے

گا سمجھیں وہ مر چکا تھا آج سے سولہ سال پہلے۔

مرجان کے درزیدہ لہجے پر ماوی کو ایسے لگا جیسے اسکا دل کسی نے نوچ کر نکال لیا ہو۔

آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا تھا۔

میرے منہ سے آپ کبھی ریان کا زکر نہیں سنیں گئی۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا بولا تھا۔

ماویٰ دو تین قدم پیچھے ہوئی تھی۔

مرجان پلیز۔۔

وہ چیخی تھی۔

ناک میں درد ہوا تھا یوں خلق کے بل چیخنے سے۔۔

آئی لو جنت ماویٰ۔۔۔

ماویٰ ٹھٹھکی تھی اسکے گھمبیر لہجے پر اسکے پُر کشش اظہار پر۔

ماویٰ مرجان کا بیکار وجود آپ پر قربان ہو۔۔

وہ اسکے قدموں میں بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

ماوی لب بھینچے رو دی۔

اور یہ کس کی طرف سے ہے۔

وہ بھی اسکے پاس بیٹھتی ہوئی بولی تھی۔

وہ اسے دیکھتا ٹھٹھکا تھا کہ وہ بھیگتی آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

آپ خود سمجھ جائیں۔

وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

یہ ریان کی طرف سے ہے، ہے نا۔

وہ اسکے سیاہ ہاتھ پر ہونٹوں سے مہر لگاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔

مرجان مسکرایا تھا۔

آپکو کیسے پتا۔۔

کیونکہ ریان نے اپنا وجود اپنی بیوی کے لیے ختم کر دیا ہے مرجان تو یہ الفاظ اسی کے تھے،

مجھے معاف کر دو مرجان میں تم سے بدگمان ہوئی تمہیں مارا مجھے معاف کر دو پلیز زز۔۔

اسکے سیاہ بالوں پر ہونٹ رکھتی وہ رو رو کر کہہ رہی تھی جبکہ وہ مسکراتے ہوئے اسکا وجود

بانہوں میں لیتا اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔

مرجان کی آنکھوں سے بے رنگ پانی بہنے لگا تھا اور ماوی کے بالوں پر گرنے سے پہلے وہ اپنے آنسو صاف کر گیا تھا۔۔

منت کو اسکا بھائی زبردستی وہاں سے لے کر جا چکا تھا۔

سائیڈ ٹیبل پر رنگ پڑی ہوئی تھی تھی۔۔

مرجان کی آنکھیں سیاہ پڑنے لگی تھیں۔

مرجان میں تمہارے وجود میں جینا چاہتی ہوں اِس دنیا سے اوجھل ہو جانا چاہتی ہوں۔

اسکے کندھے پر سر رکھے وہ بڑے دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔

مرجان کا سر اسکے سر پر تھا۔

وہ پھیکی سی مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگا پھر وہ اٹھا تھا۔

ماوی کیا میں آپکو چھونے کی جسارت کر سکتا ہوں۔

وہ اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے دھیمے لہجے میں اس سے التجا کر رہا تھا۔

ماویٰ نے سرخ پڑتے چہرے سے اسے دیکھا۔

پھر بنا کچھ سوچے سمجھے ہاتھ اسکی شفاف ہتھیلی پر رکھ دیا جسکے ہاتھ کی لکیریں بہت مدھم تھیں جیسے ان میں قسمت اور زندگی کی لکیر ہو ہی نا۔

وہ ماوی کو لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی ماوی نے تویش سے اسے دیکھا لیکن وہ ماوی کو دیکھ کر جاندار مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا گیا تھا۔۔

تین گھنٹہ کا وقت گزر چکا تھا جب منت وہاں نمودار ہوئی تھی اسے اسکے بھائی نے اپنی طاقت سے رسیوں سے باندھ دیا تھا لیکن وہ نکل آئی تھی بھائی کی قید سے کسی کی مدد سے۔

۔

وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی جب اسکی نظر اس بجھی ہوئی رنگ پر پڑی تھی۔

ایک جاندار مسکراہٹ اسکے تیکھے لبوں پر چمکی تھی۔

دوڑ کر وہ رنگ پکڑتی اپنی انگلی میں ڈال چکی تھی۔

منت کی آنکھیں اس رنگ کو پہن کر سیاہ ہوئیں تھیں اور وہ چمکتی رنگ ایک دم سے بجھی تھی۔

منت شاطر مسکراہٹ لیے سیڑیاں چڑٹی مرجان کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

وہاں کا منظر دیکھ وہ ہنسی تھی۔

مرجان ماوی کو سینے سے لگائے گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جبکہ ماوی سو رہی تھی لیکن اب اسکی آنکھوں میں حرکت ہوئی تھی مرجان کی تیز ہوتی سانسوں سے۔

وہ اٹھ کر بیٹھا تھا سینہ مسلتا وہ بیڈ سے کھڑا ہوا تھا۔

ماوی ساکت نظروں سے اسے دیکھتی رہی تھی جو مرجان کی شکل میں آچکا تھا اسکے وجود پر بہت بڑے بڑے زخم بننے لگے تھے۔

ریان

ماوی چیختی ہوئی کھڑی ہوئی تھی۔۔

کوئی فائدہ نہیں ماوی اب تمہارا شوہر کچھ ہی پل کا مہمان ہے یہ دیکھو اسکی پیاری رنگ میرے پاس ہے۔

وہ اندر آتی ہوئی کمینگی مسکان سے ماوی کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

ماوی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

تمہاری یہ جرات تم میرے سامنے آو میری ماوی کو نقصان پہنچاو مار نا دوں میں۔۔

مرجان غصے اور نفرت سے اسکی بڑھا تھا جب منت نے اسے زور سے دھکا مارا تھا اور وہ ہوا میں اڑتا ہوا کمرے کی چھت سے ٹکڑاتا ہوا زمین پر گرا تھا۔

"وہ زخموں سے چور وجود لیے کراہا تھا۔

ماوی اسکا درد اپنے دل پر لیتی ہوئی مرجان کی طرف دوڑی تھی جب وہ ماوی کی کلائی جھپٹتی اسے بھی دیوار کی طرف پھینک گئی تھی ماوی نیچے گری تھی دیوار سے نہیں ٹکرائی تھی۔

ماوی!

وہ قہر سے چلایا تھا۔۔

یو بلڈی بچ اب مجھ سے بچ کر دیکھاو زرا۔۔

لڑکھڑاتا ہوا اسکے قریب آتا وہ سرعت سے اسکے بال پکڑ چکا تھا۔

منت نے غصے سے اسے دیکھا جبکہ مرجان نے اسے مار دینے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

تمہاری یہ ہمت تم میری بیوی پر ہاتھ اٹھاو اسے نقصان پہنچاو میں مار نادوں تمہیں۔۔

وہ شدت سے چلاتا ہوا منت کا سر تین چار بار دیور اپر مار چکا تھا۔۔
منت چلائی لیکن اسکی گرفت سے نا نکل سکی تھی۔

وہ ایک جھٹکے سے اپنی رنگ اسکی انگلی سے کھینچ چکا تھا پتا نہیں اتنی ہمت اس میں کہاں سے آگئی تھی منت اسکی گرفت سے نکل نہیں سکی تھی نا ہی وہ رنگ چھپا سکی تھی جو مرجان ایک جھٹکے سے کھینچ چکا تھا کہ وہ رنگ تھی ہی مرجان علوی کی۔

وہ پاگل جانتی نیں تھی یہ رنگ زیادہ دیر کسی کے پاس نہیں رہ سکتی سوائے مرجان اور ماوی کے۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ماوی کو ہاتھ لگانے کی اسکا ناک زخمی کرنے کی اسکے ہاتھوں پر چھالے ڈالنے کے اسکے بال توڑنے کہ اسکا دوپٹہ جلانے کی۔

وہ درشت لہجے میں کہتا ہوا کئی تھپڑ منت کی گال پر مار چکا تھا جبکہ منت کو اپنی زندگی خطرے میں محسوس ہوئی تھی وہ کوس رہی تھی اس وقت کو جب وہ یہاں آئی تھی اسکا چہرہ خون سے تر تھا ۔۔۔

تم مرجان کو کبھی نہیں مار سکتی جب تک وہ خود نا چاہے۔

مرجان کی سرد آواز پر وہ ٹھٹھکی تھی۔

تم یہاں مجھے مارنے اور میری رنگ چرانے آئی ہو نا۔

وہ سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

منت نے سر ہلایا اور مسکرائی تھی۔

وہ عجیب زبان میں ایک دوسرے سے مخاطب تھے۔

ہاں مارنے آئی ہوں اور مار کر جاوں گئی لیکن تمہیں نہیں تمہاری بیوی کو۔

وہ منہ سے خون تھوکتی ہوئی سرد مسکراتے لہجے میں بولی تھی۔

مرجان کا دل ایسے جیسے کسی نے نوچا ہو ماوی کو مارنے کا کہنا ہی اسکا وجود خالی کر گیا تھا۔۔

تم میری ماوی کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتی سمجھی۔

اسکی گردن ہاتھ میں لیتا وہ بولا تھا جس پر وہ کھل کر ہنسی تھی پہلے پیچھے دیکھ لو کہ تمہاری بیوی ہے بھی یا نہیں۔۔

اسکے زہریلے لہجے پر وہ ساکت ہوا تھا۔

پھر اسے جھٹکتا وہ پیچھے مڑا تھا۔

ماوی کا وجود اس کمرے میں نہیں تھا۔

وہ ارد گرد دیکھنے لگا تھا پھر غائب ہوتا وہ وہاں تھا جہاں اسکی ماویٰ تھی۔۔

اسی پہاڑی کی بلند چوٹی پر اسکی بیوی کی آنکھیں باندھے ایک بہت طاقتور جن ماوی کو لیے کھڑا تھا۔

جبکہ ماوی شاید بے ہوش تھی کہ وہ اس جن کے کندھے سے جھول رہی تھی۔

ماویٰ

ماویٰ

وہ چلاتا ہوا اسکی طرف دوڑا تھا جب راستے میں منت آئی تھی۔۔

رنگ میرے حوالے کردو اگر بیوی چاہتے ہو تو کیونکہ تم اس تک پہنچ نہیں سکتے۔

کیوں نہیں پہنچ سکتا۔

منت کو پیچھے دھکا مارتا وہ ماوی کی طرف بڑھا تھا جب اس جن نے ماوی کو ہوا میں لہرا کر کھائی کی طرف دھکا دیا تھا لیکن وہ اسے پکڑ بھی چکا تھا۔

وہی رک جاوا گر بیوی چاہتے ہو تو۔

کیا چاہتی ہو۔

وہ زہریلے لہجے میں پوچھنے لگا تھا جب اسی جن نے اپنے جادو سے کچھ پڑھ کر مرجان علوی کے سر پر ہاتھ مارا تھا۔۔

مرجان کا وجود جھٹکا کھاتا ساکت ہوا تھا ماتھے سے خون کا فوارا پھوٹنے لگا تھا۔

مرجان نے دھندلاتی نظروں سے پیچھے کھڑی ماوی کو دیکھا جو ابھی بھی ہوا میں ہی ملحق تھی۔

رنگ نکالو منت جلدی کرو ورنہ اسکا زخم دوبارہ ٹھیک ہو جائے گا۔

وہ جن چلایا تھا۔

منت نے کھینچ کرزبردستی اسکے انگلی سے وہ رنگ کھینچی تھی۔

مرجان نیچے گرا تھا۔

شکریہ تمہارا تم ٹائم پر آگے اب تم ہی میرے شوہر بنو گئے۔

منت اس سفید چمڑی والے جن سے مخاطب تھی جس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے محبت سے دیکھا تھا۔۔

مرجان آخری بار اپنی رنگ کو دیکھ لو کیونکہ میں ماوی کو نہیں تمہیں ہی مارنا چاہتی تھی جانتی ہوں تم نہیں مرتے بیوی کو چھونے کی اجازت تمہیں مل چکی تھی تمہارے باپ سے لیکن مجھ سے تم بچ نہیں سکتے تھے کہ مجھے تمہاری یہ رنگ چاہیئے تھی میں آئی ہی تمہارے قریب تمہاری اس رنگ کے لیے تھی اور تمہیں مرنا ہی تھا۔

نیچے گرے شخص کے پاس بیٹھتی وہ سرد لہجے میں بول رہی تھی۔

جانتی ہوں یہ رنگ میرے پاس نہیں رہے گئی اس لیے تو اس توڑنے والی ہوں وہ بھی تمہارے سامنے جانتی ہوں اس سے نا تمہیں کوئی فائدہ ہو گا نا مجھے لیکن تمہیں تمہاری اس بیوی کے ساتھ ہنسی خوشی نہیں دیکھ سکتی میں۔۔

مرجان کی ساکت آنکھیں منت پر نہیں بیوی پر تھیں۔۔

مبت نے غصے سے آنکھیں میچیں کچھ پڑھا تب ہی اسکے ہاتھ پر کوئی کالی چیز نمودار ہوئی تھی۔

وہ رنگ کو مرجان کے سامنے رکھتی اس پر کالے چاقو سے کئی وار کرنے لگی تھی آخر اس انگوٹھی کے سارے نگینے بکھر چکے تھے۔۔

مرجان کا وجود جھٹکے پر جھٹکا کھانے لگا تھا۔

پھر اسکی آنکھوں سے پانی نہیں سرخ خون نکلنے لگا تھا۔

گڈ بائے۔

وہ جانے لگی تھی جب وہ اسکی کلائی پکڑ چکا تھا۔

کہاں جا رہی ہو۔

وہ کھڑا ہوتا طنز سے پوچھ رہا تھا۔

منت نے حیرت سے اسے دیکھا جو کھڑا ہو چکا تھا۔

تب ہی وہاں دیدان آیا تھا۔

منت اور سفید جن نے پریشانی سے دیدان کو دیکھا تھا۔۔

بابا انہیں مار دیں انہوں نے میری بیوی کو ایذا پہنچائی ہے وہ معصوم ہے اسنے پہلے ہی میری وجہ سے بہت تکلیف سہی تھی اب اور نہیں۔

وہ آنسو بہتی آنکھوں سے بابا سے بول رہا تھا۔

ماوی کی بند آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے لیکن وہ بول نہیں پا رہی تھی نا ہی آنکھیں کھول رہی تھی۔

کہ انہوں نے اسکے وجود کو قبضے میں لیا ہوا تھا۔

مرجان مجھے معاف کر دینا میں آج بھی تم تک وقت پر نہیں پہنچ سکا۔

دیدان بیٹے سے شرمسار تھا وہ درزیدہ مسکان سے ہنسا تھا پھر ماوی کی طرف لڑکھڑاتے قدموں سے دوڑا تھا۔۔

دیدان نے ان دونوں کو قہر سے دیکھا پھر انہیں وِہاں سے لیے وہ غائب ہوا تھا۔۔

ماوی۔

اسے پکڑ کر سینے سے لگاتا وہ بمشکل بول پایا تھا آنکھوں سے نکلتا خون ماوی کے ہونٹوں سے لگا تھا۔

ماوی کی آنکھیں کھلیں تھیں۔

وہ اسکے سینے سے لگی رودی تھی۔

مرجان یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔

اسکا چہرہ چھوتے ہوئے وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

ماوی۔

اسکا نام پکارتا وہ گرا تھا جب وہ اسے تھام گئی۔

وہ ماوی کے سینے پر سر رکھ گیا تھا۔

مرجان۔۔

وہ رونے لگی تھی چلانے لگی تھی۔۔

جنتِ ماویٰ۔

ماوی کا دل لرزنے لگ تھا اسکے ہونٹوں سے اپنا نام سن کر۔۔

ماوی مجھے اس دنیا سے جانا ہی تھا آج یا کل منت تو صرف ایک بہانہ بنی ہے،
میں زیادہ دیر کسی کی سانسوں پر جی نہیں سکتا تھا،
ماوی آپکو چھونے کی اجازت لی تھی بابا سے لیکن میں آپکے پاس زیادہ دیر نہیں رہ سکتا تھا

میرا وجود ختم ہو رہا تھا دھیرے دھیرے میں جانتا تھا بابا نہیں جنتے لیکن میں جانتا تھا ریان

کا وجود ختم ہو رہا ہے جب ریان ہی نا رہتا تو مرجان کے وجود کی کوئی خثیت نہیں تھی ماویٰ

۔۔

مجھے جانا ہی تھا اس دنیا سے کہ ماوی میرا وجود بہت تکلیف میں تھا میں سو نہیں سکتا تھا میں

کھا نہیں سکتا تھا میں آپکو محسوس نہیں کر سکتا تھا تو میرا چلے جانے ہی بہتر تھا نا۔

وہ اسکے سینے پر سر رکھے ہی ٹھہر ٹھہر کر بول رہا۔

ریان۔۔

وہ بلکی تھی۔

ماوی وعدہ کریں مجھ سے کبھی نہیں روئیں گئ آپ۔

وہ اسکے آنسو صاف کرتا ہوا بولا تھا آواز بہت ہی دھیمی ہو چکی تھی اسکی۔

کیا آپ چاہتی تھیں کہ میں یہی رہتا لیکن اذیت میں رہتا۔

وہ لرزتے لہجے میں بول رہا تھا۔۔

۔

ریان۔۔

وہ سر نفی میں ہلاتی روئی تھی ماوی کا گلابی دوپٹہ مرجان کے خون سے رنگنے لگا تھا۔

ماوی خوش رہنا ہمارے بیٹے کے ساتھ باقی سب کے ساتھ۔

وہ ماوی کا چہرہ تھامتا ہوا بولا تھا اور اسکے خون آلود نقوش کو آخری بار ہونٹوں سے چھونے لگا تھا۔۔

تب ہی اسے ایک بہت بڑا جھٹکا لگا تھا اسکا وجود اچھل کر پھر سے ماوی کی گود میں آ گرا تھا۔

ماوی مرجان کی تکلیف پر بلکنے لگی تھی اس سنسان پہاڑی پر اسکا رونا دور دور تک جا رہا تھا۔

اسکی گود اب خالی ہو چکی تھی اس دلربا شخص کے وجود سے۔۔

جنتِ ماوی۔

کا نام گونجا تھا ارد گرد۔۔

وہ کھڑی ہوتی ارد گرد دیکھنے لگی تھی کوئی نہیں تھا صرف اس شخص کی آخری پکار گونجی تھی

۔

مرجان۔۔

وہ پورے قد سے گرتی روئی تھی دوسری بار بیوہ کر گئے تم مجھے ریان ۔

وہ تکلیف کی شدت سے چیخی تھی لیکن کوئی نہیں تھا وہاں اسکی تکلیف پر تڑپنے والا شخص

وہاں نہیں تھا وہ جا چکا تھا ۔۔

تم اچھے شوہر نہیں ہو ریان۔

مرجان تم بھی اچھے شوہر نہیں ہو چھوڑ گئے نا تم بھی مجھے۔۔

وہ چلا چلا کر رو رہی تھی تڑپ رہی تھی مر رہی تھی۔

ٹن ٹن ٹن ٹن۔۔

دروازے کی بجتی گھنٹی پر داد جان نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔۔

سامنے لٹی پٹی کھڑی ماوی کو دیکھ کر وہ ساکت ہِوے تھے۔۔

خون سے رنگا چہرہ خون سے ہی رنگا وہ گلابی دوپٹہ۔۔

ماوی کا وجود ساکت تھا آنکھیں داداجان پر تھیں پھر نظریں ان دو وجود پر گئیں تھیں۔

کاشان نے اسے دیکھ کر دیوار تھامی تھی۔

ماوی۔۔

پناہ چلاتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی۔

داداجان آپکی ماوی پھر سے بیوہ ہوگئی پھر سے اکیلی ہوگئی ہے وہ ۔۔

درد بھرے فقرے پر کاشان نیچے بیٹھا تھا جبکہ اداد جان اسے سینے سے لگاتے زار و قطار

رونے لگے تھے کہ مرجان کل رات ہی انہیں اپنی سچائی سے آگاہ کر چکا تھا وہ ناراض نہیں

ہوئے تھے ریان سے۔

لیکن اب وہ رونے لگے تھے۔۔

مرجان کیوں آخر تم چلے گۓ سوچا ہوتا تمہارا بھائی تمہارے وجود سے زندہ تھا۔

کاشان بال نوچتا چلایا تھا تکلیف حد سے زیادہ تھی لیکن مداوا کوئی نہیں تھا ۔

پناہ کو سمجھ نہیں آیا کسی کی طرف جائے۔۔

لبہ بھی باپ کے کندھے پر سر رکھے رونے لگی تھی کہ چاچو میں تو اسکی بھی جان تھی۔

وہ شخص کتنے لوگوں کی زندگی کا سبب تھا نا لیکن جانے والے کب سوچتے ہیں کسی کے بارے میں۔۔۔

ماوی کے ہوش کھونے پر سب ہی اسکی طرف دوڑے تھے۔۔

خوبصورت گھر چاروں طرف لہلاتے پودے لکڑی کی دیواروں پر براون پینٹ کیا گیا تھا

۔۔

گھر بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔

یہ گھر ریان کے دادا کا تھا جہاں اسکی بچپن کی یادیں تھیں ۔۔

اس گھر کو دوبارہ سے رینیو کروانے میں چھ مہینے لگے تھے۔

ماوی نے ہوش میں آتے ہی اس گھر میں رہنے کی خواہش کی تھی جس پر کاشان اور دادا جان نے اسے بہت سمجھایا تھا لیکن وہ مانی نہیں تھی۔

آخر کاشان کو اسکی ضد پر یہ گھر دوبارہ سے ٹھیک کروانا پڑا تھا اور اب ان سب کو اس گھر میں رہتے دو سال کا وقت ہو چکا تھا۔۔

کاشان ماوی کا خیال ایک بھائی کی طرح رکھتا تھا۔۔

سفید کڑھائی والی سفید ہی چادر وہ اچھے سے اپنے وجود کے گرد اوڑھے مسکرا رہی تھی سامنے کھیلتے دو سال کے بچے کو دیکھ کر۔

وہ بہت ہی خوبصورت بچہ تھا یا یہ کہہ لیں کہ ریان کی کاپی تھا تو غلط نا تھا اس میں کاشان سمیت سب کی ہی جان بسی ہوئی تھی۔۔

ریان گر جاو گئے یار۔۔

کاشان گاڑی سے نکلتا اسکی طرف بڑھتا ہوا بولا تھا۔۔

نیں ڈرتا بابا آخر میں آپکی طرح بہادر جو ہوں

وہ کاشان کی گود میں چڑھتا ہوا اپنی توتلی زبان میں بولا تھا وہ ابھی صاف صاف بات نہیں کرتا تھا۔

ماوی کے ساتھ دادا جان بھی بیٹھے ہوئے تھے جن کی نظریں پوتی پر تھیں جبکہ پوتی کی نظریں اپنے ساتھ بیٹھتے وجود پر تھیں۔

وہ مسکرایا تھا ماویٰ کو دیکھ کر اور ماویٰ اسے دیکھ کر۔

ہمارا بچہ۔

وہ بولا تھا۔

جس پر وہ سر ہلاتی مسکرا دی۔

ہمارا ریان۔

وہ بھی سرگوشی سے بولی تھی۔

پناہ بھی اب کاشان اور ریان کے پاس چلی گئی تھی۔

وہ ریان کو خفگی سے دیکھ رہی تھی۔

ریان تم اپنے بابا کو دیکھ کر اپنی بڑی فرینڈ کو تو بھول ہی جاتے ہو۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی خفگی سے بول رہی تھی جس پر کاشان نے فخر سے اپنے بیٹے کو دیکھا

تھاریان کے ہوتے انہیں کبھی اپنی اولاد کا خیال نہیں آیا تھا کہ پناہ کے گود ابھی تک خالی ہی تھی۔

مرجان۔

ماوی اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

میری پیاری ماویٰ۔

وہ جوابا اُسے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

ماوی نمی لیے آنکھوں سے مسکرائی تھی تب ہی ریان آکر اس جگہ بیٹھا تھا جہاں اسکا باپ بیٹھا ہوا تھا مطلب کہ وہ مرجان کی گود میں بیٹھا تھا۔

مرجان نے ہونٹوں سے اپنے بیٹے کے سر کو چوما تھا وہ نظر ہمشہ ماوی کو ہی آتا تھا۔

اور ماویٰ نے عشق سے مرجان کے سر پر ہونٹ رکھے تھے۔۔

مرجان کے بے جان وجود میں ٹھنڈک سی اتری تھی۔

آئی نو آپ لوگ ناراض ہوں گئے مرجان کی موت پر لیکن ڈیئر ریڈرز اس ناول کا اختتام

میرے دماغ میں پہلے آیا تھا کہانی تو بعد میں بنی تھی میں نے اور اسکا اختتام ایسے ہی

لکھا تھا مرجان کو مرنا ہی تھا آخر۔

یہ ناول ایک فینٹسی تھا اس میں حقیقت کا کوئی پہلو نہیں تھا سوا سے حقیقت سے کمپیئر

مت کیا کریں شکریہ۔

#مرجان۔۔

اس کردار پر میں نے ساری کہانی بنائی تھی بالکہ اس شخص پر ہی میں نے کہانی لکھی تھی

اور اسکا مرنا ہی کہانی کا ختتام تھا سو ناراض مت ہونا اللہ خافظ۔۔

ناول کیسا لگا رائے کا اظہار لازمی کریئے گا

ختم شُد

Urdu Novels